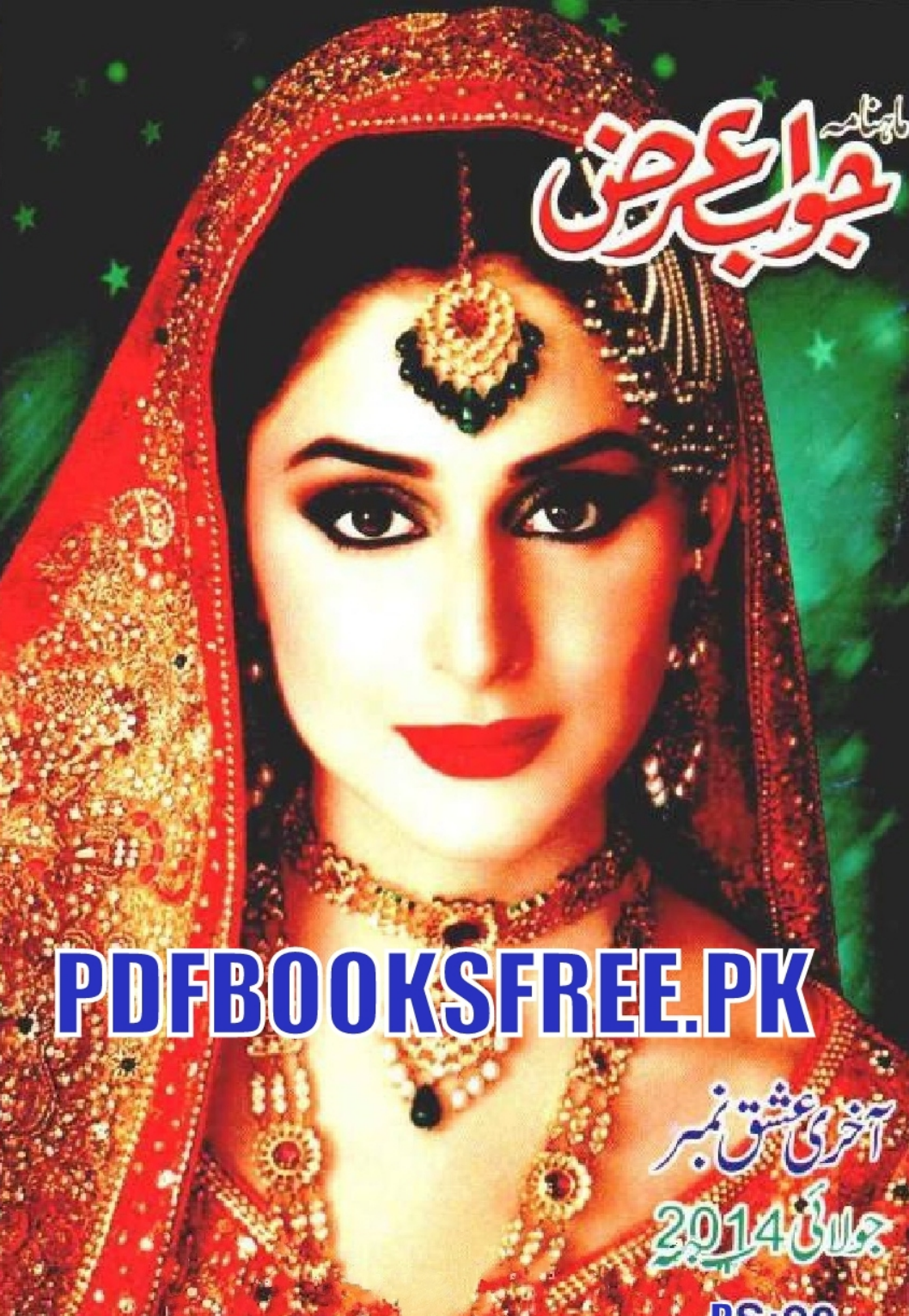
ماہنامہ
جواب عرض
PDFBOOKSFREE.PK
آخری عشق نمبر
جولائی 2014ء

ماں کی یاد میں

------علی شان لاہور

ماں ماں ماں کیا مٹھاس ہے ان الفاظوں میں قسم خدا کی دل کو بہت سکون ملتا ہے ماں دونوں ہونٹ بجو جاتے ہیں پیاری ماں کا نام لینے سے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بھی رشتہ عزیز نہیں ہے ماں بھی ماں اگر باپ چھوڑ جائے تو ماں ہی باپ بن کر اولاد کو ہر وہ خوشی دیتی ہے جو ماں باپ دونوں سے ملتی تھی اور ماں ہی باپ ماں ہی دوست ماں ہی گھر کی رونق ماں ہی وہ خانہ کعبہ جس ایک بار پیار سے دیکھ لیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری حج ادا ہوگئی اور ماں ہی دنیا کی وہ ہمراز جو اپنی اولاد کے ہر عیب چھپا لیتی ہے ماں ہی ہمدرد جو اپنے بچے کو تھی بھی درد میں دیکھ کر سکون نہیں لیتی جب تک اس کا لال ٹھیک نہ ہو جائے ماں ہی ہر رشتہ ہے ماں کسی بھی رشتے کا احساس نہیں ہونے دیتی ماں آج میں لوگوں کو وہ باتیں بتانے جا رہا ہوں جو آج تک میرے دل میں ہی رہیں تھیں راز کی باتیں ہیں ماں جب بھی میں گھر سے باہر نکلتا ہوں تو مجھے گرمی ستاتی ہے سردی لگ جاتی ہے لیکن یہ بات میں نے آزمائی ہے کہ جب آپ کا دیدار پیار سے کر کے جاتا ہوں تو مجھے کچھ بھی نہیں ہوتا ماں میں آپ کو خوش کر کے جاتا ہوں تو کیا آپ میرے جانے کے بعد میرے لئے دعائیں کرتیں ہیں اسی لیے تو مجھے گرمی سردی کا احساس نہیں ہوتا کیوں کہ آپ کی دعائیں میرے سر پر ہمیشہ سایہ بن کر رہتی ہیں اور دوسری بات ماں آپ کو تو پتہ ہے میں آپ کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر کھانا کھاتا ہوں جانتی ہیں کیوں میں نے آپ سے دور بیٹھ کر جب بھی کھایا ہے مجھے ذرا مزہ نہیں آتا ماں آپ سے باتیں کرتے کرتے کھاتا رہتا ہوں روح کو جسم کو اک سکون سا ملتا جاتا ہے مان کل میں اپنے دوست کے گھر گیا وہ کافی عرصے بعد آیا تھا جب وہ اپنے گھر کا دروازہ گزرہ تو اس کی چیخیں نکل گئیں کیوں کہ پہلے اس کی ماں اس کے آنے کی خبر سن کر گھر کو صاف کر کے اس کے لیے طرح طرح کے کھانے بنا کر دروازے میں کھڑی ہو کر اس کا انتظار کرتیں تھیں مگر آج جب وہ گھر گیا تو دیواروں سے اپنا سر ٹکرا ٹکرا کر بہت رویا ماں کو ہر کمرے میں جا کر آوازیں دیں ہر کونے میں ڈھونڈا مگر اس کی ماں کی آواز نے اسے ایک بار بھی نہیں پیار سے کہا بسم اللہ میرا لال آ گیا نہ کسی نے اس کا ماتھا چوما نہ کسی نے اسے دونوں ہاتھوں سے اس کے سر پر پیار ہی دیا ماں جب میں نے یہ منظر دیکھا تو مجھ سے رہا نہیں گیا میں نے اسے چپ نہیں کروایا میں تو بھاگا کہ ہائے میری امی ماں مجھے ایسا لگا کہ دنیا اندھیری ہوگئی ہے دنیا بے رونق ہوگئی ہے زندگی بجھ رہی ہے سانسیں اٹک رہی ہیں میں مجھے نہیں پتہ میں گرتا سنبھلتا کیسے گھر تک آیا تھا آپ سو رہی تھیں مگر نجانے میں کوئی گستاخی کر لیتا آپ کو جگانے کی مگر آپ گہری نیند میں تھیں میری آوازوں سے نہ اُٹھیں تو میں نے چپکے چپکے آپ کے پاؤں چومے میں نے اپنے لب بہت ہی آہستہ آپ کے پاؤں کو لگائے کہ میری امی جان کی نیند خراب نہ ہو جائے پھر جب تک آپ جاگیں نہیں میں وہی پر بیٹھا آپ کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا جب آپ جاگ گئیں تو میں نے آپ کی گود میں سر رکھ کر آپ کے ہاتھ چومے ماں مجھے پتا نہیں کیوں کچھ ہی دیر میں آپ کی کمی مار دیتی ہے ماں کبھی بھی مجھے اپنی آنکھوں سے دور نہ کرنا آپ کی جدائی میری موت ہے ماں آئی لو یو کتنی پیاری ہیں آپ۔ علی شان۔

Digest.pk

ذاتی صفحہ

محترم قارئین کرام۔ السلام وعلیکم۔ کیسے ہیں آپ سب امید ہے کہ بالکل ٹھیک ہوں گے۔ آج ہم آپ کے روبرو حاضر ہورہے ہیں سوچا ہے کہ آپ لوگوں سے کچھ باتیں ہوجائیں کچھ دکھ سکھ کچھ ادھر کی کچھ ادھر کی آج جواب عرض کو معرض وجود میں آئے ہوئے چالیس سال بیت گئے ہیں کیسے بیت گئے ہیں پتہ نہیں چلا۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے کل کی بات ہو۔ اور چالیس سال سے جواب عرض کو چلانے والے آپ ہی ہیں آپ کے تعاون سے ہم آج اس منزل پر پہنچے ہیں کہ جواب عرض کا یہ پودا جو شہزادہ عالمگیر صاحب نے آج سے چالیس سال پہلے لگایا آج تناور درخت بن گیا ہے یہ صرف ہماری محنتوں کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ آپ کی محنتوں آپ کی محبتوں آپ کی چاہتوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم جواب عرض کے اس پلیٹ فارم میں کھڑے ہیں جس کی شاخیں پوری دنیا میں جاتی ہیں پوری دنیا میں جواب عرض کا نام ہے جہاں جہاں پاکستانی آباد ہیں وہاں وہاں جواب عرض پہنچتا جارہا ہے یہ سب آپ کی محنتوں کا نتیجہ ہے کہ آج ادارہ جواب عرض بہت مضبوط ہو چکا ہے۔ لیکن حالات کی سنگینی اور بڑھتی ہوئی مہنگائی نے ہمیں مجبوراً کچھ فیصلہ کرنے پر مجبور کردیا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ ہمارے اس فیصلے کو آپ سب ویلکم کہیں گے عالمگیر کی وفات کے بعد ہم جانتے ہیں کہ ہم پر کیا کچھ بیتا لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری۔ مہنگائی بڑھتی رہی لیکن ہم حالات کا مقابلہ کرتے رہے لیکن آج کاغذ کے بہت زیادہ ریٹ بڑھ جانے کی وجہ سے۔ پرنٹنگ کے ریٹ بڑھ جانے کی وجہ سے مجبور ہمیں جواب عرض اور خوفناک ڈائجسٹ کی قیمتوں میں پانچ پانچ روپے کا اضافہ کرنا پڑرہا ہے۔ لیکن ہمیں فخر ہے آپ سب ساتھیوں پر کہ آپ ہماری اس مجبوری کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے ہمارے فیصلے پر آمین کہیں گے آپ ساتھیوں کے تعاون سے ہی ہم چلتے آرہے ہیں آگے بڑھتے جارہے ہیں اور انشاء اللہ آگے ہی آگے بڑھتے جائیں گے۔ تین سال تک ہم نے قیمت نہ بڑھائی ہم خود ہی اندر اندر ہی مارکیٹ کا بوجھ برداشت کرتے رہے لیکن اب مجبوراً آپ ساتھیوں کے سامنے حاضر ہونا پڑا ہے امید ہے کہ جواب کے چاہنے والے پہلے کی طرح ہی اس جواب عرض کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ اور ہمارے سر کو فخر سے بلند رکھیں گے ہمیں آپ سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ آپ کا تعاون ہمارا بوجھ کچھ کم کرسکتا ہے اور ہم کوشش کرتے جارہے ہیں کہ اپنے رائٹرز کی سٹوری کو جلد سے جلد شائع کرنے کی کوشش کریں اور ان قارئین سے بھی گزارش ہے کہ جنہوں نے آج تک جواب عرض میں نہیں لکھا ہے وہ بھی کوشش کریں اور جواب عرض کے اس گلدستے میں اپنی مہکوں کے رنگ جمائیں۔ انشاء اللہ اب ہر ماہ آپ لوگوں میں اپنی حاضری دیتے رہیں گے تاکہ آپ کو بھی معلوم ہوسکے کہ ہم جواب عرض کو نکھارنے میں کیا کیا پلان ترتیب دے رہے ہیں۔ قارئین کرام آپ کو جولائی 2014ء کا جواب عرض 90 روپے اور خوفناک ڈائجسٹ 70 روپے میں ملے گا۔ جواب عرض کے بارے میں آپ کی کیا کیا سوچیں ہیں کیا کیا رائے ہیں ہمیں خط کے ذریعے مطلع کرتے رہنا۔ تاکہ ہم آپ سب کی تجویز کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہوسکیں۔۔۔

اسلامی صفحہ

درود پاک کی برکات

بلخ میں ایک امیر کبیر سوداگر رہتا تھا اس کے دو لڑکے تھے اس خوش نصیب کے پاس دنیاوی دولت کے علاوہ ایک نعمت عظمیٰ یہ تھی کہ اس کے پاس سرکار دو عالم ﷺ کے تین بال مبارک تھے جب وہ خوش بخت فوت ہوا تو اس کے دونوں بیٹوں نے باپ کی جائیداد آپس میں تقسیم کر لی اور جب موئے مبارک کی باری آئی تو بڑے لڑکے نے ایک بال مبارک خود لے لیا اور ایک چھوٹے کو دے دیا تیسرے بال مبارک کے بارے میں بڑے نے کہا کہ اسے آدھا آدھا کر لیں چھوٹے نے کہا اللہ کی قسم میں ایسا نہیں ہونے دوں گا کون ہے جو رسول ﷺ کے بال مبارک کو توڑے بڑے نے جب اپنے چھوٹے بھائی کی عقیدت اور ایمانی تقاضا دیکھا تو بولا اگر تجھے اس بال کے ساتھ اتنی ہی محبت ہے تو یوں کر یہ تینوں بال تو رکھ لے اور باپ کی جائیداد کا اپنا حصہ بھی مجھے دے دے چھوٹے نے یہ سن کر کہا واہ رے قسمت مجھے اور کیا چاہئے ایمان والا ہی اس نعمت عظمیٰ کی قدر جانتا ہے دنیا دار کمینہ کیا جانے چنانچہ بڑے نے دنیا کی دولت لے لی اور چھوٹے نے تینوں موئے مبارک لے لیے اور انہیں بڑے ادب و احترام سے رکھ لیا جب شوق غالب ہوتا تو زیارت کر لیتا اور درود پاک پڑھتا اور اس ذات جل جلال کی بے نیازی دیکھو کہ اس کے بڑے بھائی کا مال چند دنوں میں ہی ختم ہو گیا اور وہ کنگال ہو گیا بقول شاعر

دنیا پچھے دین ونجایا تے دنی نہ چلی ساتھ۔۔۔ پیر کو ہاڑ امار یا مور کھا اپنے ہاتھ

اللہ تعالیٰ نے چھوٹے کے مال میں برکت ڈال دی اور وہ خوش حال ہو گیا پھر جب حبیب خدا ﷺ کا جانثار وفات پا گیا تو کسی نے خواب میں دیکھا رحمت دو عالم حضرت محمد ﷺ کی زیارت کی اور اسے بھی ساتھ دیکھا سید نا دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ اے میرے امتی تو لوگوں میں اعلان کر دے جس کسی کو کوئی حاجت کوئی مشکل پیش ہو تو وہ اس قبر پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اس نے بیدار ہو کر اعلان کر دیا تو اس عاشق رسول ﷺ کی قبر مبارک کو ایسی مقبولیت نصیب ہوئی کہ لوگ دھڑا دھڑ اس قبر پر حاضر ہونے لگے اور پھر یہاں تک نوبت آ گئی اگر کوئی سوار ہو کر وہاں سے گزرے تو برائے ادب سواری سے نیچے اتر جاتا اور پیدل چلتا اور نزہتہ المجالس میں ہے کہ بڑے بھائی کا مال ختم ہو گیا اور وہ بالکل فقیر ہو گیا اس نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور اپنی حالت کی شکایت کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے بدنصیب تو بال مبارک پر دنیا کو ترجیح دی اور تیرے بھائی نے وہ موئے مبارک لے لیا اور جب وہ بال مبارک کو دیکھتا تو مجھ پہ درود پڑھتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو دونوں جہانوں میں نیک اور سعید کر دیا تب وہ بیدار ہوا تو چھوٹے بھائی کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے خادموں میں شامل ہو گیا۔ (نزہتہ المجالس۔).....کشور کرن پتوکی

Digest.pk

کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہیں ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تحفی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر۔ رائٹر۔ ادارہ۔ یا پبلیشر زذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلیشر زشہزادہ عالمگیر۔ پرنٹرز زاہد بشیر۔ ریجنی گن روڈ لاہور)

ہم تو بس آپ کے ہیں
انیسہ ناز
۱۱۶

دیوانگی کہاں جا کے ٹھہری
منظور اکبر تبسم
۱۶۰

جلد نمبر ۴۰
شمارہ نمبر ۳
جولائی ۲۰۱۴ء

میرا مان ٹوٹ جائیگا
مس افشاں
۱۳۲

جھوٹی محبت
ندیم ڈھکو
۱۶۸

تیری جدائی مار گئی پردیسی
ایم یعقوب
۱۴۲

محبت عذاب ماضی
حاجی انور لانگ
۱۷۲

محبت رنگ بدلتی ہے
سیدہ جیا عباس
۱۵۰

سب کچھ کھو دیا
ڈاکٹر سدرہ
۱۸۴

لمبی جدائی
آصف جاوید زاہد
۱۵۶

پیار کی جیت
نزاکت علی
۱۵۲

Digest.pk

ولی محمد اعوان لاہور اور عافیہ گوندل کی شاعری

غزل

میری ہر نظر تیری منتظر تیری ہر نظر
کسی اور کی
میری زندگی تیری بندگی تیری
زندگی کسی اور کی
کبھی وقت جو ملے تیری ہر گھڑی
کسی اور کی
مجھے صرف تیری طلب تھی پر جانے
مجھے تو کیوں نہ ملا
تو اسے ملا میرے سامنے جیسے تھی
طلب کسی اور کی
وقت کبھی ملے تو ذرا آ کے دیکھ
میرے خیالات کو
کوئی الوداعی موسم کا ذکر چھڑے تو
میرے اشعار ہیں جتنے اس کے
کر دینا نام تو
تیری تلاش میں ہم نیچو دکو کھودیا ولی
مجھ کو تیرے ملنے کی آس رہتی ہے
آج بھی
سکھا دیا ہے سب کو ہنر اپنا ہم نے
رکھا نہیں ہے پاس کوئی بھی لوٹا دیا
ہے ہم نے
اب میری ہر نظر ٹھہری ہے منتظر
تیری
تو زندگی بن گیا ایسی جب سے
میری

غزل

خاک مجھ میں کمال رکھا ہے
آقا تیری رحمتوں نے پال رکھا

عدل کرے تے تھر تھر کمین
اوچیاں شانا والے
جے کرم کریں تے بخشے جاون محور
جنے منہ کالے

یہ بازی حق کی بازی ہے یہ بازی
تم ہی ہارو گے
ہر گھر سے مجاہد نکلیں گے تم کتنے
مجاہد مارو گے

دل کی دھڑکن کہتی ہے کہ آمد ہے
میرے یار کی
کس نے آ کر چھیڑی ہے یہ تار جو
ہے میرے پیار کی
ایم ولی اعوان گولڑوی

بقیہ عافیہ گوندل

انکو جب بے نقاب دیکھیں گے
اک مہکتا ہوا گلاب دیکھیں گے
ان کا چہرہ کتاب جیسا ہے
پڑھ کے ہم یہ کتاب دیکھیں گے
روبرو میرے چاند ہے اب کے
آج ہم بے حساب دیکھیں گے
سایہ اس وقت ڈھل چکا ہوگا
مڑ کے جب بھی جناب دیکھیں
گے چل کے عافی آج تم بھی

دسک دو
کیا ہے ملتا جواب دیکھیں گے

غزل

ہوا تھی تو بہت لیکن وہ شام جیسے
سک رہی تھی
کہ زرد پتوں نے آندھیوں کو
عجیب قصہ سنا دیا ہے

کہ جس کو سن کے تمام پتے سک
رہے تھے بلک رہے تھے
جانے کس سانحے کے غم میں شجر
جڑوں سے اکھڑ چکے ہیں
بہت تلاشہ ہم نے تم کو ہر رستہ ہر
اک وادی
ہر اک پربت ہر اک وادی
مگر کہیں سے یہ خبر نہ آئی تو یہ کہہ
کے ہم نے دل کو ٹالا
ہوا تھمے گی تو دیکھ لیں گے
ہم اس کے دستوں کو ڈھونڈ لیں
گے
مگر ہماری یہ خوش خیالی جو ہم کو
برباد کر گئی بھی
ہوا تھی تھی ضرور لیکن بڑی ہی
مدت گزر چکی تھی
ہمارے بالوں کے جنگلوں میں
سفید چاندی اتر چکی تھی
فلک پہ تارے نہیں رہے تھے
گلاب پیارے نہیں رہے تھے

عافیہ گوندل

Digest.pk

غزلیات

عمر بھر کا بنایا تو نے ہمسفر تمہیں
مبارک
میری نئی زندگی یہ نئی منزلیں یہ نیا
سفر تمہیں مبارک
تو بن کے دلہن جسے ملی ہے شباب
تیرا اسے مبارک
یہ لال جوڑا یہ مسکراہٹ صدا ہو
دلبر تمہیں مبارک
خدا کرے تیری زندگی میں کبھی
خزاں نہ آئے
بہاروں کا یہ حسین موسم حسین منظر
تمہیں مبارک
اب میری ضرورت کہاں رہی
تمہیں تو ساتھی مل گیا ہے
یہ غم تنہائی مجھے ملی ہے خوشیوں کا
گھر تمہیں مبارک
تیرے میرے اے جان جانا
راستے اب جدا ہو گئے ہیں
میں چھوڑ کر جا رہا ہوں زئی یہ تیرا
شہر تمہیں مبارک
محمد زکریا زئی۔ ننڈھلل

قطعہ

تسی ہور کسے دے لگدے ہائے
تیں ہر کسے دا پیار ہائے
ایی چھوٹی جئی مخلوق خدا دی
کسی ڈھول تجربہ کار ہائے
سانوں عارضی سنگت دے
لارے دے دے کے کسی کر دے
ہور شکار ہائے
دراصل یاسین تے لت رکھ کے
کسی ٹپنا چاہندے پار ہائے

.....

اے رب سائیں عرش دی تختی
توں اک ٹکروں لفظ منا چا
پنج وقت عبادتاں کراں میں
میرے روندے نین ہسا چا
تو آپ رحیم کریم جو ہیں میرے
اجڑے بخت بنا چا
باقی قسمت محسن دی اپنی ہے اک
وار تے یار ملا چا

.....

محسن بدنام زمانے میں بدنام تو
ہونا پڑتا ہے
کس دل کو پیار کیا جائے اسے پھر
کھونا پڑتا ہے
یہ دولت والوں کی یہاں دلوں کا
کوئی بھاؤ نہیں
دو پل کی خوشیاں ملتی ہیں پھر زندگی
بھر رونا پڑتا ہے
محمد اعجاز احمد محسن، خانیوال

آنکھیں

بڑی بڑی غزالی آنکھیں
مجھ کو لگتی ہیں نرالی آنکھیں
شوخ و چنچل ہے چہرہ تیرا
جس پہ سجتی ہیں مثالی آنکھیں
بھری بھری یہ ہیں شرم و حیا سے
حیا جو آئی تو جھکا لیں آنکھیں
دیکھیں تمہیں جو سر اٹھا کے
ہو لے ہو لے مسکرا دی آنکھیں
نگاہیں تم سے جو مل گئی ہیں
شرم سے پھر جھکا دی آنکھیں
آنکھیں یہ تیری آنکھیں
دیکھا جو تم کو بتا دی آنکھیں
مار ہی ڈالو گے نظروں سے مجھ کو
کہا تو میں نے ہٹا لی آنکھیں
دیکھتے ہو جو روز چہرہ بڑی مدت
سے ہیں سنبھالی آنکھیں
ماشاء اللہ چشمے بدور
اللہ اللہ یہ نرالی آنکھیں
کس نے اب یہ تعریف کر دی
اس نے کاجل سے سجالی آنکھیں
رومی آنکھوں میں کتنے ہیں دیپ
روشن
کبھی خوشیوں سے ہوں نہ خالی
آنکھیں
عبدالجبار رومی انصاری لاہور

غزل

اک روز محبت سے بلاؤ تو سہی تم
آنکھیں میری آنکھوں سے ملاؤ تو
سہی تم
اک مدت سے پیاسی ہیں نگاہیں

Digest.pk

میری
آنچل ذرا چہرے سے ہٹاؤ تو سہی
تم
ساغر سے تو پیتے ہوئے عمر کٹی ہے
ہونٹوں کے کبھی جام پیلاؤ تو سہی
تم
اے جان جہاں جان وفا جان تمنا
اے جان جگر مجھ میں سماؤ تو کسی
دن
پوچھ تو سہی اشک کسی دیدتر کے
گرتے ہوئے لوگوں کو اٹھاؤ تو
سہی تم
مس فوزیہ کنول

غزل

تجھے بھول جانے جانی کی کوشش
کروں گی
ستم خود پہ ڈھانے کی کوشش کروں
گی
چھپانے سے بھی عشق چھپتا نہیں
ہے
مگر میں چھپانے کی کوشش کروں
گی
مجھے زہر لگتے ہیں چہروں پہ
چہرے
میں پردے اٹھانے کی کوشش
کروں گی
سنا ہے دیواریں بھی سنتی ہیں باتیں
میں گم دل سنانے کی کوشش کروں
گی میں کوشش کروں گی کہ وعدہ
نبھاؤں
صدا مسکرانے کی کوشش کروں گی
میں جو دنیا کی بھیڑ میں گم ہوں
کنول
میں اس کو بتانے کی کوشش کروں
گی
مس فوزیہ کنول

غزل

اپنے ہاتھوں کے لیے گجرا بنالے
مجھ کو
اپنی نازک سی کلائی میں سجالے مجھ
کو
بڑی چاہت سے کبھی اور بڑی
حسرت سے اک ادا سے کبھی سنے
سے لگالے مجھ کو
جس کے لہرانے سے خوشبوئیں
ہواؤں کو ملیں
اپنے آنچل میں کسی روز چھپالے
مجھ کو
چوم کے اور جھوم کے دھیرے
دھیرے
تو کبھی جھیل سی آنکھوں میں سمالے
مجھ کو
اپنے ہاتھوں کے لیے گجرا بنالے
مجھ اپنی نازک سی کلائی میں سجالے
مجھ کو
محمد شعیب رسول ہارون آباد

غزل

میں نے الفت کے تقاضوں کو
نبھایا اکثر
اور لوگوں نے میرا درد بڑھایا اکثر
میں نے ٹوٹے ہوئے لوگوں کو
اٹھانا چاہا
اور لوگوں نے سر راہ مجھ کو گرایا اکثر
میں نے چاہت کے زمانے میں
تماشہ نہ کیا
اپنے ڈھلتے ہوئے اشکوں کو چھپایا
اکثر
یوں تیرے ترک تعلق سے
شکایت کیسی
چھوڑ دیتا ہے میرا ساتھ بھی سایا
اکثر
آمنہ شہزادی جہانیاں

غزل

اک بار کر کے اعتبار لکھ دو
کتنا ہے مجھ سے پیار لکھ دو
گنتی نہیں ہے یہ زندگی اب
تیرے بن
ترس رہا ہوں مدت سے
اس بار اپنی محبت کا اظہار لکھ دو
دیوانہ ہو جاؤں جسے پڑھ کر میں
کبھی ایسی غزل تم میری جان لکھ
دو
زیادہ نہیں لکھ سکتے تو مت لکھو
محبت بھرے دو چار الفاظ لکھ دو
اک بار لکھو مجھے محبت ہے تم سے
پر یہی جملہ بار بار لکھ دو
بشارت علی ٹوبہ ٹیک سنگھ

غزل

چاہا بہت لیکن ملا ہی نہیں

Digest.pk

بہت کوشش کی مگر فاصلہ مٹا ہی نہیں
اس زمانے نے مجبور ہی اس قدر کر دیا تھا
کہ میری کسی صدا پر وہ رکا ہی نہیں
ہر اک سے سبب پوچھا تیرے نہ ملنے کا
ہر اک نے کہا وہ تیرے لیے بنا ہی نہیں
میں تمام تر کوشش کے باوجود تمہیں
ہار گیا
اور تو اسے مل گیا جس نے تجھے
مانگا ہی نہیں
اتنی شدت سے خادم نے چاہا تھا
وہ کسی اور کا ہوا
شاید اس دنیا میں محبت کا کوئی صلہ
ہی نہیں

تنہائی

پھر تاروں بھری راتیں ہیں
پھر خوشبو کی بارا تیں ہیں
پھر شام کا ٹھنڈا آنچل ہے
اور ایک بھٹکتا بادل ہے
پھر ساون ٹوٹ کے برسا ہے
اور یہ دل اتنا ترسا ہے
پھر دنیا کے ریلوں میں پھر زندگی
کے میلوں میں
تیری یاد کی شہنائی ہے
میں ہوں اور میری تنہائی ہے
محمد خادم جنگ ڈیرا مراد جمالی

غزل

مجھ سے ملتا تھا تو ملتا تھا چرا کر
آنکھیں
پھر وہ کس کے لیے رکھتا تھا سجا کر
آنکھیں
میں اسے دیکھتا رہتا تھا جہاں تک
دیکھوں
اک وہ جو دیکھے نہ اٹھا کر آنکھیں
اس جگہ آج بھی بیٹھا ہوں اکیلا
یارو
جس جگہ وہ چھوڑ گیا تھا ملا کر
آنکھیں
مجھ سے نگاہیں وہ اکثر چرا لیتی ہے
یاسین
میں نے کاغذ پر بھی دیکھیں ہیں
بنا لیں آنکھیں

غزل

بات دن کی نہیں مجھے رات سے
ڈر لگتا ہے
گھر کچا ہے میرا مجھے برسات سے
ڈر لگتا ہے
اس نے تحفے میں دیئے مجھ کو خون
کے آنسو
زندگی اب تیری ہر ساغات سے
ڈر لگتا ہے
چھوڑو پیار کی باتیں اب کوئی اور
بات کرو
اب تو پیار کی ہر بات سے ڈر لگتا
ہے
میری خاطر کہیں وہ بدنام نہ ہو
جائے
اس لیے اس کی ہر ملاقات سے ڈر
لگتا ہے
اپنوں میں رہ کر ہم نے ایسے زخم
کھائے یاسین
کہ ہمیں تو اب اپنی ذات سے ڈر
لگتا ہے
محمد یاسین، ملہوآنہ موڑ

غزل

موسم بدلہ بدل گئے ہم دونوں ہی
اب تو روتے رہتے ہیں ہم دونوں
ہی
کس سے کریں شکوہ اب ہم یہ
ہو چتے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
اب کی بار جب دور ہوئے ہم
ملنے کو ترستے رہتے ہیں ہم دونوں
ہی
تم بھول جاؤ ہم تو اچھا ہے
اب تو یہی کہتے رہتے ہیں ہم
دونوں ہی
کل شب ہماری ملاقات ہوئی تو
گلے لگا کر روئے پھر ہم دونوں ہی
سونو گوندل

یاد رکھنا

وہ جا رہا تھا پردیس میں میرا دل کیا
میں روک لوں مگر میں روک نہ پائی
وہ جاتے ہوئے میرا ہاتھ پکڑ کر
بولا اپنا خیال رکھنا دعاؤں میں یاد
رکھنا

بے وفا

وہ خود بے وفا تھا ہم کو بے وفا کہتا
رہا ہم بھی چپ چاپ سنتے رہے
اور خود کو بے وفا کہتے رہے

Digest.pk

سونوں گوندل جہلم

غزل

ذرا اچھے نہیں تیور ہوا کے ستم
ڈھانے لگے وہ بلا کے
میری بدنصیبی دیکھو وہ دستک دیتا
رہا میں سمجھا جھونکے ہیں ہوا کے
معلوم ہے اسے میرے گھر کا رستہ
کوئی بھٹکا نہ دے اسے
چراغ کون جگر سے کیے روشن اور
ساتھ میں گھر کو بھی رکھا جلا کے
سارا عالم ہے خوش نہال میں کیوں
ہوں غموں سے نڈھال
حسد نہیں مجھے زمانے سے تقدیر بتا
تجھے کیا ملا مجھے رلا کے
تھی ریزہ ریزہ میری ذات اس
نے بانہوں میں سمیٹ لیا افسوس
اپنوں نے کیا جگر میرا چھلنی تیر
باتوں کے چلا کے
جی نہ پاؤں گا بن تیرے مجھے عزیز
موت تجھے حیات خلیل
نہیں درکار مجھے تیری دعا زندگی
بعد جام جدائی پلا کے
خلیل احمد ملک شیدانی شریف

اک رشتہ تھا تیرے ساتھ میرا تو
نے وہ بھی پل بھر میں توڑ دیا
میں نے سوچا تھا ملے گا ساتھ تیرا تو
نے تنہا مجھے چھوڑ دیا
جو وعدے مجھ سے کئے تھے محبت
کے ہر وعدہ محبت کا تو نے توڑ دیا
دکھلا کر راستہ پھولوں کا کانٹوں کے
راستے پہ چھوڑ دیا
جو دیا تھا تحفہ دوستی کا تو نے وہ بھی
مجھ کو موڑ دیا
اپنے فیصلے پہ ذرا غور کرنا کہ تو نے
دکھ کے سوا کچھ اور دیا
تو پچھتائے گی بہت جب میں نے
اس دنیا کو چھوڑ دیا
بات تیری تو آتی ہے آ کے ہم کو
رلاتی ہے زمانے کو ہم پہ ہنسائی
ہے جب یاد تمہاری آتی ہے
ارشد ساقی۔ ڈاہرانوالہ

غزل

تجھ کو بھول جانا کتنا مشکل ہے
اس دل سے تیرا نقش مٹانا کتنا
مشکل ہے
اس دل کے خریدار تو بہت ہیں
مگر کسی اس دل میں بٹھانا کتنا
مشکل ہے
ہم ایک دوسرے کو جدا کرنا کتنا
مشکل تھا زندہ تو ہوں مگر مردوں
میں شامل ہوں
تیرے بنا سانس لینا کتنا مشکل تھا
دل کی ہزروں کر چیاں ہوئیں رضا
پر انہیں ان ہاتھوں سے چننا کتنا
مشکل تھا
مگر محبت کا دکھ سہنا کتنا مشکل تھا
ملک علی رضا فیصل آباد

مجھے یاد ہے

وہ تیری قسمیں تیرے وعدے بھی
یاد ہیں مجھے
وہ تیرا مسکرا کر دیکھنا بھی یاد ہے
مجھے
میرا ہاتھ پانے ہاتھوں میں لے کر
کہنا میں تیرا ہوں ار تیرا ہی رہوں
گا یاد ہے مجھے
تیرے بغیر جینا کوئی جینا ہی نہیں
تیرا یوں کہنا یاد ہے مجھے
تجھے نہ دیکھوں تو میری صبح نہیں
ہوتی جان تیری ساری باتیں یاد
ہیں مجھے
مگر تم تو سب کچھ بھول گئے جانا
وہ قسم وہ وعدے اپنے یاد ہیں مجھے
تیرے نام جو زندگی کی تھی آج بھی
تیری ہے
میں تیری ہوں صدا تیری ہی
رہوں گی یاد ہے مجھے
فاطمہ لاہور

محبت ہار جاتی ہے

زمانے سے سنا تھا محبت ہار جاتی
ہے
جو چاہت یکطرفہ ہو وہ چاہت ہار
جاتی ہے

محبت کب کسی کو دشمنی کا درس دیتی
کسی پر دعا کا ایک لفظ بھی اثر کر
جاتا ہے
کہیں پر برسوں کی عبادت بھی ہار
جاتی ہے
محبت کب کسی کو دشمنی کا درس دیتی
ہے
آصف علی وحی شجاع آباد

Digest.pk

جلتے خوابوں کی راکھ

۔تحریر: ملک عاشق حسین ساجد۔ ہیڈ بکائی۔ 0308.6783157۔

محترم جناب شہزادہ التمش صاحب۔
جلتے خوابوں کی راکھ کی تیسری قسط حاضر خدمت ہے ماشاء اللہ جواب عرض کی مقبولیت اور اس کے پرستاروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے جو آپ اور آپ کی محنتی ٹیم کی انتھک لگن کا نتیجہ ہے جواب عرض ایک مکمل ادبی و معیاری میگزین ہے جو ڈائجسٹ کی دنیا کا منفرد اور ممتاز جریدہ ہے اس کے رائٹرز اور قارئین اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ اللہ کرے یہ گلستان ادب کا درخشندہ ستارہ یونہی سدا چمکتا دمکتا رہے۔ اور کوئی بھی آنچ اس پر نہ آئے آمین۔ اسلام آباد سے بھائی محترم سید ھیر احمد ناز آپ کے جذبات کی میں دل سے قدر کرتا ہوں جواب عرض کے ساتھ آپ کی دلی وابستگی اور میرے لیے آپ کے سندر خیالات آپ کی سلجھی ہوئی شخصیت اور بڑے پن کا مظہر ہے ایک شعر آپ کے نام کرتا ہوں۔

اوروں کے لیے جور کھتے ہیں پیار کا جذبہ۔۔۔۔۔ وہ لوگ کبھی ٹوٹ کر بکھر انہیں کرتے۔

دوبئی سے محمد شہزاد کنول۔ اب کیسی طبیعت ہے آپ کی خداوند کریم آپ کو جلد صحت کاملہ دے آمین اپنی اپنی خیریت سے آگاہ کریں دوبئی سے ہی مزمل رضا اور عبدالمجید کہانی کی پسندیدگی پر دل سے شکر گزار ہوں مگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ اس پر تفصیلی اور بے لاگ تبصرہ بھی کرتے یہی محبت بھری گزارش کراچی سے راشدہ اور انیلا کے نام پھر بھی آپ کا دل سے شکریہ کہ ہمیشہ یاد رکھتی ہیں قبولہ شریف پاک پتن سے محترم ریاض حسین شاہد صاحب کافی عرصہ بیت گیا ہے آپ کی کوئی کاوش جواب عرض میں نہیں دیکھی۔ تو آیئے ناں پلیز موسٹ ویلکم۔ شدت سے منتظر ہیں۔ راولپنڈی سے محترم محمد سلیم اختر اور رفعت محمود آپ تو سنیئر لکھاری ہیں اور مجھ جیسے بے شمار لوگوں کے پسندیدہ رائٹرز تو اس قدر فاصلہ اور دوریاں اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے آمین۔ چنیوٹ سے اریبہ اسد۔ دل میں اپنوں کے لیے بہت سی جگہ ہے میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ سے ناراض ہوں انشاء اللہ جلد اس موضوع پر لکھوں گا فیصل آباد سے عالیہ اور حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری دعاؤں میں یاد رکھنے کا بے حد شکریہ۔ جھنگ سے حورین حسن۔ ظفر اقبال دوکوٹہ سے آفتاب شادی لاہور سے محمد اختر۔ کراچی سے اللہ بخش اور محمد انور لاہور سے محمد اسد ملک محمد رمضان ممتاز نادر۔ فاروق آباد سے نزاکت علی کوئٹہ سے محمد آصف مرتضیٰ اظہر سیف دکھی رحیم یار خان۔ سے محمد ایوب راشد سلیم ساجد شاہد منیر کشمیر سے فائزہ بی بی پنڈی سے ماہین باریہ بھکر سے شاہینہ کوثر۔ سانیہ چیچہ وطنی سے رخسانہ تونسہ شریف سے سید صفدر ملتان سے واقف ملتانی ندیم کنول اور محترمہ کنیز فاطمہ بلوچستان سے دین محمد بگٹی۔ اور بھی بے شمار ساتھیوں نے مجھے اچھا لکھنے پر مبارک باد دی سب کا بے حد شکریہ۔ اور سب کو ہی سلام۔

Digest.pk

Digest.pk

ثمی۔ میں ایک شادی شدہ شخص ہوں۔ میری بات سن کر جیسے اس کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا

کک۔۔ کک۔ کیا پہلے حیرت سے منہ تکتی رہی پھر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی اپنے دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر روئی۔ چیخی چلائی۔ میرے بازوؤں میں بھونچال سا آ گیا۔ اگر میں نے مضبوطی سے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں نہ لے رکھا ہوتا تو ثمی اچھل کر نجانے کہاں جا پڑتی۔ اس کی حالت دیکھ کر میں کانپ کر رہ گیا بڑی مشکل سے میں نے اس کا سنبھالا۔

حوصلے سے میری بات سنو پلیز میری مجبوری سمجھو جب میں تمہاری ذات سے محبت کرنے لگا تو کئی بار خیال آیا کہ تمہیں سچ سچ بتا دوں لیکن صرف ایک خیال ایک خوف اس سچ کو بتانے میں حائل رہا کہ کہیں تم مجھے ٹھکرا نہ دو۔ مجھ سے نفرت نہ کرنے لگو میں سب کچھ برداشت کر سکتا تھا مگر تمہاری ناراضگی اور نفرت برداشت کرنے کی طاقت اپنے اندر نہ رکھتا تھا۔ یقین مانو میرا شادی شدہ ہونا میری محبت تقسیم نہیں کر سکتا مجھے تم سے شدید محبت ہے ایسی محبت جسے کبھی زوال نہیں آ سکتا۔ میں نے اپنی تمام تر توانائی اس کی ذات کو پہنچنے والے زخم کو مندمل کرنے میں صرف کرتے ہوئے کہا۔

میں شادی شدہ ہونے کو برائی نہیں سمجھتی تم مجھے ہر روپ میں قبول ہو مگر حالات ایسا رخ اختیار کر رہے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ میں تمہیں کھو دونگی۔ ایسا ہوا تو میں دیر نہیں کروں گی وہ نارمل ہوئی تو میں نے جھوٹ مذاق اور آزمائش قرار دیتے ہوئے کہا۔

مجھے تم پر فخر ہے ثمی تم واقعی مجھ سے دلی محبت کرتی ہو میں نے تجھے یہ سب آزمانے کے لیے کیا ہو سکے تو مجھے معاف کر دو۔ میں نادم ہوں مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ حیرت وخوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اس نے میرے ہاتھ چھڑا لیے جو معافی کے طور پر میں نے اس کے آگے جوڑے تھے۔

اف اللہ راول تم نے تو میری جان ہی نکال لی آئندہ مجھے مت آزمانا بس اتنا سمجھ لو کہ زندگی کے ہر کٹھن مرحلے پر تمہارا ساتھ دوں گی اتنا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔

تو پھر سنو ثمی۔ ہمارے لیے صرف دو راستے ہیں۔ مستقل ملاپ یا مستقل جدائی مثلاً ایک راستہ تو یہ ہے کہ تم اپنی والدہ کا احترام اور بھائی زمان کی مرضی کے مطابق جاذب سے شادی کر کے نئے سرے سے زندگی کا آغاز شروع کر دو اس کے نتیجے میں مجھے کھونا پڑے گا۔ دوسرا راستہ طویل اور کٹھن ہے اس کے نتیجے میں تم صرف مجھے پاؤ گی جبکہ پورا زمانہ کھو دو گی۔ میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

راول۔ میں طویل مشکل اور کٹھن راستے کا انتخاب کروں گی یہ میرے دل کا پہلا اور آخری فیصلہ ہے اس کے جواب میں احساس تشکر سے میری آنکھوں میں شبنمی سی تیرنے لگی۔ اس کے بعد میں نے ثمرین کو اپنے منصوبے کے بارے میں بتایا کہ میں چند روز میں نوکری چھوڑ دوں گا اور ڈسپنسری کا خاتمہ کر کے کراچی چلا جاؤں گا۔ عید کے بعد چوتھے روز کی درمیانی شب وہ تیار رہے میں کراچی سے سیدھا گاؤں آؤں گا اور اسے اپنے ساتھ لے کر کراچی چلا جاؤں گا پھر یہ دوریاں یہ فاصلے اور جدائیاں ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گے۔ میں نے مکمل طور پر اسے اعتماد میں لیا۔ عہد کیا کہ ایسا ضرور ہوگا آگے جو ہوگا

Digest.pk

دیکھا جائے گا ہاں اگر میں اس رات نہ آسکا تو سمجھ لینا تمہارا روال زندہ نہیں رہا میں نے جذبات کی رو میں کہا تو اس کی چیخ نکل گئی۔۔

خدانہ کرے راول کہ ایسا ہو تمہارے بغیر میری زندگی پھر کس کام کی میں زندگی کی آخری سانسوں تک تمہارا انتظار کروں گی۔

ٹھیک ہے میری جان ہم ایک ہیں اور ایک ہی رہیں گے۔ میں نے کی کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر دباتے ہوئے کہا تو اس نے بھی ایسا ہی کرتے ہوئے آمین اور انشاء اللہ کہا پیار و محبت کے یہ پرکیف لمحات وقت کی رفتار کو نہ روک سکے وقت کافی ہو چکا تھا مستقبل میں خلوص وفا کے عہد و پیمان کے ساتھ ہم نے ایک دوسرے کو الوداع کہا اور اپنے اپنے راستوں پر ہو لیے کچھ دور جانے کے بعد میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اب مجھے پیپل کا درخت اور ساتھ کا خوفناک ماحول معصوم اور بھلا لگ رہا تھا۔ تقدیر کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں ان فیصلوں کے نتیجے میں رونما ہونے واقعات ہمارے موافق بھی ہوتے ہیں اور مخالف بھی یہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا ان دنوں ملک میں عطائیت کے خلاف سرکاری مہم زوروں پر تھی محکمہ صحت کی ٹیمیں شہروں میں تو درکنار دور دراز دیہاتوں میں عطائی ڈاکٹروں کے خلاف ان کے کلینکس پر دھڑا دھڑ چھاپے مار رہی تھیں۔ جس دن میں نے کلینک اور نوکری چھوڑنے کا فیصلہ کیا اس سے اگلے دن اچانک ڈرگ انسپکٹر اپنی چھاپہ مار ٹیم کے ہمراہ میرے کلینک پر چھاپہ مارا ادویات کے سیمپل لئے اور کلینک کو سیل کر کے چلتا بنا سرکاری کوارٹر میں کلینک کا قیام دو طرفہ جرم تھا ایک تو میں نے سرکاری کوارٹر کا ناجائز استعمال کیا تھا دوسرا اس میں غیر قانونی دھندے کا ارتکاب کیا تھا میرے کلینک پر چھاپے اور اس کے سیل ہونے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی کلینک پر چھاپہ موقع کی مناسبت سے میرے حق میں رہا۔ بغیر کسی وجہ سے کلینک اور نوکری کا خاتمہ مختلف لوگوں کے دلوں میں شکوک کی فصل بو سکتا تھا۔ میں نے گاؤں کے لوگوں سے الوداعی ملاقاتیں کیں اور انہیں باور کرایا کہ کلینک کا سلسلہ موقوف کر دیا گیا ہے اب میں محض آپریڑی کے سہارے زندگی اتنے دور دراز علاقے میں نہیں گزار سکتا۔ اقبال جمشید قیصر بھابھی وغیرہ اور خالہ کو آخری سلام کر کے واپس گھر آ گیا۔ گھر آیا تو میں نے انہیں کلینک پر چھاپے اور اس کے سیل ہونے کے بارے میں تو بتا دیا البتہ آپریڑی چھوڑنے کے بارے میں نہیں بتایا کیونکہ سرکاری نوکری چھوڑنے کے فیصلے کو وہ کبھی بھی پسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھتے اور نہ ہی مجھے ایسا کرنے دینے کے روادار ہوتے میں نے انہیں بتایا کہ میں چار ماہ کی چھٹی لے رہا ہوں۔

ایک ہفتہ بعد میں نے گھر والوں سے اجازت لی اور یہ کہہ کر روشنیوں کے شہر کراچی چلا آیا کہ چند دن کی سیر و تفریح کے بعد میں واپس آجاؤں گا انہوں نے میری پریشانی اور اداسی کا احساس کرتے ہوئے اس امید پر بخوشی اجازت دے دی۔ کہ میں کراچی کی رنگینیوں اور نئے ماحول کی سیر کے بعد کلینک کے خاتمے کا غم بھول جاؤں گا اور واپسی پر نئے سرے سے نئی زندگی گزارنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ تنخواہ سے بچائی ہوئی رقم اور کلینک کی کمائی کا بیشتر حصہ میری تحویل میں تھا میں نئی نوکری ڈھونڈنے تک یہ رقم اپنے استعمال میں لا سکتا تھا۔

چند دن اپنے دوست کے پاس رہا۔ پھر اسی کی معرفت ایک چھوٹا سا کرایہ کا مکان حاصل کر لیا۔ اور وہیں شب و روز گزارنے لگا اسی

Digest.pk

اور تو کوئی کام نہ کرسکا۔ اپنی زندگی کی ڈائری باقاعدہ سے لکھنی شروع کردی۔ جوں جوں دن گزرتے گئے پس انداز کی گئی رقم کم ہوتی گئی رقم کا خاتمہ کسی طور نیک شگون نہیں تھا۔ رقم کی اصل ضرورت تو تھی کو کراچی لے کر آنے کے بعد پیش آتی مگر باوجود کوشش کے خرچ میں کمی نہ ہوئی تو میں نے نوکری کی تلاش شروع کردی میری کوشش یہ تھی کہ کوئی ڈھنگ کا کام ہاتھ آجائے جس سے نہ صرف پس انداز کی گئی رقم بچ جائے بلکہ کچھ رقم مزید بھی جمع رہے۔ میں نے اپنے دوست عادل کی معرفت اور خود اپنی بھاگ دوڑ کے ذریعے نوکری کی تلاش شروع کردی میں روزانہ نوکری کی تلاش میں نکلتا سارا دن سڑکوں کی خاک چھانتا شام کو مایوس نامراد واپس لوٹ آتا نوکری کی تلاش میرے لیے عذاب جان ثابت ہوئی مزدوری میں کرنہیں سکتا تھا۔ ڈھنگ کی نوکری بلا ضمانت کوئی دینے کو تیار نہیں تھا ان حالات میں جمع پونجی سکڑنے کا عمل بدستور جاری رہا اور یہ عمل اس قدر بڑھا کہ خدشہ لاحق ہوگیا کہ تمی کو کراچی لے آنے کی تاریخ تک میں کوڑی کوڑی کا محتاج ہوجاؤنگا مستقبل کے اس تصور نے میرے ہوش اڑا دیئے۔ ڈیڑھ ہفتے بعد بڑی مشکل سے بالآخر عادل کی معرفت سبزی منڈی میں ایک آڑھتی سیٹھ کے ہاں بطور منشی باعزت طریقے سے ملازمت مل گئی میرے سیٹھ خاصے ایماندار اور بااخلاق کردار کے مالک تھے میری بہت عزت کرنے کے ساتھ خلوص سے پیش آتے تھے اور ان کا رویہ ہمیشہ میرے ساتھ مشفقانہ تھا انسان کو اپنی زندگی میں بہت سے لوگ ملتے ہیں روزانہ بلا مبالغہ ہم ہر طرح کے ہزاروں لوگ دیکھتے ہیں مگر کبھی کوئی ایسا نوجوان جو خاص بن جاتا ہے ہمارے لیے آنکھوں کے راستے دل میں اترتا ہے اور جگہ بنا کر آرام سے براجمان ہوجاتا ہے۔ اوقات کچھ ایسے لوگ بھی اتفاقاً ملتے ہیں اور خاد ثاتی طور پر زندگی کے معمولات میں شامل ہوجاتے ہیں ایک دم صبح آٹھ بجے میں ڈیوٹی پر گیا سارا دن دکان وغیرہ کے حساب میں رہا۔ شام چھ بجے میری دکان کے سامنے فٹ پاتھ پر دو عورتیں اور ان کے ساتھ دو لڑکے بھی تھے جن میں سے ایک کی عمر بارہ سال اور دوسرا تقریباً نو سال کا تھا انکے پاس سفری بیگ وغیرہ بھی تھے ان دنوں کراچی میں کوئی مشکوک چہرہ یا کوئی لاوارث تھیلا وغیرہ اپنی دکان کے آگے کوئی بھی برداشت نہیں کرتا تھا تو میں نے جب دیکھا کہ یہ لوگ بڑی دیر سے یہاں ہیں تو میرے ذہن میں کئی قسم کے خیالات آنے لگے پھر میں نے اپنی دکان سے ایک لڑکے کو بھیجا جو وہاں کام کرتا تھا صرف یہ سوچ کر کہ دکان پر سیٹھ نہیں تھے ان کی غیر موجودگی میں آگے پیچھے دکان کا سارا نظام مجھے ہی سنبھالنا پڑتا تھا لڑکے کو کہا کہ وہ جو سامنے فیملی بیٹھی ہے ان میں سے بڑی عمر کے لڑکو بلا کر لاؤ کچھ ہی دیر بعد فیملی والا بڑا لڑکا میرے پاس چلا آیا۔

بیٹا کون لوگ ہو تم اور اتنی دیر سے یہاں کس کے انتظار میں بیٹھے ہو کیا کسی سواری کا انتظار ہے۔ میں نے یکے بعد دیگرے سوالات کر ڈالے۔

جی میرا نام سکندر ہے ہم لوگ پنجاب سے آئے ہیں یہاں ایک بندے سے ملنا ہے جو ہمارے علاقے کا ہے اس نے بتایا۔

کیا تمہارے ساتھ کوئی مرد ہے میں نے مزید پوچھا تو سکندر نے کہا۔

نہیں میں ہوں میری ماں بہن ہے اور ایک چھوٹا بھائی ہے۔

اچھا تم لوگ جاؤ اور اپنی امی کو بلا لاؤ یہیں

Digest.pk

بیٹھ کر ہی تفصیل سے بات کرتے ہیں ہوسکتا ہے میں تمہاری کوئی راہنمائی کرسکوں۔ میں نے سکندر سے کہا تو وہ جلد ہی اپنی ماں کو لے کر آ گیا۔ میں نے اٹھ کر ماں جی کو سلام کیا خیریت پوچھی اور مزید یہ کہ ماں جی آپ کو کس سے ملنا ہے وہ بولیں۔

ہمیں ایک بندے کی تلاش ہے جو کہ نہیں مل رہا کافی دیر سے ہم اس کا انتظار کررہے ہیں سب سے پریشانی اس بات کی ہے کہ رات ہونے والی ہے اجنبی شہر ہے ہم کہاں جائیں گے۔

پہلے تو میں نے سوچا کہ ٹال مٹول کردوں میری ہمدردی مہنگی نہ پڑ جائے کیونکہ اس قسم کے حالات دیکھنے اور سننے گوش چکے تھے آج کے نفسانفسی کے دور میں انسانی ہمدردی یا ایسا جذبہ جان پر لالے ڈال دیتا ہے پھر یہ سوچتے ہوئے کہ بچارے کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں خوامخواہ کسی کے ہتھے چڑھ گئے تو عزت اور زندگی سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

ماں جی آپ اپنے برے میں سچ بتائیں تو شاید میں آپ کی کوئی مدد کرسکوں۔ میں نے پورے خلوص اور ازراہ ہمدردی کے ساتھ پوچھا تو ماں جی بولیں۔

ہاں بیٹا اگر آپ حقیقت جاننا چاہتے ہیں تو پھر تفصیل سے سنو۔ میں ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتی ہوں میری شادی میرے چاچا کے لڑکے سے ہوئی یہ شادی ہم دونوں کی پسند کی تھی ہمارے دن بہت اچھے گزر رہے تھے میرے تین بچے ہیں دو لڑکے اور ایک لڑکی یہ جو میرے ساتھ ہے یہ میری بیٹی ہے اس کا نام روبی ہے اس وقت روبی میٹرک کا امتحان دے چکی تھی اور رزلٹ آنا تھا کہ ہمارے گاؤں میں ایک حادثہ ہوا۔ اور میرے شوہر اس حادثے میں مرے گئے چند مہینے کے بعد میری شادی میرے دیور سے کردی گئی۔ اس وقت ہم لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ نشہ جیسی لعنت کا شکار ہے اور پھر ہمارے حالات خراب ہوتے گئے پھر مجھے اس کے برے کاموں کا پتہ چل گیا جب میں اس سے پوچھتی کہ میں نے تمہارے بارے میں یہ سنا ہے کہ تم نشہ کرتے ہو اور ساتھ غلط کام بھی تو وہ مجھے ڈرا دھمکا کر چپ کروا دیتا۔ آخر کب تک چھپاتا آہستہ آہستہ گھر کی چیزیں چرا کر نشہ پورا کرنے لگا اکثر نشے کے انجکشن لگوا تا رہتا اور ساتھ چرس وہیروئن بھی سگریٹ میں ڈال کر پیتا پھر آہستہ آہستہ حالات خراب ہوتے گئے ہم کوڑی کوڑی کے محتاج ہوگئے میں محنت مزدوری کرکے دو وقت کی بچوں کو روٹی کھلاتی جب وہ شام کو آتا کھانا طلب کرتا کھانا وغیرہ نہ ہونے کے سبب ہمیں زدوکوب کرتا میں نے اپنے بھائی کو فون کیا کہ آپ نے مجھے ایسے بندے کے حوالے کردیا ہے جو ہمیں ہر وقت تنگ اور پریشان کرتا ہے۔ گھر کی تمام چیزیں چرا کر بیچ کر نشے کی نذر کرچکا ہے کھانا وغیرہ طلب کرنے پر کچھ نہ ملے تو بری طرح مارتا ہے میرے بھائی نے میرے شوہر کو سمجھایا اور ٹیکسی لے کر دی کہ جو کما لے آدھا آدھا بانٹ دیا کرے کچھ ہی ماہ بعد میرے شوہر نے ٹیکسی بیچ دی اور تمام رقم نشے کی نذر کردی یہ شکایت لے کر ہم دونوں ماں بیٹی بھائی کے پاس ان کے گھر گئیں تو انہوں نے ہمیں بے عزت کرکے روانہ کردیا اور ساتھ یہ کہا کہ جلد ہی ٹیکسی کی رقم کا بندوبست کرو ورنہ ہماری بیٹھنے والی جگہ اور مکان بیچ کر وہ اپنی رقم پوری کرلیں گے۔ ہم روتی ہوئی گھر واپس آگئیں۔ میری بھابھی نے میرے بھائی کو صاف صاف کہہ دیا کہ اس نے اب مزید کوئی چیز ہم لوگوں کو دی تو وہ گھر نہیں بیٹھے گی۔ میرے بچوں کے تعلیمی

Digest.pk

اخراجات نہ ہونے کی وجہ سے سکول سے خارج کر دیا گیا۔ سکندر ایک ہوٹل پر مزدوری کرنے لگا اسے پتہ چلا تو وہیں ہوٹل چلا جاتا۔ پیسے وغیرہ لیتا پھر اس ہوٹل کی چیزیں چرانے لگا۔ ہوٹل مالک نے تنگ آکر سکندر کو گھر بھیج دیا۔ یہ معاش کا ذریعہ بھی ہمارا اس کے نشے کے بھینٹ چڑھ گیا۔ ایک دن میرا شوہر کچھ آدمیوں کو لے کر گھر آ گیا۔ میں کچھ ٹھٹھک سی گئی وہ لوگ بہت غلط نظر آ رہے تھے میں نے چھپ کر ان کی باتیں سنیں تو پتہ چلا وہ روبی کو دیکھنے آئے ہیں میں نے چھپ کر ان کی باتیں سن لیں تو روبی کو وہ خریدنا چاہتے تھے ایک باپ اپنی بیٹی فروخت کرنے کے لیے ان لوگوں کو گھر لے آیا تھا میں نے اپنے بھائی کو فون کیا اور تمام ماجرہ سنایا کہ وہ ہماری مدد کریں مگر بھابھی نے فون لے کر ہمیں جواب دیا کہ ہمارا اب تم لوگوں کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں تمہاری وجہ سے ہماری اپنی زندگی عذاب بن کر رہ گئی ہے۔ ہم بہت جلد آ رہے ہیں تمہارا مکان بیچنے ورنہ ہمارے پیسوں کا بندوبست کرو۔ میں یہ سن کر سکتے میں آ گئی مجھے دکھ اس بات کا کھائے جا رہا تھا کہ میں نے فون بھائی کو کیا مگر جواب ہمیں بھابھی نے دیا اور وہ بھی دھمکی آمیز اور ذلت سے بھرپور۔ روبی یہ سنکر بہت پریشان ہوئی کہ اس کا باپ اسے بیچنا چاہتا ہے۔ روبی نے روتے ہوئے مجھے کہا۔

میرا رزلٹ آنے والا ہے اس کے بعد میں کہیں دور چلی جاؤں گی جہاں مجھے کوئی بھی نہ ڈھونڈ سکے اس کے لہجے میں سچائی تھی میں جانتی تھی وہ ایسا ہی کرے گی میں نے کہا روبی تم رزلٹ تو سن لو اس کے بعد سوچیں گے کہ کیا کرنا ہے روبی نے میری بات مان لی پھر جب رزلٹ آنے پر روبی رزلٹ سننے چلی گئی تو میں نے ایک بار پھر بھائی کو فون کیا کہ بھائی ہمارا کچھ کرو ہمارے حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں مگر بھائی نے توجہ نہ دی میں نے پھر بھائی کو کہا کہ ہم اپنا مکان چھوڑ کر جا رہے ہیں تو بھائی نے جواب دیا۔ جیسے تمہاری مرضی تم آزاد ہو روبی رزلٹ سن کر واپس آئی تو میں سامان باندھ کر تیار بیٹھی تھی لہذا میں رات کو بچوں کو لے کر نکل پڑی ہم گاؤں سے سیدھے لاہور پہنچے اور لاہور سے پھر کراچی آ گئے کینٹ اسٹیشن پر اترتے ہی ہماری ملاقات سادہ کپڑوں میں ملبوس ایک آدمی سے ہوئی ہمیں اس وقت ہمیں اس اجنبی شہر میں کسی ایسے ہمدرد کی تلاش تھی جو ہمیں رہنے کے لیے ٹھکانا اور پیٹ پالنے کے لیے روزگار مہیا کرتا۔ اس نے بہت پیار سے ہمارے ساتھ بات کی ہم اس کی باتوں میں آ گئے وہ ہمیں اپنے گھر لے آیا ہم کچھ دن اس کے گھر رہے پھر وہ صبح کا گیا شام کو واپس لوٹتا کبھی کبھی رات کی ڈیوٹی بھی کرتا پھر ایک دن میں باہر سے کچھ شاپنگ کرنے کے بعد گھر آئی تو مجھے روبی نے کہا۔

ماں یہ رضوان اچھا آدمی نہیں ہے۔ میں نے سوچا جس نے عزت کو بچانے کی خاطر ہم نے گھر چھوڑا وہ یہاں بھی محفوظ نہیں ہے اس لیے ہم چپ چاپ اس کا گھر چھوڑ کر یہاں آ بیٹھے کہ شاید کوئی اللہ کا بندہ ہماری مدد کرے۔ یہ کہہ کر اس عورت نے اپنی آنکھیں صاف کیں جو آنسوؤں سے بھر گئی تھیں ماں جی کی روئیداد سن کر میں بے حد متاثر ہوا۔ میں نے کہا۔ ماں جی آپ کا میں بیٹا ہوں مجھ پر اعتماد کرو میں بھی آپ ہی کی طرح پنجاب سے آیا ہوں میرے سیٹھ کچھ دیر تک آنے والے ہیں آپ تک تک یہیں بیٹھیں میں کچھ کرتا ہوں ماں جی میری بات سن کر خوش ہو گئیں اور مجھے دعائیں دینے لگیں تھوڑی دیر بعد میرے سیٹھ آ گئے میں نے انہیں تمام سٹوری سنائی ان کو آج کا

Digest.pk

حساب وغیرہ دیا اوران کو لے کر اپنے رہائشی مکان میں آ گیا۔ میں راستے میں سے ہی ایک ہوٹل سے کھانا لے کر آ گیا تھا ان سب کو کھانا کھلایا اور کہا ماں جی اس کو اپنا ہی گھر سمجھیں انشاء اللہ صبح آپ کے لیے کوئی علیحدہ سے کرائے کا مکان ڈھونڈ کر دوں گا جس میں آپ عزت وسکون کے ساتھ رہیں گی اس کے بعد وہ لوگ سو گئے۔ اور میں دوسرے کمرے میں سو گیا۔

اگلے روز میں نے اپنے سیٹھ سے ایک دو دن کی چھٹی مانگی ان دو چھٹیوں میں میں ماں جی کے لیے کرائے کا مکان اور کوئی عزت کا روز گار بھی ڈھونڈتا رہا۔ بالآخر ایک چھوٹا سا کرائے کا مکان اور سکندر کے لیے ایک سٹور پر کام کا بندوبست ہو گیا میری اس کوشش اور تعاون پر ماں جی بہت خوشی ہوئی اور دعائیں دینے لگیں۔ دوسرے دن وہ اپنا سامان لے کر وہیں شفٹ ہو گئے اب میرا دل بھی مطمئن ہو گیا تھا۔

دو روز بعد ماں جی اور سکندر میرے مکان پر آ گئے ماں جی شکوے کرنے لگیں کہ میں ان کے گھر کیوں نہیں آیا میں نے انہیں کہا کہ ایک تو دکان پر سارا دن مصروف رہنے کی وجہ سے تھکان ہو جاتی ہے مکان پر جاتے ہیں نیند آ جاتی ہے دوسرا آپ لوگ عزت دار ہیں میں نہیں چاہتا کہ آپ کی عزت پر کوئی حرف آئے اور آپ لوگوں کے دلوں میں بھی ایسی کوئی بات نہ آ جائے۔ ماں جی یہ سن کر وضاحت کرنے لگیں کہ نہیں روال بیٹا آپ نے ہمارے لیے بہت کچھ کیا ہے شاید اتنا کوئی اپنا بھی نہیں کر سکے ہمارے دل میں آپ کے لیے عزت اور خلوص ہے کبھی آپ کے بارے دل میں غلط خیال کیسے آ سکتا ہے آپ ضرور ہمارے ہاں آیا کریں۔ تشکر آمیز الفاظوں کے ساتھ ماں اپنی محبت کا اظہار کرنے لگیں تو مجھے ان کا صرف آپ کہنا اچھا نہ لگا اس کا اظہار کرتے ہوئے انہیں میں نے کہا۔

ماں جی میں نے کوئی آپ پر احسان نہیں کیا ہے یہ میرا اخلاقی فرض تھا مجھے دلی خوشی ہوئی ہے کہ اللہ نے مجھے ایک نیک کام کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ آئندہ بھی آپ مجھ سے اچھی توقع رکھ سکتی ہیں جس طرح مجھ سے ہو گا اپنا فرض ادا کرتا رہوں گا باقی آپ مجھے اگر اپنا بیٹا سمجھتی ہیں تو بجائے مجھے آپ کے تم کہا کرنا ماں نے میری بات تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔۔ میں ایسا ہی کروں گی مگر ہمارے گھر تم ہر دوسرے تیسرے دن آیا کرو گے ناں

ٹھیک ہے میں کوشش کیا کروں گا کہ شاذ و نادر آپ کے ہاں آیا کروں۔

مگر اس کی ابتدا آج ہی کرنا ہو گی۔ آج شام کو لازمی آنا ہم تمہارا انتظار کریں گے۔ ماں جی اپنا فیصلہ سنا کر چلی گئیں شام کو میں دکان سے ذرا جلدی اٹھ گیا اور ماں جی کے گھر کی طرف نکل پڑا راستے میں میں نے ان لوگوں کے لیے کچھ فروٹ لیا اور کچھ ضرورت کی چیزیں بھی خریدیں ان کے گھر پہنچ کر میں نے دروازے پر دستک دی تو دروازہ ایک جوان لڑکی نے کھولا۔ وہ یقیناً روبی تھی میں نے اسے دوسری مرتبہ دیکھا تھا پہلی مرتبہ اسے اپنی دکان کے سامنے دیکھا تھا تب وہ برقعہ میں تھی اور آج وہ یکدم سامنے آ گئی ایک لمحے کو تو میں چونک گیا۔ اس کے چہرے پر بڑی معصومیت تھی اور وہ پرکشش تھی وہ ایسی تھی کہ اگر کوئی ایک بار اس کو دیکھتا تو دوبارہ دیکھنے کی تمنا ضرور کرتا۔ وہ مجھے دیکھ کر گھبرا سی گئی۔ اور جلدی سے سر پر دوپٹہ لینے لگی مجھے اس کی یہ ادا بہت ہی اچھی لگی۔

وہ اصل میں میں سمجھی کہ سکندر آیا ہو گا۔

Digest.pk

رو بینے کہا تو میں نے جواب میں کہا۔
چلیں سکندر نہ سہی میں ہی سہی لیکن اگر سکندر ہوتا تو کیا اسے بھی اندر نہ آنے دیتیں۔
میری اس بات پر وہ مزید شرمندہ اور بوکھلا گئی اسے خیال آ گیا فوراً مجھے اندر جانے کا راستہ دیا یکدم مڑی اور اندر بھاگ گئی مجھ سے پہلے ہی ماں جی کو میرے متعلق بتایا۔
سلام ماں جی میں نے اپنا سر ان کے سامنے جھکایا۔
جیتے رہو خوش رہو بیٹا سناؤ، کیسے ہو۔ انہوں نے دعا دی اور خیریت وغیرہ پوچھنے لگیں میں نے فروٹ الماری میں رکھے اور ساتھ ہی ماں جی کے پاس پڑی چارپائی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد روبی چائے بنا کر لے آئی اتنے میں سکندر بھی آ گیا۔ سب نے مل کر چائے پی میں دیر تک بیٹھنے کے بعد واپس اپنے مکان کی طرف آنے لگا انہوں نے مجھے اصرار کیا کہ میں کھانا کھا کر جاؤں مگر میں نے مناسب نہ سمجھا اٹھ کر دو دروازے تک پہنچا۔ اچانک مڑ کر پیچھے بغیر کسی وجہ کے دیکھا تو روبی مجھے بڑے غور سے دیکھ رہی تھی میں نے سب کو سلام کیا اور اپنے مکان کی طرف بڑھ گیا۔
دکان پر بیٹھا کوئی کام کر رہا تھا کہ روبی کا فون آ گیا۔
ہیو راول۔ کیسے ہو۔
جی الحمدللہ ٹھیک ہوں۔ اور آپ سنائیں کیسی ہیں۔ میں نے اپنی خیریت سے آگاہ کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔
ٹھیک تو ہوں مگر ایک خلش سی باقی ہے۔
وہ کیا۔ میرے پوچھنے پر روبی نے کہا۔
کھانا کھا کر جو نہیں گئے۔
کھانا بھی کھا لیں گے کبھی۔ میں نے کہا۔
روبی بولی۔ کبھی نہیں جناب آج ہی۔
اور آج امی بھی کہہ رہی تھیں کہ آپ کو لازمی آنا ہے شام کو۔
روز روز مناسب نہیں لگتا میرا وہاں آنا۔
روبی کے جواب میں میں نے کہا۔ مگر وہ کہاں معاف کرنے والی تھی بڑی اپنائیت خلوص اور بھرپور اصرار کے ساتھ بولی۔
تم نے آج لازمی آنا ہے۔ ضرور آنا ہے۔ پلیز میں انتظار کروں گی۔ پلیز میں نے کچھ کہنا چاہا مگر روبی نے فون بند کر دیا۔
شام ہوئی تو میں ان کے گھر گئے بغیر نہ رہ سکا پھر تو روزانہ ہی کا یہ معمول بن گیا سارا دن دکان پر ڈیوٹی دیتا۔ شام کو ماں جی کے گھر چلا جاتا اور ایک دو گھنٹے گپ شپ لگا کر واپس اپنے مکان لوٹ آتا۔ ایک شام حسب معمول میں ان کے گھر گیا اتفاق سے ماں جی گھر پر نہیں تھیں شاید وہ باہر کہیں کام کے لیے گئی ہوئی تھی۔ میں اندر گیا سلام کیا ماں جی کو موجود نہ پا کر پیچھے دروازے کی طرف لوٹا ہی تھا کہ روبی آٹا چھوڑ کر میرے سامنے دروازے پر آ گئی اور بولی۔
کہاں جا رہے ہو راول۔
واپس اپنے گھر۔ میں نے سنجیدگی سے نکلنا چاہا
کیوں یہاں ڈر لگتا ہے کیا روبی نے کہا۔
ماں جی گھر پر نہیں تو اچھا نہیں لگتا۔ میں نے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا۔
کچھ نہیں ہوتا۔ ان کے بغیر کیوں سوچتے ہو تم ایسا۔ رو دینے والے انداز میں بولی۔ میں نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک اور بات کی جو میں کئی دنوں سے سوچ رہا تھا کہ اسے منع کروں گا کہ وہ مجھے تم کے بجائے آپ ہی کہا کرے۔ میں نے سے کہا تو روبی بولی۔
کیوں کیا ہوتا ہے اس سے۔

Digest.pk

اتنی بھی انجان نہیں ہو کہ مطلب پوچھو۔ بس کہہ دیا ہے ناں کہ آئندہ مجھے آپ ہی مخاطب کیا کرنا میں نے قدرے سختی سے تاکید کی۔

راول میں اتنی ہی بری ہوں کہ تم۔ سوری۔ آپ مجھ سے ہر وقت دوردور ہی رہتے اور ناراض رہتے ہیں روبی نے احتجاجاً کہا۔

تم بری نہیں ہو بہت ہی اچھی ہو۔ پرخلوص ہو مگر تم جو سوچتی ہو میرے بارے میں شاید میں ویسا نہ ہوسکوں کیونکہ یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ میں صرف تمہارا احترام کرتا ہوں محبت نہیں لہذا پلیز آئندہ اس قسم کی توقع مجھ سے کبھی بھول کر بھی نہ رکھنا۔ دل کی بات میں زبان پر لے ہی آیا۔

کیوں راول۔ دل دکھانے کی باتیں کرتے ہو جب سے یہاں کراچی آئی ہوں آپ کو دیکھنے اور ملنے کے بعد میرا دل میرے بس میں نہیں رہا۔ محبت ہوگئی ہے آپ سے اور آپ ہیں کہ مجھ سے نفرت ہی کرتے ہیں کیا برائی ہے اور خامی ہے مجھ میں کہ آپ۔۔۔۔ روبی اپنی آنکھوں میں آئے ہوئے آنسو جذب کرتے ہوئے بولتے ہی رک گئی۔

میں نے کب کہا ہے کہ تم بری ہو یا میں تم سے نفرت کرتا ہوں تم ہر حوالے سے بہت اچھی ہو معصوم خوبصورت اور پرخلوص بھی مگر محبت کے معاملے میں میں تم سے اقرار کرکے فریب کی صورت یہاں سے چلتا بنوں خدارا اپنی سوچوں کا رخ موڑلو۔ میرے بارے میں خواب دیکھنا چھوڑ دو ورنہ ٹوٹے خوابوں کی کرچیاں تمہیں ہی زخمی کرلیں گی ابھی سے سنبھل جاؤ ورنہ تم بکھر جاؤ گی تمہیں سمیٹنے والا کوئی نہ ہوگا۔ میں نے یہ کہتے ہوئے روبی کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں جذب ہونے والے آنسو بے تاب ہوکر موسلا

جلتے خوابوں کی راکھ [illegible]

دھار بارش کا روپ دھار چکے تھے۔

اگلے ہی لمحے میں نظریں چراتا ہوا باہر لوٹ آیا اپنے مکان پر آتے ہی چارپائی پر لیٹ گیا میرے تصور میں اس کا آنسوؤں سے بھیگا ہوا چہرہ اور میری ذات سے وابستہ اس کی ذومعنی باتیں میرے دل ودماغ میں حشر برپا کرتی رہیں۔ میں کس طرح روبی سے پیار ومحبت کرسکتا تھا میرے دل ودماغ میں تو کیا میری روح میں تمی کی ذات سما چکی تھی کسی اور سے محبت کا اظہار واقرار تمی کی بے لوث وبے غرض محبت میں خیانت محبت کی توہین ہوتی۔ اور ایسا میری نظروں میں گناہ عظیم اور تمی سے بے وفائی سے کم نہ تھا۔ میں اپنی سوہانی محبت کے خوابوں کی تعبیر پانے کے لیے کراچی آیا ہوا تھا کئی دنوں تک میں ماں جی کے ہاں نہ جاسکا۔

ایک روز ماں نے مجھے فون پر بتایا کہ روبی کو بہت تیز بخار ہے اور مجھے بھی اصرار کیا کہ میں کچھ دنوں سے ان کے ہاں کیوں نہیں آیا لہذا میں جلد آؤں کیونکہ انہیں مجھ سے ایک ضروری کام تھا اس محبت بھرے شکوے اور اصرار کو میں نظرانداز نہ کرسکا اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ میرے انکار نے روبی کو صدمہ پہنچایا تھا شاید اسی لیے اسے تیز بخار نے آلیا تھا۔ مجھے شاک سا لگا۔ میں ان کے گھر گیا تو یہ دیکھ کر حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا کہ روبی سوکھ کر کانٹا بن چکی تھی۔ کمزوری اور بخار نے اسے ادھ موا کرڈالا تھا۔ روال بیٹا۔ کچھ دنوں سے روبی بخار کی شدت میں مبتلا کچھ کھا پی بھی نہیں رہی کافی علاج کے باوجود بھی طبیعت سنبھل نہیں رہی صرف یہ ہے کہ کشل شام سے قدرے بخار میں کمی ہوئی ہے ماں نے سلام وغیرہ کے بعد بتایا۔

ہاں ماں جی موسم کی تبدیلی کے باعث ایسا

Digest.pk

ہو جاتا ہے انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گی۔ میں نے تسلی دیتے ہوئے کہا

روبی کی آنکھوں میں شکوے تھے جیسے کہہ رہی ہو دیکھا روال آپ کے انکار نے میرا کیسا برا حال کر دیا ہے اگر آپ نے مجھے تنہا چھوڑ دیا تو میں زندہ نہیں رہ سکوں گی۔

ہاں تو ماں جی کام کی مصروفیت ہی کچھ ایسی بڑھ گئی تھی کہ ان چھ سات دنوں میں آپ کے ہاں نہ آسکا۔ ہاں تو آپ بتا رہی تھیں کہ آپکو مجھ سے کوئی بہت ضروری کام ہے کہیے کیا مسئلہ درپیش ہے۔ میں نے ماں سے دریافت کیا تو وہ بولیں۔

میری ایک ہی بیٹی ہے روبی۔ اور میں چاہتی ہوں زندگی کا کوئی پتہ نہیں کب ساتھ چھوڑ دے کہ اس کی کسی اچھی جگہ شادی کر کے اہم فرض سے سرخرو ہو سکوں تم ایک سمجھدار اور مخلص انسان ہو ماشاء اللہ تم ہر حوالے سے بہر ہی اچھے ہو روبی بھی تمہیں دل و جان سے چاہتی ہے میں تم دونوں کو رشتہ ازدواج میں منسلک کرنا چاہتی ہوں امید کرتی ہوں تم انکار نہیں کرو گے یہ سنکر گھر کی دیواریں مجھے گھومتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

ماں جی شکریہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا اور اپنا جان کر بھروسہ کیا مگر میری مجبور ہی ایسی ہے کہ سوائے میرے پاس انکار کے اور کچھ بھی نہیں معذرت کہ میں عنقریب ایک جگہ شادی کرنے والا ہوں ہم دونوں ایک دوسرے کو بہت چاہتے ہیں اور پسند کرتے ہیں میرے اس جواب کی شاید انہیں توقع نہیں تھی اسی لیے حیرت و دکھ ان کے چہرے پر سے عیاں تھا دوبارہ بڑی ہمت کر کے وہ بولیں۔

کوئی مسئلہ نہیں راول بیٹا۔ روبی آپ دونوں میاں بیوی کی کنیز بن کر آپکے گھر رہے گی میں حلفاً کہتی ہوں تمہیں اس کی ذات سے بھی کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ ایک بار آپ اسے قبول تو کر لیں پلیز بیٹا۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔

آپ میرے آگے ہاتھ جوڑ کر مجھے شرمندہ اور گناہگار نہ کریں اپنے آگے ماں جی کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو میں نے اپنے ہاتھوں سے الگ کرتے ہوئے مزید کہا روبی تو شاید میری بیوی کو برداشت کرے گی مگر کبھی نہیں آپ لوگ میرے لیے انتہائی قابل احترام ہیں جو تعاون مجھ سے طلب کریں میں حاضر ہوں مگر اس قسم کی امید مجھ سے نہ رکھیں۔ میں بہت مجبور ہوں ماں جی سوری کہہ کر میں وہاں سے اٹھ آیا۔

ایک دن میں بہت مصروف تھا دکان پر بھی گاہکوں کا رش لگا ہوا تھا اچانک فون کی گھنٹی بجی لائن پر سکندر تھا اس نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔ راول بھائی ہم اس وقت جنرل ہسپتال میں ہیں امی کو کچھ ہو گیا ہے آپ فوراً آجائیں۔

میں نے اپنی مجبوری پیش کرتے ہوئے کہا۔ دکان پر رش لگا ہوا ہے میں گاہکوں کے درمیان پھنسا ہوا ہوں دوسرا میرے سیٹھ صاحب بھی نہیں آئے ہیں تھوڑی دیر تک جب سیٹھ صاحب آجائیں گے تو میں آجاتا ہوں نصف گھنٹہ بعد سیٹھ صاحب آگئے میں نے انہیں تمام ماجرہ سنانے کے بعد ان سے چھٹی لی اور سکندر کے بتائے ہوئے جنرل ہسپتال ماں جی کے زیر علاج والی جگہ پر پہنچا۔ ماں جی کو ڈرپ لگی ہوئی تھی ساتھ ہی روبی عمر سکندر اور ایک نوجوان سا آدمی موجود تھا میں نے ماں جی کے بارے میں روبی سے پوچھا کہ طبیعت کب اور کیسے خراب ہوئی تھی روبی نے جواب میں مجھے اس روز شام کے وقت خراب ہونے کا بتایا جس روز میں ان سے ہو کر اٹھ گیا تھا میرے پوچھنے پر روبی نے اس نوجوان کے

Digest.pk

بارے میں تعارف کے طور پر بتایا کہ یہ ہمارے پڑوسی ہیں شکیل ان کی بہن میری دوست بن گئی ہے وہ آئی ہی ہوگی۔ کچھ رقم کا بندوبست کرنے اپنی کسی سہیلی کے ہاں گئی ہوئی ہے۔ شکیل ہی امی کو اس ہسپتال میں لائے ہیں۔ عمر اور سکندر پریشان حالت مین ماں جی کے ساتھ سہمے ہوئے بیٹھے تھے میں نے ان کو تسلی دی شکیل کا شکریہ ادا کیا کہ وہ ہمدردی کے طور پر سب کچھ کر رہے تھے۔

کچھ ہی دیر بعد بیٹھنے کے بعد میں اٹھ آیا یہ کہہ کر کہ ابھی ماں جی آرام میں ہیں جب آنکھ کھل جائے تو میرے آنے کا بتا دینا میں شام کو پھر آؤں گا ابھی میں نماز مغرب ادا کر ہی رہا تھا کہ سکندر کا فون آ گیا کہ امی جی کی طبیعت اچانک بگڑ گئی ہے راول بھائی آپ فوراً چلے آئیں میں کام وغیرہ سمیٹ کر ہسپتال جا پہنچا تو پتہ کہ انہیں خون کی کچھ بوتلیں چاہیں بلڈ گروپ پوچھنے کے بعد میں نے اپنے چند دوستوں کو بلایا۔ ان میں سے دو کا خون گروپ مل گیا باقی ہم لوگوں کا نہیں ملا تھا دو ایک خون کی بوتلیں مزید ضرورت تھیں میں نے ادھر ادھر کوشش شروع کر دی رات بارہ بجے کے قریب میں واپس اپنے مکان پر آ گیا صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد میں ہسپتال گیا وہاں جا کر علم ہوا کہ ماں جی زندگی کا چراغ گل ہو گیا ہے روبی اور عمر رو رہے تھے سکندر نے مجھے دیکھا تو لپٹ کر رونے لگا۔ ماں جی نے میرے انکار کو دل پر لے لیا تھا اسی وجہ سے وہ جانبر نہ ہو سکیں اور جلد ہی سب کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں تھیں مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے سب مجھے ہی ماں جی کی موت کا ذمہ دار ٹھہرا رہے تھے روبی کے ذومعنی بین سن کر اور عمر و سکندر کی سسکیاں دل و دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی تھیں مگر اس میں تو میرا کوئی قصور نہیں تھا میں تو انسانیت کے طور پر ان کے کام آیا تھا انہوں نے میرے کردار کو غلط تصور کر کے یہ امید کر لی تھی کہ میں روبی سے شادی کر لوں گا مگر میں تو اپنی جگہ مجبور تھا کب تک ماں جی کو جھوٹے سہارے دیتا۔ حالانکہ مجھے میرے سیٹھ نے منع کیا تھا کہ میں ان کے نزدیک نہ جاؤں اجنبی لوگ ہیں جانے کہاں سے آئے ہیں اور کیا کر کے آئے تھے کوئی نقصان کر کے بھی تو آ سکتے ہیں ورنہ اس زمانے میں اتنی دور سے کراچی چلے آنا معنی رکھتا ہے مگر میں نے سیٹھ صاحب کی سنی ان سنی کرتے ہوئے انسانی ہمدردی کے طور پر جو کردار ادا کیا میرا اخلاقی فرض تھا یہ اور بات کہ روبی نے میری جانب محبت کے قدم بڑھائے اور ماں جی نے بغیر سوچے سمجھے مجھ سے اتنی بڑی توقعات وابستہ کر لی تھیں کہ سوائے انکار کے میں اور کیا کر سکتا تھا۔ بہرحال ماں جی موت کا دکھ مجھے بہت ہوا تھا میں نے ان کا دیدار کیا تو اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکا۔

راول بھائی اللہ کو یہی منظور تھا آپ بچوں کو حوصلہ دیں میں کوئی سواری وغیرہ کا انتظام کر کے آتا ہوں آخر ماں جی کی تدفین وغیرہ تو کرنی ہے ناں۔

شکیل نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو میں خیالات کی دنیا سے واپس لوٹ آیا۔ ہم دوستوں نے مل کر ماں جی کی تدفین وغیرہ کی ماں جی کو سپرد خاک کرنے کے بعد میں سیدھا اپنی دکان پر چلا آیا۔

صبح پھر گیا عمر اور سکندر افسردہ بیٹھے تھے انکو دلاسے دیئے اور کھانا کھلایا۔ مگر روبی مجھ سے کترانے لگی دور اور اجنبی سی جیسے میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق بھی نہ ہو۔

تیسرے روز میں ان لوگوں کے مکان پر گیا تو گھر کے باہر دروازے پر لگا تالا میرا منہ

Digest.pk

چڑا رہا تھا ساتھ والے گھر سے ان کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ لوگ واپس پنجاب اپنے گھر چلے گئے ہیں نا معلوم کیوں مجھے دھچکا سا لگا۔ میں روبی سے معذرت بھی نہ کر سکا۔ میں تو سوچ رہا تھا اسے افہام وتفہیم کے ساتھ کسی اچھے سے لڑکے کے ساتھ شادی کا مشورہ دے کر ہر طرح کا تعاون کرون گا مگر روبی اپنے بھائیوں کو لے کر نجانے کہاں چلی گئی تھی اپنے گھر پنجاب وہ کس طرح جا سکتی تھی جہاں اپنے ہی لوگ کالے ناگ کی طرح منہ کھولے کھڑے تھے تو پھر کہاں چلی گئی تھی۔

انہی سوچوں کے ساتھ مغموم وادا س سا میں واپس اپنے مکان کی طرف آ گیا۔ میں نے ہر جگہ اسے تلاش کیا پورا شہر چھان مارا مگر وہ کہیں نہ ملی کبھی کوئی کسی کے غم میں کبھی رویا ہے سب اپنے غم میں روتے ہیں اپنے من میں سوز ہو تو کائنات بے رنگ لگنے لگتی ہے اشک بڑے گراں قدر ہوتے ہیں مگر اس وقت جب آنکھ سے نکلیں تو کتنے بے بس ہوتے ہیں وہ لوگ جن کا من بھر بھر آئے۔ پلکیں نم ہوں لیکن گلے لگا کر کوئی رونے والا نہ ہو ذرا سا رو لینے سے تو دکھوں کو تسکین مل جایا کرتی ہے لیکن کہتے ہیں رونے والا بزدل ہوتا ہے تو پھر یہ سنگدل بھی کبھی کیوں رو لیا کرتے ہیں زیادہ ہنس لیا جائے تو بھی پلکیں بھیگ جاتی ہیں کون ہے وہ جو آج تک کبھی نہیں رویا بادلوں میں کتنی گھن گرج ہوتی ہے مگر وہ بھی چھم چھم روتے ہیں انسان تو پھر پیکر خاک ہے روئے گا نہیں تو پھر زندہ کیسے رہے گا۔ اس رات مجھے دیر تک نیند نہیں آئی تھی۔

میرے سیٹھ نے سندھ اور پنجاب میں آموں کے بڑے بڑے باغات خریدے ہوئے تھے پنجاب کے آم تو ابھی کچے تھے مگر سندھ کے آموں کی منڈی میں فروخت کا سیزن شروع ہو رہا تھا میری ڈیوٹی یہ تھی کہ مجھے سندھ کے باغات میں جا کر آم تڑوانا اور انہیں مزدوروں کے ذریعے پیٹیوں میں بھر کر ٹرکوں کے ذریعے منڈی تک لے آنا تھا لہذا مجھے حیدر آباد میں واقع ایک بڑے باغ میں سے آم لے آنے کی ہدایت ملی چار ٹرکوں پر مشتمل ہمارا قافلہ جس میں میرے علاوہ کچھ مزدور سوار تھے عازم سفر ہوئے صادق آباد تک سفر انتہائی خوشگوار رہا مزدوروں کی خوش گپیوں کے درمیان خوب وقت گزرا۔

لیکن جونہی سفر آگے بڑھا آسمان کو سیاہ بادلوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ماحول پر چھائی تاریکی مزید گہری ہوگئی جوں جوں وقت گزرتا گیا تاریکی میں اضافہ ہوتا گیا اس پر طرہ کہ تیز ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں سیٹھ کی اگر ہدایت نہ ہوتی کہ جلد از جلد مال لوڈ کر کے آنا ہے تو ہم راستے میں ہی کہیں پڑاؤ ڈال لیتے۔ نئی نوکری تھی میں اسے معمولی غفلت کی بنا پر کھوٹ کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ جونہی ہم راستے میں آنے والے ایک جنگل کے نزدیک پہنچے تو طوفانی ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں درخت ایسے ہلتے محسوس ہو رہے تھے جیسے آناً فاناً ہمارے ٹرکوں پر آن گریں گے۔ نزدیکی آبادی کے آثار بھی نظر نہ آ رہے تھے بادلوں کی گھن گرج بجلی کی چمک اور تیز آندھی کا شور اور گہرا اندھیرا ہمارے اعصاب جواب دے گئے۔ ٹرکوں کی بریکیں اچانک چیخ اٹھیں سڑک پر بڑے بڑے درختوں کے تنے رکھ کر اسے بند کر دیا گیا تھا اس سے قبل کہ صورت حال واضح ہوتی سڑک کے اطراف سے درجن بھر مسلح افراد نے ٹرکوں کو اپنے محاصرے میں لے لیا اسی لمحے سامنے سے ایک بڑی سی لائٹ نظر آئی جسے دیکھتے ہی نقاب پوش مسلح افراد واپس اپنی پوزیشنوں پر چلے گئے ہم دبک کر ٹرکوں میں بیٹھے آنے والے

Digest.pk

برے وقت کا انتظار کرنے لگے سامنے سے آنے والی گاڑی پولیس کا ڈبل کیبن ڈالا تھا جو سڑک پر معمول کے گشت میں مصروف تھا پولیس افسران نے سڑک بلاک دیکھی تو انہیں صحیح صورت حال کا اندازہ لگانے میں ذرا بھی دیر نہ لگی پولیس کی طرف سے ہوا میں فائر کیا گیا جس کا تڑاتر کی صورت میں جواب آیا پولیس کے افسران نے کیبن سے چھلانگیں لگا کر درختوں کی اوٹ میں پناہ لی اندھا دھند فائرنگ شروع ہوگئی۔ جواباً مسلح ڈاکوؤں نے بھی فائرنگ کا سلسلہ شروع کردیا۔ فضا میں چند انسانی چیخیں گونجیں۔ ٹرک کے اندر بیٹھے رہنے سے کوئی بھی گولی ہمیں موت کا شکار کرسکتی تھی لیکن باہر بھی موت کا رقص تھا جو ہمارے لیے قیامت خیز تھا خوف سے ہماری زبانیں گنگ اور حواس شل ہوگئے۔ ڈاکوؤں اور پولیس کے درمیان فائرنگ کا خوفناک اور خطرناک سلسلہ وسیع تر ہوتا گیا۔ اچانک دونوں اس پوزیشن میں آگئے کہ درمیان میں ہم محصور ہوکر رہ گئے کلاشنکوفوں نے آگ اگلی فضا میں چند مزدوروں کی دلخراش چیخیں ایک ساتھ بلند ہوئیں اور ایک گولی تڑاخ سے میرے جسم میں اتر گئی۔ ایسے محسوس ہوا جیسے کسی نے گرم سیسہ میرے جسم میں اتار دیا ہو لرزہ طاری کیفیت میں خون کے فوارے چھوٹے اور اگلے ہی لمحے میں ہوش وحواس کی دنیا سے بیگانہ ہوگیا۔

اس کے بعد کیا ہوا حالات وواقعات نے کیا پلٹا کھایا یہ سب جاننے کے لیے دلخراش اور دل ودماغ پر گہرے نقش چھوڑ جانے والی اس لہو رنگ داستان اور جلتے خوابوں کی راکھ کی چوتھی قسط جواب عرض میں پڑھنا نہ بھولیے گا۔

یہ دل

دھڑکتا ہے یہ دل میرا
تڑپتا ہے یہ من میرا
بنا تیرے کہیں بھی نہیں آتا
یہ دل کہیں بھی نہیں لگتا
تیری یاد ہم کو ستاتی ہے
آنکھیں بھی روتی ہیں
نہ جگتی ہیں نہ سوتی ہیں
پل پل تنہائی ڈستی ہے
نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
سنو تم سے یہ کہتے ہیں
ہمیں اپنا بنا لو تم
دل میں اپنے بسا لو تم
ہمی کو ہم سے چرا لو تم
تم سے دور اب نہ رہ پائیں گے
یہ درد جدائی نہ سہہ پائیں گے
اس قدر ٹوٹ کر چاہیں تمہیں
کہ دل و جان بھی تیرے نام کر جائیں
سنو تم اپنا بنا لو ہمیں

(گلشن ناز بھٹہ قریشی)

باتوں سے آئے خوشبو

زندگی ایک ایسی ٹرین ہے جو ہمیشہ اس اسٹیشن پر رکتی ہے جہاں ہم اتونا نہیں چاہتے جانے والے کو مت روکو اور آنے والے کو ویلکم کہو کیونکہ جانے والے روکنے سے رکتے نہیں اور آنے والے روز روز آتے نہیں

غصے کا بہترین علاج خاموشی ہے

علم انسان کے جسم میں روح کی طرح رہتا ہے۔

اقرا ناز۔

Digest.pk

ویران سن

تحریر۔ حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری۔ فیصل آباد۔

سلام محبت ویران زندگی کی آخری قسط حاضر خدمت ہے اسے بھی پڑھ کر قارئین کی نظر کر دیجئے گا تیسری قسط پر سب کا مشکور ہوں کہ آپ نے پڑھ کر کال کر کے اپنی قیمتی رائے سے نوازا ڈاکٹر حسن علی کا نمبر حاضر ہے اس نمبر پر آپ ڈاکٹر سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں لوگ بچھڑ کے کبھی نہ کبھی تو مل ہی جاتے ہیں مگر جن سے ملنے کی خواہش زیادہ ہوتی ہے ان کی جدائی بھی طویل ہوتی ہے یہ دنیا کا دستور ہے کہ جس چیز کے پیچھے بھاگو گے وہ تم سے دور نکل جائے گی اور جس چیز پر توجہ نہ ہو وہ مل جاتی ہے انسانی رشتے بھی کچھ ایسے ہی ہیں جن کو انسان مضبوط کرنا چاہتا ہے یا پانا چاہتا ہے وہ دور ہو جاتے ہیں اعتماد بنانے کی وجہ سے بے اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے جے یہ ذہنوں کا تصادم ہے یا قسمت کا کاش انسان اپنے آنے والے کل کے بارے میں جانتا ہو تو کبھی ایسے دوست نہ بناتا جو ساتھ نہ نبھا سکتے ہوں وہ بھی ایک بہت ہی بڑی خامی ہے کیوں کہ یہ انسان کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے اور اگر محبوب بے وفا ہو تو پھر انسان بالکل کھوکھلی لکڑی کی طرح ہو جاتا ہے یک طرفہ وفا بہت ہی نقصان دہ ہوتی ہے اس قسط میں بھی رائے دینا نہ بھولیئے گا زوہا خان، رعنا، امبر گرن چوہدری، عائشہ نیلم، مہناز، ان سب کے لیے پر خلوص دعائیں علی رضا ملک اور بھی بہت سارے دوست ہیں میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ مجھے ہر وقت دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں اللہ آپ کو خوش رکھے آخر میں رسالہ کی ترقی کے لیے دعا گوں ہوں تمام سٹاف کو پر خلوص سلام اور دعائیں ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا

حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری فیصل آباد 03455453286۔ حسن علی کا نمبر 03437126117

وعلیکم اسلام سمیر نے گلے لگے ہوئے ہی کہا وہ سکول میں بھی روزانہ اسی طرح ملتے تھے لیکن میٹرک کے بعد ایسے بچھڑے کہ پھر کوئی رابطہ نہ ہو سکا۔ کیسے ہو سمیر یار بیٹھو آج ہماری یاد کیسے آ گئی۔ یاد تو آتی رہتی ہے۔ بس یار مصروفیت ہی اتنی بڑھ گئی ہیں ناں کہ اک بار باہر کیا گیا کہ پھر تو لوٹ کر ہی نہ آ سکا۔ سمیر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

واہ جی واہ۔ بڑے بزنس مین بن گئے ہو اب تم بڑا نام ہے تمہارا عدنان نے وہی پرانا چھیڑنے والا انداز اپناتے ہوئے کہا۔

بس یار جہاں جہاں روزی روٹی اللہ تعالیٰ نے لکھی ہے وہ تو اکھٹی کرنی ہی ہے ناں سمیر نے کہا۔

اتنے میں نادیہ چائے کی ٹرالی میں لوازمات رکھے آ گئی۔

اسلام وعلیکم نادیہ نے آتے ہی کہا۔

سمیر یہ ہے تمہاری بھابھی نادیہ صاحبہ بنک میں میرے ساتھ ہی کام کرتی ہیں یہ مجھ کو پسند آ گئی اور میں نے

Digest.pk

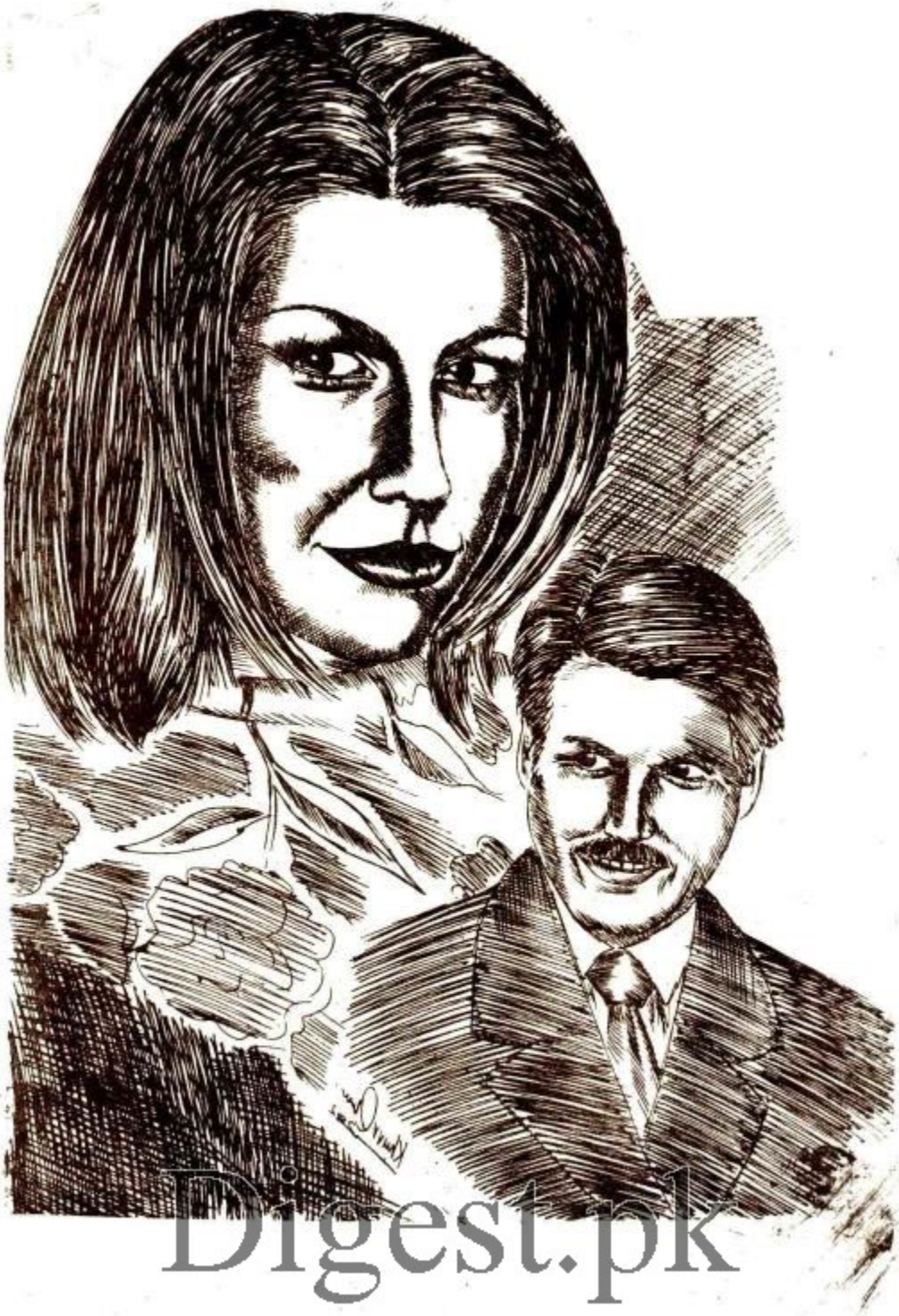

Digest.pk

ان سے شادی کر لی عدنان اپنی بیگم کا تعارف کرواتے ہوئے بھی مذاق کرنا نہ بھولا تھا۔ نادیہ یہ ہیں میرے بچپن کے دوست سمیر سکندر صاحب جو میٹرک تک میرے ساتھ رہے ہیں پھر یہ فرانس چلے گئے تھے۔

ہیلو بھابھی جی کیسی ہیں آپ سمیر نے کہا۔

ہیلو کیسے ہیں آپ۔۔۔ نادیہ نے پوچھا۔ اور چائے بنانے لگی مجھے زندگی میں تین دوست بہت اچھے ملے سکول میں سمیر سکندر کالج میں حسن علی اور بنک میں نادیہ تبسم عدنان خوشگوار موڈ میں بول رہا تھا نادیہ اور سمیر دونوں مسکرا دیئے۔

یہ لیں بھائی جان چائے اور آپ بھی۔ نادیہ نے دونوں و چائے کے کپ دیتے ہوئے کہا۔ آپ کتنے اچھے دوست ہیں آجکل اچھے دوستوں کا ملنا بہت مشکل ہے۔ شکریہ بھابھی جی سمیر نے کپ پکڑتے ہوئے کہا۔

آپ بتاؤ یار سمیر تم کو کوئی لڑکی پسند آئی ہے یا کہ نہیں شادی کے لیے عدنان نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور پوچھا۔

ہاں یار اب پروگرام بن گیا ہے شادی ہے ایک لڑکی پسند آئی ہے بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو بچپن میں ہی میری منگ ہے مجھے بھی کل ہی پتہ چلا تھا وہ آپ کی اکیڈمی میں ہی پڑھتی ہے شاہین وہ میری خالہ زاد کزن بھی ہے اور میری منگیتر بھی ہے سمیر نے مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ شاہین۔ نادیہ اور عدنان کا رنگ اڑ گیا۔

ہاں یار شاہین۔ کیسی لڑکی ہے وہ سمیر ان کے چہرے نہ پڑھ سکا۔ بہت اچھی لڑکی ہے وہ تو لیکن اس نے کبھی بتایا نہیں آپ کے بارے میں عدنان نے حیرانی سے پوچھا۔ اسے بھی پتہ نہیں تھا یہ بات صرف ہمارے والدین کو معلوم تھی سمیر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ او کے عدنان یار اب میں چلتا ہوں یہ میری طرف سے مٹھائی ہے آپ اور بھابھی جی میری شادی پر ضرور آنا سمیر یہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

حسن علی صبح اٹھا نماز پڑھنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے پہلے دعا صرف الینا کی بخشش تک اور شکوے شکایت تک ہی محدود تھی آج کی دعا میں وہ اپنے لیے بھی کچھ مانگ رہا تھا دعا سے فارغ ہونے کے بعد وہ حسب عادت لان میں چلا گیا اور اس پودے کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ پودا پھر سے ہرا ہو رہا تھا اس پر کچھ نئی شاخیں نکل رہی تھیں حسن علی پودے کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اور گزرے ہوئے واقعات پردہ سکرین پر چل رہے تھے اتنی دیر میں چوکیدار آیا اور بولا حسن علی صاحب باہر دو پولیس کے آدمی آئے ہیں۔ اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں ہیں۔۔۔ پولیس والے کیا کام ہے ان کو میرے ساتھ حسن علی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

پتہ نہیں جناب میں نے پوچھا ہے لیکن وہ کہتے ہیں صرف حسن علی کو بتائیں گے۔

چلو ٹھیک ہے بلواؤ انہیں حسن علی کرسی پر بیٹھ گیا اور ان کے والد عبدالرحیم صاحب بھی آگئے چوکیدار پولیس والوں کو لے کر اندر آ گیا۔

اسلام وعلیکم ڈاکٹر صاحب میرا نام جاوید ہے اور میں تھانہ سٹی میں اے ایس آئی ہوں دراصل بات یہ ہے کہ صغیر کے اور ان کے خاندان کے قتل میں ملوث دو شخص پکڑے گئے ہیں عدالت نے ان کو پھانسی کی سزا دی ہے ان کی آخری خواہش تھی کہ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں کل صبح انکو پھانسی ہے۔ آپ پلیز ہمارے ساتھ جا کر ان سے مل لیں اے ایس آئی جاوید نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن وہ حسن علی کو کیوں ملنا چاہتے ہیں عبدالرحیم نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

Digest.pk

پتہ نہیں سر جی وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بہت بڑا گناہ ہوگیا ہے اگر حسن علی ہمیں معاف کردے تو ہم آسانی سے پھانسی پر چڑھ جائیں گے جاوید نے پھر بتایا۔

او کے جی آپ چلیں ہم بھی آتے ہیں عبدالرحیم نے کہا۔

تھینک یو سر۔ ذرا جلدی آنا جاوید نے کہا حسن علی اور ان کے والد عبدالرحیم تیار ہوکر گاڑی میں بیٹھے اور سیدھے سنٹرل جیل میں پہنچ گئے اے ایس آئی جاوید انکو ملاقاتی کمرے میں بٹھا کر دو زنجیروں میں جکڑے آدمیوں کو لے آیا ایک کی عمر تقریباً پچاس سال کے قریب تھی لیکن وہ سخت جان دکھائی دے رہا تھا اور ایک تیس سال کا تھا جو کافی حد تک ٹوٹ چکا تھا اس سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا شاید جیل کی سختی کی وجہ سے یا پھر آنے والی موت کے ڈر سے وہ آتے ہی حسن علی اور عبدالرحیم کے پاؤں میں بیٹھ گئے اور پاؤں پکڑ کر زور زور سے رونے لگے ہمیں معاف کردو حسن صاحب ہمیں معاف کردو ہم سے بہت بڑا گناہ ہوگیا ہے حسن علی تمہاری الینا کے قاتل ہم ہیں بڑی عمر کا شخص بول رہا تھا شاید دوسرے میں بولنے کی ہمت نہ تھی وہ تو بس نظریں جھکائے ہوئے زمین کو دیکھ رہا تھا۔ الینا کے قاتل لیکن اس نے تو خودکشی کی تھی عبدالرحیم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ نہیں اس نے خود کشی نہیں کی تھی بلکہ میں نے اسے مارا تھا میرا نام جمال دین ہے اور میں جمالے کے نام سے مشہور ہوں میں بڑی دیر سے صغیر کے ساتھ رہا ہوں اور اس کے ہر کالے دھندے کا ساتھی ہوں اس نے مجھ سے بہت سرے گناہ کروائے ہیں اگر میں بھی انکار کرتا تو وہ مجھے اور میرے بچوں کو مروانے کی دھمکی دیتا تھا مجھ کو بلیک میل کرتا تھا میں مجبور تھا کچھ عرصہ کے بعد یہ خورشید بھی میرے ساتھ مل گیا یہ پڑھا لکھا تھا اور دوسرے لوگوں کے دستخط اور لکھائی کی کاپی بھی کرلیتا تھا اسے کوئی نوکری نہیں مل رہی تھی اور یہ بھی صغیر سے مل گیا پہلے صغیر نے الینا کے باپ اور اپنے بھائی اسلم کو بھی مجھ سے مروادیا تھا وہ اس کی جائیداد ہڑپ کرنا چاہتا تھا اس نے کئی بار الینا اور اسکی ماں کو بھی مارنے کا پروگرام بنایا تھا تاکہ الینا اپنی جائیداد ہی نہ لے لیکن ہر بار کوئی نہ کوئی رکاوٹ بن جاتی تھی الینا جب جوان ہوئی تو اسے اپنے بیٹے منیر کی بیوی بنانے کا سوچنے لگا کہ چلو اس طرح ساری جائیداد بھی آجائے گی اور ان کو غلام بھی بنا کر رکھے گا۔ وہ یہ کام اس لیے جلدی نہ کرسکا۔ کیونکہ صغیر کی بیوی اپنی بھانجی کو اپنی بہو بنانا چاہتی تھی صغیر کو ڈر تھا کہ اگر الینا کی شادی اور کسی جگہ پر ہوگئی تو اسے کہیں اپنے باپ کے قتل کا پتہ نہ جائے اور وہ اسے عدالتوں میں نہ لے آئے جب الینا نے بتایا کہ وہ ساری جائیداد خود دے دے گی لیکن منیر سے شادی نہیں کرے گی تو وہ ایک بار تو بہت خوش ہوگیا تھا پھر اسے پتہ چلا کہ الینا آپ سے شادی کرنا چاہتی ہے تو وہ ڈر گیا تھا اور مجھ کو آپکے قتل کا کام سونپا گیا تھا میں نے کچھ دن آپ کا پیچھا کیا تھا لیکن مجھ کو کوئی موقع نہ ملا پھر صغیر نے زمین اور گھر کے کاغذات مکمل کروا کر اور ساتھ ہی نکاح نامے کو بھی مکمل کر کے بہانے سے دونوں ماں بیٹی کے دستخط اور انگوٹھے لگوا لیے تھے شہر میں سیاسی جلسے کی وجہ سے وہ ان کو اپنے گھر نہ لے جاسکا تھا ہم دونوں کو ان کی نگرانی کے لیے گلی میں چھوڑا ہوا تھا الینا نے گھر سے بھاگ کر آپکے پاس آنے کی کوشش کی تو مگر ہم نے اس کو پکڑ لیا تھا اور کمرے میں باندھ دیا تھا اور صغیر سے رابطہ کیا تھا صغیر نے خفیہ بندے کے ذریعے سے اسے مارنے کا پیغام بھیج دیا تھا ہم نے زبردستی اسے زہر کی گولیاں کھلا دی تھیں یہ خورشید جو لکھائی میں کاپی کرنے والا مشہور تھا اس نے الینا کی لکھائی میں آپ کے نام ایک خط لکھا تھا پھر کچھ دیر کے بعد الینا کی ماں اور کچھ لوگ آگئے تھے جس کی وجہ سے ہم لوگ کھڑکی سے کود گئے تھے ان کو ہمارا بالکل بھی پتہ نہ چلا تھا وہ اسے خودکشی سمجھ کر اس کو ہسپتال لے گئے تھے انکے جانے کے بعد ہم نے وہ خط بیڈ پر رکھ دیا تھا صغیر کی طرف سے مجھ کو پھر حکم ملا تھا کہ جلدی ہسپتال پہنچنے سے

Digest.pk

پہلے ہی الینا اور اس کی ماں کو اڑا دوں ورنہ وہ میرے بیوی بچوں کو قتل کروا دے گا اور پھر مجھے اور خورشید کو بہت غصہ آیا کہ یہ ہماری وفاداری کا کیا صلہ دے رہا ہے جو اپنے سگے بھائی اور اس کی اولاد سے وفا نہ کر سکا وہ ہم سے کیا کرے گا ہمارے ضمیر نے ملامت کی اور ہمیں اپنے کئے پر بہت افسوس ہوا بہت زیادہ غور و فکر کرنے کے بعد ہمیں ایک ہی راہ نظر آئی وہ جس نے اتنے برے کام ہم سے کروائے ہیں ہم اسے ہی ہمیشہ کے لیے کیوں نہ ختم کر دیں تا کہ آئندہ معاشرے میں امن سکون ہو جائے۔ اس لیے جو پروگرام ہم نے الینا کو مارنے کا پروگرام بنایا تھا وہی پروگرام صغیر کی طرف کر لیا اور اس کو ایک ایکسیڈنٹ میں مروا دیا۔ اس طرح ہمارے دل کو سکون ملا اور ہم نے گرفتاری دے دی پلیز یہ تھی وہ کہانی جو ہم آپ کو سنا چکے ہیں پلیز آپ لوگ ہم کو اب معاف کر دو وہ گڑگڑا کر روتے ہوئے معافی مانگ رہے تھے آپ کو خدا کا واسطہ ہے ہم کو معاف کر دو۔ جمالہ رو رہا تھا خورشید کو تو رونے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی وہ تو ان کے پاؤں میں پڑا تھا اور زمین کو گھور رہا تھا اس کا رنگ پیلا ہو رہا تھا جیسے کاٹو تو لہو نہیں ہم نے تم کو معاف کر دیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف کر دے عبدالرحیم نے کہا۔

عدنان سمیر سے ملا تھا وہ اس سے ملنے کے بعد بہت پریشان ہو گیا تھا کیونکہ وہ حسن کو اپنے بھائی کی طرح سمجھتا تھا الینا کی موت کے بعد اگر وہ کچھ سنبھلا تو شاہین کی وجہ سے شاہین اور حسن علی ایک دوسرے سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے تھے وہ دونوں اس بات سے انجان تھے کہ شاہین بچپن سے ہی سمیر کی منگیتر ہے شاہین بھی اس بات سے انجان تھی آخر اب کیا ہو سکتا ہے وہ بہت پریشان تھا۔

ہم ایسا کرتے ہیں کہ حسن علی کو شاہین کے بارے میں سب کچھ بتا دیتے ہیں نادیہ نے کہا۔

نہیں نادیہ نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے اگر ہم نے ایسا کر دیا تو حسن علی ایک بار پھر تنہائی کے خول میں چلا جائے گا اگر اب وہ تنہا رہ گیا تو شاید زندگی بھر۔۔۔ اوہ خدایا یہ کیا ور رہا ہے عدنان بہت ہی پریشان ہو گیا تھا۔

لیکن ایک نہ ایک دن تو پتہ چل ہی جائے گا نادیہ نے کہا۔

ہاں پتہ تو چلے گا ہی اور اگر شاہین بھی اس کے بغیر زندہ نہ رہ سکی تو پھر۔۔۔ عدنان نے کہا نہیں اب تاریخ نہیں دہرائی جائے گی ایک حسن علی تو اجڑا ہی ہے اب اس کیساتھ ساتھ سمیر اور شاہین بھی نہیں اجڑیں گے ورنہ ان تینوں میں سے کوئی بچ نہیں سکے گا نادیہ نے فیصلہ کن انداز میں کہا اور موبائل اٹھا کر حسن علی کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔ عدنان سر پکڑ کر بیٹھ گیا خدایا خیر ہی کرنا وہ دعا مانگ رہا تھا۔ ایک طرف حسن علی تھا تو دوسری طرف سمیر اور شاہین تھے۔

حسن علی کسی لٹے ہوئے مسافر کی طرح جا رہا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اب تک زندہ کیسے ہے اسے الینا کی یاد تڑپا رہی تھی کیوں اتنے شکوے شکایات کرتا تھا اس بے قصور سے کتنی بے بس تھی تم الینا کتنے دکھ تھے تیری قسمت میں صغیر میں تجھے کبھی بھی معاف نہیں کروں گا اور تجھے اللہ بھی معاف نہیں کرے گا۔ کاش تیرے دل میں انسانیت کا کچھ جذبہ ہوتا احساس ہوتا تو کمینے لالچی نہ ہوتا۔ اب بتا کہاں گئی وہ ساری جائیداد ساری دولت انسان خالی ہاتھ ہی آیا ہے اور خالی ہاتھ ہی جاتا ہے حسن علی کو تڑپتی ہوئی الینا یاد آ رہی تھی جب آخری بار اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اسے دیکھا تھا کتنا دکھ اور قرب تھا اس کی آنکھوں میں اور اگر کچھ حوصلہ ملا بھی تھا تو وہ بھی نہ ہونے کے برابر آج وہ شاہین سے بظاہر ملنے کے لیے جا رہا تھا لیکن ہمیشہ کے لیے بچھڑنے کے لیے اس کی دنیا کو

Digest.pk

خیر باد کہنے کے لیے پارک میں پہنچا تو شاہین پہلے ہی وہاں موجود تھی اسے دیکھ کر مسکرا پڑی۔
خیر تو تھی ناں حسن علی اتنی جلدی کیوں بلوایا ہے مجھے کیا دل نہیں لگا میرے بغیر شاہین نے مسکرائی۔
شاہین آج میری بات غور سے سنو حسن علی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو شاہین پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگی حسن علی نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تھا شاہین میں نے اپنے والدین سے آپ کے بارے میں بات کی تھی شادی کرنے کے بارے میں لیکن وہ نہیں مانے کیونکہ وہ میرے لیے کسی امیر گھرانے کی لڑکی لانا چاہتے ہیں میرے ہسپتال میں ہے وہ ڈاکٹر حنا اچھی لڑکی ہے اور ہے بھی ہمارے اسٹیٹس کی میں نے بہت ضد کی تھی لیکن گھر والے نہیں مانے۔ ابو نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اگر میں نے حنا سے شادی نہ کی تو وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے اور مجھ کو تمام جائیداد سے بھی عاق کر دیں گے شاہین اب میں مجبور ہو گیا ہوں میں آپ کے لیے اپنے والدین کو نہیں چھوڑ سکتا ہوں جائیداد کا مجھے لالچ نہیں ہے کیونکہ والدین کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے حسن علی نے چہرہ ابھی تک شاہین کی طرف نہیں کیا تھا۔
کیا کہا ہے تم نے حسن علی شاہین نے شہرہ اس کی طرف موڑ لیا۔ کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے کیا وہ سب کچھ جھوٹ تھا شاہین غصہ سے بول رہی تھی۔
کون سی محبت۔ کیسی محبت ایسے تو میری زندگی میں بہت سی لڑکیاں آتی ہیں کیا میں سب سے محبت کروں اور سب سے شادیاں کرتا جاؤں اور پھر شاہین تم کو مجھ سے محبت ہے یا پھر میری جائیداد سے سن لو آج سے ہمارے راستے الگ ہیں حسن علی سختی سے بول رہا تھا۔
حسن علی کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے تھے شاہین کی آنکھوں میں آنسو تھے اور لہجے میں التجا تھی۔
ہاں شاہین میں تم سے محبت نہیں کرتا میں تو صرف ٹائم پاس کر رہا تھا میں بھی خوب ایکٹنگ کر رہا تھا۔
کھٹاک ایک زوردار تھپڑ حسن علی کے منہ پر لگا۔ تم نے اچھا نہیں کیا حسن علی تم میرے سچے جذبات سے کھیلتے رہے ہو کیا حسن علی تم کو زندگی میں کبھی بھی سکون نہیں ملے گا تم تڑپو گے مجھ کو آوازیں دو گے فریاد کرو گے مگر پھر کچھ نہ سن سکوں گی تم تو کم ظرف انسان نکلے ہو میں تو تم کو اپنا دل دے بیٹھی تھی تم کو اپنا سب کچھ مان لیا تھا مگر تم تو بھنورے نکلے ہو دھوکے باز درندے انسان تم کو کیا پتہ محبت کس کو کہتے ہیں اور محبت کیا ہوتی ہے کاش حسن علی میں تم کو نہ ملی ہوتی یا پھر تم مجھ کو نہ ملے ہوتے تو آج میں اس دوراہے پر نہ کھڑی ہوتی جہاں تم نے لا کھڑا کیا ہے۔ شاہین پتہ نہیں کیا کچھ کہتے ہوئے بھاگ گئی اور حسن علی اسے جاتا ہوا دیکھتا ہی رہ گیا اب حسن علی ایک لٹے ہوئے مسافر کی طرح کھڑا تھا جس سے ڈاکو سب کچھ لوٹ کر لے گئے تھے اور جو کچھ باقی بچا تھا وہ اس نے آج خود ہی لٹا دیا تھا واقعی چاہت کے سپنے بڑے ہی سندر ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ نازک آبگینوں کی مانند بھی ہوتے ہیں چاہت ہتھیلی کے چھالے کی مانند ہے سنبھال کر رکھو تو بھی تکلیف اور اگر چھوڑ دو تو اور تکلیف ہوتی ہے اس راستے کے راہی اپنی منزل تو کھو ہی دیتے ہیں اور زندگی کو ٹھوکر مار کر اپنے پچھلوں کو جدائی کا روگ دے کر دور بہت دور کبھی نہ آنے کے لیے جاتے ہیں حسد و رقابت سے بھرپور اس دنیا میں کئی اپنی زندگیاں ہار گئے اور کئی محبت میں جیت کر بھی جیت کا لطف نہ اٹھا سکے وہ جیت ہمیں دے ہی کیا سکتی ہے جو کسی کی خوشیاں چھین کر ہم حاصل کرتے ہیں حسد و رقابت سے جانے کتنی ہی کہانیوں نے جنم لیا ہم اپنی مقصد برآوری کے لیے کیا کیا گر آزماتے ہیں کسی کو ذلت کے گڑھے میں دھکیلنے کے لیے کیا کیا ہنر آزماتے ہیں پتہ ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے اللہ کی ذات کریم کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتی وہ ذات کریم ہے رحیم ہے لیکن

Digest.pk

جب کوئی اس کی مخلوق کے ساتھ ناانصافی کرے تو پھر اس کی لاٹھی حرکت میں آتی ہے وہ محبتیں وہ خوشیاں جو ہم دوسروں سے چھینتے ہیں وہ ہمارے لطف اور سرور کی بجائے دکھ اور پریشانیوں کا باعث بنتی ہیں پھر بھی چاہتیں محبتیں انسانی زندگی کے لیے ضروری ہیں محبت کے سہارے پر ہی بندہ زندہ ہوتا ہے لیکن یہ محبت اور چاہت راس صرف اس کو آتی ہے جو اس کے ساتھ مخلص ہوتا ہے رشتہ انسانیت کا ہو یا خون کا۔ رشتے وفا مانگتے ہیں۔

حسن علی سنو تم کیا سمجھتے ہو کہ محبت کے بغیر جیا نہیں جا سکتا ہے اگر ایسا سوچتے ہو تو تم غلطی پر ہو اس محبت کو اپنا کر بھی کیا کرنا جو محبت کم اور زحمت زیادہ بن جائے جس میں پل پل ایسے زخم لگائے جائیں کہ جسم ہی زخمی زخمی ہو جائے کس محبت کی بات کرتے ہو تم اس کی جس میں ایک مضبوط رشتے کی زنجیریں ہی نہیں ہیں اعتماد کا رشتہ نہیں ہے ناں تو پھر اس محبت کے جھوٹے الفاظ کی تشہیر کیوں کر رہے ہو کیوں مردہ جسموں میں چھپی دم توڑتی سسکتی روحوں کو بے حال کر رہے ہو یاد رکھنا بنا محبت کے بھی جیا جا سکتا ہے کیا ہوا کہ وہ جینا ایسے جینا ہوگا کہ آتی جاتی ہر سانس اس جسم فانی پر ایک بوجھ ہوگی ہر پل جینا قیامت ہوگی مگر دیکھو حسن علی میں زندہ ہوں اور جی رہی ہوں حسن علی محبت میں خوشی تب حاصل ہوتی ہے جب وعدے اعتماد اور پاکیزگی قائم رہے اور محبت مکمل تب ہوتی ہے جب وہ اپنی عمر بھر کی ریاضت کا صلہ پا لیتی ہے جی ہاں ہماری محبت صلہ مانگتی ہے ہماری محبت اپنا حساب چاہتی ہے یہ بالکل رعایت نہیں کرتی ان کو اپنا صلہ چاہیے محبت صلہ چاہتی ہے اپنے اس ایک ایک پل کا جو کسی کے انتظار میں ایک صدی کی طرح گزرتا ہے محبت صلہ چاہتی ہے اپنے آنسوؤں کا جو کسی کی یاد میں دریاؤں کی مانند بہتے ہیں جب ہماری محبت اپنا صلہ پا لیتی ہے تو وہ ہر وقت مسکراتی رہتی ہے ایک معصوم بچے کی طرح خوش ہو جاتی ہے اور پھر انہیں دنیا جہاں کا کوئی غم نظر نہیں آتا لیکن جب محبت میں کچھ حاصل نہیں ہوتا تو وہ بکھر جاتی ہے ویران ہو جاتی ہے اور پھر اداس رہنے لگتی ہے بالکل میری طرح حسن علی مجھے آج پتہ چلا ہے کہ واقعی کچھ لوگوں کے مقدر ہی تاریکی میں لکھے جاتے ہیں جو زندگی بھر تہی دامن رہ جاتے ہیں انکی قسمت میں وصال رت کا کوئی پھول کبھی نہیں مہکتا جن کے لیے آنکھیں ترستی رہتی ہیں وہی لوگ قریب آ کر کہیں دور بہت ہی دور نکل جاتے ہیں خود کو تنہا محسوس کرنا اور خود کو کسی بھی موڑ پر ناکام محسوس کرنا محال ہو جاتا ہے جب کسی کے دل تک رسائی نہیں ہو سکتی وہ جن کے بن کچھ بھاتا نہیں من کو خود فریبیوں کا یہ عالم کہ انسان ساری زندگی صرف ایک دن کی آس میں گزار دیتا ہے ہم ساری زندگی بھی جی لیں تو وہ ایک دن کبھی نہیں آتا ہر انسان زندگی کو دو حصوں میں گزارتا ہے ایک حصہ میں زندگی اس کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اور دوسرے حصہ میں وہ زندگی کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ اور زندگی کبھی معاف نہیں کرتی اور جس نے بھی یہ کہا ہے بالکل سچ ہی کہا ہے کہ محبت روگ کی صورت عجیب سنجوگ کی صورت ہے یہ طلب لاحاصل ہے یہ سفر لامتناہی ہے مگر پھر بھی زندگی کی دھوپ چھاؤں میں شاید ہی کوئی اس احساس اس کیفیت اس جذبے کی تعبیر جیسے محبت کہتے ہیں جیتا ہوگا انسان اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا کیونکہ محبت ایک شجر ہے محبت ایک یقین ہے محبت ایک اعتبار ہے یہ ایک جیتا جاگتا احساس ہے محبت ایک موسم ہے۔ یہی وہ جذبہ ہے جس کو پا لینے کے لیے محبت کی بانہوں میں لوگ روز مرتے ہیں روز جیتے ہیں۔

شاہین کمرے میں بند اپنی ہی سوچوں میں مگن تھی مماجی سے طبیعت کی خرابی کا بہانہ کیا تھا آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے مطلع ابر آلود لگتا تھا آج آسمان بھی کھل کر بارش برسائے گا۔ وہ بھی شاہین کے دکھ میں برابر کا شریک ہو رہا تھا شاہین کے من کا موسم بھی آج بہت ابر آلود ہو کر دل ہی دل میں مسلسل روئے جا رہا تھا بالکل آسمان کی طرح آج ان کے گھر میں اس کی کزن کنزا اور خالہ شگفتہ اور خالو اصغر آ رہے تھے اس کی ماماجی نے

Digest.pk

اس کو تیار ہونے کو کہا لیکن اسے کسی سے کوئی سروکار نہیں تھا وہ جس کے لیے بنتی سنورتی تھی نکھرتی تھی وہ اسے دکھوکہ دے گیا تھا وہ بار بار سوچ رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ تم نے اچھا نہیں کیا حسن علی آخر کیوں کیا تم نے ایسا۔ کیوں میرا دل توڑا تم نے کیوں چھوڑا بیچ منجدھار میں مجھ کو ایک سوال اس کے ذہن میں ابھرا اور آنکھوں میں ساون بھادوں کی جھڑی لگ گئی اسے کبھی حسن علی پر اور کبھی خود پر بہت غصہ آرہا تھا وہ بہت کنٹرول کے باوجود بھی سنبھل نہیں پا رہی تھی حسن علی نے اس کی انا کو دھچکا لگا دیا تھا اور اس کے الفاظ کی بازگشت اس کے ذہن کو بار بار جھنجھوڑ رہی تھی کہ تم جیسی ہزاروں لڑکیاں میری زندگی میں آتی ہیں کیا میں سب سے شادی کرلوں حسن علی کی آواز اس کے کانوں میں گونجی اور وہ رو دی۔

اسلام وعلیکم۔ صحن میں کسی کی آواز سنائی دی شاید خالہ کی فیملی آگئی تھی شاہین بیٹی دیکھو کون آیا ہے۔ لیکن شاہین خاموشی سے ہی بیٹھی رہی خالہ اور خالو صوفوں پر بیٹھ گئے تھے اور ہلکی پھلکی گپ شپ کرنے لگے۔

کل سے شاہین کی طبیعت بہت خراب ہے نسرین بیگم نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

کوئی بات نہیں ہے اب ہم اپنی بیٹی کو لے جائیں گے آپ نے بہت سنبھال لیا ہے اب ہم دیر نہیں کرسکتے شگفتہ نے کہا۔

شاہین کو ساری باتیں سنائی دے رہی تھیں وہ حیران ہو رہی تھی۔

لیکن شاہین کو بی اسی سی کے پیپر تو دے لینے دو۔

نہیں نسرین بہن اب شاہین اپنے پیپر سسرال جا کر ہی دے گی ویسے بھی ہمارا سمیر ماشاءاللہ بہت کماتا ہے کون سا شاہین سے نوکری کروانی ہے۔ اب ہماری امانت ہم کو دے دو اصغر نے کہا جو شاہین کے خالو تھے۔

ٹھیک ہے بہن جی جیسے آپ کی مرضی نسرین بیگم نے ہاں کردی شاہین دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی تھی اس کی سانس رک سی گئی تھی اس کی زندگی کا کتنا بڑا فیصلہ اس کی ماں نے کردیا تھا سب خواب بکھر گئے تھے سب سپنے چکنا چور ہوگئے تھے آرزوئیں حسرتیں اور خواہشیں دم توڑ گئی تھیں دل کے ارمان دل میں ہی رہ گئے تھے واقعی مجبوریوں کے دیس میں رہنا بھی کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا۔ مسائل پہاڑوں کی کھائیوں کی طرح منہ کھولے ہڑپ کرنے کے لیے تیار کھڑے ہوتے ہیں مجبوریاں انسان کو ریزہ ریزہ کردیتی ہیں سسکتی خواہشات آنکھوں کے سامنے دم توڑ دیتی ہیں اور انسان کو آہ بھرنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی رشتوں کی دوڑی میں بندھا ہوا یہ انسان تو ہر لمحہ مرتا ہے اور جیتا ہے رشتوں کی پاسداری کے لیے اس کو بہت سے کٹھن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اس کو سسکا سسکا کر تڑپا تڑپا کر زندگی کی بھیک دی جاتی ہے اور ڈگڈگی بجا کر انسانیت کی ذلت کا تماشہ دکھانے والا خوب محفوظ ہوتا ہے اے کاش اس دنیا میں کوئی مجبور اور بے بس نہ ہوتا اور پھر یادوں کی پگڈنڈی پر چلتے ہوئے کتنے ہی راستے ایسے بھی آتے ہیں جو اپنوں تک لے جاتے ہیں لیکن وقت کی ستم ظریفی ہے کہ بندہ کوشش کے باوجود ان راستوں پر چل کر اپنوں تک نہیں جاسکتا انا کے نوکیلے اور خاردار پتھر راستوں میں اتنی تعداد میں بکھیر رکھے ہوتے ہیں کہ صرف پاؤں ہی نہیں بلکہ روح تک کے لہولہان ہونے کا خدشہ ہوتا ہے انا کی تسکین کے لیے آگ کے سمندر بھی عبور کرنے پڑیں تو کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ صرف راستے تو کی منزلوں کو بھی پس پشت ڈال دیا جاتا ہے لیکن یادوں کی کسک تو روگ بنی رہتی ہے آگے جاتے ہوئے کتنی ہی دیر تک پیچھے مڑ کر دیکھنا پڑتا ہے کہ شاید کوئی اپنا آواز دے ہی ڈالے اور واپسی کا ایک بہانہ ہاتھ آجائے مگر ایسا کیونکر ہوسکتا ہے وہ سوچ ہی رہی تھی کہ ماں نے فیصلہ کرتے وقت مجھ سے پوچھا تک نہیں وہ کیا کرتی اگر انکار کرتی تو کس بنا پر حسن علی کی

Digest.pk

وجہ سے جو صرف اس سے ٹائم پاس کرتا رہا ہے۔

وہ بیڈ پر اوندھے منہ گر گئی تھی۔ اور رو رہی تھی بادل بھی برس کر اس کا ساتھ دے رہے تھے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے اور یہ کیا ہو رہا ہے ابھی تک تو وہ حسن علی کی تھی اب حالات کیسے بدل سکتے ہیں اس کی ماں اور خالہ کے درمیان اس کی شادی کے دن طے پا رہے تھے اسی اتوار کو اس کی شادی رکھ دی گئی تھی کیونکہ سمیر کے پاپا جی کو چھٹی بہت کم ملی تھی اور وہ سب کچھ اپنی زیر نگرانی میں کرنا چاہتے تھے سب اس کے رونے کو مما سے جدائی کا رونا سمجھتے تھے۔

شاہین بیٹا نہ روتم کسی غیر کے گھر تھوڑی جا رہی ہو وہ تمہارا اپنا گھر ہے تمہاری ماما بھی ادھر ہی رہے گی تمہارے ساتھ ہی خالہ اسے دلاسہ دے رہی تھی ماما جی پریشان بیٹھی ہوئی شاہین کو دیکھ رہی تھی سمیر زندگی میں پہلی بار اتنا خوش اور مصروف تھا اکلوتا ہونے کے ناطے پر سارے ارمان پورے کیے جا رہے تھے کبھی بازار میں شاپنگ کبھی جیولرز کی دکان پر کبھی میرج کلب کے چکر لگا رہا تھا شاہین کی تیاری بھی وہ خود ہی کر رہے تھے ابھی تک شاہین نے کوئی چیز اپنی مرضی سے نہیں خریدی تھی اور نہ ہی خریدنے کی کوئی خواہش ظاہر کی تھی وہ جو کچھ بھی خرید کر لے جاتے شام کو شاہین کو ضرور دکھاتے تھے وہ صرف دیکھتی رہتی تھی اس نے ابھی تک کسی چیز کو ہاتھ لگا کر نہ دیکھا تھا سمیر اسے کسی چیز کی کمی نہیں آنے دے رہا تھا آخر شاہین خود کیوں خریداری نہیں کر رہی سمیر کو اس کی پہلی ہی سوچ نے پریشان کر دیا کیوں کہ وہ اس کی محبت تھی۔

بیٹا بازار سے لہنگا لو اور شاہین کے گھر دے آؤ سمیر کی امی جی نے سمیر کو کہا۔ اور خود کپڑے ٹانکنے میں مصروف ہو گئی۔ سمیر نے لہنگے کی رسید اٹھائی اور بازار سے لہنگا لیا جو بہت ہی زیادہ خوبصورت تھا یقیناً شاہین اس لہنگے میں بہت خوبصورت لگے گی۔ وہ یہ سوچتا ہوا شاہین کے گھر کی طرف چل پڑا اس کے من میں خوشی کے لڈو پھوٹ رہے تھے دروازے پر پہنچ کر دستک دیئے بغیر ہی اندر چلا گیا خالہ شاید گھر پر نہیں تھی وہ سیدھا شاہین کے کمرے کی طرف بڑھ گیا ابھی وہ دروازے پر دستک دینے ہی لگا تھا کہ ایک آواز نے اس کا ہاتھ روک لیا۔

حسن علی کمرے میں بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ پیئے جا رہا تھا اسے ایک پل بھی سکون محسوس نہیں ہو رہا تھا وہ اپنے آپ کو کتنا بے بس محسوس کر رہا تھا الینا سے نہ جانے کتنے شکوے کرتا رہا۔ کبھی اس کی قبر پر تو کبھی ہاتھ اٹھا کر دعاؤں میں اور کبھی تنہائی میں وہ بالکل بے قصور تھی کتنی بے دردی سے اس کو قتل کر دیا گیا تھا وہ معصوم کتنا ہی تڑپی ہو گی آج بھی اس کی آنکھوں میں وہ منظر بار بار آرہا تھا۔ صغیر تم نے میری خوشیوں کو جاڑ کر اچھا نہیں کیا ہے تم انسان نہیں ہو درندے ہو تم ظالم انسان تھے پتھر کا دل تھا تیرے سینے مین اک غصہ کی لہر اس کے جسم میں دوڑی تم بھی تو کسی کی خوشیوں کے قاتل ہو حسن علی۔ زندگی کے قاتل ایک کے نہیں بلکہ دو کی خوشیوں کے قاتل ایک آواز اس کے اندر سے ابھری یہ اس کے ضمیر کی آواز تھی وہ پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا اسے دھوئیں کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آیا اور وہ کھڑکی میں جا کر کھڑا ہو گیا صغیر نے تیری خوشی چھینی تھی لیکن تم نے بھی تو شاہین کی خوشیوں کو روندا تم میں اور صغیر میں کیا فرق ہے حسن علی کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کا ضمیر اسے بار بار ملامت کر رہا تھا وہ بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا اس کا دل قبرستان جانے کے لیے مچلا جا رہا تھا وہ جلدی سے نیچے آیا اور گاڑی نکالی چوکیدار اور اس کے بابا جی عبدالرحیم حیران تھے کہ گاڑی قبرستان کی طرف جا رہی تھی۔

حسن علی تم دنیا کے بہترین انسان ہو جیسے ہر کوئی محبت کر سکتا ہے میری تشنہ آنکھیں ہر ساعت ہر پل تمہاری

Digest.pk

دید کی تمنائی رہتی ہیں من میں پھیلی اضطرابی بے چینی بے کلی سرد لمحوں کی آہٹ رفاقتوں میں نارسائی کا خوف ایسے لگتا ہے کہ میں جیسے کسی گہرائی میں تیزی سے گر رہی ہوں اور ہمارے درمیان کبھی نہ پر ہونے والا خلا پیدا ہو رہا ہے حسن علی تھک جاؤ گے مگر کچھ بھی نہ کر سکو گے کیونکہ زندگی میں محبت نفرت خلوص ہمدردی حسد وفا جفا انا سزا قربت فرقت ظلم بغاوت جبر اور دکھ ایک ساتھ ہیں الینا کی پیار بھری آواز کانوں میں گونج رہی تھی۔

حسن علی تم بہت ہی زیادہ لالچی ہو اور خود غرض انسان ہو تم میرے جذبات سے کھیلے ہو تم میری سچی محبت کو ٹھکرایا ہے تم کو کبھی پیار نہیں ملے گا حسن علی یاد رکھنا دوسری طرف شاہین کی روندھی ہوئی آواز بھی گونج رہی تھی حسن علی کا سر چکرا رہا تھا گاڑی کی سپیڈ زیادہ ہو رہی تھی آنکھوں میں آنسوؤں کی وجہ سے دھندلاہٹ آ رہی تھی گاڑی اوور سپیڈ کا الارم بجا رہی تھی اچانک آگے سے ٹرک آیا اور گاڑی اس سے ٹکرا کر کلٹیاں کھانے لگی اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں بچپن سے ہی سمیر کے ساتھ منسوب ہو چکی ہوں تو میں کبھی بھی حسن علی کے بارے میں نہ سوچتی شکل سے نظر آنے والا وہ خوبصورت شخص اندر سے اتنا برا ہو گا میں نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا وہ مجھ سے ٹائم پاس کرتا رہا کتنا کمینہ ہے تو حسن علی وہ صرف ایک لڑکی سے پیار کرتا تھا بس اس کی موت کے بعد وہ کسی اور کا نہ ہو سکا اچانک سر عدنان کی بات یاد آ گئی شاہین سوچ میں پڑ گئی آخر وجہ کیا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے دل سے الینا کی محبت کو نہ نکال سکا ہو اس لیے اس نے ایسے کیا ہو یہ نوشی کی آواز تھی میں نے اسے کب کہا تھا کہ وہ الینا سے محبت نہ کرے وہ تو مجھے بہت چاہنے لگا تھا لیکن پتہ نہیں اس دن اسے کیا ہو گیا تھا ابھی ایک دن پہلے تو ہم نے بہت سے وعدے کیے تھے قسمیں کھائی تھیں شاہین رو رہی تھی کہیں ایسا تو نہیں کہ اسے پتہ چل گیا ہو کہ تم سمیر کی منگیتر ہو اور وہ اپنی زندگی کے پہلے حادثے سے ڈر گیا ہو اور آپ کا راستہ صاف کرنے کے لیے ایسا کچھ کیا ہو تا کہ تم سمیر سے شادی پر رضامند ہو جاؤ نوشی نے اور بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

ہاں یہ تو میرے ذہن میں نہیں آیا واقعی ایسا ہو حسن علی کی محبت سے اتنا بڑا کھیل ہوا ہو وہ کسی کی محبت سے کیا کھیلے گا۔ حسن علی تم کیا سمجھے کہ اس حرکت سے میں تم سے نفرت کرنے لگوں گی مگر ایسا کبھی نہیں ہو گا میں سمیر کو سب کچھ بتا دوں گی شاہین کے ذہن میں جب یہ بات آئی تو وہ تڑپ اٹھی۔

نہیں تم ابھی سمیر کو کچھ نہیں کہو گی بس دو دن کے بعد تم سمیر کی ہو جاؤ گی قسمت میں یہی تھا اس کی دوست نوشی نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

نہیں نوشی نہیں یہ بے ایمانی ہے میں زندگی کسی اور کی بنوں اور چاہوں کسی اور کو محبت تو زندگی میں صرف ایک بار ہوتی ہے اور وہ میں کر چکی ہوں یا اللہ میں کیا کروں کس گناہ کی سزا مل رہی ہے مجھے شاہین باقاعدہ چلا رہی تھی محبت یہ نہیں کہ کسی کو چاہا جائے اور جواب میں وہ بھی اسے چاہے محبت تو کسی کی یاد میں اکیلے ہی جلنے کا نام ہے محبت کسی کو پا لینے کی نہیں بلکہ کھو دینے کا نام ہے بچھڑنے سے کوئی مر نہیں جاتا البتہ اگر پیار کرنے والے دو دل بچھڑ جائیں تو ان کے دل ایک بنجر زمین کی طرح ہو جاتے ہیں جن پر کبھی بھی کوئی خوشی کی کونپل نہیں پھوٹتی کہتے ہیں اگر انسان سمندر میں ڈوب جائے تو بچ سکتا ہے اور اگر جدائی کے آنسوؤں میں ڈوب جائے تو تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے مگر زندگی ایک پھول ہے اور ہر پھول ایک دن مرجھا جاتا ہے زندگی ایک سائے کی مانند ہوتی

Digest.pk

ہے اور سائے روشنی کے محتاج ہوتے ہیں جیسے زندگی موت کی محتاج ہوتی ہے زندگی ایک خواب ہے اور ہر خواب کی قسمت میں ٹوٹنا ہوتا ہے۔

حسن علی کو چکر آ رہے تھے اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں ایک دم روشنی سے اس کی آنکھیں چندھیا سی گئیں اس نے اپنے آپ کو کمرے میں اکیلا پایا تو چونک سا گیا اور بولا۔

میں کہاں ہوں اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

ہیلو حسن علی کیسے ہو پروفیسر دانیال نے آتے ہی پوچھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ماں اور بابا عبدالرحیم بھی تھے جو کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

جی بالکل ٹھیک ہوں حسن علی نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

میرے لعل تم کو کچھ نہ ہو کیا ہو گیا تھا تجھے کیوں اتنی رات گئے گاڑی نکالی تھی کیا کام تھا میرے لعل کو اس کی ماں اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہہ رہی تھی اللہ تجھے سلامت رکھے میرے لعل اور ساتھ ہی وہ رو رہی تھی اور حسن علی کے چہرے کو بار بار چوم رہی تھی۔

اسے آرام کی ضرورت ہے آپ لوگ پلیز ابھی باہر جائیں پروفیسر دانیال دونوں کو باہر لے گئے اور اسے آرام کرنے کو کہا حسن علی نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تمام واقعات پردہ سکرین کی طرح اس کے ذہن میں چلنے لگے اسے سب یاد آ گیا الینا اس کی زبان سے نکلا اور دو آنسو آنکھوں سے نکل کر تکیے میں جذب ہو گئے اچانک سے موبائل کا خیال آیا جو اس کے سرہانے پڑا تھا اس نے تاریخ دیکھی تو ستائیس تاریخ تھی اور اتوار کا دن تھا آج تو شاہین کی شادی ہے وہ اور غم زدہ ہو گیا اس نے آنکھیں بند کر لیں شاہین تو سدا خوش رہے مجھے پتہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ اچھا نہیں کیا لیکن میں مجبور تھا میں خود تو برباد ہو چکا تھا مگر تمہیں برباد نہیں کر سکتا تھا خدا تم کو ہمیشہ خوش رکھے وہ بڑبڑا رہا تھا اور آنکھیں بند تھیں۔

اوں ہوں اسے کھنکارنے کی آواز سنائی دی حسن علی نے آنکھیں کھول دیں سامنے شاہین دلہن والا لباس پہنے کھڑی تھی اور ساتھ ہی ایک ہینڈسم لڑکا تھری پیس میں ملبوس کھڑا اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا شاہین پر کپڑے بڑے جچ رہے تھے حسن علی دونوں کو حیرانی سے دیکھ رہا تھا حسن علی آئی ایم سمیر شاہین کا کزن ہینڈسم لڑکے نے اپنا تعارف کروایا ڈاکٹر حسن علی تم بہت لکی ہو اور بزدل بھی ہو لکی اس لیے کہ تمہیں زندگی میں دو بار پیار ملا بزدل اس لیے کہ تم دونوں بار ہی حاصل نہ کر سکے محبت کرنے والے اتنا بزدل نہیں ہوتے۔ حسن علی زندگی ایک ایسی پگڈنڈی ہے جس میں بہت سے بل آتے ہیں بہت سے موڑ آتے ہیں اور ہر موڑ پر آپ کو ایک چہرہ ملتا ہے جو کبھی محبت دیتا ہے اور کبھی دکھ دیتا ہے کبھی خوشی دیتا ہے اور کبھی خوشیاں چھین لیتا ہے اور کبھی ایسی یادیں چھوڑ جاتا ہے جو ہم عمر بھر نہیں بھلا سکتے جو انسان اس پگڈنڈی پر چلنا سیکھ لیتا ہے وہ اپنی منزل پا لیتا ہے اور جو انسان گزرے لمحات کو یاد کرتا ہے وہ آخر راستہ کھو بیٹھتا ہے پھر اس کا کوئی ہمسفر نہیں ہوتا اسی لیے تو کہتے ہیں کہ زندگی زندہ دلی کا نام ہے یا پھر زندگی چند دنوں کے لے ہوتی ہے اور اچھا نام ہمیشہ کے لیے حسن علی زندگی کی راہوں میں قدم ملانے والے لوگوں میں بعض چہرے ایسے بھی ہوتے ہیں جو چپکے سے آنکھوں کے راستے دل کے انتہائی نرم گوشوں میں اتر جاتے ہیں کبھی نہ بچھڑنے کے لیے کبھی نہ بھولنے کے لیے یہ عزیز ہستیاں اگر کبھی ہم سے بچھڑ جائیں تو دل میں انکی یادیں ہمیشہ تازہ رہتی ہیں ان یادوں سے دل کے چمن میں بہاریں

ویران گلشن۔ آخری قسط ہوا ۔ ۔ ۔

ہوتی ہیں ہماری زندگی خوشیوں کی مانند ہے جسے محسوس تو کیا جاسکتا ہے لیکن چھوڑا نہیں جاسکتا زندگی موت کا دوسرا نام ہے اور جو موت سے نہیں ڈرتے جو حالات کے آگے ڈٹ جاتے ہیں انہیں ہی زندگی عطا ہوتی ہے زندگی میں پیش آنے والی مشکلات اور آزمائشوں کا سامنا دلیری سے کرنا چاہیے آپکو پتہ ہے حسن علی ٹیپو سلطان اکثر اوقات کہا کرتے تھے کہ گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہوتی ہے حسن علی جدائی کا ایک ایک لمحہ بڑا اذیت ناک ہوتا ہے ہر دھڑکن ٹیس بن کر ابھرتی ہے اور پورے وجود میں ایک تڑپ سی بھر دیتا ہے اور پھر جن کو جدا ہونا ہو وہ جدا ہو جاتے ہیں شاید انکے دل پتھر ہو جاتے ہیں مگر ہم ان میں سے نہیں ہیں پاؤں میں چھالے پڑ جائیں جسم شل ہو جائے لیکن منزل پر پہنچنے کی لگن ہمیں بڑھنے پر مجبور کرتی ہے حسن علی کو سمیر کی باتیں سمجھ نہیں آرہی تھیں وہ حیران و پریشان اسے دیکھ رہا تھا حسن علی جب کسی کا محبتوں میں محبتوں کے سفر میں ہاتھ تھاموتو ایسا تھاموکہ ساری دنیا سے ٹکرا جانے کا حوصلہ ہو اور پھر اگر حوصلہ اور ہمت نہیں ہے تو پھر اس سفر پر نہ نکلو تم بہت بزدل انسان ہو تمہارے اس فعل سے مجھے دلی دکھ ہوا ہے حسن علی اگر تم اس طرح دور ہو جاتے تو کیا تم کبھی اپنے اپ کو معاف کر دیتے یا میں اپنے آپ کو معاف کر دیتا نہیں ہرگز نہیں حسن علی اگر میں شہین کی باتیں نہ سنتا تو ہم تینوں مجرموں کی طرح جیتے یہ دیکھو شاہین کے ہاتھ پر لکھا ہوا تمہارا نام جو اس نے سہاگ کی منہدی سے لکھا تھا جب اس نے وہ ہاتھ مجھے دیکھایا تو مجھے ایسا لگا تھا جیسے وہ کہہ رہی ہو وہ مہندی لگے ہاتھ دیکھا کے روئی میں کسی اور کی ہوں وہ یہ بتا کے روئی میں بولا۔ کون ہے وہ خوش نصیب

وہ مہندی سے لکھا ہوا نام دکھا کے روئی
کہیں غم سے پھٹ نہ جائے جگر میرا وہ ہنستے ہنستے مجھے ہنسا کے روئی۔
دل نہ ٹوٹے اس کا غم ہجر میں بھی رویا
وہ بھی میری آنکھ سے آنکھ ملا کے روئی
اس نے جانا جب میرے رونے کا سبب
اپنے آنسو میری ہتھیلی پر سجا کے روئی
جب بھی دیکھا اسے ہنستے ہوئے دیکھا
وقت حنا ہر خوشی کو وہ بھلا کے روئی
دل نے چاہا کہ اسے جی بھر کے دیکھ لوں
وہ میری آنکھوں کے پیاس بجھا کے روئی
وہ کہتی تھی کہ میں جی نہیں پاؤں گی اس کے بن
اور آج پھر وہ یہ بات دہرا کے روئی
کیسے میں اسکی محبت پر شک کروں
بھری محفل میں وہ تیرا نام لے کے روئی

یہ لو حسن علی نکاح نامہ اس پر سائن کر کے اپنی امانت لے لو اور ہاں میری کزن بہت نازک ہے اس کا خیال رکھنا میں یہاں محبتیں لوٹنے نہیں بلکہ محبت کرنے والوں کو ملانے آیا ہوں۔ بس اتنا ہی کہنا تھا مجھے۔ سمیر نے کہا حسن نے ایک گہری سانس لی وہ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن سمیر نے اسے کہنے کا موقع ہی نہ دیا۔ وہ سوچ رہا کہ دنیا میں ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو کسی کی محبت کو خود اس کے نصیب میں لکھ جاتے ہیں۔

Digest.pk

زلف محبوب

۔۔تحریر۔کشور کرن۔پتوکی۔حصہ اول ۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین آپ کی بزم میں ایک اور کاوش لے کر حاضر خدمت ہوں امید ہے آپ لوگوں کو پسند آئے گی اور آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے۔یہ ایک ایسی کہانی ہے جو دیوانہ پہلے زلف کو لے کر اپنا محبوب تلاش کرتا رہا اگر ملا تو ان کی پہلی اور آخری ملاقات بنی اور پھر محبوبہ کی تلاش مین اپسا بس کچھ چھوڑ دیا اور محبوبہ مل تو گئی مگر اسے حاصل نہ کر سکا ایک دلچسپ کاوش ہے میں نے اس کا نام۔زلف محبوب رکھا ہے۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اس زلف کا کیا کہنا جو جوش میں لہرائے
سمٹے تو کو بنے ناگن بکھرے تو گھٹا چھائے

محبت پاگل ہو گیا ہوں کاش اس کی بھی زبان ہوتی۔

ارے کہاں ہو میری محبوبہ کی پالی ہوئی ناگن شاید کہیں رکھ کر بھول گیا ہوں یا پھر ہو سکتا ہے نوکرانی نے کہیں لاپروائی سے اسے پھینک۔۔

نہیں۔۔نہیں کیوں پھینکے گی اسے پتہ نہیں کس کے کمرے کی صفائی کر رہی ہے اسے بھی اپنی عزت عزیز ہے وہ ایسا نہیں کر سکتی۔

میں تو اسے دیکھ کر اپنی صبح کا آغاز کرتا ہوں میری رات اسی سے باتیں کرتے بیت جاتی ہے نجانے مجھے اب کہاں کہاں دیکھنا ہوگا کس کو بتاؤں کیا کھو گیا ہے کسی کو بتا بھی نہیں سکتا مجھے پہلی بار ایسے کرنے کی وجہ سے مجھے لگتا ہے کہ میں اس کا آثم بن گیا ہوں میں تو اسے دیکھ کر اس سے باتیں کر کے اس کا ماپ تول کر کر کے اسی کا آشفتہ سر ہو گیا تھا۔

مجھے اپنی کوئی بھی چنتا نہ تھی اور نہ ہی گھر کی کوئی فکر بس مجھے دن رات اسی کی تلاش تھی کہاں سے تلاش کرتا اس کو میں اسے دنیا کے کسی بھی کونے میں ہو ڈھونڈ نکالوں گا وہ جہاں بھی ہے میری ہی بن کر رہ رہی ہے۔

مگر میری ہمراز ملے تو نہ میں اس کو اپنے دل کی ہر بات کرتا ہوں کہیں وہ میرے ساتھ دھوکہ تو نہیں کر رہی کہیں وہ مجھے چھوڑ کر اسی کے پاس تو نہیں چلی گئی جہاں سے آئی تھی۔

یار میں اس کے بغیر پاگل سا ہو گیا ہوں مجھے مل جائے تو کچھ راحت ملے میرا یہ لمحہ جگر خراش تھا میں نے کبھی بھی اسے کھونے نہیں دیا تھا اسے ہر وقت اپنے سینے سے لگا کر رکھتا تھا میں اتنا لاپرواہ کیسے ہو سکتا ہوں نہیں یار اگر وہ نہ ملا تو میں کیا کروں گا کیا ہوگا میرا میں اپنی محبوبہ کو کیسے تلاش کر پاؤں گا میں تو اسی کے سپنے دیکھ رہا ہوں۔

Digest.pk

Digest.pk

چلچلاتی گرمی میں بھی ٹھنڈا ہو رہا تھا میرا مائنڈ بوجھل ہو رہا تھا۔

میں نے کمرے کی ابتری حالت بنا دی کہ میں خود نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں میں پژمردہ سا ہو کر بیٹھ گیا اور گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

پھر میرے ذہن میں وہ آئیڈیا آیا کہ میں وہ کروں جس سے میرا یہ مسئلہ حل ہو جائے پھر میرے چہرے پر ہلکی سی ابتسام ابھری اور میں نے فیصلہ کیا کہ میں کسی نجومی کو بلوا کر جفر لگواتا ہوں۔

کم سے کم مجھے پتا تو ہو کہ میرا محبوب میری جان کہاں چھپا ہوا ہے اور پھر میں نے ہلکی کی ہیٹ محسوس کی لیکن اے سی چلانے کو دل بالکل بھی نہ کیا میں نے فین آن کیا اور خود بے ترتیب سے بیڈ پہ لیٹ گیا سکون کہاں تھا آج تو دن ہی نجانے میری بدقسمتی کا تھا میں بغور چھت کو سے گھور رہا تھا۔

جیسے جیسے فین اپنی سپیڈ پکڑتا گیا مجھے سکون سا محسوس ہوتا گیا پھر کیا ہوا وہ ہوا جو میرے وہم و گمان میں نہیں تھا میں تو جفر لگوانے کی سوچ رہا تھا مگر میری سوچ یک دم چینج ہوئی میرا دل اچھل سا گیا میرے سینے پر آ کر وہ یوں گری کہ میری خود بخود ہنسی نکل گئی اور میری آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے یہ وہ اشک نہ تھے جو غم میں بہائے جاتے ہیں بلکہ وہ تھے جو خوشی کے ہوتے ہیں۔

میں نے اس کو اپنے ہاتھوں میں لے کر چومنا شروع کر دیا اسے چوم رہا تھا کبھی اسے اپنے سینے سے لگا رہا تھا کہ اب اسے کبھی اپنے سے جدا نہیں کروں گا۔

اس نے تو آج میری جان ہی نکال دی تھی میری ملازمہ مجھے پریشان دیکھ کر خود بھی بہت پریشان ہو رہی تھی بار بار آتی اور پوچھتی صاحب کیا کھو گیا ہے کس کی تلاش ہے آپ کو مجھے بتائیں ہو سکتا ہے وہ چیز میں نے ہی کہیں رکھی ہو۔

نہیں تم اپنے کام سے کام رکھو میں جو تلاش کر رہا ہوں مجھے پتہ ہے اور میں ہی جانتا ہوں میں اس پر کسی کی نظر بھی نہیں پڑنے دوں گا۔

اور وہ ایسی چیز ہے جیسے تم کبھی بھی نہیں سنبھال کر رکھ سکتی اگر وہ چیز تمہارے سامنے بھی ہو تو تم پھر بھی اسے نظر انداز ہی کرو گی لیکن وہ میرے ڈانٹنے سے چلی جاتی مگر اسے بھی سکون نہیں تھا کہ ہو سکتا ہے کوئی چیز چوری کا الزام نہ آ جائے۔

مگر یہ کوئی عام ملازمہ نہیں یہ ہماری وہ ملازمہ تھی جس نے آج تک اپنے خوش اخلاقی شرافت ایمانداری اور وفاداری سے کام کیا اسے جو کہا جب کہا اس نے کبھی کسی شکائت کا موقع نہیں دیا تھا انہیں کاموں کی وجہ سے اس پر ہمیں اندھا دھند اعتماد تھا جب میں اسے کرختگی دیکھاتا تو وہ چپ چاپ سر جھکا کر چلی جاتی اس وقت میرے اوپر ایک جنون سوار تھا میں اس کی بات کیسے سنتا کہ وہ کیا کچھ کہہ رہی تھی۔

لیکن جب مجھے وہ مل گئی تو میں سوچ میں ڈوب گیا کہ یار مجھے اس کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا وہ میری وجہ سے پریشان ہوئی اسے بہت کلفت ہوئی۔۔

میں نے جب اپنے محبوب سے گلے شکوے کر لیے تو مجھے یاد آیا کہ رفعت کو بلا کر اسے سوری کروں مگر کیوں کروں وہ ایک ملازمہ ہے اور میں گھر کا مالک ہوں اس طرح تو ملازم لوگ سر پر سوار ہو جاتے ہیں لیکن نہیں میرا ضمیر گوارا نہیں کر رہا تھا میں نے اسے بلایا اور کہا کہ وہ پانچ ہزار لو اور اس کی دان پن کرو اور کچھ اپنے گھر میں بھی لے جانا۔ وہ کہتی کہ صاحب کس خوشی میں دان پن کر رہے ہیں آخر آپ سارا دن اب سٹ رہنے کے بعد کیا چیز ہے جو آپ کو ملی اور آپ نے اس خوشی کا اظہار کیا ہے۔

میں نے اسے پھر سیریس لہجے میں کہا کہ جو کہیں وہ کیا کرو اگلے کو سچن انسرمت کیا کرو۔ پھر وہ اپنا

Digest.pk

معصوم سا چہرا لٹکا کر نکل گئی اس کی شکل بہت بھولی بھالی تھی اور گول مٹول سی تھی۔

لیکن مجھے کیا میں تو اپنے یار کی جدائی سے بے چین تھا لیکن اس کا سراغ بھی اسی سے ہی لگانا تھا جو میرا دلبر تھا اسے پا کر مجھے دل جمعی ہوئی لیکن اسی سے باتیں کرنا بھی فضول تھیں۔

کیوں کہ اس نے کبھی مجھے کوئی جواب نہیں دیا تھا شاید یہ بھی اس سے دغا نہیں کرنا چاہتا تھا کیوں کے اس کا بچپنا ہی اس کے ہاتھوں میں ہوا اسی کی نگرانی میں اس نے پرورش پائی اور اس کی قید سے جانے کیوں اس نے اپنی جان چھڑالی حالانکہ میں تو اس کے اسی جال میں عمر بھر کی سزا کاٹنے کو تیار تھا مگر یہ مجھے اس کا پتہ بتائے تو پھر میرا کام بنے وہ میری رشک پری مجھے ملی تو میں اسے آزاد کردوں گا کیوں کہ جو اس کا نہیں بنا وہ میرا کیسے بنے گا۔

جب میں نے اسے سونگا تو اس کی خوشبو ویسے کی دیسی تھی دل کرتا کہ اسی کی خوشبو کی مدہوشی میں ہی ڈوبا رہوں مگر اسے کہاں ڈھونڈوں میرا تو یہ سوچ کر دماغ کام بھی نہیں کر رہا تھا۔

ایک دن میں اسی سے باتیں کر کے اسی کا تصور سامنے رکھ کر سوچ رہا تھا کہ میرے دل سے آواز آئی پگلے عاشق گھر میں بیٹھنے سے یار نہیں ملتے اگر یار کو پانا ہے تو گھر کو خیر آباد کہہ کر جوگی کی طرح نکل اور گلیوں سڑکوں کی خاک چھان دے پھر تیرا یار خود بخود ہی تیرے پاس چلا آئے گا۔

لیکن دنیا کے کس حصے میں جا کر اسے تلاش کروں یہ تو پتہ چلے دل نے کہا جہاں سے یہ ملا تھا وہاں سے ہی شروعات کر میں نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا اور چوم کر نکل پڑا مگر پہلا قدم چھت کا تھا کیوں کے اس دن بہت اچھا موسم تھا میں چھت پر لیٹ کر سانگ سن رہا تھا۔

میری نوکرانی اسی چھت کی صفائی کر رہی تھی کہ اچانک یہ آ کر میرے منہ کے اوپر گرا اور اس کی مہک سے میرا دل پاگل ہو گیا۔

میں نے ادھر ادھر دیکھا اور اسے چوم کر اپنے پاس رکھ لیا جب ملازمہ نیچے چلی گئی تو میں نے اس کی لمبائی ناپ کی تو میرے دل نے کہا یہ ہے تیرے دل کی ملکہ کی گیسو اور اگر کسی کو زندگی میں لانا ہے اسی کو ورنہ نہیں۔

اس دن سے میں نے اس زلف کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھا ہوا ہے دن رات اس کی پیمائش کرتا ہوں اور پھر لوگوں کی حسین و جمیل لڑکیوں کو دیکھ کر اسے نکال کر اندازہ لگاتا ہوں۔

کہ یہ کس کی پٹاری سے فرار ہوئی ناگن ہے جس کی زلف اتنی پیاری ہو سکتی ہے وہ خود ظالم نہیں ہو سکتی وہ تو شاید کوئی کوہ کاف کی پری ہی ہو گی جب چھت پر لیٹ کر انتظار کر کر کے میں ہار گیا تو دل نے ایک اور مشورہ دیا۔

پاگل ہو تم پھر گھر میں ہی بیٹھے ہو باہر نکلو اور میری ملکین کو لاؤ ایک دن میں نے اپنے شہر کے کالج کے گیٹ پر چوکی دار کے پاس جا کر ڈیرہ جما لیا اور جب چھٹی ہوئی تو میں ہر حسینہ کے گیسوؤں کے دیکھ کر اس کے پاس جا کر ماپ کرتا۔

لڑکیاں مجھے دیکھ کر خوب ہنستی اور آگے بڑھ جاتیں میں پاگلوں کی طرح حرکتیں کر رہا تھا مگر پاگل تھا نہیں بنایا گیا تھا۔

لیکن میری ہر کوشش ناکام ہو رہی تھی میں نے ہر لڑکی کی پیمائش کی پہلے دن تو مجھے پاگل کا خطاب ملا مگر دوسے دن میری انہیں حرکتوں سے میرے ساتھ وہ ہوا جس کو کبھی میں نے سوچا بھی نہ تھا۔

ہوا یوں کہ میں ہر لڑکی کی پیمائش کر رہا تھا کون برداشت کرتا ہے کسی کے ساتھ ان کے بوائے فرینڈ بھی تھے مگر میں بھی سمجھداری سے کام کر رہا تھا لیکن جب قسمت ہی ہار جائے وہ ملا نہیں اور ہونہیں چاہئے

Digest.pk

تھا وہ مل گیا۔ بلکہ یوں کہیے کہ وہ مل گئیں کس منہ سے بتاؤں کہ کون مل گئی بہت ساری سب وشتم میں یہ سوغات لے کر دل شکستہ ہو کر گھر چلا گیا۔

ہمت ہارنے والا میں بھی نہیں تھا دوسرے دن چھٹی تھی سو میں نے اسی سوغات پہ گزارہ کیا اور تیرے دن کا ویٹ بے چینی سے کرنے لگا خدا خدا کر کے دن ہوا اور میں نے اس سوغات کو اپنے اخلاق کی گور میں دفن کیا۔

اور پھر نئی کی تلاش میں نکل پڑا گاڑی میں بیٹھا بیٹھا یہ ہی سوچ رہا تھا کہ ہوسکتا ہے آج مل جائے اسی امید پہ ہی چلتا ور سوچتا جا رہا تھا اور دیوانہ پن اسی زلف سے پوچھ بھی رہا تھا کہ یار بتا دو وہ کہاں ہے مگر یہ بھی کب اپنی زبان کھول رہی تھی۔

خیر سفر ختم ہوا تو میں نے گاڑی معمول کے مطابق کھڑی کی اور جا کھڑا ہوا حسینوں کے انتظار میں میں کل والی باتیں نہیں بھولا تھا سو آج تھوڑا ہوشیاری سے کام لیا۔

اور دور سے ہی اندازہ لگا کر رک جاتا پھر کیا ہوا کچھ پر شک تھا میں ان کے قریب گیا اور جا کر پیائشیں شروع کر دیں میں بھی اتنا سادہ لوح تھا کہ ایک زلف لے کر اپنے محبوب کو تلاش کر رہا تھا۔

لیکن ہوا یوں کہ پیائش کے دوران ایک لڑکی نے جو کہ شاید خدا نے اسے فرصت سے ہی بنایا ہوگا پیچھے مڑی اور میرے منہ پہ ایک زوردار سیلی رسید کر دیا اور میں اس کو گھور کر مڑا تو دوسری طرف سے ایک اور چڑیل میرے اوپر برس رہی تھی میں نے اپنا منہ پیچھے کیا تو اس کا ایک اور سیلی میرے دوسرے گال پر۔ ٹھا۔ کر کے لگا۔

میں نے دونوں گالوں پہ ہاتھ رکھے اور وہیں بیٹھ گیا پھر یہ شب سننے کو ملے۔ ایڈیٹ کمینہ ذلیل جاہل آوارہ لوفر کہیں کا پیچھے ہی پڑ گیا ہے ہر روز اس نے پاگل پن کا ڈھونگ رچا رکھا ہے نجانے کیا کرنا چاہتا ہے۔

ایک ہی سانس میں میں نے اتنے سارے گفٹ قبول کرنے کے لیے اپنا دامن بچھا لیا اور لے لے اپنے آنسوؤں میں جزب کرتا رہا۔

ایک حسینہ بولی کہ شکل سے لگتا نہیں کہ یہ جاہل ہوگا یہ تو کوئی پڑھا لکھا لگتا ہے مگر جاہلانا پن کر کے لڑکیوں کو کوئی چکر دینا چاہتا ہے۔

ہم کوئی خانہ بدوشوں کی اولاد نہیں ہیں جو تمہاری پرسنلٹی کو دیکھ کر تمہارے جال میں پھنس جائیں گی دفع ہو جاؤ اور کل اگر تم نظر آئے تو تمہارا بہت ہی برا حشر ہوگا کہ تم گھر جانے کے رہو گے نہ کسی کو تلاش کرنے کے قابل رہ سکو گے۔

یہ سن کو میری غیرت گوارہ کیسے کرتی میں نے اونچی آواز میں کہہ دیا کہ جو مرضی ہو میں اسے پا کر ہی رہوں گا چاہے میرے جسم کی ساری کھال ہی کیوں نہ اتر جائے میں جانتا ہوں یہاں میرا دل نواز کوئی نہیں ہے مگر میں اسے ڈھونڈ کر ہی رہوں گا۔

میرے یہ وارڈسن کر کچھ تو حیران رہ گئیں اور کچھ نجانے کیا کچھ کہہ کر چلی گئیں ایک لڑکی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم کس کی تلاش میں ہو میں نے وہ زلف دکھا کر کہا جس کی یہ زلف ہے یہ سن کر وہ ایسی ہنسی کہ اس کا قہقہہ میرے اندر شعلہ بن کر پھٹ گیا اور میرے تن بدن کو جلا کر بھسم کر گیا۔

خیر آج یہ تحفہ لے کر میں واپس آ گیا اگلے دن پھر اسی کالج میں چلا گیا کچھ تو مجھے دیکھتے ہی چلا اٹھیں کہ وہ دیکھو وہ پاگل پھر آ گیا اور کچھ کہنے لگی چھوڑو یار تم بھی کمال کرتی ہو یہ پاگل نہیں ہے دیوانہ ہے کسی کا اور اسے تلاش کرتا پھر رہا ہے۔

پھر لڑکیوں کے ایک گروپ نے مجھے بلایا اور کہا کہ تم یہ کیوں کسی اجنبی کی خاطر اپنا حلیہ بگاڑ کر اس کے دیوانے ہوئے پھرتے ہو دنیا میں ہزاروں لڑکیاں ہیں کسی کو بھی اپنا سکتے ہو۔

Digest.pk

اس کی یہ بات سن کر میں نے کہا کہ ہزاروں ہیں مگر وہ ان ہزاروں میں ایک ہوگی۔

اور یہ میرا اصول ہے جس پہ دل آتا ہے اسی کو حاصل کرتا ہوں جس کی یہ زلف ہے اسی کو پاؤں گا اور وہ ہی میرا ہمسفر ہوگا خیر چھٹی ہوئی اور میں نے گیٹ کے پاس کھڑا ہو کر اپنا کام شروع کر دیا۔

آج میں قریب جا کر نہیں پیائش کر رہا تھا کیوں کہ کل والے چھیڑا بھی بھی درد کر رہے تھے۔

میں دور سے ہی اندازہ لگا رہا کہ ایک حسینہ سامنے آئی اس کی کھلی ہوئی زلفیں میرے دل کو شک میں ڈال رہی تھیں میں نے قریب جا کر اس کی زلفوں کے قریب یہ بال کیا تو ایک آدمی جو شاہد اس کا عاشق ہوگا میری طرح۔ اس نے مجھے جھنجھوڑ کر پیچھے پھینکا اور لگا مارنے پھر پورے کالج میں غوغا مچ گیا کہ میڈم کو چھیڑا ہے اس پاگل نے اس کی خوب خبر لو۔

لڑکے کم اور لڑکیاں زیادہ تھیں میں چیختا چلاتا رہا مگر وہ تو بھوکے پرندوں کی طرح ایسے مجھ پہ جھپٹیں کہ میرے جسم کے نجانے کہاں کہاں سے خون رسنے لگا پھر ایک لڑکا آیا اس نے مجھے اٹھا کر کہا یہ اس کا شوہر تھا اور جس کو تم نے چھیڑا تھا وہ ہمارے کالج کی پروفیسر تھیں۔ اور پھر اس نے یہ شعر سنایا۔

مت دیکھ کسی کو حقارت کی نظر سے
ہر اک چہرہ کسی کا دلدار ہوتا ہے

میں نے سوچا کہ اس کالج میں وہ نہیں ہے تو کل کسی دوسرے کالج میں جاؤں گا۔

میں گاڑی نے اسٹارٹ کی اور ڈاکٹر کے پاس گیا اور اپنے زخموں پر پٹیاں لگوائیں اور اپنے راہ راست پر لگا۔

جب گھر پہنچا تو میری ملازمہ اپنے کام میں بزی تھی میری گاڑی کی وسل سن کر گیٹ کھولا اور مجھے دیکھ کر ششدر رہ گئی۔

میں گاڑی سے نکلا اور اپنے آرام گاہ کی طرف چل پڑا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ بنا محسوس کروائے میرے پیچھے ہی چلی آ رہی تھی۔

صاحب کیا ہوا آپ کو کس نے کیا یہ سب اور کہاں تھے آپ اور صاحب کیوں ہوا یہ سب ایسے سوالوں کی بارش میرے ساتھ ساتھ مجھ پرستی آ رہی تھی میرا مائنڈ گھومنے لگا کہ اس کو تو سناؤں مگر نہیں اس کا کیا قصور وہ تو ہمدردی سے پیش آ رہی ہے۔

جب میں لیٹ گیا تو اس نے مجھے دودھ گرم کر کے اس میں ٹرمرک ڈال کر دیا۔

میں نے وہ دودھ پی لیا اور مجھے کچھ سکون سا محسوس ہوا انجکشن تو لگوا کر آیا تھا مگر انجکشن سے پہلے دودھ نے اپنا کام دیکھایا تھا۔

مجھے پین سے کچھ راحت مل رہی تھی میرا جی چاہا کہ اس کا شکریہ ادا کروں مگر ابھی نہیں جب میری محبوبہ ملے گی پھر کروں گا۔

آج جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس کی معصوم سی صورت بھولی بھالی سی خوف سے سہمی ہوئی کھڑی تھی اس کی نظروں میں بے تحاشہ سوال تھے مگر وہ مارے خوف کے بول نہیں رہی تھی منہ لٹکائے نظر جھکائے وہ میرے زخموں کا اندازہ لگا رہی تھی اور میں اپنی نظر چھت کیطرف گھما رہا تھا پھر میں نے اسے کہا کہ جاؤ کچھ کھانے کو لاؤ وہ چلی گئی۔

میں کھانے کا ویٹ کرنے لگا کہ کب آئے دو چار آوازیں بھی لگائیں مگر اس نے سنا ہی نہیں میں اس کے پیچھے گیا تو وہ کچن میں اپنے کانوں میں ہینڈ فری لگائے دوپٹہ ایک طرف رکھا ہوا تھا اور کھانا تیار کر رہی تھی اس کے بال اس کے شانوں پر جھول رہے تھے میں نے دور سے آواز لگائی رفعت۔ مگر اس کو سنائی نہیں دی۔

دوسری آواز کے ساتھ ہی میں اس کے سر پر پہنچ گیا مجھے اس پہ شک سا ہونے لگا کہ اس کے بال اسی زلف کے برابر تھے میں نے بنا کچھ سوچے اس کا ہاتھ

Digest.pk

کڑا اور اپنے کمرے میں لے آیا اور وہ بال نکال کر
ں کی پیمائش کی تو وہ دوسرے بالوں کے برابر تھا میں
ت حیران ہوا کہ جس کو میں گلیوں میں بازاروں میں
الجھوں میں خیالوں میں تلاش کرتا پھر رہا تھا وہ تو
ہرے ہی پہلو تھی۔

وہ سرگردان میرے سامنے کھڑی تھی اور میں
ں کی نظروں کے سحر میں سرشار تھا بھلے وہ ہماری
زمہ تھی مگر میں اس کے آگے دست وبستہ کھڑا تھا وہ
ہنے لگی صاحب میں آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں مگر
ری بھوک پیاس سکون آرام اڑ چکا تھا۔

میں نے اس کے سامنے ایسے کھڑا تھا جیسے اس کا
ئی مجرم ہوں میں اسے کہنے لگا رفعت میں تمہارا
غب ہوں مگر وہ نجانے کن خیالوں میں کھو چکی تھی مگر
ب میں نے اس کے دونوں شانوں سے پکڑ کر ہلایا
وہ بولی صاحب بھلے میں آپ کی نوکرانی ہوں مگر
ے سے یہ برداشت نہیں ہوتا نو سچ می او کے۔

وہ یہ کہہ کر تھوڑی پیچھے ہٹی میں رونے کا انداز
ں کرا اسے کے سامنے کسی گناہگار کی طرح کھڑا تھا وہ
ت ہی ذی شعور تھی اس نے اپنی عقل کے مطابق
ب دیا اس کے گلابی ہونٹ ایک بار پھر ہلے اور
ب کی پتیاں میرے اوہر برسیں وہ بولی کہ دیکھیں
حب ہمارا یہ نجوگ نہیں ہوسکتا میرا اور آپ کا زمین
مان کو فرق ہے اور زمین آسمان مل نہیں سکتے۔

اگر ایسا ہو گیا تو لوگوں کا اپنے ملازموں پر سے
بار اٹھ جائے گا اور میں کبھی ایسا نہیں سوچ سکتی
ں کہ میں غریب اور آپ صاحب حیثیت ہو میں
پ سے اپنی اجرت لیتی ہوں اور چلی جاتی ہوں اور
ہم خاندانی لوگ ہیں ہم میں ایسا کوئی کام نہیں ہے
ں سے ہمارے خاندان کی عزت پر کوئی حرف اٹھے
پ کی یہ ساری باتیں عبث ہیں۔

یہ میری اپنی عسرت تھی کہ میں آپ کے گھر میں
م کرتی ہوں۔

وہ یہ کہہ کر رونے لگی میں اس کی آنسو کیسے دیکھ
سکتا تھا اس کی آنکھیں صہبا کی طرح لگ رہی تھیں
اس کی نکھوں کی کا خمار مجھے اور نشہ مہیہ کر رہا تھا اس کی
باتوں میں ایک طلسم تھا جو مجھے اپنی جانب کھینچ رہا تھا
اس کا بات کرنے کا انداز بھی میری روح تڑپا رہا تھا
آج فسٹ ٹائم اس نے اس انداز میں بات کی تھی
اس کی باتوں میں ایک عمق تھی وہ اتنی رحم دل تھی کہ میرا
ہر حکم مانتی تھی۔

آج وہ اتنی کنفر کیوں بن گئی تھی میں نے پہلی بار
اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تھا میں بھی
کتنا پاگل تھا میرا پیار میرے ہی گھر میں تھا اور میں
لوگوں کی بھیڑ میں اسے تلاش کرتا پھر رہا تھا۔

وہ اتنی سمجھدار تھی کہ اس نے نظر نہیں اٹھائی تھی
اور نہ ہی میری طرف دیکھ کر کوئی بات کی تھی وہ سر کو
جھکا کر نظریں ہٹا کر اس نے جو بھی باتیں کیں مجھے
اس کا یہ انداز بھی دل موہ لینے والا ثابت ہوا

مگر پاگل تو میں بنا بیٹھا تھا میں نے اس سے
التجائے انداز میں کہا کہ رفعت میں تم سے رفاقت
چاہتا ہوں تم سے پیار کرتا ہوں ہوں اپنی زندگی
میں تمہارا ساتھ چاہتا ہوں میں طفلانہ انداز میں اس
سے مخاطب تھا میں اپنی عاجزی بیان کر رہا تھا۔

مگر وہ بالکل خاموش ہی کھڑی تھی میں اس کی
خاموشی سے مغمور بھی ہو رہا تھا میں اس کو کیسے مناؤں
میری سمجھ سے باہر تھا اس وقت بس میرے اوپر ایک
ہی بھوت سوار تھا کہ وہ ایک بار ہاں کرے مگر وہ
پریشان تھی کہ یہ میری جان چھوڑے مگر میں اتنی آسانی
سے اس کی جان چھوڑنے والا نہ تھا اور نہ ہی کبھی
چھوڑوں گا۔

اس کی خاموشی میرے اندر سم پیوست کر رہی تھی
اب میں بھی اس کے آگے بے بس سا ہو گیا تھا کہ کیا
کروں اگر شادی کی تو اسی سے ہی کروں گا ورنہ نہیں
۔وہ میری بے بسی دیکھ کر تڑپ بھی رہی تھی مگر ظاہر نہیں

Digest.pk

کروا رہی تھی پھر میں نیم جان ہو کر بیڈ پر لیٹ گیا اور وہ بولی صاحب آپ کے لیے کھانا لاؤں میں نے کہاں نہیں مجھے بھوک نہیں ہے اگر کچھ کرنا چاہتی ہیں تو میرے پاس چند منٹ کے لیے بیٹھ جاؤ میری روح کو قرار مل جائے گا۔

لیکن وہ تو کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی شاید وہ گھر والوں سے ڈر رہی تھی نہیں نہیں اس کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگر اس کو کسی نے کچھ بھی کہا تو میں اس کی جان لے لوں گا اور اگر مجھے اس کو خریدنا بھی پڑا تو زمانے سے خرید لوں گا۔

اور پھر ایسا نہ کر پایا تو پھر اسے سلب کر لوں گا میں اس کی معصوم کی صورت دیکھ کر انہیں سوچوں کی کھائیوں میں گرا ہوا تھا کہ اس کے گلابی ہونٹ ہلے اور کہا کہ صاحب آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں کھانا لے کر آتی ہوں۔

وہ کمرے سے باہر چلی گئی مگر اس کا چہرہ اب کبھی بھی آنکھوں سے ہٹنے والا نہ تھا کیوں کہ میں نے آج تک اس کو اتنی قریب سے نہیں دیکھا تھا اور اگر آج دیکھا ہے تو میرا دعوہ ہے کہ ایسا چہرہ کوئی ہو ہی نہیں سکتا یہ دنیا کی خوبصورت دوشیزہ ہے۔

وہ جو بھی ہے اب میں اس کے گھر کا پتہ لگواؤں گا اور اسے کو خود ڈراپ کروں گا اور اب یہ کام نہیں کیا کرے گی بہت کام کر لیا اس نے وہ ملازمہ نہیں میرے دل کی ملکہ ہے اور اس کے لیے کئی ملازم اکھٹے کر لوں گا میں یہ سوچ ہی رہا تھا۔

کہ وہ آئی اس نے آج میری پسند کا کھانا بنایا ہوا تھا اس نے ٹیبل کے بجائے میرے سامنے بیڈ پر ہی رکھ دیا اور اور بولی صاحب انھیں کھانا کھائیں ہو سکتا ہے آپ کے ہوش بحال ہو جائیں۔

میں اس کے ہونٹوں کی طرف ہی دیکھتا رہا اور اس نے اپنی بات بھی مکمل کر دی میں نے اسے کہہ دیا کہ دیکھو رفعت اگر شادی کی تو تم سے ہی کروں گا ورنہ نہیں اور آج سے تم کام نہیں کرو گی تم میرے دل کی ملکہ ہو اور تخت پہ بیٹھو گی کام نہیں کرو گی۔

وہ چپ چاپ میری باتیں سنتی رہی اور آج صرف اس کے میں نے اپنے کمرے ہی بیٹھائے رکھا اور دیکھتا ہی رہا لیکن وہ کچھ پریشان تھی کیوں کہ اچانک میرا بدل جانا اس کو اچھا نہیں لگا تھا وہ ایک خوبصورت خوب سیرت خوش اخلاق اور باپردہ دوشیزہ تھی اس کو میری باتیں شاید بری لگ رہی تھیں۔

مگر وہ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی کیوں کہ اس نے آج تک ہمارے آگے سے جواب نہیں دیا تھا میں نے اپنا شک نکالنے کے لیے اس سے سوال کر دیا کہ یہ جو آپ کا بال میرے پاس ہے یہ میرے پاس کیسے آیا ہے کیا اس کے بارے میں تم کچھ بتا سکتی ہو۔

جی کب اور کہاں سے آیا ہو سکتا ہے یہ میرا نہ ہو نہیں یہ آپ کی بال ہے اور جس دن آپ چھت صاف کر رہی تھیں اس دن یہ میرے منہ پہ آ کر گرا تھا یہ سن کر وہ خاموش ہو گئی۔

جواب دو رفعت میں نے کچھ پوچھا ہے۔ ہاں صاحب اس دن میرے بال کھلے تھے اور اور تیز ہوا کی وجہ سے دوپٹہ اڑ رہا تھا اور میں نے بالوں کا جوڑا بنا کر دوپٹہ لیا تھا ہو سکتا ہی اسی سے یہ آپ کے پاس گیا ہے ہاں جب آپ اپنا دوپٹہ ٹھیک کر رہی تھی تب میں نے ایک نظر دیکھا تھا مگر مجھے کیا غرض تھی میں نے وہ بال آپ سے چھپانا چاہا کہہ نہیں تمہیں پتا نہ چل جائے خیر اب تو اسے بھی یقین ہو گیا تھا کہ اسی کا ہی بال ہے پھر وہ کچن میں چلی گئی۔

اور میں نے دو چار نوالے لے کر اسے آواز دی تو وہ چلی آئی برتن رکھ کر بولی صاحب میں جاؤں اب میں بہت ہی لیٹ ہو گئی ہوں اور میرے گھر والے میرا ویٹ کر رہے ہوں گے۔

میرا جی نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ یہ سوال کرے مگر میں نے اسے کہا کہ میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں نہیں نہیں

Digest.pk

صاحب میں چلی جاؤں گی میں نے بھی ضد کی اور اس نے بھی پھر مجھے ہی ہار ماننی پڑی۔

اور پھر میں نے اسے کچھ رقم دی کہ جا کر اپنا کوئی اچھا سا سوٹ لو اور کل وہ پہن کر آنا ہے میں نے اسے اپنا نمبر بھی دیا کہ اگر لیٹ ہو جاؤ تو مجھے کال کرنا میں لے آؤں گا اس نے نمبر اور پیسے رکھ لئے۔

میں نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا میرا دل تو بہت کیا کہ اسے روک لوں مگر یہ اس کی اور میری بھی مجبوری تھی۔ اگلے دن میں بہت بے چینی سے اس کا انتظار کرتا رہا صبح سے دوپہر ہو گئی اور دوپہر سے شام مگر وہ نہ آئی میرا دل سینے سے باہر نکل رہا تھا میں کہاں جا کر اس کو تلاش کروں میں اس کے انتظار میں ہی رہا اور کچھ نہ کھایا پیا کہ اس کے ہاتھوں کا کھانے کا عادی ہو گیا تھا۔

اب مجھے ہوٹل کے کھانے میں ذرا مزا نہیں آتا تھا اور میں کسی اور کے ہاتھ کا کھا بھی نہیں سکتا تھا میں اسی کے انتظار میں پورا دن اور پھر رات گزاری وہ پل میرے اوپر قیامت برسا رہے تھے رات تو گزر گئی میں اٹھا اور کچن میں پانی پینے گیا تو وہاں ایک کاغذ پڑا نظر آیا میں نے جلدی سے اسے پڑھا تو لکھا تھا۔

صاحب جی مجھے معاف کرنا میں آپ سے پیار نہیں کر سکتی اور میرا خیال دل سے نکال دیں اپنا خیال رکھا کریں آج میرا لاسٹ دن ہے میں کل سے آپ کے ہاں کام پہ نہیں آؤں گی۔

اور پھر آپ کسی اور ملازم کی تلاش میں تھے اللہ کرے آپ کو کوئی وفادار ملازم ملے اور آپ اپنی زندگی کا ہمسفر ڈھونڈ کر شادی کر لیں میں ایک پور گھرانے کی لڑکی ہوں میرا اور آپ کا کوئی جوڑ نہیں ہے آپ محل میں رہنے والے شہزادے اور میں جھونپڑی میں گزارہ کرنے والی ایک صابر اور عزتدار لڑکی ہوں۔

میں یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ کو بھلانا میرے لیے بہت ہی مشکل ہوگا مگر یہ میرے لیے ضروری ہے کیوں کہ میں اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھنا چاہتی اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو سوری اور آپ نے اپنا نمبر دیا ہے اگر میں آپ کو کال کروں تو آپ میرے گھر تک بھی آ سکتے ہیں۔

اس لیے میں آپ کو کال نہیں کروں گی کیوں کہ میں آپ کے دل سے نکلنا چاہتی ہوں اور رابطہ ہوا تو آپ مجھے بھول نہیں پائیں گے۔

صاحب جی آپ نے میرا بہت ساتھ دیا ہے میں نے آپ کے گھر کا نمک کھایا ہے اور میں وہ حرام نہیں کر سکتی میری مجبوری ہے آپ سے دور رہنے کی کیوں کہ میں غریب گھرانے کی لڑکی آپ کے ساتھ بڑے لوگوں کے سامنے بات نہیں کر سکتی اور آپ بڑے لوگ ہیں میں آپ کے قدم سے قدم ملا کر نہیں چل سکتی۔

آپ کے گھر سے دور ہونے کے بعد میں کیسے رہوں گی یہ تو میں ہی جانتی ہوں مگر آپ کی زندگی سے دور ہونا میری مجبوری ہے۔

آپ کچھ کھا لینا اور اپنے زخموں کی پٹیاں بھی چینج کروانا میں بدنصیب آپ کی اس حالت میں بھی آپ کے کام نہ آ سکی اور آپ کی خدمت نہ کر سکی مجھے پتہ ہے آپ میرے بغیر نہیں رہ پائیں گے مگر خود کو عادی کر لیں۔

اور یہ بھی جانتی ہوں کہ اگر یہ باتیں میں آپ کے سامنے کرتی تو آپ کا باتوں کی طرف کم اور میرے چہرے کی طرف زیادہ دھیان ہوتا تھا اس وقت میرے یہ الفاظ آپ کے دل پر بجلیاں گر رہے ہوں گے اور آپ بہت ہی زیادہ مغموم ہو رہے ہوں گے کہ میں نے یہ کیا لکھا ہے تو سوری میری وجہ سے آپ کو دکھ ہوا ہے پلیز مجھے بھول جائیں۔ فقط آپ کی گستاخ کنیز رفعت۔

اس کا خط پڑھ کر میری آنکھوں کی بینائی مدھم

Digest.pk

پڑنے لگی میرا سر چکرانے لگا میرے ہاتھوں سے پانی کا گلاس گر کر ٹوٹ گیا اور میں وہ خط لے کر اپنے کمرے میں آ گیا۔

اور خوب رویا کہ جس کے لیے میں زخمی ہوا جس کو حاصل کرنے کے لیے میں نے رسوائی کی پرواہ نہیں کی جس کو پانے کے لیے میں دیوانہ بنا مگر اس نے میری پہلی ہی ملاقات کو آخری بنا دیا۔

جس کے ساتھ زندگی کے فیصلے کر بیٹھا تھا اسی نے میری زندگی ویران کر دی جس کے ساتھ میں نے خوشیاں دیکھنے کے سپنے دیکھے تھے اسی نے مجھے غموں کے سمندر میں دھکیل دیا۔

اب میری زندی کی ناؤ گہری کھائیوں میں لڑ کھڑا رہی ہے کاش وہ میری زندگی میں آ جائے اور مجھے ہر وہ خوشی ملے جس کا میں انتظار کرتا رہا تھا مجھے اور کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے میرے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے مگر وہ نہیں ہے یہ بنگلہ گاڑیاں جائیداد یہ بینک بیلنس یہ شان و شوکت میرے کس کام کی لیکن ایک بات تو ہے کہ میں اسے ضرور پاؤں گا میں اسے دنیا کے کسی بھی کونے سے ملے ضرور نکالوں گا۔

میں تڑپ رہا تھا اس کی محبت کو مگر اسے میرے دل سے ذرا بھی لگاؤ نہ تھا یہ نہیں جانتی کہ میری کیا حالت ہے اور میں اس کی جدائی کیسے برداشت کرتا جا رہا تھا اس کی جدائی مجھے اس کے اور بھی قریب کر رہی تھی میں نے ایک فیصلہ کر لیا کہ اسے ضرور تلاش کروں گا۔

میں یہ سوچ سوچ کر رو رہا تھا کہ میرے دل سے وہی پہلے والے الفاظ ابھرے اے پاگل عاشق چھوڑ دے گھر اور نکل جا اسے ڈھونڈنے گھر میں بیٹھنے سے یار نہیں ملتے پھر میں بھی دل کے ہاتھو مجبور ہو گیا اور نکل پڑا اسے ڈھونڈنے میں پورا دن اس کو تلاش کرتا اور رات کو کبھی کہاں کہاں بلکہ یہ کہئے کہ جہاں مجھے رات ہوتی میں گزار لیتا دن رات اسی کو ڈھونڈتا پھرتا تھا پھر مجھے وہ گانا یاد آیا۔

میں تیرے اجنبی شہر میں
ڈھونڈتا پھر رہا ہوں تجھے
مجھ کو آواز دے مجھے کو آواز دے

خیر میری ہر کوشش ناکام تھی میں نڈھال ہو چکا تھا اب تو مجھ میں ہمت نہ تھی کہ میں چل سکوں بھوک پیاس اور کمزوری بھی بہت ہو رہی تھی۔ میری حالت کافی خراب ہو رہی تھی میرا کوئی بھی معاونت کرنے والا نہ تھا میں کبھی گرتا اور پھر خود کو سہارا دے کر کھڑا ہوتا مگر اس کے سہارے کی ضرورت تھی پھر میری حالت ایسی ہو گئی کہ میری زندہ لاش کو ہسپتال کے بیڈ پر لیٹا دیا گیا۔ اور میں لاوارث وہاں پڑا رہتا میں دن کو کچھ گھوم پھر لیتا اور پھر رات کو جا کر لیٹ جاتا میں نے گھر چھوڑ دیا تھا اور اب بے گھر تھا میرا کوئی ٹھکانہ۔ نہ تھا کوئی اپنا نہ تھا۔

ایک دن میں صحن میں بیٹھا کہ مجھے لگا جیسے ہوائیں میرے ساتھ مذاق کر رہی ہیں مگر نہیں خوشبو اسی کی تھی ایک لڑکی ڈاکٹر کے روم سے جاتی ہوئی نظر آئی وہ میڈیکل سٹور پہ رک گئی تھی کیوں کہ جو میڈیسن ڈاکٹر نے لکھ کر دی تھیں وہ لے رہی تھی میں اس کے قریب گیا اور اس کی کمر میری طرف تھی میں اس کو دیکھ نہ پایا لیکن اس کے بالوں کو دیکھ کر میں یہ بات جان گیا تھا کہ یہ وہی ہے جس کا مجھے انتظار تھا جس کے لیے میں نے دن رات ایک کئے ہوئے تھے جو میرے دل میں دھڑکتی تھی۔۔ یکدم مجھے کسی دوست کی کال آ گئی اور میں کال سننے میں بزی ہو گیا جب کال ختم ہوئی تو دیکھا تو وہ لڑکی غائب تھی۔ میں اسے غائب دیکھ کر تڑپ سا اور اپنے دوست کو کوسنے لگا کہ اس نے کس وقت مجھے کال کر دی اتنے عرصہ بعد مجھے میرا محبوب نظر آیا تھا لیکن۔۔۔ میں سوچ میں ڈوب کر رہ گیا اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے جواب عرض کا آئندہ کا شمارہ ضرور پڑھیے۔

Digest.pk

افغانی محبت

--تحریر۔ پرنس مظفر شاہ پشاور۔ 03018897403

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
بہت عرصہ بعد ایک بار پھر آپ کی محفل میں شامل ہو رہا ہوں امید ہے کہ مجھے اپنی اس محفل میں ضرور شامل کریں گے۔ میں نے اس کہانی کا عنوان۔ افغانی محبت رکھا ہے۔ یہ ایسی لڑکی کی کہانی ہے جس نے ایک انسان کے لیے اپنی زندگی کو تباہ کر دیا تھا اس کے انتظار میں بیٹھی رہی لیکن جب اس کو اس کا محبوب ملا تو وہ اس کی بے رخی دیکھ کر ٹوٹ سی گئی۔ اور پھر اس نے وہی کچھ کیا جو اس کے محبوب نے اس کو کرنے کے لیے کہا تھا۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ ان دنو کی بات ہے جب میں کوئٹہ میں نوکری کر رہا تھا کوئٹہ کینٹ اور شہر میں میری کافی گپ شپ تھی۔
اور کافی سارے لوگ مجھے پرنس کے نام سے جانتے تھے خاص کر ہنہ اوڑک کو تو بچہ بچہ جانتا تھا تقریباً میں ہنہ اوڑک کا ہیرو تھا۔
اور میں وہاں سروس کر رہا تھا ایک دن میں کوئٹہ شہر کسی کام سے جا رہا تھا کہ طوغی روڑ سے گزر رہا تھا کہ سکول میں چھٹی ہوئی سب بچے ادھر ادھر دوڑ رہے تھے ان میں سے ایک بچہ دوڑ کر آیا اور میری موٹر سائیکل کے ساتھ ٹکرا گیا اور دور جا گرا۔
اور اسے کافی ساری چوٹیں لگیں میں نے موٹر سائیکل کھڑی کر کے بچے کو گود میں اٹھایا اور ساتھ کھڑے رکشے کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا دیا اور اسے کہا کہ سی ایم ایچ چلو میں آپ کے پیچھے آ رہا ہوں۔
اس رکشے والے کو سی ایم ایچ کا پتہ تھا وہ سیدھا وہاں پہنچ گیا میں نے اسے کرایا دیا اور بچے کو لیکر ڈاکٹر کے پاس گیا اور ڈاکٹر صاحب نے انٹری کر کے بچے کا علاج شروع کر دیا مجھ سے اس کا نام پوچھا تو مجھے فوراً یاد آیا کہ ایکسیڈنٹ کے وقت دوسرے بچے کہہ رہے تھے حسن کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔
تو میں نے حسن نام بتایا اور پوری صورت حال سے آگاہ کیا اور ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں معمولی زخم آئے ہیں اللہ بہتر کرے گا۔
تو میں ریلکس ہو گیا ایک گھنٹے بعد ایک آدمی اندر آیا اور وہاں سے پوچھنے لگا کہ میرا بچہ یہاں آیا ہے اس کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے حسن نام ہے اس کا میں اسے ملا اور اسب کچھ بتا دیا۔
اور اس نے کہا کہ میرا نام گل خاں ہے اور میں افغانی ہوں کوئٹہ شہر میں میری سبزی کی دکان ہے اور میرا ایک اور بیٹا ہے جس کا نام حسین ہے وہ موٹر سائیکل مکینک ہے اور اافغانستان میں قندھار کا رہنے والا ہوں آج سے کئی سال پہلے یہاں آ کر بسیرا کیا ہے۔
اللہ کا کرم ہے کہ بہت اچھا گزر بسر ہو رہا ہے۔

Digest.pk

Digest.pk

ابھی ہم باتیں کر رہے تھے کہ ڈاکٹر آیا اور کہا آپ اپنا بچہ لے جاسکتے ہیں۔
ہم نے اس کے تمام زخموں پر پٹیاں کر دیں ہیں اور ساتھ میں ایک چٹ دیا۔
جس پر میڈیسن لکھی تھی کہ یہ بازار سے لینا اور بچے کو ایک ہفتہ آرام کی ضرورت ہے بچے کا باپ اسے لیکر رکشے میں اور میں موٹر سائیکل پر بازار سے میڈیسن اور کچھ فروٹ لیکر اس کے ساتھ چلا گیا۔
رکشے والے کو کرایا دے کر رخصت کیا اور اس کے گھر کے اندر داخل ہوئے گل خان کا مکان چونکہ کچا تھا اور بیٹھک وغیرہ نہیں تھی۔
اس کی بیگم نے جب اپنا بیٹا زخمی دیکھا تو پریشان ہوگئی لیکن جلد ہی گل خان نے اسے سب کچھ بتا دیا میرا تعارف بھی کروایا اور بچہ سب کے ساتھ بات چیت کر رہا تھا لیکن اس کے جسم پہ جگہ جگہ پٹیاں بندھی ہوئی تھیں کبھی کبھی زخموں کی وجہ سے کراہتا بھی تھا۔
میں اور بچے کا باپ ایک چارپائی پر اور بچہ دوسری پر لیٹا دیا اس نے چائے کا پوچھا تو میں نے کہا افغانی کافی پیئوں گا بچے کی ماں نے کہا کہ ٹھیک ہے اور آواز دی کہ زرینہ کافی بنا دو آواز آئی اچھا ابھی بناتی ہوں جب میں نے دائیں بائیں نظر دوڑائی تو ساتھ ایک چھوٹا سا کچن بھی تھا۔
اس میں ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اور کچھ پکا رہی تھی خیر مجھے اس سے کیا غرض میں تو گل کے ساتھ گپ شپ میں مصروف ہوگیا۔
کچھ دیر میں کافی تیار ہوگئی اور وہی زرینہ ہمارے سامنے کافی پیش کر رہی تھی۔
کافی کے ساتھ گڑ بھی تھا اور ٹافیاں بھی جو کہ افغانی لوگ اکثر کھاتے پیتے رہتے ہیں کافی دیتے وقت زرینہ اور میری آنکھوں کا ہلکا سا تصادم ہوا افغانی گھرانے میں ملبوس زرینہ کی عمر پچیس سے تیس سال کے درمیان تھی میں نے شرم کے مارے فوراً آنکھیں نیچے کر لیں اس کے چلنے پھرنے سے اس کی پائل کی آواز چھن چھن کرتی پھر رہی تھی۔
میں گل اور اس کی بیوی سے باتیں کرتا رہا میں پینٹ شرٹ میں تھا اور عینک بھی لگائی ہوئی تھی ان کو میں نے حسب روایت سچ سچ بتایا میں پہاڑوں کا پٹھان ہوں اور گھر سے غریب ہوں اور یہاں آرمی میں سروس کرتا ہوں مختصر یہ کہ میں نے کافی پینے کے بعد حسن کو دو سو روپے تھما دیئے اور ایک نظر پچن کی طرف ماری اور ان سے اجازت لی گل کی بیوی بولی بھائی صاحب یہ آپ کا اپنا گھر ہے جب جی چاہے آنا میں نے دیکھا کہ زرینہ ڈوپٹے کے پلو سے مجھے چوری چوری دیکھ رہی تھی۔
میں نے جاتے ہوئے کہا کہ جب تک حسن ٹھیک نہیں ہوتا میں آتا رہوں گا میں واپس اپنے کوارٹر میں آگیا اگلے دن پھر فروٹ لیکر گیا گل خان گھر میں نہیں تھا میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو بھابی نے کھولا اور میں نے فروٹ بھابی کو اور حسن کو سو روپے دیئے اور واپس آنے لگا تو زرینہ نے کہا۔
کہ آپ افغانی کافی نہیں پئیں گے میں نے کہا کہ نہیں کل آؤں گا آج کچھ کام ہے میں نے سوچا کہ آج گل خان نہیں ہے تو اس لیے مناسب نہیں ہے رزینہ نے کہا کہ کل آئیں گے ناں میں نے کہا کہ جی ضرور اس نے کہا وعدہ میں نے کہا ہاں اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اس کا نرم ہاتھ میرے ہاتھ میں آیا تو مجھے ایک دھچکا سا لگا۔
اس نے کچھ لمحے کے لیے میرا ہاتھ تھامے رکھا میں نے اس کے سر سے لیکر پاؤں تک جائزہ لیا اور جلدی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا میں جانے لگا جب دروازے پر گیا تو مڑ کر دیکھا کہ وہ وہاں ہی کھڑی تھی مجھے دیکھتی رہی میں نے کیک ماری اور چلا گیا۔
میرے ذہن میں طرح طرح کے خیالات آتے رہے لیکن میں نے اپنے ذہن کو جھٹک دیا اور سوچا عشق

Digest.pk

محبت میں نہیں پڑنا چاہتا مجھے تو پہلے بھی ان چیزوں نے بہت رسوا کیا ہے تیسرے دن ان چکروں سے بچنے کے لیے میں شام کو گیا اور سوچا کہ اگر گل گھر میں ہوں تو ٹھیک ہے یا پھر ان کا بیٹا حسین ہو تو بھی کیوں کہ میں نے ابھی تک حسین کو نہیں دیکھا تھا جب میں دروازے پر گیا تو دروازہ زرینہ نے کھولا اور مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور بتایا کہ میں نے بہت دیر کر دی ہے۔

ہم کب سے آپ کا انتظار کر رہے تھے اور میں نے آپ کیلیے افغانی کافی بھی بنا کر رکھ دیا ہے اور پھر اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کچھ دیر یونہی مجھے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کئی سوال کر رہی تھی میں بھی۔

اسے دیکھتا رہا میں اپنا ہاتھ چھوڑانا چاہتا تھا مگر وہ نہیں چھوڑ رہی تھی

پل بھر میں تم میرے مہمان بن گئے
میرے لیے تم سارا جہان بن گئے
پاس رہ کر بھی لوگ میرے بن نہ سکے
دور رہ کر بھی تم میری جان بن گئے

تھوڑی دیر تک ہم ایک دوسرے کو دیکھتے رہے میں نے پوچھا ابو گھر پر ہیں۔

اس نے کہا نہیں اور حسن وہ بھی نہیں تو میں چلتا ہوں اسی اثنا میں بھابی نے پوچھا زرینہ کون ہے میں نے کہا کہ میں ہوں بھابی نے کہا کہ اندر آئیے دروازے میں کیوں کھڑے ہیں۔

بھابی جب تک گل خان نہیں آتے میں نہیں آؤنگا بھابی کے بے حد اصرار پر میں اندر چلا گیا حسن اب ٹھیک تھا گھر میں پھر رہا تھا۔

میں نے حسب روایت حسن کو سو روپے دیئے اور بھابی کو فروٹ پکڑا دیا اور بیٹھ گیا زرینہ کافی لے آئی ہمیں کافی کافی دیکر پاس ہی کھڑی ہوگئی باتوں باتوں میں بھابی نے مجھ سے شادی کا پوچھا۔

میں نے بتایا کہ میں شادی شدہ ہوں لیکن میرے بچے نہیں ہیں بھابی نے کہا کہ دوسری شادی کوئی جرم تو نہیں ہے میں نے کوئی جواب نہیں دیا اپنی بیوی کے علاوہ کوئی پسند ہے میں نے کہا کہ میری شادی پسند کی نہیں والدین کی پسند کی ہوتی ہے۔

تو آپ دوسری شادی کر لیں یہ زرینہ کا سوال تھا میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

البتہ بھابی سے پوچھا کہ زرینہ کی منگنی وغیرہ تو نہیں ہوئی بھابی نے بتایا کہ زرینہ کی منگنی اس کے چچا کے بیٹے سے ہوئی تھی مگر ہمارا بہت جھگڑا ہوا اور ہم یہاں آگئے اس لیے اس کا ہم نے جواب دے دیا تھا اس کا چاچا بہت دفعہ یہاں آیا لیکن ہمنے ان کو کہہ دیا ہے کہ ہم رشتہ نہیں دیں گے۔

اسی طرح بھابی نے مجھے پوری صورت حال سے اسے آگاہ کیا تو میں نے مذاقاً کہہ دیا کہ ٹھیک ہے ادھر کہیں اس کی شادی کر دو میری اس بات پر بھابی نے بتایا کہ کل سے زرینہ آپ کا بار بار پوچھ رہی تھی۔

کہہ رہی تھی کہ فوجی سے پوچھو کہ اس کی شادی ہوئی ہے یا نہیں اس لیے زرینہ کے سامنے میں نے پوچھا ہے تاکہ زرینہ کو پتہ چل جائے ابھی اس موضوع پر بات چیت ہو رہی تھی کہ حسین آگیا۔

اس سے ملا اور گپ شپ لگاتا رہا پھر گل زمان آگیا اور خوب گپ شپ ہوئی گلے شکوے ہوئے اور ایک بار پھر کافی پی لی اس کے بعد میں نے اجازت مانگی اور یہ بھی بتایا کہ میں کل نہیں آؤں گا۔

اب حسن ٹھیک ہو گیا ہے جو کہ میرے ساتھ گل مل گیا تھا چچو ادھر نہیں تو سکول میں تو آؤ گے نا اور حسین کو بتایا کہ آپ مسجد روڈ پر موٹر سائیکلوں کا کام کرتے ہیں میں آتا رہوں گا۔

اور ان سے اجازت لی اور واپس آگیا کئی دن گزر گئے میں ان کے گھر نہیں گیا تھا۔

کبھی کبھی حسین سے موٹر سائیکل ٹھیک کروانے چلا

Digest.pk

جاتا تھا ایک بار مجھے شہر جانا پڑا میرے ساتھ ڈرائیور بھی تھا اور گاڑی بھی بڑی تھی میں نے ان کے دروازے میں گاڑی کھڑی کی اور سیدھا ان کے گھر چلا گیا بہت گلے شکوے ہوئے۔

خاص کر کے زرینہ نے تو حد ہی کر دی تھی بھابی نے بیٹھا کر تفصیل سے بات شروع کر دیا کہ زرینہ تم سے شادی کرنا چاہتی ہے۔

میں نے کہہ دیا کہ میں شادی شدہ ہوں اور میرے گھریلو مسائل ایسے ہیں کہ میں دوسری شادی کا سوچ بھی نہیں سکتا ہوں زرینہ نے کہا کہ کوئی بات نہیں میں آپ کے ساتھ آپ کے کوارٹر میں ہی رہ لوں گی آپ سے کچھ نہیں مانگتی لیکن صرف ایک بار ہاں تو کر دو ان دونوں کے بے حد اصرار پر مجھے مجبوراً ہاں کرنی پڑی میں نے کہا مجھے سوچنے کا موقع دیں۔

میں سوچ کر بتاؤں گا کیوں کہ جلد بازی کے فیصلے اچھے نہیں ہوتے جب میں آنے لگا تو زرینہ نے پوچھ لیا کہ کل آپ عسکری پارک میں آئیں گے نا میں نے کہا کہ وہاں کیا ہے اس نے کہا کہ میں کل وہاں تمہارا انتظار کروں گی۔

اگلے دن میں عسکری پارک میں چلا گیا جو کہ بہت بڑی پارک تھی بہت دور دور سے لوگ انجوائے کرنے آتے تھے میں وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے حسن کی آواز آئی میں نے دیکھا کہ حسن اور زرینہ تھے۔

میں نے دونوں سے ہاتھ ملایا اور پیکنک پوائنٹ جو کہ نزدیک تھا اس پر جا کر بیٹھ گئے آج زرینہ نے خوب میک اپ کیا ہوا تھا اس کی موٹی موٹی نیلی آنکھیں اس کے حسن میں اضافہ کر رہی تھی۔

وہی چاندی کے زیورات وہی بلیک گگرا بلیک چادر اور وہی پہاڑی حسن جس کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے

اس سادگی پہ کیوں نہ مر جائیں اے خدا
لڑتے ہیں مگر ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ہے

بات چیت کے بعد میں نے زرینہ سے پوچھ لیا کہ یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی اگر تیرے ابو نے دیکھ لیا تو کیا کہے گا۔

اور دوسرا میرے دوست بھی ساتھ ہیں وہ میرا انتظار کر رہے ہیں۔

میں زیادہ دیر تیرے پاس نہیں بیٹھ سکتا لیکن اس نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں تیرے پیچھے تیرے کوارٹر پر بھی آجاؤں گی مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے مجھے آپ کا جواب چاہیئے آپ مجھ سے شادی کریں گے یا نہیں اس بات پر مجھے غصہ آ گیا۔

میں بھی تو پہاڑی تھا میں بھی ضد میں آ گیا اور کہہ دیا کہ میں فی الحال شادی کیلئے تیار نہیں ہوں میں کہا کہ دوبارا میرے پیچھے مت آنا۔

اور آپ وہاں شادی کر لیں جہاں آپ کی منگنی ہوئی ہے ورنہ آپ کسی افغانی لڑکے سے شادی کر لیں اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں میں پہلے بھی اس عشق محبت میں بہت زخم کھا چکا ہوں۔

تو بعد شوق کسی اور سے الفت کرے
تیرے جذبات میرے پیار کے قیدی تو نہیں

جب زرینہ کو اندازہ ہو گیا کہ میرا ساتھ شادی کے لیے کسی بھی صورت پر یہ راضی نہیں ہوا تب کرسی سے اٹھ گئی اور میرے پاؤں میں بیٹھ گئی۔

اور کہنے لگی آپ کتنے بے وفا ہیں آپ کے سینے میں دل نہیں ہے اگر ہے تو اس میں رحم نہیں ہے پلیز مجھ پر رحم کرو مجھے یوں مت ٹھکراؤ اور میری مجبوری کو سمجھنے کی کوشش کرو میں تیرے بغیر جی نہیں سکتی۔

آپ کو اپنے والدین کی قسم مجھے مت ٹھکراؤ زرینہ کی اس حرکت کی وجہ سے کافی لوگ ہماری طرف متوجہ ہو گئے میں نے زرینہ کو شانوں سے پکڑ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھا دیا اور سمجھانے لگا کہ آپ اس بھرے پارک میں کیا تماشہ بنانے لگی ہیں۔

آپ کو کوئی بھی احساس نہیں ہے وہ کہنے لگی کہ یہ احساس مجھے نہیں تمہیں ہونا چاہیئے میں کس مرحلوں

Digest.pk

سے گزر کر تمہارے پاس آئی ہوں اپنے گھر سے رشتہ دار کے گھر جانے کا بہانہ کر کے سیدھی ادھر آ گئی رات کو امی نے ابو سے بھی بات کر لی ہے۔

کہ زرینہ اس لڑکے کو پسند کرتی ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہے اس پر ابو بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اگر وہ دوبارہ آیا تو میں اس سے بات کروں گا امید ہے وہ مان جائے گا۔

ساری صورت حال کو مدنظر رکھ کر میں نے ایک ہفتے کی مہلت لی کہ مجھے ایک ہفتہ دے دو پھر آپ کو بتا دوں گا لیکن ایک شرط پر اور وہ یہ کہ آپ میرا پیچھا نہیں کرو گی اس پر زرینہ راضی ہو گئی۔

اور چائے پانی کے بعد جانے لگی تو میں نے حسن کو ایک سو کا نوٹ تھما دیا اور رکشے میں بیٹھا کر کرایا بھی ادا کر دیا اور جب واپس آیا تو طرح طرح کے پلان بناتا رہا لیکن کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔

اگلے دن پھر روز کی طرح اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا اور چار بجے مجھے کسی نے اطلاع دی کہ آپ کے کوارٹر میں ایک بچہ آیا ہے۔

اور آپ کا پوچھ رہا ہے جب میں گیا تو حسن بیٹھا تھا میں نے اسے گود میں لیا اور کافی سارا پیار کیا اور آنے کی وجہ پوچھی۔

اس نے بتایا کہ باجی زرینہ نے جگہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا ہے اُف زرینہ کو جگہ کا بھی پتہ چل گیا حسن کو رخصت کرنے کے بعد میں ایک ایسی پرابلم میں پھنس گیا کہ جان چھوڑانا بہت ہی مشکل ہو گئی اب سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں کیا نہ کروں اسے کشمکش میں تین چار دن گزر گئے مگر میں بہت ہی پریشان تھا اور اس سے دور ہی رہا۔

تقریباً سات آٹھ ماہ میں بازار نہیں گیا تھا ایک دن زرینہ کی بہت ہی یاد آئی میں نے سوچا کہ اسکے گھر جا کر پتہ کروں کہ کیا مسئلہ ہے۔

جب میں گیا تو دروازہ کھٹکھٹایا تو بڑی بڑی مونچھوں والا ایک آدمی نکلا اور بولا کس سے ملنا ہے میں نے گل خان کا پوچھا اس نے کہا کہ ہم کسی گل خان کو نہیں جانتے مجھے چھے ماہ ہو گئے ہیں یہاں آئے ہوئے میں نے یہ گھر کرائے پہ لیا ہے۔

پھر ایک آدمی نے بتایا کہ گل خان بمعہ فیملی افغانستان چلا گیا ہے مجھے بہت ہی دکھ ہوا کہ زرینہ کا کیا بنا ہو گا میں نے اس کا دل توڑا تھا مجھے اس کی بہت ہی زیادہ یاد آتی رہی۔

اس کی بے قراری اور مجبوری کو میں اچھی طرح جانتا تھا میں اپنے آپ کو بے وفا اور ظالم کے لقابات سے نوازتا رہا اور خود کو بے مروت سمجھتا رہا اور زرینہ کی بے بسی پر آنسو بہاتا رہا

جو مجھ سے ٹوٹی تھیں وہ چوڑیاں سستی تھیں
بہت ہی مہنگا دل تھا جو اس بے وفا نے توڑ دیا

ایک دن میں ایک ساتھی کے ساتھ چمن شہر گیا جو کہ افغانستان بونڈری پر واقع ہے۔

وہاں سے اس نے کچھ کمبل خریدنے تھے کمبل خریدنے کے بعد ہم بونڈری پر چلے گئے۔

وہاں ایک بہت ہی بڑا دروازہ تھا وہاں کھڑے ہو کر ہم افغانستان کے پہاڑوں کا نظارہ کرنے لگے کہ اچانک بولان شاپ والے حاجی صاحب اپنی کار میں افغانستان جاتے ہوئے نظر آئے۔

دعا سلام کے بعد میں نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ افغانستان کے شہر قندھار جا رہا ہوں وہاں کوئی کام تھا اور خشک میوہ جات خریدنے جا رہا ہوں۔

ہم نے کہا کہ ہم بھی قندھار دیکھنا چاہتے ہیں ہمیں بھی اپنے ساتھ لیجائیں ہماری بھی سیر ہو جائے گی۔

انہوں نے ہمیں اپنے ساتھ بیٹھا لیا راستے میں خوب گپ شپ بھی ہوتی گئی۔

دو تین گھنٹے کے بعد ہم قندھار پہنچ گئے یہ چھوٹا سا خوب صورت شہر مجھے بہت ہی اچھا لگا حاجی صاحب نے ہمیں کہا کہ ایک گھنٹہ تمہارے پاس ہے خوب

Digest.pk

گھومو پھرو پھر اس دکان پر آجانا تو ہم دونوں ساتھی اس شہر میں سیر و تفریح کرنے لگے۔

یہ شہر اپنی مثال آپ تھا ہر طرف خشک میوہ جات ایرانی قمبل اور چائنہ کا سامان وافر مقدار میں ہر جگہ دستیاب تھا وہاں کے لوگوں کو دیکھ کر مجھے بھی کسی کا تہذیب و تمدن یاد آیا جدھر دیکھتا تھا۔

لوگ کافی پیتے ہوئے اور ایک دوسرے سے گپ شپ لگاتے ہوئے نظر آرہے تھے ہم بھی تمام چیزوں کو دیکھ کر لطف اندوز ہو رہے تھے۔

ہوٹلوں میں پشتو گانوں کی آوازیں آرہی تھی کہ اچانک مجھے حسن نظر آیا میرے منہ سے بے ساختہ نکلا حسن او حسن حسن نے جب مجھے دیکھا تو دوڑ کر میرے پاس آگیا۔

اور مجھ سے لپٹ گیا میں نے اسے گود میں اٹھا کر خوب پیار کیا میں نے امی ابو اور زرینہ کا پوچھا۔

تو اس نے بتایا کہ چاچو زرینہ باجی بیمار ہے اور امی اس کو ڈاکٹر کے پاس لے آئی ہے وہ سامنے والے کلینک میں ہے میں احسن کے ساتھ کلینک چلا گیا۔

میں نے اپنے ساتھی کو بتایا اور کہا کہ یہ میرے واقف ہیں کوئٹہ میں رہتے تھے۔

تم گھوم پھر لو میں ان کے ساتھ جاتا ہوں میں کلینک میں پہنچا تو بھابی کھڑی تھی اور زرینہ مریضوں کی قطار میں بیٹھی ہوئی تھی۔

حسن نے جا کر بتایا کہ چاچو آئے ہیں اس پر بھابی اور زرینہ دونوں میرے پاس آئیں ہم ایک سائیڈ پر ہو کر بیٹھ گئے اور میں نے اپنے بارے میں ان کو سچ سچ بتا دیا کہ مجھے یہ پرابلم تھی۔

اس لیے میں آپ سے رابطہ نہ کر سکا اور نہ ہی مل سکا پھر بھابی نے بتایا کہ اس کا چاچو کوئٹہ آیا تھا۔

جس کے بیٹے کے ساتھ اس کی منگنی ہوئی تھی اس لیے ہم یہاں واپس آگئے اور آکر زرینہ کی شادی کی تیاری کرنے لگے۔

میں نے پوچھا کہ کیا یہ شادی زرینہ کی مرضی کے مطابق ہو رہی ہے۔

میرے سوال پر زرینہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور مجھے بتایا کہ اگر میں راضی نہ ہوتی تو کیا کرتی کدھر جاتی کس کو حال سناتی کون تھا۔ میرے زخموں پر مرہم رکھنے والا کون تھا میرا اپنا۔

میں کس کا انتظار کرتی زندگی میں پہلی دفعہ محبت کی تھی وہ بھی کسی بے وفا سے کسی بے مروت سے کسی اجنبی سے کسی مسافر سے۔ وہ اپنے بارے میں بتاتی جا رہی تھی اور میں اس کی باتیں سنتا جا رہا تھا میرے پاس اس کو کچھ کہنے کے لیے کوئی بھی الفاظ نہیں تھے۔ لیکن میں اس کے بارے میں جان کر مجھے شدید دکھ ہوا تھا کہ میں جس کے لیے اتنا لمبا سفر کر کے آیا تھا وہ کسی اور کے نام سے منسوب ہونے جا رہی تھی لیکن شاید میری یہ غلط فہمی تھی وہ بولی۔

میں آپ کے لیے یہ منگنی توڑنے کو تیار ہوں آپ مجھے مل گئے ہیں بس یہی میں چاہتی تھی میرا انتظار بیکار نہیں گیا ہے۔ لیکن میں نے اس سے صاف انکار کر دیا اور کہا تم جانتی ہو کہ میں شادی شدہ ہوں اور میں صرف اس کا ہی رہنا چاہتا ہوں اور پھر پتہ نہیں کب میں واپس چلا جاؤں۔ میں کچھ دنوں کے لیے آیا تھا میرا پیچھے سب لوگ انتظار کر رہے ہیں اور میرا جانا بہت ہی ضروری ہے تم ایک بات کو یاد رکھنا کہ جہاں تمہاری منگنی ہوئی ہے وہاں ہی شادی کر لینا اب میرا انتظار مت کرنا۔ شاید ہو سکتا ہے کہ ہماری یہ آخری ملاقات ہو۔ اس کے بعد ہم پوری زندگی ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں میری باتیں سن کر وہ تڑپ سی گئی۔ اور بولی۔

ایسا تو مت کہو۔ تم نہیں جانتے تمہاری اس بات کا مجھے کتنا شدید دکھ ہوا ہے یہ میں ہی جانتی ہوں تم کو بھولنا میرے لیے آسان نہیں ہے میں نے تم سے محبت کی ہے اور کتنی کی ہے یہ بھی میں ہی جانتی ہوں

Digest.pk

میں اپنے دل کو اچھی طرح جانتی ہوں کہ میں تم کو بھول نہیں سکوں گی۔ اور نہ ہی ایسا سوچنا چاہوں گی۔ ساتھ ہی وہ رو دی۔ میں اسکو دلاسے دینے لگا۔ اور پھر اس کو اس بات پر میں نے رضامند کر ہی لیا کہ وہ اسی سے شادی کرے گی جس سے اس کی منگنی ہوئی ہے وہ مان گئی تھی اور پھر وہ گھر چلی گئی اور میں ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ اس کے بارے میں سوچتا رہ گیا۔ وہ میری نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ کیونکہ اس کے بعد وہ مجھے دوبارہ دکھائی نہیں دی میں کئی دن اس کے شہر میں اس کے ملک میں رہا لیکن وہ گھر سے باہر نہیں نکلی تھی پھر میں واپس اپنے وطن آ گیا۔ اور آج بھی وہ میری نظروں کے سامنے رہتی ہے۔ میں اس کی محبت کو دیکھ کر حیران ہوں کہ اس نے مجھے کتنا چاہا تھا کتنا پیار کیا تھا یہ میں جانتا ہوں اس کے دل میں کھوٹ نہیں تھی وہ دل کی سچی تھی اس کی پاکیزہ محبت میں وہ سب کچھ تھا جو ایک اچھی لڑکی میں ہوتا ہے۔

اس واقعہ کو کئی سال بیت چکے ہیں لیکن اس کی محبت آج بھی میرے دل میں ہے۔ اور میں اس کو یاد کرتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ بھی مجھے اپنے دل میں یاد رکھے ہوئے ہو۔ لیکن نہ اس کو میری کوئی خبر ہے اور نہ ہی مجھے اس کی کوئی خبر ہے۔ وہ میری اور اس کی آخری ملاقات تھی شاید اس کو میرے الفاظ یاد تھے جو میں نے اس سے کہے تھے کہ ہوسکتا ہے کہ آج کے بعد ہماری ملاقات شاید دوبارہ نہ ہو سکے اس نے اس پر عمل کیا تھا اور اس ملاقات کو آخری ملاقات ہی ثابت کر دکھایا ہے۔ وفا ہو تو ایسی ہو چاہت ہو تو ایسی ہو پیار ہو تو ایسا ہو۔ میں عورت کی عظمت کو سلام کرتا ہوں لیکن میں مجبور تھا اس سے شادی نہیں کر سکتا تھا اس کے دل کو توڑنا مجھے بہت دکھ دیتا تھا لیکن کیا کرتا جس سے میری شادی ہوئی ہے میرا پیار تو صرف اسی کے لیے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ قارئین کرام آپ ہی بتائیں کہ میں نے جو کچھ کیا تھا کیا ٹھیک کیا تھا۔ میں اس کا مجرم تو نہیں ہوں اس کا گنہگار تو نہیں ہوں۔ آپ کے رائے کا انتظار کروں گا۔

وہ بیتا دور

ماما کی گود اور بابا کے کندھے
نہ شادی کی فکر نہ فیوچر کے سپنے
وہ سکول کے دوست وہ کپڑے گندے
وہ گھومنا پھرنا وہ تفریح کرنا
وہ ہر عید میں کہنا ابو ہمارے نئے کپڑے
لیکن
اب کل کی ہے فکر اور ادھورے ہیں سپنے
مڑ کے دیکھو تو بہت دور ہیں اپنے
منزلوں کو ڈھونڈتے ہوئے کہیں کھو گئے ہم
اور کتنی جلدی بڑے ہو گئے ہم

شاہد اقبال۔ پتوکی

عبدالباسط کے نام

ٹھکرا کر محبت میری کہیں جانے کا ارادہ ہے
مجھے کسی کے کس موڑ پہ لانے کا ارادہ ہے
یہ جو آپ خفا خفا سے رہنے لگے ہو
یہ پیار کا عروج ہے یا چھوڑ جانے کا ارادہ ہے
جاتے جاتے یہ تو بتا جاؤ
میرے پیار میں کمی تھی یا کسی اور سے دل لگانے کا ارادہ ہے
میری بعد میری یاد تو مڑ کے نہ دیکھنا اے دوست
کیونکہ تیرے بعد میرا بھی اس دنیا کو چھوڑ جانے کا ارادہ ہے

شاہد اقبال۔ پتوکی

Digest.pk

میری ہمدم میری دوست

۔ثمینہ بٹ۔ بھگت پورہ۔ لاہور۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

اور اللہ سے دعا ہے کہ جواب عرض کی پوری ٹیم کو اپنے حفظ وایمان میں رکھے اور دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین آپ سب کا بے حد شکریہ آپ نے میری تحریروں کو پسند کیا اور میری حوصلہ افزائی کی جزاک اللہ۔آپ کی پزیرائی نے حوصلہ بڑھایا تو ایک اور کہانی کیساتھ حاضر خدمت ہو رہی ہوں میں نے اس کہانی کا نام میری ہمدم میری دوست رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ یہاں کیا کر رہے ہو نکلو یہاں سے نکلوں باہر میرے کمرے سے دفع ہو جاؤ یہاں سے ابھی اور اسی وقت وہ جو پورے انہماک سے اسکی رائٹنگ ٹیبل پر جھکا اسکے فولڈرز اور فائلز جلدی جلدی کھنگال رہا تھا۔اسکی تیز چیخ نما آواز سن کر بے ساختہ اچھل پڑا تھا اور اسکی ہر بڑاہٹ میں اسکے ہاتھ کچھ فائلز پھسل کر نیچے جا گریں۔

ہاہ۔حنان کے بچے تمہاری جرات کیسے ہوئی بغیر اجازت میری چیزوں کو ہاتھ لگانے کی اور تم اس وقت ادھر میرے کمرے میں کر کیا رہے ہو وہ تیزی سے آگے بڑھی اور جھپٹا مار کر اسکے ہاتھ سے باقی ماندہ فائلز چھین لیں۔

ثوبی مجھے تمہارے نوٹس چاہئیں پلیز مجھے اکاونٹ کے نوٹس دے دو اس کے موڈ اور غصے کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے وہ لجاجت سے بولا۔

کیا نوٹس۔مگر تمہارے نوٹس کہاں ہیں تم بھی تو کلاس میں بھی میرے ساتھ موجود ہوتاں پھر کیوں چاہیے میری نوٹس والی فائل۔ثوبیہ نے بے حد مشکوک انداز سے اسے گھورتے ہوئے اپنی فائل لاشعوری سے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

وہ میرے نوٹس تو جاوید لے گیا۔وہ آیا نہیں تھا ناں کالج اس لیے میں نے اپنی فائل اسے دے دی اور اب مجھے تمہارے والی ہی چاہئے۔۔حنان نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔۔ثوبی کا دماغ جاوید کا نام سنتے ہی پھر ایک بار پھر گھوم گیا۔

کیا۔؟ آج پھر اس نالائق جاوید کو اپنے نوٹس دے آئے ہو وہ جاوید نالائق تیرا چاچو لگتا ہے کیا جو اپنی چیز اسے دے کر آتے ہو اور آجاتے ہو پھر منہ اٹھا کر میرے پاس ثوبی نوٹس دے دو۔ثوبی کتاب دے دو۔ثوبی لیپ ٹاپ دے دو۔اونہہ۔ضرورت کیا ہوتی ہے تمہیں حاتم طائی کا جانشیں بننے کی۔

۔اُف۔ثوبی دے دو ناں پلیز لاسٹ ٹائم پکا پرامس آئندہ کبھی کسی کو کچھ نہیں دونگا، کچھ بھی نہیں پلیز اس بار مدد کر دو ناں۔

Digest.pk

Digest.pk

کچھ نہیں دوں گا نہ جوتے نہ کپڑے نہ نوٹس۔
پلیز ثوبی دے دو ورنہ اسائنمنٹ پورے نہیں ہونگے اوپر سے لاسٹ ڈیٹ ہے سمجھا کرو ناں ثوبی پلیز اس کی ساری کڑوی اور کچی باتوں کے جواب میں حنان نے بے چارگی اور مظلومیت کے ساتھ تمام رکارڈ توڑتے ہوئے کچھ اس انداز میں کہا۔
ایسے مانتی ہی نہیں۔۔اچھا لے لو مگر یہ آخری بار ہے سمجھے تم آخری بار ہے۔اور ہاں مجھے کل تک میری فائل واپس چاہیے ہر حال میں ورنہ۔
ہمیشہ کی طرح اس کی مسکینی برساتی صورت پر ترس کھاتے ہوئے ثوبیہ نے اسے فائل پکڑا تو دی مگر ساتھ ہی تنبیہی انداز میں واپس کرنے کا بھی مطالبہ کرنا نہیں بھولی تھی۔
ہاں، ہاں دے دونگا واپس یقین کرو ثوبی جی۔اور بہت بہت شکریہ تمہارا تم بہت اچھی ہو اور ہاں میرے چاچو نام جنید امجد نہیں طفیل عالم رضوی ہے۔طفیل عالم رضوی، اور حنان تو ابھی خود بچہ ہے لہذہ اسکو بچوں میں تشریف لانے میں ابھی ایک زمانہ پڑا ہے سو تب تک انتظار فرمائیے۔
دروازے کے پاس جا کر اس نے شرارت سے کہا اور کسی بھی متوقع حملے سے پہلے ہی باہر بھاگ گیا
حنان کے بچے ثوبیہ اس کی شرارت سمجھ کر ایک بار پھر چیخی تھی مگر وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا

عالم رضوی صاحب کے دو بیٹے اور ایک ہی بیٹی تھی کفیل عالم رضوی اور طفیل عالم رضوی ان دونوں سے چھوٹی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی جو مدحت گھرانے میں مینا کی طرح چہکتی پھرتی تھی پورے گھر میں اس کی ہنسی کی چہکار گونجتی تھی عالم رضوی صاحب کا لیڈر کا بزنس تھا جو پہلے تو محدود پیمانے پر ہی تھا مگر جب سے ان کے دونوں بیٹوں نے جوان ہو کر ان کے بازو بن کر ان کو سہارا دیا ہے تو ان کا بزنس تیزی سے ترقی کی راہ پر گامزن ہو گیا تھا اور پھر جیسے ہی مدحت کی تعلیم مکمل ہوئی عالم رضوی اور ان کی بیگم نزہت رضوی نے انکی اور کفیل کی شادیاں طے کر دیں رشتے تو ان کے تینوں بھائیوں کے وہ پہلے سے ہی طے کر چکے تھے انتظار تھا تو صرف مدحت کی تعلیم مکمل ہونے کا بہت جلد وہ لوگ اپنے فرائض سے فارغ ہو گئے اور مدحت اظہر کے سنگ بیاہ کر ابو ظہبی سدھاریں کیوں کہ مظہر صاحب اظہر کے والد بہت عرصہ پہلے ہی وہاں منتقل ہو چکے تھے ان کا کاروبار بھی یہی سیٹ تھا لہذا شادی کے بعد مدحت بھی وہی جا بسی اور عالم ملا میں ان کی جگہ آمنہ رضوی رونق افروز ہوئیں ان ہی دنوں نزہت بیگم کے دل میں حجاج مقدس جانے کی خواہش جاگی اور کچھ اس شدت سے جاگی کہ وہ سب کچھ بھول گئی اٹھتے بیٹھتے ان کے لبوں پر ایک ہی بات ہوتی کہ وہ حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرنا جیسے ان کی خواہش بن چکی تھی ان کی یہ کیفیت دیکھتے ہی عالم رضوی صاحب حج کے کاغذات جمع کروا دیئے اور ساتھ ہی اپنے آخری فروض سے بھی سبکدوشی اختیار کی طفیل رضوی کی شادی بھی شگفتہ کر وا کر وہ دونوں فارغ ہوئے۔
شگفتہ طفیل کی کلاس فیلو اور پسند تھی ادھر ان کی شادی ہوئی ادھر ان دونوں کو اللہ کے گھر سے بلاوا آ گیا اور وہ خوشی خوشی گھر اور کاروبار کو بہوؤں اور بیٹوں کے حوالے کر کے حج بیت اللہ روانہ ہوئے وہ دونوں بڑے جوش و جذبے کے ساتھ مناسک حج ادا کر رہے تھے اس دن شیطان کو کنکریاں مار رہی تھیں دوسرے حجاج کے ساتھ وہ بھی اس مقدس فریضہ کو ادا کرنے اور جذبہ ایمان سے سرشار چلے تھے پھر ایک دم جانے کیا ہوا شور سا مچ گیا شاید پل ٹوٹ گیا تھا ہر

Digest.pk

طرف افراتفری کا عالم تھا اور اسی افراتفری میں بہت سے حجاج پیروں تلے آکر کچلے گئے بہت سے زخمی ہوئے اور بہت سے شہید۔ اور انہی شہدا میں نزہت بیگم بھی شامل تھیں۔

عالم رضوی صاحب سناٹے میں رہ گئے اور طفیل رضوی اور کفیل رضوی اور مدحت کی تو دنیا ہی اجڑ گئی۔ ان کی جنت جہاز مقدس پر ہی وہاں پہنچی جہاں وہی پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔ دوسرے مرحومین کی طرح ان کو بھی وہی پہ دفنایا گیا عالم رضوی صاحب افسردہ محلول ہی واپس آگئے۔ اب جا کہ ان کی سمجھ میں آیا تھا کہ نزہت بیگم کی اتنی بے تابی کیوں تھی جانے کی شاید ان کی اجل انہیں وہاں لے جارہی تھی تو لوگ بھلا کیسے رکاوٹ بن سکتے ہیں بہت عرصہ تک وہ لوگ افسردہ رہ کر آخر اپنی زندگی کی طرف پلٹنے ہی لگے کہ جانے والوں کے ساتھ بھلا کون جا سکتا ہے زندہ ہیں تو زندگی کے تقاضے بھی تو پورے کرنے ہیں اور پھر ان کی زندگیوں میں کھلنے والے ننھے منے پھولوں نے رنگ بھر دیئے تھے آخر کار ان سب کو زندگی کی طرف کھینچ ہی لیا تھا۔

طفیل اور شگفتہ کے ہاں سمیر۔ مدحت اور اظہر کے ہاں عمیر کی آمد نے رونق لگا دی رہ گئے آمنہ اور طفیل تو ان کے ہاں چند دنوں بعد حرا نام کا پھول کھلا عالم رضوی اپنے پوتے پوتی کی آمد پر بہل گئے تھے ان کا زیادہ وقت گھر میں ہی گزرتا کبھی کبھی آفس کا چکر لگاتے تھے باقی کا سارا اپنے سمیر اور حرا کو دیتے تھے

حنان کے بچے سن رہے ہو یا بہرے ہو گئے ہو وہ لان میں بیٹھا اپنے لیب ٹاپ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ میں مصروف تھا جب ثوبیہ اسے زور سے پکارتی تیز تیز چلتی ہوئی اس کے سر پر پہنچی تھی اسے آتے کن انکھیوں سے دیکھ رہا تھا مگر جان بوجھ کر انجان بنا اپنے کام میں مگن تھا جس وجہ سے وہ اور بھی زیادہ چڑ گئی تھی۔

حنان تم نے اپنا پرامس پورا نہیں کیا تم نے وعدہ کیا تھا کہ میرے نوٹس واپس کر دو گے مگر دو دن گزرنے کے باوجود تم نے میری فائل واپس نہیں کی۔ کیوں۔؟ اب وہ غصے سے بھری اس کے سر پر کھڑی برس رہی تھی۔

اور اگر میں نہ دوں تو۔۔ تو۔۔ آنکھوں میں شرارت بھرے جارحانہ انداز کو خاطر میں لائے بغیر بولا۔ ثوبی کا رنگ مارے غصے کے دہکنے لگا تھا۔۔

تو۔ میں تمہارا سر توڑ دوں گی۔۔۔۔ یہ تمہارا فیورٹ گملا ہے ناں یہ ہی تمہارے سر میں دے ماروں گی دیکھتی ہوں کیسے نہیں دیتے تم میری فائل۔ وہ غصے میں سچ مچ گملا اٹھانے کو جھکی تو حنان کھڑا ہو گیا۔۔

باپ رے باپ۔۔ تم تو جنگلی بلی بنتی جارہی ہو ثوبی۔ لڑائی اور غصے غصے میں کہیں قتل ہی نہ کر بیٹھنا مجھے۔ قسم سے ثوبی مجھے تم سے خوف آنے لگا ہے۔

وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے چند قدم دور ہٹ گیا اور وہ یک دم بدلتے ہوئے دیکھیں سمیر بھائی یہ ثوبی مجھے مار رہی ہے اور لڑائی بھی کر رہی ہے میرے ساتھ اب کہ اس کا لہجہ اور انداز بالکل بدلا ہوا تھا مسکین اور مظلوم سا جبکہ سمیر کا نام سنتے ہی ثوبی کے ہاتھوں کے طوطے کبوتر اور فاختائیں سب ایک ساتھ ہی اڑ گئے تھے اس نے گھبرا کر اپنے پیچھے دیکھا تو واقع سمیر کھڑا حیرت سے دیکھ رہا تھا۔۔

سم۔۔ سمیر بھائی وہ حنان میرے نوٹس نہیں دے رہا بلکہ الٹا مجھے۔۔

یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا ثوبی ایسے بات کی جاتی ہے بڑوں سے۔؟ اور یہ ہی سیکھنے جاتی ہو تم کالج اور اکیڈمی۔۔؟

سمیر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے اسے بری

Digest.pk

طرح سے ڈانٹ دیا تھا اور وہ سر جھکائے چپ چاپ اس کی ڈانٹ سنتی رہی مگر بڑوں کا لفظ سن کر اچھل پڑی

مگر بھائی یہ تو میری عمر کا ہی ہے یہ کہاں سے بڑا ہو گیا مجھ سے صرف دو دن کا ہی تو فرق ہے اس کا اور میرا۔ اب کہ سمیر کی بات کاٹ کر وہ بے ساختہ بولی تھی سمیر اسے دیکھتا ہی رہ گیا اور حنان سے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو گیا۔۔

اوفو۔۔ فرق چاہے دو دن کا ہو یا دو گھنٹے کا بڑا تو بڑا ہی ہے سمیر تم سے بڑا ہے بس۔۔ اب اس کی عزت اور احترام تم ایسے کیا کرو جیسے میرا اور عمیر کا کرتی ہو۔

سمیر نے غصے سے کہا تو وہ صرف سر ہلا کر رہ گئی۔۔ ثوبی یہ لو اپنے نوٹس میں تو کل بھی گیا تھا مگر تم گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہی تھی اور مجھے مناسب نہیں لگا کہ تمہارے کمرے میں جاؤں اس لیے واپس لے آیا تھا اور اب بھی تمہیں دینے ہی والا تھا تم نے لڑنا ہی شروع کر دیا تو میں بے چارہ کیا کرتا بھلا۔۔ پوری مکاری اور ہوشیاری سے اسے ڈانٹ پڑوا کر اب حنان جانے کہاں سے اس کی فائل برآمد کیے انکے سامنے کھڑا باتیں بنا رہا تھا اور ثوبیہ کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ یہ ہی فائل اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے

اونہہ۔۔ دیکھ لوں گی تمہیں بھی۔ ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے فائل کھینچتی ہوئی وہ وہاں سے پیر پٹختی ہوئی واک آوٹ کر گئی۔۔

آ جا میں ہواؤں میں اڑا کے لے چلوں تجھ کو
تم ہی تو میری دوست ہو

اور اس کے پیچھے حنان مسکرا کر دوبارہ لیپ ٹاپ آن کر چکا تھا۔

ان دنوں مدحت عمیر کے ساتھ پاکستان آئی ہوئی تھی ان کی اپنی بھابیوں کے ساتھ بہت دوستی تھی وہ تو شروع سے ہی بے حد لاڈلی تھی مگر بھابیوں کے ساتھ بھی اس کے تعلقات مثالی تھے آمنہ اور شگفتہ بھی اسے اپنے چھوٹی بہنوں کی طرح سمجھتی تھیں اور ویسے بھی آج کل وہ سب آنے والی خوشیوں کے شدت سے منتظر تھے تین سال کے بعد آمنہ اور شگفتہ پھر امید سے تھیں اور پھر جلد ہی آمنہ کی گود میں منان رونق افروز ہوا۔ سب ہی بے حد خوش تھے شگفتہ رضوی اپنی ناسازیٔ طبع کو بھلائے ننھے سے گول مٹول سے حنان کو گود میں لیے بیٹھی تھیں اور مدحت بھتیجے اور بھابیوں کے صدقے اتارتی پھرتی تھی عالم رضوی صاحب رب کا شکر ادا کرتے نہیں تھک رہے تھے اس خوش خبری نے جہاں سب کو نہال کر دیا تھا وہی ایک بار پھر زیبت رضوی کی یاد سب کے دل میں چٹکیاں لینے لگی تھی اور بعض اوقات بے پایاں خوشیاں بھی تو اپنے جلو میں اندوہناک غم لے کر آتی ہیں جس کی وجہ سے خوشی کا مفہوم ہی تبدیل ہو کر رہ جاتا ہے دو دن بعد ہی صرف دو ن یہاں اس ہسپتال میں شگفتہ رضوی لیٹی تھی جہاں دو روز قبل آمنہ رضوی موجود تھیں مگر برسوں میں اور آج میں بہت فرق موجود تھا اتنا ہی بڑا فرق کہ جتنا دن اور رات میں ہے جتنا شور و گہما گہمی اور سناٹوں میں ہے جتنا زندگی اور موت میں ہے آمنہ رضوی اسی ہسپتال میں سے جیتا جاگتا ہنستا کھیلتا بیٹا لے کر گئی مگر شگفتہ کے لیے کاتب تقدیر اور ہی فیصلہ کیے بیٹھا تھا دوران ڈلیوری ایک خطرناک حد تک بڑھ جانے والا بلیڈ پریشر بہت سی پیچیدگیاں بڑھاتا چلا گیا جس کی وجہ سے بچی کی پیدائش کے فوراً بعد ہی شگفتہ کومے میں چلی گئیں ڈاکٹر کی بے حد کوششوں کے باوجود بھی وہ چند گھنٹوں کے اندر اندر ہی ان سب کو داغ رفاقت دے گئی۔

ان کی موت کی اطلاع جیسے عالم والا پہنچی ہر

Digest.pk

دھوپ چھاؤں جیسی اس لڑکی کی عادتیں بھی ایسی ہی تھیں موذی معصوم احساس ذہین اور شرارتی اسکے مزاج میں سادھے ہی رنگ ایک کے بعد ایک جھلکتے تھے اور اپنے مزاج کے سب رنگوں اور ان کے تمام شیڈز کے ساتھ وہ سب کو بے حد عزیز تھی۔ حنان اس کا ہم عمر تھا اور اس کا سایہ بھی۔

بہت چھوٹی عمر میں جب وہ دونوں اسکول جا رہے تھے تو دادا ابو امی اور چاچو نے علیحدہ علیحدہ سمجھایا تھا کہ گھر کے باہر ثوبی کا خیال رکھنا صرف اور صرف اسے ہی اس کا سایہ بنکر رہنا اور اسے رونے تو بالکل بھی نہیں دینا کیوں کہ وہ ثوبی سے بڑا ہے اور یہ بڑوں کا فرض اور ذمہ داری ہے کہ وہ چھوٹوں کا خیال رکھیں اور اسی ذمہ داری کو نبھاتے نبھاتے ہی نجانے کب وہ اس کا بیسٹ فرینڈ بن گیا جس سے ثوبی لڑتی بھی بہت تھی مگر اس کے بغیر رہ بھی نہیں سکتی تھی جس کی ہر تان حنان پر ہی آ کر ٹوٹتی تھی پھر وہ اس سے چڑ جاتی تھی جانے کیوں مگر یہ تو طے تھا کہ نہ تو ثوبیہ کا اس کے بغیر گزارہ ہوتا اور نہ ہی حنان اسے چڑائے بغیر رہ سکتا تھا ان کی یہ کھٹی میٹھی لڑائیاں ہی عالم ولا کی اصل رونق تھیں۔

ابا جی آپ کو پورا یقین ہے کہ جس طرح ہم سوچ رہے ہیں بالکل ویسا ہی ہے میرا مطلب ہے کہ اس طرح کرنا کیا مناسب ہے طفیل چاچو دادا ابو کی پوری بات غور سے سننے کے بعد بھی تذبذب نظر آ رہے تھے جبکہ باقی سب کو ان کے کسی بھی فیصلے پر کوئی اعتراض نہ تھا۔

ہاں بیٹا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں میں نے دنیا دیکھی ہے یار میرا اندازہ غلط نہیں ہوسکتا اور پھر میں نے ابھی کسی پر کوئی فیصلہ تھوڑی صادر کیا ہے ابھی تو صرف تجویز پیش کی ہے تم لوگ خوب اچھی طرح سوچ لو آگے جو اللہ کو منظور۔

بھائی جان میرے خیال میں ابا جان بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ پریشان نہ ہوں سب اللہ پر چھوڑ دیں انشاء اللہ سب ٹھیک ہی ہوگا مدحت پھوپھو نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔ تو وہ بھی مطمئن ہو گئے اور یوں اس بند کمرے میں روز سے منعقد کی جانے والی خفیہ کانفرنسز بہر حال کسی نتیجے پر قریب قریب ہو ہی گئی۔

دادا ابو کل ہم نے شاہی قلعے کا پروگرام بنایا ہے اور ہم کے بار کوئی بہانہ نہیں چلے گا آپ کو ہمارے ساتھ پکنک پر جانا ہوگا۔ بس کہہ دیا ہے ہم نے۔ وہ ساری بچہ پارٹی دادا ابو کے سر ہوئے بیٹھے تھے جو خود بھی گھومنے پھرنے کے بے حد شوقین تھے مگر اس بار پتہ نہیں کیا ہوا خود تو وہ عین وقت پر بہانہ بنا کر رک ہی جاتے تھے ساتھ ساتھ ساری امیبیوں او رابوؤں کو بھی روکنے میں کامیاب ہو جاتے تھے مگر اب کے بار ان کا پورا پورا ارادہ سب کو ساتھ لیجانے کا ہی تھا کسی بھی طرح کا کمپرومائز کرنے کے موڈ میں نہیں لگ رہے تھے اچھا بھئی جیسے تم لوگوں کی مرضی جہاں لے جاؤ گے چل پڑیں گے ساتھ تمہارے۔۔۔

دادا ابو نے احسان جتانے والے انداز سے کہا تو ان کی شرارت پر سب ہی بے ساختہ ہنس پڑے مشی کو تاریخ اور تاریخی عمارتوں سے خاص دلچسپی تھی جب بھی لاہور آتی تو یہاں کی ساری جگہوں پر بڑے ذوق وشوق سے جاتی تھی کئی کئی بار بھی دیکھی ہوئی جگہوں کو وہ ہر بار ایسے دیکھتی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہے گم سم سی کھوئی کھوئی سی یہاں سے وہاں چکراتی پھرتی اور اس بھی وہ گلابی آسمانی کلروں والے فراک اور چوڑی پاجامے اور بڑے سے دوپٹے میں ملبوس وہ شیش محل کی دیواروں کو چھو چھو کر محسوس کر رہی تھی جگہ جگہ سے اکھڑی پلستر اور

Digest.pk

ٹوٹے شیشوں کی جگی وہ تصور میں وہی پرانہ شاہی دور کا شیش محل دیکھ رہی تھی کیسی قوم ہے ہماری ہم اپنے تاریخی ورثے کی قدر نہیں کرتے جو قومیں اپنے تابناک ماضی کو ختم کر دیتی ہیں جو اپنی عمارات کی حفاظت نہیں کرتی اپنے تاریخی ورثے کو نہیں سنبھال سکتی ان کا حال اور مستقبل ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ اس وقت ہمارا ہے افسوس صد افسوس کہ کسی دل میں نہ درد رہا اور نہ ہی احساس زیاں۔ وہ جانے خیالوں ہی خیالوں میں کہاں پہنچی ہوئی تھی اپنے نزدیک سے ابھرنے والی صدے اور غصے کی ملی جلی کیفیت والی آواز سن کر حال میں واپس آن پہنچی سمیر اس کے پاس کھڑا ٹوٹے فرش گندی دیواروں اور شیشوں سے خالی چھتوں کو دیکھتا ہوا نفی میں سر ہلاتا کہہ رہا تھا۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم پانے قومی ورثے کی حفاظت نہیں کرتے دیکھیں ابھی بھی یہاں کنسٹرکشن کا کام ہو رہا ہے اینویشن بھی ہو رہی ہے اور محکمہ آثار قدیمہ والے بھی کچھ نہ کچھ تو بہر حال کر ہی رہے ہیں پھر کچھ اتنے مایوس کیوں ہو رہے ہیں بھلا۔ اپنی ازلی نرمی سے کہتی وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی شاید آپ ٹھیک ہی کہہ رہی ہوں گی مگر ہماری قوم کے ان سبتوں کو کیا کہے گی آپ جو اپنی ناکام محبت کیداستانیں ان بے جان دیواروں کے سینے پر کھود جاتے ہیں یہ فون نمبرز اور یہ لیلاؤں اور مجنوؤں کے نام یہ گھڑ ڈریٹ عاشقوں کے گھٹیا پیغامات یہ سب کیا ہے۔ یہ محکمہ آثار قدیمہ والوں کو نظر نہیں آتے یہ جگہ جگہ لگے کوڑے انبار یہ ٹوٹی پھوٹیں ٹائیلس اور یہ بکھرا ہوا کنسٹرکشن میٹریل جب بھی آؤ جتنے سال بعد بھی آؤ ویسے کا ویسا ہی ہوتا ہے مشی مجھے بے حد افسوس ہوتا ہے کہ سب دیکھ کر تاریخ کے اوراق ہمیں کن ناموں سے یاد رکھیں گے معلوم نہیں راجہ رنجیت سنگھ نے اگر یہاں تباہی پھیلائی تھی تو ہم بھی یہی کر رہے ہیں ڈر لگتا ہے مجھے مشی کہ کل کو جب ہماری آئندہ نسل مغلیہ آرٹ کے حسین فن ایہ تاریخی عمارات دیکھنا چاہیں گے تو کہاں جائیں گے کن کھنڈرات سے سر پھوڑیں گے کون سی ویب سائٹ کھولیں گے یا صرف کتابوں کے اوراق میں ملیں گی انہیں پر شکوہ تاریخ۔۔ سمیر کا ملال کسی طرح سے کم ہونے میں نہ آ رہا تھا دیکھیں جس طرح کسی کے دو رخ ہوتے ہیں تصویر کے دو پہلو ایسی طرح غلط اور صحی ساتھ ساتھ چل رہا ہے ضرورت ہے اپنے خیالوں کو درست اور صحی پر چلانے کی ضروت ہے صحی اور غلط میں تمیز کرنے کی اور آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں یہ تاریخ ورثہ ہمارے پاس تاریخ کی امانت ہے مغلیہ آرٹ کے جو نادر اور نایاب نمونے قدرت کی مہربانی سے ہمارے حصے میں آئے ہیں ہم اپنی عاقبت نا اندیشی اور مجرمانہ بے بسی اور غفلت کے باعث انہیں ختم کرتے جا رہے ہیں مگر میرے خیال میں ابھی بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس ورثے کو اس دولت کو دل جان سے لگائے رکھنے کی چاہ میں بھی زندہ ہیں مغربی دنیا اور دنیا بھر کے سیاحوں کے لیے جو جگہیں کشش کا باعث ہیں وہ انہیں دنیا کے سامنے پیش کرنے کے فن میں ماہر ہیں۔۔ سمیر نا فہم تاثرات لیئے اس کی باتیں حیرانگی سے سن رہا تھا اور وہ اس کے ایسے تاثرات دیکھ کر بے ساختہ مسکرا دی۔۔ آپ کو یقین نہیں آ رہا ناں مگر میں یاسی جگہوں کے بارے میں جانتی ہوں اور آپ کو بھی دکھا سکتی ہوں آیئے میرے ساتھ۔۔ کہتے ہوئے وہ ان کمروں میں اور بھول بھلیوں میں چلنے لگی سمیر خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہا تھا کئی موڑ مڑتے اور کئی گردشیں پار کرنے کے بعد وہ دونوں جس جگہ پہنچے وہ اس جگہ سے کسی قدر مختلف تھی سمیر کو یک بار پھر حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا اسے یوں لگا جیسے وہ واقعی کسی مغلیہ دور میں آن کھڑا ہے خوبصورت چھوٹی چھوٹی ٹائیلوں سے بنی دیواریں

Digest.pk

جگہ جگہ لگے شیشے اور مینا کاری سے سجی چھتیں فرش بچھے خوبصورت قالینا یک طرف شاہی تخت کے انداز میں سجایا گیا اسٹیج اور سامنے دو خوبصورت اونچی پشت والی آرام دہ سرخ اور سنہری کرسیاں بے حد دلنشیں محرابیں اور قیمتی منقش بھاری آبنوسی دروازے وہ سارے کا سارا ماحول ہی بے حد خوبناک اور پرسکوں تھا۔۔یہ ہے تصویر کا دوسرا رخ جس سے عام عوام عموماً نا آشنا ہی رہتی ہے یہ اس محل کا وہ حصہ ہے جہاں مہمان صدور، وزرا سفارت کار اور اہم شخصیات کے اعزاز میں ظہرانے اور عشائیے دیئے جاتے تھے یہ ہے مغلیہ آرٹ اور ہمارے قومی ورثے کا وہ رخ جو عالمی میڈیا کو دکھایا جاتا ہے یہ اور اس کے بہت سے گوشے ہر تاریخی ورثہ کی حامل عمارتوں میں لازماً ہوتے ہیں ہم دنیا کو اپنا فرض وہ چہرا ہی دکھاتے ہیں جسے ہم سجا سنوار کر اس قابل بنا لیتے ہیں کہ اقوام عالم کے سامنے شرمندی سے بچ سکیں سمیرا ابھی تک ایک ٹرانس کے عالم میں اس سارے سیٹ اپ کو دیکھے جارہا تھا کہ مشی کی اگلی بات پر چانک کر اسے دیکھنے لگا تھا۔۔اور ہو دیکھیں سمیر بھائی وہ گارڈن یا باغیچہ جانتے ہیں اس احاطے کی گاس کہاں سے منگوائی گئی تھی سوئیٹزر لینڈ سے یہ لش گرین گھاس، یہ خوش رنگ اور خوشبودار پھول پودے سب امپورٹیڈ ہیں یہ باغیچہ اس محل کا وہ حصہ ہے جہاں ان معزز شخصیات کے اعزاز ہیں محفل موسیقی غزل نائٹ محفل مشاعرہ اور اس طرح کی دوسری باتوں کا اختتام کیا جاتا ہے اب آپ ہی بتائیں بھلا آثار قدیمہ والے کچھ نہ کچھ تو کر ہی رہے ہیں ناں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو نہیں بیٹھے ہیں مشی کی اتنی مکمل انفارمیشن اور نالج نے اسے واقعی بڑا متاثر کیا تھا۔۔ایک بات پوچھوں مشی۔جی پوچھیں آپ یہ سب کیسے جانتی ہیں مطلب میں لاہور میں رہتا ہوں اور اتنا کچھ نہیں جانتا اور آپ کراچی میں رہتے ہوئے اتنی با خبر ہیں۔۔کیسے۔۔؟۔واپس آتے ہوئے سمیر نے بلا آخر سمیر نے وہ سوال پوچھ ہی ڈالے جو اس کے ذہن میں کب سے گھوم رہے تھے سیدھی سی بات ہے سمیر یہ میرا سبجیکٹ بھی تھا اور شوق بھی زمانے میں میں بھی آپ کی طرح بے حد مایوس تھی مگر پھر شوق میں تحقیق کی تو یہ سب ہی ہوتا چلا گیا اور ویسے بھی یونیورسٹی میں ہمارے ڈپارٹمنٹ کے سر عبدالحق نے اس سلسلے میں میری بے حد مدد کی ہے وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے باتیں کرتے اپنے اہل خانہ کی جانب بڑھتے جا رہے تھے یہ دیکھے بغیر کہ کئی آنکھیں انہیں یوں دیکھ کر چمکی تھیں اور کئی لبا بے ساختہ مسکرائے تھے۔

دادا ابو کے کمرے میں بند دروازوں کے پیچھے پھر خفیہ گفتگو جاری تھی جس میں پھوپھا جان اور خالو جان بھی یہ نفس نفیس موجود تھے وہ لوگ کل رات ہی یہاں پہنچے تھے اور اب دادا جان کے روبرو بیٹھے اگلے لائحہ عمل طے کر رہے تھے اور تو اور پھوپھا جان کے لیپ ٹاپ پر تو قیر ماموں اور عطیہ ممانی بھی آن لائن تھی اور اپنے قیمتی اور مفید مشوروں سے سب کو نوازتے جارہے تھے کوئی اور وقت ہوتا تو یہ ممکن ہی نہیں کہ ثنا اور نوشین اس بند کمرے ہونے والی میٹنگ کے راز جاننے کی کوشش نہ کرتیں بلکہ عین ممکن تھا کہ وہ سب جاسوسوں کی طرح اندر کی اسٹوری باہر نکال ہی لاتیں تھی مگر ابھی وقع ہی ن کا اس طرف دھیان ہی نہ تھا کیوں کہ جو لاونج میں مسلا کھڑا تھا وہ ان کے لیے زیادہ اہم تھا۔۔کیا ہے یار یہی تو موسم ہے نا دن ہے نا گھومنے پھرنے کا خوب خوب انجوائے کرنے کا اور آپ لوگ اتنے بور ہو کہ سردی سے ڈر کر بستروں میں گھسے بیٹھے ہیں حد ہوگئی ہے۔۔ہاہ۔۔حنان اور عمر ہر ممکن طور پر ان چھٹیوں پر انجوائے کرنا چاہتے تھے مگر کیا کرتے

Digest.pk

جو تپتے صحراؤں کے باسی ہونے کی وجہ سے لاہور کی سردی سیکا نپتے چلائے جارے تھے تو پھر بھلا وہ نادان اریاؤں میں کیسے جاتے مگر دوسری طرف ووٹ زیادہ تھے عمیر کا ساتھ دینے کے لیے اکا دکا ساتھی ہی تھے۔تو اور کیا ایسا زبردست موسم اور ایسی سولڈ سردی تو کئی سالوں کے بعد پڑی ہے سنا ہے پچاس لاک کا ریکارڈ ٹوٹ گیا ہے اس بار ٹھنڈ کا اور آپ ہیں کہ سنو فال دیکھنے کے بجائے ان دیوار وزن کو دیکھنا پسند کر رہے ہیں زیادتی ہے عمیر بھائی زبردست زیادتی ہے ثوبیہ ثنا اور نوشی بھی ان کو قائل کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی تھیں ۔یہی تو میں کہہ رہا ہوں سمجھنے کی کوشش کرو نہ تم لوگ پچاس سالا ریکارڈ والی سردی تو ادھر ہی رہ گئی، میں خون جما رہی ہے منفی درجہ حرارت تو لاہور کا ہے کہیں تم لوگ اپنی قلفیاں جمانے کے ارادے سے تو وہاں نہیں جانا چاہتے ہو عمیر کا کمزور سا احتجاج اب بھی جاری تھا۔ہاں تو بھائی یہ بھی تو دیکھیں ناں کہ ہم کتنے عرصے کے بعد یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور پھر اس کے بعد بھی جانے قسمت کب ایسا موقع فراہم کرے کہ۔۔ہیں۔۔ہیں ایسا کیوں کہہ رہے ہو تم ۔اللہ خیر کرے ہم ہر سال ایسے ہی اکٹھے ہوتے رہیں گے انشاء اللہ ۔عمر کی بات تیزی سے کاٹتے ہوئے سمیر نے دہل کر کہا تھا۔او۔بڑے بھائی ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہوں دیکھیں ناں جلد ہی حرا آپی ۔اور مشی آپی آپ کی شادیاں ہو جائیں گی پھر یہ لوگ کہاں کہاں جا بسیں۔اور آپ کی بیگمات جانے آپ کو کہاں کہاں اڑا لے جائیں تو پھر آپ ہی بتائیں میں یہ نہ کہوں تو کیا کہوں عمر نے آئندہ آنے والی صورت حال کا نقشہ کچھ اس انداز میں کھینچا کہ سب کے چھت پھاڑ قہقہے سے لاؤنج گونج اٹھا تھا جبکہ یوں سب کے درمیان اپنی شادی کے ذکر سے حرا اور مشی بے اختیار شرما کر رہ گئیں۔

آجا میں ہواؤں میں اڑا کے لے چلوں
تو ہی تو میری دوست ہے۔۔

برف سے ڈھکی مال روڈ پر ان کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے حنان نے پھر سے اپنا فیورٹ گانا گنگنانا شروع کر دیا جس پر ثوبیہ یک دم چڑ کر اسے گھورنا شروع کر دیا تھا۔مسلا کیا ہے تمہارے ساتھ اب اس سے زیادہ اور اوپر کہاں لے جاؤ گے بے چاری غریب کو،اور کون سی ہواؤں میں اڑانا چاہتے ہو اپنی نادیدہ دوست کو۔بتانا پسند کرو گے۔دونوں ہاتھوں کو کمر پر ٹکائے وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھے جبکہ اس کے اس انداز رسب ہی اسے دیکھنے لگے تھے۔

آجا میں ہوؤں میں اڑا کے لے چلوں۔
تو ہی تو میری دوست ہے۔۔۔

سینے پر ہاتھ رکھے اس کے آنکھ مٹکتے ہوئے حنان نے شرارت بھرے انداز سے کہا تو سب ہی بے ساختہ ہنس پڑے تھے اور ثوبیہ مصنوعی غصے میں پیر پٹختی ہوئی پھوپھو اور خالہ کی طرف بھاگ گئی ۔ابھی کل ہی تو وہ لوگ مدحت پھوپھو، پھوپھا جان ۔اور اسماء خالہ،اور خالو جان،مری آئے تھے۔بے حد حسین نظاروں نے انہیں روح تک سرشار کر دیا تھا ہر سو برف کی سفید چادر تھی سرو قد درخت برف کا لبادہ اوڑھے بڑی شان سے سر اٹھائے بادلوں سے سرگوشیوں میں مصروف نظر آتے تھے۔اونچے اونچے پہاڑ اور ان پہاڑوں میں کے دامن سب برف کی ردا اوڑھے ایک عجیب و حسین نظارہ پیش کر رہے تھے وہ سب بچوں کی طرح اٹھکیلیاں کرتے پھر رہے تھے برف کے گولے بنا بنا کر ایک دوسرے کو مارتے جا رہے تھے،کہیں برف پر پھسلنے کے مقابلے کر رہے تھے وہ لوگ،اور تو اور سنو مین بنانے میں خالو، خالہ،او پھوپھا جان نے سب بچوں کو بھی مات

Digest.pk

طرف ایک کہرام مچ گیا تھا دو دن قبل جہاں خوشی کا سماء بنا ہوا تھا ایک دم سے ہی وہاں ماتم کی فضاء پھیل گئی سمیر سے تو ماں کی گود چھینی ہی مگر غریب ثوبیہ تھی اس دنیا میں آتے ہی اس کی گود سے مرحوم ہوگئی عالم رضوی صاحب کے لیے تو اس کے لاڈلے بیٹے کا یوں اجڑ جانا بہت بڑا غم تھا ابھی تو ان کے دل کے تار اپنی بیگم کے غم سے ہی لرز رہے تھے کہ بیٹے کی محبوبہ بیوی بھی اسے کراگلے جہاں سدھار گئی وہ یک دم سے خاموش اور نڈھال نڈھال سا رہنے لگا تھا مدحت جو بھائی اور بھابیوں کی خوشیاں دوبالا ہونے کی دعائیں مانگتی پھر رہی تھی بھائی کے یوں تنہا رہ جانے پر ششدر رہ گئی شگفتہ کے بوڑھے والدین جو اپنی اکلوتی بیٹی کی طرف سے سے ملنے والی خوشخبری کے منتظر تھے یہ علم تاک کرن کر ڈھے سے گئے ان کی دنیا تو سہی معنوں میں اجڑی تھی ایک شگفتہ ہی تو ان کا جیسے سہارا تھی اب وہ بھی نہ رہی ان کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی مگر پھر سمیرا اور ثوبیہ کو دیکھ کر سنبھلنے کی کوشش کرتے اور سنبھلنا تو آمنہ کو بھی بہت جلد پڑا تھا کیوں کہ اس کے سر پر صرف حرا اور حنان کی نہیں بلکہ سمیرا اور ثوبیہ کی بھی ذمداری تھی انہوں نے اس ذمہ داری کا احسان خوب سنبھال لیا تھا اور ان کی یہ کوشش آہستہ آہستہ سب کو غموں سے باہر کھینچ لائی تھی پھر وقت کیسے گزرا کسی نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی زحمت ہی نہ کی وہ سارے بچے آمنہ کی محبت بھری گود میں پل رہے تھے کفیل رضوی نے سب کے اسرار کے باوجود شگفتہ کی جگہ کسی کو بھی دینے سے صاف انکار کر دیا تھا ان کا اب زیادہ تر وقت بزنس میں ہی گزرتا تھا یا پھر وہ ابا جان عالم رضوی کی محبت میں ہی فارغ وقت گزارہ کرتے تھے۔

حرا اپنی تعلیم مکمل کر چکی تھی اور آج کل آمنہ رضوی سے گھر داری کے طریقے سیکھ رہی تھی جبکہ حنان اور ثوبیہ بی کام پارٹ ٹو کے اسٹوڈنٹ تھے ایک ہی کالج میں جاتے تھے اور رہ گئی ثنا تو وہ۔ آئی بی۔ اے میں فرسٹ ایئر کی سٹوڈنٹ تھی ادھر سمیر بھی اپنی تعلیم مکمل کر کے ابو اور چاچو کے ساتھ بزنس جوائن کر چکا تھا۔ اسکی اور حنان کی دوستی بھی بہت تھی اور محبت بھی بے شمار تھی مگر مزاج دونوں کے یکسر جدا تھے حنان جتنا شوخ چلبلا اور ہنس مکھ تھا سمیر اتنا ہی سنجیدا ریزور اور کم گو تھا مگر اس کے باوجود دونوں کی اچھی بنتی تھی اور پھر جب عمیر اور عمر آجاتے تو انکی محفل رات رات بھر جاری رہتی تھی یہ ہی حال حرا ثوبیہ اور ثنا کا تھا ان تینوں کی موجودگی میں انہیں کبھی کسی چوتھے ساتھی کی ضرورت محسوس نہ ہوئی تھی ہاں جب حرا اور ثنا کی خالہ زاد مشی اور نوشی آجاتیں تو پھر وہ بھی خوب ہلہ گلہ کرتیں

ثوبی آپی آپ کو پتا ہے اس بار چھٹیوں میں ہمیں بہت۔۔۔ بہت مزا آنے والا ہے ہائے میں تو ابھی سے ایکسائیٹڈ ہو رہی ہوں ثنا نے اسکے پاس دھپ سے بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ جو ڈائجسٹ میں منہ دیئے اپنے فیورٹ ناول کی آخری قسط پڑھنے میں گم تھی اچھل ہی پڑی۔

کیا۔ کیا مطلب تم لوگ کہاں جا رہے ہو چھٹیوں میں خالہ کے گھر یا ماموں کی طرف ثوبی نے اسکے دمکتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

اونہوں۔۔ نہ ماموں کی طرف نہ خالہ کے ہاں بلکہ ہمارے گھر مہمان آرہے ہیں بھلا پوچھیں تو کون آرہا ہے ثنا نے حسب عادت کسوٹی کھیلنا شروع کر دی تو ثوبیہ کے ساتھ ساتھ حرا بھی جھلا گئی۔

کیا ہے ثنا سیدھی طرح بتاؤ کون آرہا ہے ورنہ امی سے پوچھ لوں گی جا کر تم اپنا یہ کوئز شو اپنے پاس

Digest.pk

ہی رکھو حرا نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو ثنا نے جلدی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

اگلے ہفتے ابوظہبی سے پھوپھو جانی آرہی ہیں عمیر بھائی اور عمر بھائی کے ساتھ اور ان کے دو دن کے بعد خالہ جانی مشی آپی اور نوشی آرہی ہیں کراچی سے اب بتا میں آئے گا کہ نہیں مزہ ان چھٹیوں میں پوری تفصیل ان گوش گزار کرنے کے بعد اس نے فخریہ انداز سے اس کی طرف دیکھا تو وہ بھی خوش ہوگئیں۔

ہاں پھر تو واقعی ہی بہت مزہ آنے والا ہے خوب گھومیں گے سیر پر کریں گے مزہ آئے گا یار۔ثوبیہ کو ابھی سے انجانی خوشی ہورہی تھی ان سب کو پھوپھو سے بہت محبت تھی آخر کو اکلوتی پھوپھو تھی مگر حرا کی آنکھوں میں جانے کیوں جگنوں سے بھر گئے تھے اور ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکان ٹھہر گئی تھی۔

اللہ ۔۔اباجی یہ سارے بچے ماشااللہ کتنے بڑے ہوگئے ہیں اور کتنے حسین بھی مدحت پھوپھو بار بار سب کو گلے لگا کر ایسے ہی جملے بول رہی تھی اور باری باری سب کو چوم بھی رہی تھی اور پھر دادا ابو سے یہی جملے بولتی جارہی تھی جنہیں سن کر وہ سب محظوظ ہورہے تھے اصل میں پھوپھو کا اس بار کا چکر پورے پانچ سال کے بعد لگا تھا کچھ ناگریز وجوہات کی بنا پر وہ ہر سال آتے آتے رہ جاتی تھیں اور شاید اس بار بھی ایسا ہی ہوجاتا کہ انکے سسرال میں چند فنکشنز تھے جن کی وجہ سے وہ ڈانواں ڈول ہورہی تھی مگر بھلا ہو دادا جی کا جنہوں نے انہیں اور پھوپھا جان کو جانے کیا کہا تھا کہ وہ فوراً دوڑی چلی آئی تھی اور جلد ہی پھوپھا جان کی آمد بھی متوقع تھی اور یہ ہی حال خالہ جانی کا تھا۔شگفتہ رضوی تو تھی ہی اکلوتی اور ان کے بعد اس کے والدین بھی زیادہ عرصہ حیات نہ رہے جبکہ آمنہ رضوی بھی میکے کے نام پر صرف یہ ہی ایک بہن اور بھائی رکھتی تھیں۔

اسماء خالہ کراچی جبکہ توقیر ماموں اسلام آباد رہائش پذیر تھے اور مشترکہ طور پر سب بچے ماموں اور خالہ جانی تھے کیوں کہ آمنہ کی طرح انہوں نے بھی کبھی فرق نہیں رکھا تھا اور ان پانچ سالوں بعد پھوپھو جوان خوبرو بھتیجوں کو دیکھ دیکھ کر نہال ہورہی تھی وہی نازک حسین بھتیجوں پہ بھی واری صدقے ہورہی تھیں اور پھر جیسے ہی مشی اور نوشی کی آمد ہوئی انکا کورم پورا ہوگیا روزانہ ہی کہیں نہ کہیں سیر سپاٹوں کے پروگرام سننے لگے ایک طرف تمام بڑے دادا ابو کے کمرے میں بیٹھے نئے پرانے قصے دہراتے نہ تھکتے اور دوسری طرف علیحدہ تو کبھی مشترکہ طور پر ٹولہ بنائے باتوں اور شرارتوں میں مصروف نظر آتے۔

جس طرح ہر پھول کی خوشبو اور رنگ جدا ہوتا ہے اسی طرح ہی انسانوں کی فطرت اور عادات اور خصائیل بھی الگ الگ ہوتے ہیں اور اسی تنوع میں حسن ہی خوبصورتی ہے کشش ہے ان تمام بچوں کی عادت اور مزاج بھلے الگ الگ تھے مگر کشش اور محبت سب میں ایک جیسی تھی سمیر اور عمیر ہم عمر اور ہم مزاج تھے تھوڑے سنجیدہ تھے کم گو اور بہت زیادہ حساس اور ذمہ دار تھے جبکہ ان کے برعکس حنان اور عمر ایک دوسرے کی کاپی لگتے تھے چلبلے شرارتی بظاہر لاپرواہ نظر آتے مگر درحقیقت بہت محبت کرنے والے نرم مزاج اور زندہ دل نوجوان تھے ادھر لڑکیوں میں مشی اور حرا ہم عمر بھی تھیں اور بہت محبت کرنے والی فرمانبردار بیٹیاں ذہین سلجھی سلیقہ مند اور شرمیلی سی ثنا اور نوشی کا حال بھی حنان اور عمر والا تھا ہم عمر بھی مزاج بھی اپنی عمر کے عین مطابق معصومیت شرارت اور لاپرواہی کا حسین امتزاج اور رہ گئی ثوبیہ رضوی تو اس کا مزاج سب سے جدا تھا

Digest.pk

کر ڈالا تھا موسم کی شدت بھی انہیں اس ہاؤس میں ٹکنے پر مجبور نہ کر پا رہی تھی۔ اور اب تو عمیر کو بھی افسوس ہو رہا تھا کہ وہ سب کو ایسے ہی منع کرتا رہا تھا آنے سے اسے بھی یہ موسم دلکش نظارے مسحور کر رہے تھے اور پھر جب وہ لوگ وادی نیلم پہنچے تو وہاں بکھرے قدرتی حسن نے سب کو باندھ کر رکھ دیا تھا دو ہفتے بھر پور انجوئے کرنے کے بعد وہ لوگ نکلے تھے گو کہ ان کا ابھی کچھ خاص موڈ نہیں تھا واپسی کا۔ مگر پھر وہی دادا جان نے جانے کیا کہا پھوپھو جان اور خالو جان تو فوراً وہاں سے نکل کھڑے ہوئے تھیان کی کوسٹر اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی اور وہ لوگ ہم آواز ہو کر گانے گاتے تھے شرارتیں کرتے اس سفر کو بھی اجوئے کر رہے تھے کہ گاڑی جھٹکے سے رکی۔

کیا ہوا اللہ خیر کیوں روک دیا۔۔؟ وہ سب باری باری چلانے لگے، آگے راستہ بند ہے بابا۔ لینڈ سلائڈنگ کی وجہ سے روڈ بلاک ہے اب ہم کچھ نہیں کر سکتے راستہ کلیر ہوگا تو گاڑی آگے چلے گی ڈرائیور خاں نے دانت نکوستے ہوئے انہیں اطلاع پہنچائی تو وہ ۔۔اف ۔۔تو ۔۔کہتے ہوئے ایک دوسرے کے اوپر ڈھیر ہو گئے اب وہ نہ تو آگے جا سکتے تھے اور نہ پیچھے کہ ان کے پیچھے بھی گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگنا شروع ہو گئی تھیں اور آگے تو پہلے سے ہی لائن لگی ہوئی تھی۔ پھوپھو جان ایسے ہی واپس آئے آج ہم ایک دو روز اور رہ جاتے کتنا مزہ آ رہا تھا اب یوں گاڑی میں بیٹھے بیٹھے جانے کتنا وقت گزارنا ہوگا نوشی نے بڑے معصوم انداز سے پھوپھو سے کہا تو سب ہی تائیدی انداز میں سر ہلانے لگے۔ چلو بھئی جوانوں تم لوگ کیا لڑکیوں کی طرح نازک اندام بنے بیٹھے ہو باہر نکلو اور جائزہ وائزہ لو آگے جا کر اس طرح گاڑی میں بیٹھے رہنے سے کیا ہوگا پھوپھا جان نے کہا تو وہ ۔ایک دوسرے کو پکڑتے تر برف سے پھسلتے گرتے سنبھلتے سڑک کے کنارے آ گے روانہ ہوئے انہیں اس طرح بلاکڈ حصے کی طرف جاتے دیکھ کر اور بھی گاڑیوں کے لوگ نیچے اتر آئے تھے اور پھر اسکو کی ٹیموں کے وہاں پہنچنے تک اپنی مدد آپ کے تحت کافی راستہ کلیر کر چکے تھے اور گیارہ بارہ والوں نے آر جلد ہی سڑک صاف کر دی اور راستہ کھولنے پر سب نے کلمہ شکر ادا کرتے ہوئے اپنی اپنی راہ لی جب سے وہ لوگ واپس آئے تھے ایک ہلچل سی مچی ہوئی تھی ایک تو ان کے آنے سے پلے ہی تیار کیئے جانے والے سرپرائز جوان سب بڑوں کی ملی بھگت کی وجہ سے وقوع پذیر ہونے جا رہے تھے اس پھر اس پر اپنے استقبال کے لیے پہلے سے موجود تو قیر ماموں، عطیہ ممانی۔ سفیر بھائی۔ اور عشنا بھابی۔ بمعہان کے چنوں منوں کی موجودگی۔ وہ لوگ انہیں اس طرح اپنے سامنے دیکھ کر بے ساختہ اچھل پڑے خوشی سے۔ امی یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے بھلا آپ تو سب جانتی ہیں تاں پھر بھی۔۔ جنان کو جب سے دادا جان کے ارادوں کی خبر ہوئی تھی، ان کے دل کو جیسے دھکے سے لگ گئے تھے اب جب بھی دیکھو تو کبھی وہ امی اور کبھی پھوپھو جان کے ان کا اچکل تھامے منمناتا پھرتا ہے نظر آتا ہے وہاں پر واہ کس کو تھی اس کی سو باتوں کا ایک ہی جواب ملتا تھا۔ بھئی ہم کیا کر سکتے ہیں ہیڈ آف دا فیملی، تو ابا جان ہیں اور ہم ان کے کسی بھی فیصلے سے روگردانی کرنے میں سوچ بھی نہیں سکتے لہذا تمہیں جو بھی کہنا ہے دادا جان سے کہو ڈریکٹ جا کر دوسرے لفظوں میں ہماری جان چھوڑو اور خود ہمت کر کے بلی کے گلے میں گھنٹی باندھو، دادا جان آپ اپنا فیصلہ بدل نہیں سکتے۔ کیا میں آپ کا پوتا نہیں ہوں یا پھر آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے۔؟ دادا جان تہجد کے لیے اٹھے ہی تھے کہ اپنے کمرے میں

Digest.pk

اپنے بیڈ کے پاس سر جھکائے نڈھال سے بیٹھے ہوئے حنان کو دیکھ کر ان کے دل پر جیسے ایک گھونسہ سا پڑا تھا وہ بلا شبہ ان کا لاڈلا چلبلا پوتا تھا سارے گھر کی رونق اور جان تھا مگر اس وقت خود بے جان سا ہوا بیٹھا تھا الجھے بکھرے ہوئے حلیے اور ہلکی بڑھی شیو، اور بکھرے بال اور رف سا حلیہ وہ تو بڑا نک شک سے ریڑی رہنے ولا بندہ تھا اس وقت اس کی حالت سے دادا جان پورے کے پورے ہل گئے تھے۔۔

حنان بچے کیا ہوا اس وقت اس طرح یہاں کیوں بیٹھے ہو بیٹا انہوں نے اس کے جھکے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا، دادا جان آپ اپنا فیصلہ بدل نہیں سکتے۔؟ کیا میں آپ کا پوتا نہیں ہوں یا آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے،، یہ کیسا سوال کر ڈالا تھا اس نے وہ اسے دیکھتے ہی رہ گیا۔ بتائیں نہ دادا جان، کیا کمی ہے مجھ میں کیوں آپ سب میری فیلنگ کو سمجھ نہیں پا رہے ہیں بتائیں نہ دادا جان اب وہ رو دینے کے قریب تھا۔ ہم سب سمجھتے ہیں بیٹا مگر تم یہ بتاؤ کہ تم کیوں نہیں سمجھ رہے اپنی ذمہداریاں تو تم سے اٹھائی نہیں جاتیں دوسروں کی کیا خاک اٹھاؤ گے انتہائی لاپرواہی اور لاابالی انسان ہو تم غیر سنجیدہ سنجیدہ رویے کے ساتھ کب تک زندگی ضائع کرتے رہو گے اگر تم نے کوئی ذمداارانہ رویہ نبھایا ہوتا تو ہم یقیناً کوئی اور ہی فیصلہ کرتے مگر اب تم خود ہی بتاؤ ہم کیا کریں بھلا بہت مشکل سے اپنے اندورنی جذبات کو چھپا کر دادا جان نے الٹا اسے لتاڑ ڈالا تھا دادا جان پلیز ایک چانس تو مجھے ملنا ہی چاہئے ناں۔ اتنا تو میرا حق بنتا ہے اگر پھر بھی میں آپ کی توقع پر پورا نہ اتروں تو پھر آپ جو فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا پلیز دادا جان۔۔ چلو ٹھیک ہے یہ بھی کر دیکھتے ہیں تمہارے پاس اب زیادہ وقت نہیں ہے برخوردار، چند ہفتوں میں تمہیں خود کو اہل ثابت کرنا ہے۔ ورنہ۔ دادا جان نے اسے ایکبار پھر تنبیہہ کی اور اٹھ کر وضو کرنے واش روم میں گھس گئے۔

اوہو شہزادہ حنان صاحب آج کدھر کی تیاریاں ہیں بھئی طفیل چاچو کے پکرانے پر سب ہاتھ روک کر اسے دیکھنے لگے جو کہ سک سے تیار خوشبوؤں میں بسا ڈرائنگ روم کے دروازے سے اندر آرہا تھا وہ سب لوگ اس وقت وسیع عریض ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے حرا، مشی اور ثوبیہ کی کچن میں ابھی تک کوکنگ سروس جاری تھی اور اس وقت بھی ثوبی چاچو کی پلیٹ میں پراٹھا رکھ رہی تھی کہ ان کی بات سن کر وہ بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگی کہیں نہیں چاچو جان میں نے سوچا کہ آج سے میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ آفس جایا کروں گا آخر کل کو مجھے بھی واس فیملی بزنس کو جوائن کرنا ہے ناں۔ تو پھر آج سے ہی کیوں نہیں۔ اور ویسے بھی کسی نے مجھے کہا ہے کہ میں بہت لاپرواہ اور غیر ذمہ دار ہوں اب مجھے ثابت کرنا ہے کہ میں بھی ذمہداریاں اٹھا سکتا ہوں اپنی بھی اور کسی اور کی بھی نروٹھے انداز میں دادا ابو کو دیکھتے ہوئے بات مکمل کی جن کے چہرے پر شریر مسکراہٹ کھل رہی تھی وہ چاچو کے ساتھ والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ وہ تو ٹھیک ہے برخوردار مگر یاد رہے تمہارا رزلٹ آنے میں ابھی کچھ دن باقی ہیں جبکہ سمیر ماشاء اللہ ایم بی اے مکمل کر کے پوری ذمہ داری کے ساتھ کاروبار معاملات میں اپنی قابلیت ثابت کر چکا ہے اور آپ کا تو ابھی خیر سے تعلیم بھی ادھوری ہے اور رہی لاپرواہی اور غیر ذمہ داری تو وہ آپ بھی خود اپنے منہ سے قبول کر چکے ہیں اب بتاؤ بھلا ہم کیسے آپ پر اعتبار کر سکتے ہیں ابو جان نے عینک کے اوپر سے جھانکتے ہوئے بظاہر بہت سنجیدہ انداز میں کہا تھا مگر ان کے لہجے میں چھپی شرارت

Digest.pk

اور حنان کے تاثرات دیکھتے ہوئے سب بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑے تھے اور اس قہقہے میں حنان کی بھی چھینی چھینی ہنسی بھی شامل تھی۔

اس وقت لاؤنج میں رنگوں کی بہار اتری ہوئی تھی بے حد دیدہ زیب رنگ برنگے ملبوسات جگ مگ کرتی جیولری کھنکتی چوڑیاں جوتے خشبوئیں باتیں، دبی دبی سی ہنسی جلترنگیں اور بے ساختہ امڈنے والے قہقہے۔ وہ ساری کی ساری تمام امیوں کے ساتھ لوامات میں بری طرح الجھی ہوئیں تھیں لاؤنج می تمام لائٹیں آن تھیں اور ان چمکدار روشنیوں میں سوگنا زیادہ اضافہ کر ڈالا تھا بلکہ ان سے بھی زیادہ جگمگاتے چہرے اور سپنوں سے بھری چمکدار آنکھوں کی روشنی تھی جو پورے ماحول کو خیرہ کر رہی تھی ثوبی ثوبی کہاں ہو بھئی۔ وہ اسی وقت حنان شور مچاتا ہوا اپنے مخصوص انداز میں اچھلتا کودتا واویلا دروازہ زور سے بند کرتا آن وارد ہوا تھا اس طرح با آواز بلند پکارنے پر سب کا ارتکازہ ٹوٹ گیا اور اسی وجہ سے وہ چلائی گئی تھی۔۔ او ہو حنان کیا ہے کیوں شور مچا رہے ہو کوئی تمہارے پیچھے لگ گیا ہے کیا۔۔ حرا آپی جو اس کے اس وقت سب سے نزدیک تھی انہوں نے ہی اسے آڑھے ہاتھوں لیا تھا اے آپی خبر ہی ایسی شاندار ہے کہ مجھے کچھ سوجھ ہی نہیں رہا جیسے ہی جنید کی کال آئی سیدھا آفس سے اٹھ کر بھاگتا چلا آیا ہوں اس نے جوش اور خوشی کے عالم میں آپی کو ہی پکڑ کر گھما ڈالا حنان ہمرا رزلٹ آ گیا ہے ثوبیہ سب کچھ پھینک پھانک کر اس کی طرف لپکی تھی اب اس کا بازو ہلا کر بولی تو وہ آپی کو چھوڑ کر اس کو گھمانے لگا تھا۔۔ ہاں ثوبی جی آ گیا ہمارا رزلٹ او پتا ہے پورے کالج میں ٹاپ کیا ہے تم نے ائی ایم سو ہیپی وہ خوشی سے بے قابو ہو رہا تھا۔ اور تم ثوبیہ کے اگلے سوال پر وہ ایک لمحے کے لیے رکا تھا اور سب کو ایک ہی سوالیا نظروں سے پا کر مسکرا دیا۔۔ میں بھی، دو لفظی سوال کا دو لفظی ہی جواب آیا تھا۔ مطلب امی جان بے تابی سے آگے بڑھی تھیں۔ مطلب امی جان میں بھی اے سٹار لیا ہے مگر نمبر ثوبی سے کم آئے ہیں واہ۔۔ ایک بار پھر لاؤنج میں شور مچ گیا امیاں تو فوراً شکرانے کے نوافل ادا کرنے چلیں گئیں اور وہ ساری کی ساری تیاریاں چھوڑ کر انہیں گھیرے میں لے کر ٹریٹ ٹریٹ کا شور کرنے لگیں۔۔ حنان تمہیں برا نہیں لگتا جب میں ہمیشہ تم سے زیادہ نمبر لے جاتی ہوں اور تم دو چار نمبرز کے فرق سے پیچھے رہ جاتے ہو ثوبیہ ان کے شور غل کو نظر انداز کرتی ہوئی اس کے قریب کھڑی اس سے پوچھ رہی تھی نہیں بالکل بھی نہیں اپنی چمکدار آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈال کر بے ساختہ اور تنے یقین کے انداز میں بولا کہ وہ بس اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔۔ مگر کیوں کیوں کہ تم ہی تو میری دوست ہو وہ ایک بار پھر اس کے ساتھ چھکا گنگنانے لگا تھا تو سب بے ساختہ ہنس پڑے تھے۔

عالم ولا کی رونقیں آج دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں باونڈری اور لان کے چاروں طرف خوبصورت اور رنگ برنگے سماء بہار دکھا رہا تھا لان کے تمام درخت اور پودے بے حد حسین اور جگمگ کرتی روشنیوں سے سجے ہوئے تھے ایک طرف باربی کیو کا زبردست انتظام تھا جس کی وجہ سے اشتہار انگیز خوشبوئیں چاروں طرف چکرائی پھر رہی تھیں اور ان کی ذمہ داری شہر کے مشہور ترین کیٹرز کے پاس تھی جن کے بارودی بیرے ادھر اُدھر دوڑتے پھر رہتے تھے عالم ولا کے باسیوں کے لیے یہ ایک خاص دن تھا آج کا دن لان کے مشرقی حصے میں بہت خوبصورت اور مغلیہ طرز کا بڑا بنا تھا جس پر مغلیہ طرز کی ہی آرائش اور سجاوٹ نے چار چاند لگا

Digest.pk

رکھے تھے وسیع وعریض لان میں جابجا راؤنڈ ٹیبل اور لان کے مغربی حصے میں حویلی طرز کی سجاوٹ دیکھنے والوں کو محظوظ کر رہی تھی بڑی بڑی رنگین پائیوں والی چار پائیاں جن پر خوبصورت ڈیزائن والے ملتانی کھیس بچھے تھے اور خوبصورت دیدہ زیب شیشوں والے گاؤ تکئے رکھے تھے جا بجا خوبصورت رنگین پیڑھے اور موڑھے الگ بہار دکھا رہے تھے ایک طرف ایک چھوٹا سا چند فٹ اونچا اسٹیج بنایا گیا تھا اور ادھر سے بے حد خوبصورت مسحور کن فضاء ماحول کو اور بھی خوشگوار بنا رہی تھی بے حد شارٹ نوٹس پر ملنے والے دعوت ناموں کے باوجود ایک بڑی تعداد مہمانوں کی موجود تھی اس وقت۔ اور محفل [illegible] پر اس وقت آئی تھی جب دادا اپنے پورے [illegible] عمیر اور حنان۔ اور جان کے حکم کے مطابق سمیر۔ اور [illegible] عمر کو اسٹیج پر لا کر بٹھایا گیا تھا وہ چاروں بے حد شاندار لگ رہے تھے سمیر اور عمیر تو بے حس خوش اور مطمئن نظر آ رہے تھے مگر عمر کے انداز میں واضح گھبراہٹ موجود تھی جیسے اسے اچانک پکڑ کر ادھر بٹھا دیا گیا ہو اور رہا حنان تو اس کا منہ جانے کیوں سوجا سوجا سا لگ رہا تھا ناراض ناراض سا جیسے سارے زمانے سے خفا ہو وہ بالکل خاموش اور لاتعلق سا جیسے بت بنا بیٹھا تھا اور ہاں کبھی کبھار وہ ایک ناراض نظر دادا جان کی طرف اچھال دیتا تھا تھوڑی دیر کے بعد دادا جان کے ہی اعلان پر ہی رہائش حصے کی طرف سے ان پانچ پریوں کو اندر لایا گیا وہ پانچوں کی پانچوں بے حد حسین لگ رہی تھیں بے حد خوبصورت کامدار، انارکلی فراک اور چوڑی پاجامہ میں ملبوس خوبصورت بڑے بڑے دوپٹے بڑے خوبصورت انداز میں زبردست میک اپ اور جیولری سے مزین وہ پانچوں دلہنیں بنیں اسٹیج کی طرف چلتی آ رہی تھیں ان سب کو اس طرح ایک ساتھ آتے دیکھ کر جہاں مہمان حیران رہ گئے تھے وہی وہ چاروں بھی گھبرا کر اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے تھے مگر دادا جان کے اطمنان مین ذرا فرق نہیں آیا تھا وہ خود آگے بڑھے اور انہیں اسٹیج پر لے آئے ہر طرف ایک محسوس کیا جانے والا سناٹا چھا چکا تھا ہتی کے بارودی بیرے بھی اپنی اپنی جگہ پر آ کر رک گئے تھے اور حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے، مدحت پھوپھو نے حرا کو عمیر کے برابر لا بیٹھایا جبکہ آمنہ رضوی نے مشی کو سمیر کے پہلو میں بیٹھایا اور اسماء خالہ نے ثنا کا ہاتھ پکڑ کر اسے عمر کے ہاتھ میں دیا عطیہ ممانی آگے بڑھیں اور ثوبیہ کو حنان کے ساتھ بٹھا دیا اب رہ گئی نوشی۔۔ تو عشا بھابی کے پہلو میں لگی شرما رہی تھی عشا بھابی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ثوبیہ کے برابر پڑی خالی کرسی پر بٹھا دیا اور خود مسکراتے ہوئے دادا جان کو دیکھنے لگی تمام مہمان گرامی اس ساری کاروائی کو حیرت بھرے انداز میں دیکھ رہے تھے۔ ارے بھئی رضوی صاحب یہ بات ہے دلہے چار اور دلہنیں پانچ [illegible] بھی تو لائیں تاکہ ہم بھی دیدار کر لیں اس کا دادا جان کے ہم نوالہ ہم پیالہ جگری دوست نے اپنے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے کہا، تو دادا جان بے اختیار ہنس پڑے اب اس راز سے پردہ اٹھا ہی دیتے ہیں دادا جان عشاء بھابی کے ابو سے کہا تو وہ اور ان کی بیگم اپنے خوبرو بیٹے کیپٹن حمزہ کیساتھ اسٹیج پر آئے اور لا کر حمزہ کو نوشی کے ساتھ بیٹھا دیا پھر ان سب کو خوبصورت رنگز پہنائی گئیں اور جیسے ہی یہ عمل مکمل ہوا ہر طرف مبارک سلامت کا شور مچ گیا، حرا عمیر، رمشا سمیر، ثنا عمر، نوشی حمزہ اور ثوبیہ حنان کیساتھ منسوب کر دیں گئیں حنان جو تھوڑی دیر پہلے سب سے خفا تھا منہ پھیلائے بیٹھا تھا اب سب سے زیادہ چہک رہا تھا اس کے بات بات پر نکلنے والے۔ بے ساختہ قہقہے اس کی اندرونی خشی کو نمایا کر رہے تھے اور خش تو وہ سب ہی بے تحاشہ تھے

Digest.pk

معزز خواتین وحضرات۔اس قدر شارٹ نوٹس پر آپ سب کو زحمت دینے کے لیے ہم دلی طور پر آپ سب سے معذرت خواہ ہیں مگر یہ قدم ہم نے اس یقین کے بھروسے سے اٹھایا تھا کہ آپ سب ہمارے اپنے ہیں اور ہمارے بھروسے کو ضرور قائم کریں گے اور ہمارے خوشیوں میں شامل ہونے اور نہیں ضرور چار چاند لگانے تشریف لائیں گے اور آپ سب کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے ہمارا مان ٹوٹنے نہیں دیا ور میاں حنان تم کیا سمجھتے تھے ہمیں ہمارے بچوں کی دل قدر نہیں ہے نہیں میرے بچے تم بالکل غلط سمجھے تھے تم سب کے ساتھ تو میرے دل کے تار بڑی مضبوطی سے جڑے ہیں اپنے بچوں کے دل میں آنے والی ہر خواہش سے ہمارا دل باخبر رہتا ہے اور جو ہمارے بس میں ہو اور ہمارے رب کا حکم بھی تو ہم وہی کریں گے آگے اللہ کو منظور۔

معزز خواتین وحضرات ۔ہم نے آج بڑی خوشی اور سب کی رضامندی کے ساتھ اپنے بچوں کو زندگی کے نئے موڑ پر خوش آمدید کہتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے بچوں کو ہمیشہ اپنے حفظ و ایمان میں رکھے ور ان کی آئندہ زندگیاں خوش گوار اور پر مسرت بنائے آمین ۔اور آخر میں ہم آپ سب کا ایک بار پھر تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے قیمتی وقت میں سے ہمارے لیے تھوڑا ٹائم نکالا اور آپ سے التجاہ ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ ہمارے بچوں کو دلی دعا سے نوازیں دادا جان مائک سنبھالتے ہوئے بڑے جذب کے عالم میں کہہ رہے تھے،دوستو آپ سب کو تھوڑا عجیب تو لگا ہوگا کہ ہم نے اپنے تمام پوتے پوتیوں ،نواسے نواسیوں کو ایک ہی جگہ ایک ساتھ پابند کر دیا مگر اسے ہماری مجبوری سمجھئے خوشی یا خواہش کہ ہم اپنی زندگی میں ہی ان کی خوشیاں دیکھ لینا چاہتے ہیں اور ایک بات اور ہمارے پوتے حنان اور پوتی ثوبیہ کے بارے میں آپ لوگوں کے ذہن میں شاید کوئی ابہام ہو کیوں کہ دونوں ایک ہی جتنے ہیں اور پھر دونوں کو ہماری ہی بہو آمنہ نے پالا ہے تو شاید رضاعت وغیرہ کا کوئی چکر ہو مگر نہیں حضرات ایسا نہیں ہے حنان اور ثوبیہ کا رشتہ ہماری مرحومہ بہو شگفتہ رضوی اپنی زندگی میں ہی کر گئیں تھیں حنان کے پیدا ہوتے ہی مرحومہ نے اسے مانگ لیا تھا لہذہ ان دونوں کی پرورش ہی اسی طرح کی گئی ہے جیسے یہ ایک دوسرے کے لیے ہی بنے ہوں اور جو اپنے پچھلے دنوں حنان کو تنگ کرتے رہے ہیں آخر کو دادا ہیں بھئی ہم ۔کچھ تو ہمارا بھی حق ہے ،دادا جان نے شرارت سے بھر پور لہجے میں کہتے ہوئے حنان کو دیکھا تو وہ بھی کھلکھلا کر ہنس دیا ۔۔

مرحومہ ماں کے بارے میں سن کر ثوبیہ کی پلکیں بے ساختہ نم ہو گئیں مگر اگلے ہی لمحے حنان اس کے کان میں گنگنایا۔۔

آجا میں ہواؤں میں اڑا کے لے چلوں تم کو
تم ہی تو میری دوست ہو۔۔۔۔۔۔۔

یہ سن کو وہ بھی مسکرا دی اب اس کے دل کو یقین ہو گیا تھا کہ حنان ہی اس کا دوست ہے اور اس کا ہمدم ہے جیسے تقدیر نے صرف اور صرف اس کے لیے ہی دنیا میں اتارا ہو۔۔

قارئین کیسی لگی میری کاوش اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازیے گا

ماں کو مسکرا کر دیکھنے سے یک حج کا ثواب ملتا ہے
سخت سے سخت دل کو ماں کی پرنم آنکھوں سے نرم کیا جا سکتا ہے۔
ماں ایک غزل ہے جو چپکے سے دل میں اتر جاتی ہے
ہمیشہ اس بات سے ڈرو کہ ماں بد دعا کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے

اقراناز۔

Digest.pk

اک ماں کی بددعا

۔تحریر۔نثار احمد حسرت ۔نور جمالی شمالی۔0342.6235000

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں بہت مشکور ہوں ادارہ جواب عرض والوں کا کہ وہ مجھے مایوس نہیں کررہے میں بہت خوش ہوں اور میری کہانی جس میں شرارتوں کی حد ہی کردی انور نے اور ایک انور سے پورا محلہ تنگ تھا نجانے کیوں وہ ایسا تھا وہ جہاں سے بھی گزرتا کچھ نہ کچھ کرگزرتا تھا لوگوں کو تنگ کرنا اس کی عادت بن گئی تھی جب تک وہ کسی کو تنگ نہ کرلیتا اس کا دن نہیں گزرتا تھا ایک ماں جو اپنی بیٹی کو اپنے گھر میں چھپا کے بیٹھی تھی مگر اس نے اپنی کرتوتوں سے اس کا ایسا دل دکھایا کہ اسی ماں کی بددعا اسے لے بیٹھی یہ تو آپ کو پڑھ کر پتہ چلے گا میں نے اس کہانی کا نام۔اک ماں کی بددعا۔رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کرسکتے ہیں
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کردیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

کبھی کبھی کوئی حقیقت اپنی تمام تر تلخیوں کے ساتھ سامنے آجاتی ہے وہ تلخیاں جنہیں ہم بھلا چکے ہوتے ہیں جو نجانے کیسے ہمارے احساسات سے یکسر غائب ہوجاتی ہیں دراصل وقت کی چکی میں واقعات ریزہ ریزہ ہوکر اپنا وجود اور اہمیت کھودیتے ہیں مگر کسی سنگ میل پر یہ انمٹ نقوش ابھرا ابھر کر ہمارے قد سے بڑے نظر آتے ہیں۔

ایسے ہی گجرات کے ایک چوراہے پر کسی کا کندھا تھامے بھیک مانگتا ہوا ایسا ہی کردار انور ہے میں جب بھی کبھی سگنل پر رک کر اس کے ہاتھ پر ایک سکہ رکھتا ہوں اس کا لمس اس کی بند آنکھوں کے ساتھ یادوں کے اس کھلے دور میں لے جاتا ہے جب وہ یہ انور نہیں تھا کچھ اور تھا جواب ایک نشان عبرت ہے وہ آہستہ آہستہ روشنی ہی سے نہیں محروم ہوا بلکہ سہارے بھی ایک ایک کرکے اسے چھوڑ گئے۔

اور اب ایک اور بے سہارا اور معذور مگر آنکھوں والا اس کا ساتھی بن گیا جس کے کندھے پر ہاتھ رکھے انور گاڑیوں کے بیچ گھومتا ہے وہ انور اور اس کی شرارتیں۔۔تو بہ تو بہ ایک عالم پناہ مانگتا ہے کس کے دروازے کی کنڈی باندھی اور آدھی رات کو اس کی چھت پر بیٹھ جاتا ہے اور ریموٹ کنٹرول دروازہ کھولنے والے کو چوکٹ سے لٹکتا ہوا مصنوعی سانپ دیکھ کر چیخ مارنے پر مجبور کردیتا ہے مگر جتنی دیر میں مکین اندر اطلاع دے یا ڈنڈا لاٹھی تلاش کرے اتنی دیر میں سانپ اوپر پرواز کرجاتا ہے اگر دروازے پر آنے والی کوئی خاتون یا لڑکی ہو تو ذرا معاملے کا رنگ گہرا ہوتا ہے۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں سرکاری بیرکو اور سرکاری کوارٹروں کی چھت تقریباً دس دس گھروں مشترکہ ہوتی ہے ایک بار تو پورے دس گھروں کی کنڈیاں ایک ساتھ بج رہی تھیں وہ بڑے احتمام سے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ چھت پر لیٹے ہوئے تھے اپنا کارنامہ انجام دے رہے تھے۔

Digest.pk

Digest.pk

برا ہوا کہ ایک اناڑی کو چھینک آ گئی پھر کیا تھا دے مار ساڑھے چار کی گردان ہوئی اس طرح کسی کے گھر میں مہمان آ کر ٹھہرے سخت کڑاکے کی سردی جانے کیسے اوور ہیڈ ٹینک پانی سائفن سسٹم سے رکتا گیا پہلے کمرے کے روشن دان سے شاور لگا کر کمرے میں پانی کی پھوار ڈالی یا در ہے کمرے کے دروازوں کی پہلے ہی کنڈی چڑھا دی گئی پھوار کے بعد پھر ڈریکٹ پائپ سے اور پھر بالٹیاں بھر کے ٹھنڈی دھاریں برسا دیں۔

اندر مہمان کچھ سمجھ نہیں پا رہے تھے ستم یہ کہ ایک بالٹی میں صابن گھول کر بھی ڈالا گیا یا خدایا کیا چھت کمزوری کے باعث ٹپک رہی ہے یا پھر جو بھی اٹھ کر کھڑا ہوا چاروں خانون چت ہائے واویلا کی چیخ پکار نے محلے کو سر پر اٹھا لیا اور دروازے کے باہر تو موسم بالکل خشک تھا انور کی ایک شرارت کافی دلچسپ تھی بہت عرصہ تک وہ کبوتروں کی ایک جوڑی کو مارکیٹ کے راستے سے مانوس کرتا اور سدھارتا رہا جہاں سے چھوڑنے پر کبوتر سیدھے گھر آ جاتے کیوں کہ کبوتر اور بلی گھر نہیں بھولتے۔

ایک جوڑی کو مارکیٹ میں فروخت کر دیتا کبوتر موقع ملتے ہی گھر واپس آ جاتے یہ معاملا نقدی کمانے اور جیب خرچ کا تھا نت نئی شرارتوں سے دوست تھی لطف اٹھاتے تھے ایک بار ایک دور کے عزیز کی شادی کا موقع تھا گاڑی سے اترتے وقت بیس کلو چینی اور چھوہارے اتارے گئے چھوہارے تو بٹ گئے اور چینی کا بیگ نہیں ملا سو وہ نہیں بانٹا گیا ہاں دوسرے دن وہ حلوائی کی دکان پر دیکھا گیا مگر وہ نہیں پہچانتا تھا کہ کون دے کر رقم لے گیا ہے کیوں کہ چینی بازار میں شارٹ تھی پھر کم قیمت پر ملے تو بھلا کون چھوڑتا ہے انور کی پارٹی نے پکچر اور پکنک مشترکہ انجوئے کی لوگ کی شکائتیں کرتے اس کی پٹائی اور کھنچائی بھی ہوتی مگر وہی ڈھاک کے تین پات انور دھول جھاڑ کر پھر نئے منصوبوں کی تیاری کرتا۔

یہ لوگ نشہ تو نہیں کرتے تھے مگر چڑھتی جوانی کا اندھے جذبات سے مرصع ہوتا ہے آہستہ آہستہ رنگ چڑھتا ہے جذبات دل اُمڈتے ہیں اور عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے بہکے جذبات اور نئی جوانی کا ہر قدم بہکا ہوا ہی ہوتا ہے آتے جاتے پہلے وہ لڑکیوں اور خواتین کو گھر کے دروازے پر پہنچانے لگے پھر بس کے اڈے پر بھی رونق بڑھ گئی بال ماتھے پر بکھرنے لگے ہونٹوں پر مچلتے ہوئے فلمی گیتوں کی سدا گنگناہٹ سے پکار بن گئی۔

کچھ بولڈ قسم کی لڑکیوں نے تو آڑے ہاتھ لیا پاپوش نوازی بھی ہوئی مگر مجنوں فرہاد قسم کے لوگوں نے ہمیشہ اپنے اجداد کی پیروی کی اور کبھی ہتھیار نہیں ڈالے یہ شان ہوتی ہے ماڈرن ہیروز کی لوگوں نے اپنے خاندان اور لڑکیوں کے تحفظ کی نگرانی شروع کر دی مگر وائے نصیب ایک اندھی بیوہ کی جوان بیٹی کے لیے اور کہاں تک اپنی حفاظت کرتی ماں اندھی اور اندھیری رات میں اگر کوئی عزت کا لٹیرا دیوار کود کر اندر آ جائے تو جوان لڑکی صبح اپنی چھت سے لٹکی ہوئی کیوں نہ ملے بے چاری اندھی کے پاس کیا ثبوت کس کو الزام دے بس وہ ہر روز گھر کی چوکٹ پر بیٹھ کر صبح شام یہی کوستی یا اللہ جس نے میری بیٹی کا یہ حشر کیا ہے اسے بھی میری طرح ہی اندھا کر دے میرے ساتھ انصاف کرائے مالک دو جہاں۔

محلے والے دیکھتے تھے اور شرفاء اپنے دل مسوس کر رہ جاتے مگر کوئی بھلا آج کل اس طرح انصاف دلانے میں قدم بڑھاتا کرنا خدا کا کیا ہوا انور میاں کے گروپ میں پھوٹ پڑ گئی اس دن سے محلے والوں کو کچھ سکون ملا تھا۔

دونوں پارٹیاں ایک دوسرے کے نقصان کے درپے رہتی آپس کے جھگڑے میں سر پھٹول ہوتی کبھی کوئی لنگڑاتا نظر آتا تو کبھی کسی کو پٹیاں لگی ہوتیں

Digest.pk

پڑھنے لکھنے والے لڑکے تو ویسے ہی ان سے دور رہتے نصیحتیں کرنے والے لوگ بھی ان سے گھبراتے اور کانوں کو ہاتھ لگاتے۔

یہ آخری واقع ہے جو مجھے یاد آیا ہے جب ایک روز کسی کے گھر میں شادی تھی صاحب خانہ کا گھر کافی وسیع تھا کئی فاضل کمرے تھے انہیں میں ایک کمرہ ایسا تھا جس میں کاٹھ کباڑ اور پرانہ فرنیچر پڑا تھا پشت پر ایک کھڑکی تھی جو سڑک کے رخ پر تھی کھڑکی پر مکڑی کے جالے کی موجودگی اس بات کی غماز تھی کہ کمرہ ہت عرصہ سے استعمال میں نہیں ہے۔

انور اور اس کی مخالف پارٹی کے افراد موجود تھے انور گھومتا ہوا ایک ساتھی کے ساتھ کمرے میں اسی کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا اندر گانے زور شور سے ہو رہے تھے باہر دیگیں کھڑک رہی تھیں برایانی اور قورمہ تیار ہو رہا تھا دفعتہ انور کی رگ شرارت بھڑکی اس نے مخالف گروپ کے لڑکوں کو سڑک پر کھڑے دیکھا تو ذبح ہوتے ہوئے بکرے جیسی آواز نکالی مخالف گروپ کے لڑکے کافی دیر تک ہونگ برداشت کرتے رہے۔

جب برداشت نہ ہو سکا تو ان میں سے ایک لڑکے نے پتھر اٹھایا اور تک پر کھڑکی کی طرف مارا بس سارا کھیل یہی سے بگڑا دراصل انور اس فاضل کمرے میں گھس گیا تھا کھڑکی کے بہت ہی قریب تھا مگر وہ لاعلم تھا کہ کھڑکی کے دونوں پٹ کے پیچھے زرد بھڑوں کے زبردست چھتے لگے ہوئے تھے پتھر سے بچنے کے لیے جیسے ہی انور نے کھڑکی کے پٹ پکڑ کر زور سے بند کئے تو یک اس کی انگلیاں چھتوں میں گھس گئیں پٹ زور سے بند کرنے پر چھتا بھی متاثر ہوا۔

اس ٹوٹ پھوٹ اور پتھر لگنے سے بھڑیں بھڑک گئیں انور اور اس کا دوست اس اچانک حملے کے لیے تیار نہ تھے ان کے ہوشیار ہونے سے پہلے ہی ساری بھڑیں ان پر یلغار ہو گئیں وہ دونوں باہر کی طرف چیختے ہوئے بھاگے اور سیدھے شادی کے اس مجمع میں گھس گئے جہاں زرق برزرق لباس پہنے ہوئے عورتیں زور شور سے گانے میں مصروف تھیں بیچ میں لڑکیاں اور بچے بھی اس حملے کا نشانہ بنے جس بھڑ نے جہاں سے رستہ دیکھا کپڑوں میں گھس گیا پہلے تو ان کا شکار صرف دو تین تھے اب جتنے بھی لوگ شادی میں شریک تھے نرم نرم بانہوں والے تازہ سرخ لہو بھرے گالوں والے ہو سکتا ہے بہت سے مدقوق اور عمر رسیدہ اور گزیدہ لوگوں نے اپنے چہرے غازے اور میک اپ میں چھپائے ہوں۔

مگر بھڑوں کا تبرک سب کو مساوی تقسیم ہو رہا تھا ہر کسی نے اپنی اپنی ڈفلی اپنا پنا راگ الاپنا شروع کر دیا عورتیں اور بچے کھڑے کھڑے تھرکنے لگے کچھ نے بیٹھے بیٹھے ہی مٹکنا شروع کر دیا آستین اور شلوار کے پائنچے اور کھسکا نا دوپٹے سروں سے پھینک کر مردوں کی دہائی دینا اس طرح محفل مشترکہ ہوگئی بڑا لحاظ اور خیال رکھنا پڑتا ہے آدمی فیشن میں بھی اتنا دیوانہ نہیں ہوتا مگر اس بے خودی کو کیا کہیے بھڑوں کا نشانہ ایسا ہی چڑھا تھا اس موقع پر جو راگ خصوصی الاپا جا رہا تھا اس کی نوعیت کچھ یوں تھی۔۔۔اللہ رے۔۔ہائے اللہ۔۔اوئی اللہ۔۔اماں ری۔۔ہائے مر گئی رے۔۔کاٹ لیا رے۔۔مر گئی۔۔ہائے اللہ مری رے۔۔یہ مری وہ میرا جو اسلام آباد کے قریب ہے اسی کی نوعیت سرتال میں بے ساختہ راگ اور الاپ کا حصہ ہے مارے بھیا رے۔۔ابا رے۔۔ساتھ ہی بھڑ جہاں پیار سے بھوسہ لیتی کوئی ہاتھ ترحم وحیا سے اسے پرے دھکیلنے اور مدافعت بلکہ شاید کوئی اسے مداخلت بے جا در ملوس سمجھتا اور فوری اس کی جانب دلنوازی سے بڑھتا مگر بھڑوں نے ایسے ہاتھوں کو بھی اپنے لبوں سے نوازہ دراصل ان کے لبوں اور دانتوں میں زیادہ فرق نہیں تھا لیکن آپ ان کی حسن پرستی کی داد دیئے بغیر نہیں رہیں گے اگر ان ایک طرف سے توڑ

Digest.pk

کر پھینکا گیا تو وہ بڑی ادا سے کسی اور مقام پر والہانہ پن کا ثبوت فراہم کرتیں کیا والہانہ پن تھا طرفین میں ایک جذب جنوں۔تو من شدی۔من تو شدم۔کا بین اظہار نہ کوئی ہدایت نہ تربیت جیسے سال نو کی پہلی ساعت پر رات بارہ بجے بگ بین کے اطراف بلکہ سارے عالم میں ایک رقص وحشت انداز مگر یہاں کسی بگ بین کی ضرورت کہاں تھی بس چنگارے دار ہائے ۔۔ہو کی یکسار سریلی آوازوں کا ایک آزاد کورس لگتا تھا کوئی بھی گونگا نہیں لگتا تھا گونگوں کے زنگ آلود ساؤنڈ سپیکر کھل گئے تھے اور معصوم بچے۔۔حلق کے پاتال سے پوری گہرائی اور گیرائی سے اس میں شامل تھے بھڑیں ان سے اور وہ اپنی ماؤں بہنوں کی ٹانگوں سے چمٹے ہوئے تھے دونوں جدائی کے ڈر سے خوف زدہ تھے انور نے یہ تبرک بھرپور طور پر تقسیم کیا تھا کوئی محروم نہ رہ جائے لیکن ایک ناانصافی ہوئی اس نے اور اس کے دوست نے سب سے زیادہ حصہ اپنی ذات کے لیے رکھا۔یا ان کے حصے میں آیا ساری خواتین لڑکیاں لڑکے اور بچے جدید ترین رقص کر رہے تھے ۔یہ رقص ،تاک دھنا دھن دھنا۔۔ون ٹو ون ٹو ۔۔رمبا سمبا۔۔چاچا چا۔۔ہالا ہوپ ۔۔سے کچھ مختلف تھا ویسے ہر ایک آزادانہ اپنی مرضی کا مالک تھا کوئی ذرا سست پڑتا تو کہیں چھپی ہوئی بھڑ بٹن دبا کر اونچا کر دیتی اور پھر یہ بھی تھا کہ لوگ اپنے مرنے کا اعلان یا فتویٰ صادر کرنے لگے جس اثنا میں یہ محفل رقص سرور اپنے عروج پر پہنچی ہوئی تھی انور دیوانہ وار چیختا ہوا دروازے سے باہر بھاگا جہاں دیگیں کھڑک رہی تھیں ایک باورچی بڑے بگونے میں پگھلا ہوا گھی لے جا رہا تھا انور کی ٹھوکر لگی اور۔۔وہ کڑکڑاتا ہوا گھی عجب انداز سے کام کر گیا یہ عبرت ناک منظر مجھ سمیت تمام محلے والوں نے بھی دیکھا اس کے کڑکنے کا منظر کیسے بھلایا جا سکتا ہے تمام عورتیں اور بچے اپنا سوجا ہوا منہ اور بدن کچھ بدنوں تک تو لیے پھرتے رہے مگر انور اپنا چہرہ اور اندھی آنکھو کے ساتھ ایک درس عبرت بنا چوراہے پر دست دراز کئے آج بھی نظر آتا ہے انور نے ایک ماں کا دل دکھایا تھا اور اندھی ماں کی دعا اسے لے ڈوبی۔۔۔۔۔

قارئین کی قیمتی آراء کا بڑی شدت سے انتظار رہے گا اپنی تنقیدی اور تعریف رائے سے ضرور آگاہ کیجئے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غزل

وصال یار ہو جاتا اگر ساون کے موسم میں
دلوں کے پھول کھل جاتے یونہی ساون کے موسم میں
ابھی تو ہجر کے موسم کا اختتام بھی لا پتہ ہے
تو کیسے ہو جاتا وصال یونہی ساون کے موسم میں
گزار دیتے ساری زندگی وصال یار میں ہم
اک پل کبھی مل جاتا اگر ساون کے موسم میں
اک گھڑی بھی نہ گزرے بن پیار کے
کیسے دل کو سمجھاؤں یونہی ساون کے موسم میں
تڑپتی ہوں میں تو وہ بھی تڑپتا ہے
مار گئی مجبوریاں ہمیں ساون کے موسم میں
نہ دن کو سکون ہے نہ چین ہے رات کو
یہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں ساون کے موسم میں
بہت تڑپاتی ہے یہ دوریاں ہمیں چاند
کہیں مر ہی نہ جائیں یونہی ساون کے موسم میں
(انعم نذیر چاند، وہاڑی)

محبت اور حسن

کہتے ہیں ہزاروں سال پہلے محبت اور حسن دوست تھے ایک رات دونوں ساتھ تھے کہ چاند نکل آیا محبت نے چاند کی تعریف شروع کر دی یہ بات حسن کو بری لگی اس نے محبت کی آنکھیں نوچ لیں بس اسی دن سے محبت اندھی اور حسن ظالم ہو گیا۔
(ملک علی رضا، فیصل آباد)

Digest.pk

روحانی انگوٹھی عقیق

یہ ایک مذہبی پتھر ہے اُردو اور فارسی میں اِس نگینہ کو عقیق کہتے ہیں۔ اس نگینہ کے متعلق احادیث میں بکثرت فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ مذہبی پتھر ہونے کی وجہ سے اولیاء بکثرت استعمال کرتے ہیں اور اس سے روحانی برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ عقیق نے رسالت ﷺ کی گواہی دی، کہا جاتا ہے کہ جن پتھر کی کنکریوں نے رسول خدا ﷺ کہ دست مبارک پر آ کر آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی تھی، وہ پتھر کی کنکریاں عقیق بن گئیں۔ یہ معجزہ رسالت مآب ﷺ ہے۔ حکیم صاحب کا خصوصی اسم اعظم عقیق پر دم کیا ہوا ہے۔ اِس کی طاقت ور روحانی شعاعیں خون کے سرخ ذرات کو متاثر کر کے بدن کے تمام اعضاء کو طاقتور بناتی ہیں۔ انشاء اللہ اس معجزہ نما روحانی انگوٹھی کے پہننے سے جملہ جسمانی و روحانی بیماریوں کے علاوہ دنیاوی جائز مقاصد میں معاون ہوگی۔

انشاء اللہ روحانی انگوٹھی کے استعمال پر فوائد آپ خود محسوس کریں گے

ہدیہ روحانی انگوٹھی: 1050 روپے

نوٹ لوح قرآنی، روحانی غسل، روحانی عطر اور تسخیری سرمہ کا تفصیلی پمفلٹ منگوانے کے لیے جوابی لفافہ بھیجیں۔

روحانی انگوٹھی منگوانے کے لیے خط لکھیں **دارالخیر ظاہر پیر** ضلع رحیم یار خان

Digest.pk

آخری عشق

--تحریر۔نزالہ مغل۔پیر محل

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پہلی بار بہن بھائیوں کی دکھی نگری میں شرکت کر رہی ہوں میں نے جب بھی دکھوں کی کشتی میں سوار ہو کر درد کے بادبان سنبھال کر غموں کے سمندر سے محبتوں کے سیپ ڈھونڈنے کی کوشش کی۔۔۔کرب ۔۔کے بے رحم تھپیڑوں نے کئی بار نہ صرف میرا راستہ روکا بلکہ مجھے منزل سے بھی دور کر دیا۔جواب عرض کا جزیرہ ڈھونڈنے کی کھوج میں کئی بار بھنور میں پھنس پھنس کر نکلی لیکن لگن سچی اور یقین مستحکم ہو تو منزل خود بخود نظروں کے سامنے آجاتی ہے کتنی ہی بار ساحل کے پاس آکر میں دور ہو گئی آج منزل منزل بھٹکتی طوفانوں کے بھنور میں ہچکولے کھاتی جواب عرض کے جزیرے پر لنگر انداز ہو چکی ہوں۔کہانی آخری عشق کو کو جواب عرض کے دل جلوں کے قدموں میں لا کر رکھ چھوڑا ہے یہ عبرت ہے ان بہنوں کے لیے جو عارضی چکا چوند اور خوبصورتی پر مرمٹتی ہیں جہاں ارسلان جیسے وحشی بھیڑیئے مختلف روپ سجائے ان کی عزتوں کو پامال کر کے تار تار کر دیتے ہیں میری یہ کہانی ان بہنوں کے نام ہے جو اپنی راہ میں بھٹک رہی ہیں اور مخلص اور ایماندار کو چھوڑ چکی ہیں عبرت ہے ان درندوں کے لیے جو محبت کے نام رچا کر بے بس اور معصوم کلیوں کو نوچ رہے ہیں آخر میں اپنی بہنوں سے گزارش ہے کہ بس اتنا ذہن نشیں کر لیں مرد اور ناگ کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔
محترم جناب انکل ریاض صاحب آپ کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جس کی محبتوں نے مجھے یہ مقام دیا اور اس گم نام ہستی کے نام یہ کہانی جس کی ان تھک محنت و کاوش کا ثمر آپ کے سامنے ہے تمام قارئین اگر رابطہ کرنا چاہیں تو سدھیر صاحب اسلام سے رابطہ کریں آپ کی تمام ڈاک مجھ تک پہنچ جائے گی
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

محبت وعشق کو بازی ہر ایک کے نصیب میں نہیں ہوتی وہم وگمان کے ان گنت اندیشے بھی منزل صحرا چلنے مسافر کو اچانک نظر آنے والا پانی سراب نظر اور اس کی حقیقت نگاہوں کا دھوکہ ہوتی ہے ضروری نہیں جو کچھ نظر آئے وہ حقیقت ہو کبھی کبھی حقیقت کے پردے میں دانائی اور غلطی کے پیچھے دانشمندی پوشیدہ ہوتی ہے وہ بھی فرض کے عشق میں مبتلا اور فریب کے لبادے میں حقیقت کی متلاشی تھی
اگر انسان کی فطرت میں جستجو نہ ہوتی تو شاید اسے قدم اٹھانے کا سلیقہ بھی نہ آتا البتہ درست سمت کا تعین کر لینا بھی ایک خوبی ہے جو شاید ہر

Digest.pk

Digest.pk

ایک کے پاس نہیں ہوتی۔

زیر نظر کاوش بھی میری ایک دوست کی ہے جو خوب سے خوب کی تلاش میں کسی روح کی مانند بھٹکتی پھر رہی تھی

میں جملہ عروسی میں دلہن بنی کسی خواب کی حالت میں تھی سکڑی سمٹی کسی رنگین گھڑی کی طرح بیٹھی تھی میرے مہندی لگے گورے ہاتھ پاؤں ریشمی لباس کی سلوٹوں میں گم ہو گئے تھے میں یہ سوچ رہی تھی کہیں کوئی رنگین اور سہانا سپنا تو نہیں دیکھ رہی ہوں لیکن یہ خواب نہیں بلکہ حقیقت تھی۔

یہ میری شادی کی پہلی سہاگ رات تھی زندگی کی سب سے حسین اور یادگار رات حسین کے خواب ہر لڑکی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی دیکھنے لگتی ہے میری بڑی نند نے مجھے بٹھانے کے بعد میرا بڑا سا گھونگھٹ نکالا تا کہ کمرے میں داخل ہونے والے کو میرے پیر اور بدن کا کوئی بھی حصہ دکھائی نہ دے تھوڑی دیر بعد میں کمرے میں اکیلی رہ گئی تھی کمرے کے اندر اور باہر ایک گہرا سناٹا طاری ہو گیا۔

اس سناٹے میں مجھے اپنے دل کی دھڑکنیں شور مچاتی ہوئی سنائی دے رہی تھیں میری نس نس میں ایک عجیب سی سرشاری سمائی ہوئی تھی ایک عجیب سی کیفیت جو میں سمجھنے میں قاصر تھی اسے کیا نام دو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا لیکن ایک انجانا سا نشہ محسوس ہو رہا تھا تھوڑی دیر بعد میرا شوہر کمرے میں آنے والا تھا زندگی کے ایک انوکھے اور حسین سفر کا آغاز ہونے والا تھا۔

میں نے اپنے شوہر کو پہلے نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی اس کی تصویر دیکھی تھی نہ ہی اس کے متعلق سنا تھا کہ وہ کیسا ہے وہ شادی سے ایک روز پہلے لسبیلہ سے آیا تھا برسوں پہلے جو شادیاں ہوتی تھیں اب وہ ایک دقیانوسی اور فرسودہ بن گئی ہیں اور انہیں معیوب بھی سمجھا جاتا ہے پہلے تو دلہن کو جملہ عروسی گھونگھٹ اٹھا کر چہرہ دیکھتا اور دلہا منہ دکھائی دیتا تھا اور اب تو نکاح کے فوراً بعد ہی سٹیج پر دلہا دلہن نا صرف ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے فری بھی ہو جاتے ہیں جیسے برسوں سے اٹھنا بیٹھنا اور ملنا جلنا ہو دلہن میں نہ تو شرم حیا اور نہ ہی حجاب۔

میرا رشتہ میرے والدین نے طے کیا تھا میں نے علی اپنے شوہر کے بارے میں سنا تھا کہ اس کی ایدنی بہت اچھی ہے میں اس لحاظ سے خوش قسمت تھی کہ میرا شوہر صاحب حیثیت تھا میں اس بات سے بہت سرشار تھی اور میں اب ایک خواب ناک اور پر مسرت زندگی گزار سکتی ہوں میں نے ازدواجی زندگی کے جو خواب دیکھ رکھے ہیں وہ ایک ایک کر کے پورے ہوں گے میں اس سے اتنا پیار کروں گی اتنی محبت دوں گی کہ اس سے مالا مال ہو جائے گا شوہر کو صرف جسمانی قربت نہیں بلکہ پیار اور چاہت کی بھی ضرورت ہوتی ہے میں اس کو دیوانگی کی حد تک چاہوں گی تا کہ وہ میری محبت کا اسیر ہو جائے عشق میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔

جوانی کی دہلیز پر پاؤں رکھنے کے بعد میں نے بھی عام لڑکیوں کی طرح سندر سپنے دیکھنے شروع کر دیئے جوانی نے شباب کو راہ دی جب میرا شباب اگلنے لگا تو میرے لیے رشتوں کی بھرمار ہو گئی جب کالج جانے لگی تو محلے کالج اور خاندان کے رشتے دار لڑکوں کے طویل ترین خط آنے لگے میں ان خطوط کو پڑھتی ضرور تھی کیوں نے ان میں میرے حسن و شباب کی تعریف ہوتی تھی جس میں بڑا غلط اٹھاتی تھی میرا دماغ اور خراب ہو جاتا تھا یہ سوچ کر کہ میں کس قدر حسین ہوں کہ لڑکے میرے لیے کس قدر پاگل ہو رہے ہیں اور ایسے اشعار بھی لکھتے تھے جو میرے حسن و شباب کی مدح سرائی

Digest.pk

میں ڈوبے ہوتے تھے مجھ میں پندار حسن تھا میں عشقیہ خطوط تو پڑھ لیتی تھی لیکن اس بات کو قطعی پسند نہیں کرتی تھی کہ کوئی لڑکا مجھ سے سرراہ بات کرنے اور عشقیہ خطوط دینے کی کوشش کرے مجھے جو عشقیہ خطوط موصول ہوتے تھے وہ ڈاک سے

چونکہ لفافوں کی پشت پر ان کا نام نہیں ہوتا تھا اس لیے امی سے کہتی تھی یہ میری سہیلیوں کے خط ہوتے ہیں امی اس بات کا یقین کر لیتی تھی اور خط کو پڑھتی نہیں تھی ان کو مجھ پر اعتماد تھا۔ دو ایک محلے کے لڑکوں نے مجھ سے سرراہ بات کرنے کی جسارت کی۔ تو میں نے ان کی ایسی خبر لی کہ ان کے دماغ درست ہو گئے دوسرے لڑکوں کی ہمت نہیں تھی کہ مجھ سے بات کریں لیکن جب راتوں کی تنہائی میں ان عشقیہ خطوط پڑھتی تھی تو میرا بھی دل دھڑکتا تھا کہ آرزوئیں تھیں کہ پنپ رہی تھیں کہ کسی سے محبت تو کروں کوئی مجھ سے محبت کرے۔ اظہار عشق کرے میرے کمرے میں ٹی وی تھا کیبل سے غیر ملکی چینلز پر جو فلمیں دکھائی جاتی تھیں ان میں مناسب مناظر کی فلمیں ہوتی تھیں۔ وہ میرے دل اور جذبات میں ہلچل پیدا کر دیتی تھیں میں کسی ایسے ویسے لڑکے سے محبت کی قائل نہ تھی۔ میں تو کسی اونچے گھرانے کے رئیس زادے سے محبت کرنا چاہتی تھی جس کے پاس نئے ماڈل کی گاڑی ہو اعلیٰ درجے کا اے سی ہو ہوٹلوں میں جا کر ڈنر یا بار بی کیو کھلائے۔

شرجیل پہلی ہی ملاقات میں میرے حسن و شباب کا اسیر ہو گیا وہ ایک بہت بڑے باپ کا بیٹا تھا گو وہ ایسا خوبصورت اور کڑیل سمارٹ نہ تھا جیسا میں چاہتی تھی بس وہ قبول صورت تھا اس کی مرسیڈیز گاڑی نے مجھے متاثر کیا تھا میں اپنی سہیلی کو ملنے اس کے پاس سکیم تھری میں گئی ہوئی تھی وہیں اس نے لفٹ کی پیشکش کی جو میں نے بغیر کسی جھجک اور تکلف کے قبول کر لی۔ پھر اس نے صدر لے جا کر ایک اعلیٰ ریسٹورنٹ میں پرتکلف ناشتہ کروایا اس طرح ہماری دوستی کا آغاز ہوا دوستی نے عشق کا رنگ دھار لیا یہ عشق میرا خواب اور ارمان تھا جس نے خوابوں کی انجان میں پہنچا دیا۔ ملاقاتوں کا سلسلہ چل پڑا تھا شامیں ایک ساتھ گزرتی تھیں ایک برس تک ہم دونوں کے درمیان محبت پروان چڑھتی رہی یہ ایک عشق صادق تھا جس میں کوئی میل اور غلاظت نہیں تھی صرف ایک جذبہ تھا اس کی گہرائی کا اندازہ اس طرح ہوتا تھا کہ وہ ایک سیدھا سادھا اور شریف النفس شخص تھا۔ اس نے مجھے کبھی ہاتھ تک نہیں لگایا تھا گرسنہ نگاہوں سے نہیں دیکھا تنہائی کے کتنے ہی سنہری مواقع ملے۔ وہ چاہتا تو مجھے اپنے بازوؤں کے حصار میں لے کر اپنی من مانی کر سکتا تھا اور میں اس کی پیش قدمی اور حد سے تجاوز پر کوئی تعرض نہ کرتی اس لئے کہ میں خود بھی یہ چاہتی تھی کہ میں اس کے بازوؤں میں جھولتی رہوں یہ فلموں کے جذباتی مناظر کا اثر تھا جو میری خواہشات پر کنٹرول نہیں دیتا تھا اور جوانی کے ارمان بے لگام ہو جاتے معلوم نہیں کہ اسے کیا خوف تھا جبکہ میں اس سے بے حد تکلف بھی تھی میرے لبوں نے جب بھی مٹھاس جذب کرنے کی کوشش کی وہ برف کا تودہ بنا رہا ایسے وقت میں میرے دل میں شک آتا تھا کہ کہیں وہ سیراب تو نہیں۔

پھر ایک روز ایک سال کے لیے امریکہ چلا گیا جہاں اس کے ماموں مقیم تھے اس نے امریکہ جا کر دو تین ماہ تو رابطہ رکھا مگر پھر رفتہ رفتہ وہاں کی رنگینوں میں ایسا گم ہوا کہ پلٹ کر خبر بھی نہ لی میں

Digest.pk

اس کو بھلا بھی نہ سکی کئی بار اس کے فون کیا مگر ہر دفعہ اس کو نمبر پاور آف ہی ملا اس بات سے میرا دل ٹوٹ گیا مجھے اس بات کا غم تھا میں ایک اونچے گھرانے کی بہو نہ بن سکی میرا بڑا ارمان تھا کہ اس گھر میں جا کر راج کروں۔

علی سے رشتہ ہونے کے بعد میرے پاس کوئی چارہ نہ تھا کہ اس بے وفا کو بھول جانے کی کوشش کروں اس ناکام عشق کو دفن کر دوں میں دل کے تہہ خانوں سے اس کی تصویر مٹانے میں بڑی حد تک کامیاب ہوگئی میں دھڑکتے دل سے علی کا انتظار کر رہی تھی اس وقت میں عجیب وغریب احساسات سے دو چار ہو رہی تھی انجانے لمحات کے تصور سے نس نس میں خوف کی گردش تیز ہو رہی تھی جیسے صدیوں کے انتظار کے بعد دروازہ کھلنے کی آہٹ سی سنائی دی ایسا لگا جیسے کمرے میں کوئی داخل ہوا ہے اور دروازے کو بند کرنے اور اس کو چٹخنی لگانے کی آواز سے میں سمجھ گئی کہ یہ علی ہی ہوگا وہ میرے بیڈ کی طرف بڑھ رہا تھا میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں وہ بیڈ کے پاس آ کر رکا میں روایتی دلہنوں کی طرح گردن جھکا کر بیٹھنے کی قائل نہ تھی اس لیے کہ میں نئے دور کی لڑکی تھی اور اس کے علاوہ اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی تھی علی نے بستر پر بیٹھ کر بڑی آہستگی سے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

یہ غلام حسن کے دربار میں مودبانہ سلام پیش کرتا ہے۔۔ مجھے اس کی یہ بات سن کر بڑے کی ہنسی آئی مگر میں نے ضبط کر لی وہ بے حد سیدھا سادھا لگا تھا میری شادی شدہ سہیلیوں نے مجھے بہت سی باتیں بتائیں تھیں یہ بھی بتایا کہ شادی کی پہلی رات شوہر کسی الو کے پٹھے کی طرح ہوتا ہے زرخرید غلام سا بن جاتا ہے بڑی منتیں اور سماجتیں کرتا ہے گڑگڑاتا ہے بہت محبت بھری باتیں کرتا ہے اور وہ یہ سب کچھ شیشے میں اتارنے کے لیے کرتا ہے ایک پتھر کو موم کرنے کی کوشش کرتا ہے غیر محسوس انداز میں اپنے شوہر کو جتنا تر ساسکتی ہو تر سالو پھر کبھی ایسا موقع نہیں ملتا اس میں بڑا مزہ اور لطف ہوتا ہے اس نے چند لمحوں کے بعد کپڑوں کی سلوٹوں سے میرا ہاتھ باہر نکالا اور پھر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اس کے بعد لمس سے میرے سارے بدن میں سنسنی دوڑ گئی پھر اس نے ایک انگلی نکالی اور منہ دکھائی کی انگوٹھی پہنا دی پھر دونوں ہاتھوں سے میرے گھونگھٹ کے کونے الٹ دیئے اور اس کے منہ سے نکلا سبحان اللہ ۔اس لمحے فطری شرم حیا نے مجھے اپنی آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا میرے لبوں پر عجیب سی تھر تھراہٹ آ گئی اس نے میرا چہرہ دیکھ کر اس لیے سبحان اللہ کہا تھا کہ میرے حسن نے اسے مبہوت کر دیا تھا میں دلہن بن کر اور غضب ڈھا رہی تھی چند لمحوں تک ہمارے درمیان گہر سکوت طاری تھا میرا دل کہہ رہا تھا کہ میں ایسی دیکھوں مگر فطری حیا مانع تھی میرا دل مجھے سمجھا رہا تھا کہ کچھ دیر اور صبر کر لو وہ بھاگا تھوڑا جا رہا تھا وہ سدا کے لیے تمہارا ہو چکا ہے اب تو تمہیں زندگی بھر اسے دیکھنا ہے میرا خیال تھا کہ وہ میری تعریف میں زمین آسمان ایک کر دے گا لیکن علی نے میرے حسن جمال کی تعریف کے بجائے اپنے گھر والوں کے بارے میں مختصر سا لیکچر دے ڈالا کہ مجھے کس طرح ان سے پیش آنا چاہئے جب اس نے مجھے کپڑے تبدیل کرنے کو کہا تو تب مین نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تو اسے دیکھتے ہی میرے دل کو ایک جھٹکا سا لگا اس کا چہرہ میرے آبگینہ دل پر ایک پتھر کی طرح لگا تھا اور اس کی کرچیاں میرے وجود میں چبھ سی گئی تھیں اسے دیکھ کر میرے دل کو جو صدمہ ہوا بیان سے باہر تھا میرا سینہ کٹ رہا تھا میں نے دل تھام لیا تھا خوبصورت نہ ہی وجیہہ اس کا

Digest.pk

رنگ بھی کالا تھا مجھے فوراً اسٹیشن پر پڑا وہ تیل یاد آ گیا جس میں پکوڑے تلے جاتے ہیں ڈیزل سے بھی گہرا کالا میں سوچنے لگی کہ اس کے پسینے سے تو سیاہی کا بہترین کام لیا جا سکتا ہے وہ رات تھا تو میں دن میں چودھویں کے چاند کی طرح تھی ایسی گھپ اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہ دے بلیک اینڈ وائٹ جوڑا تھا ایک عام سا مرد قدرے موٹا پستہ قد اس کی تو نہ نکلی ہوئی تھی غم سے میری ایسی حالت تھی کہ اگر اس وقت مجھے زہر بھی ملتا تو میں کھا لیتی ایسی اذیت ناک زندگی سے تو مرنا بہتر تھا میں نے اپنی شادی شدہ سہیلیوں سے سنا تھا کہ یہ ایک ایسی رات ہوتی ہے جو ساری زندگی پر بھاری ہوتی ہے میں نے اس رات کوئی کف و سرور محسوس نہ کیا تھا اور اپنے آپ کو کسی سرد لاش کی طرح اس کے حوالے کر دیا تھا صرف میرا جسم اس کی ملکیت تھا اس کے لیے میں مجبور نہ تھی وہ میری روح کا بھی مالک نہ بن سکا تھا اس سے عشق کرنے کا تو تصور بھی نہ کر سکتی تھی میں نے شادی سے قبل سوچا تھا کہ میں اپنے شوہر سے ایک بیوی کی طرح نہیں بلکہ ایک محبوبہ کی طرح عشق کروں گی مگر اب میں نے اس سے نفرت کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا وہ میرا جسم فتح کر چکا تھا میرا دل جیت نہیں سکا تھا وہ مجھے پا کر کتنا خوش تھا اس کا اندازہ یوں ہوتا کہ گھر کی عورتیں یا لڑکیاں میری تعریف کریں تو وہ کسی بچے کی طرح خوش ہو جاتا تھا لیکن اس نے بھولے سے بھی میرے حسن جمال کی تعریف نہیں کی تھی اور ہی میرے کانوں میں محبت بھرا رس گھولا تھا میں چاہتی تھی کہ میرے حسن شباب اور سراپا کی دل کھول کر تعریف کرے یہی وجہ تھی کہ میں نے اسے اپنی توہین سمجھا تھا ذلت خیال کیا آخر وہ کیا تھا یہ کالا کلوٹا بھلا موٹا پنے آپ کو کیا سمجھتا تھا مجھے تو اس کی ایک بات پر حیرت تھی تو دوسری طرف صدمے کا بھی احساس تھا معلوم نہیں کیوں میں اس کی زبان سے اپنی تعریف سننے کے لیے کسی بھکارن کی تڑپنے لگی تھی کیف کے لمحات میں بھی اس نے میری تعریف نہیں کی تھی میرے بیدار حسن کو ٹھیس لگتی تھی مجھے غصہ تو آنا ہی تھا میرے دل کے کسی کونے میں اس کی محبت نہ تھی میرے غرور اور انا اور پندار حسن نے پہلے دن ہی جس نفرت کو جنم دیا تھا وہ میرے دل میں پرورش پانے لگی تھی سہیلیاں جب مجھ سے میرے شوہر کی برائیاں اور بے جوڑ شادی کے تبصرے کرتیں تو ان کی باتیں میرے دل پر ایک چابک بن کر لگتیں میرا دل کرتا کہ میں خودکشی کر لوں یا طلاق لے لوں مجھے کسی کو یہ کہتے ہوئے شرم آتی تھی کہ یہ میرا شوہر ہے شادی کو دو ماہ کا عرصہ گزرا تھا مگر میں اس کو اس کی محبت کا جواب محبت سے نہ دے سکی تھی اس کی باتوں سے یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ مجھ سے عشق کرتا ہو اس کی محبت میں بڑی گرم جوشی ہوتی تھی وہ مجھے حد سے زیادہ چاہنے لگا تھا اس کی وجہ صاف ظاہر تھی میں حور کی طرح تھی اور وہ کسی سیاہ فام غلام کی طرح لگتا تھا میرے حسن شباب اور جسم کی کرشمہ سازیوں نے اسے پاگل کر دیا تھا میں اس سے سرد مہری سے پیش آنے لگی جب وہ میری ضرورت پیش کرتا تو میں ایک لاش بنکر آنکھیں بند کر لیتی تھی میرا خیال ہے کہ وہ دو ماہ بعد چھٹیاں گزار کر واپس چلا جائے گا تو مجھے ایک برس تک ایک گدھ کے پنجے سے نجات مل جائے گی اس کا رات دن ایک جونک کی طرح چپکے رہنا مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا اس کی چاہت میں ڈوبی شامیں اور راتیں بڑی اذیت ناک اور ناگوار ہوتی تھیں لیکن تین ماہ گزارنے کے باوجود بھی وہ جانے کا نام نہیں لے رہا تھا ایک روز جب ہم دونوں سونے کے لیے گئے تو میں نے اس کے قرب سے بچنے کے لیے

Digest.pk

ہاں سے پوچھا آپ لسبیلہ کب واپس جا رہے ہیں چھٹیاں شاید ختم ہونے والی ہوں گی ناں۔؟

اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا تو اس کا چہرہ بہت ہی بدنما اور کراہت آمیز تھا اس نے سوالیا نظروں سے دیکھا۔ یہ تم کیوں پوچھ رہی ہو ۔کیا مجھ سے تمہارا دل بھر گیا ہے۔؟

اس نے ایسی نظروں سے دیکھا تو میں نظریں نہ ملا سکی میں اس کی بات سن کر گڑ بڑا اٹھی میں نے فوراً بات بنائی میں اس لیے پوچھ رہی تھی کہ کہیں آپ کی چھٹیاں ختم تو نہیں ہو رہیں پہلے تو اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر مجھے اپنے بازوؤں میں بھر لیا پھر چند لمحوں کے بعد میری آنکھوں میں جھانک کر بولا کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں واپس چلا جاؤں۔؟

نہیں تو میں اس کے بازوؤں کی گرفت میں کسمسانے لگی تھی اس کی پیاسی آنکھیں کہہ رہی تھی مجھے جلد سونے نہیں دے گا ان میں انجانے جذبات کروٹیں لے رہے تھے میں نے ان نگاہوں کی تاب نہ لا کر نفرت سے اپنی آنکھوں پر پلکوں کی چلمن گرادی وہ کسی خون خوار درندے کی طرح لگ رہا تھا میں نے دل پر جبر کر کے ریاکاری سے کہا میں چاہتی ہوں کہ آپ سدا نظروں کے سامنے رہیں اس نے کہا اچھا ۔۔ہاں۔اگر تم یہ چاہتی ہو تو پھر میں کبھی بھی واپس نہیں جاؤں گا تمہارے پاس ہی رہوں گا کیا میں نے ہونقوں کی طرح اس کی شکل دیکھی سر پیٹ لیا کہ میں نے یہ کیا کہہ دیا۔کمان سے نکلا تیر واپس آنے سے رہا تھا آخر بات بنائی تھی اگر آپ نہیں گئے تو پھر گزارا کیسے ہوگا گھر کیسے چلے گا آپ کے پاس جو رقم ہے وہ کچھ دن ہے بعد ختم ہو جائے گی میں نے مستقل طور پر اپنے وطن میں رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے وہ کہنے لگا کہ میں سوچتا ہوں کہ میں اپنا ہنر محنت اور صلاحیت کسی دوسرے ملک کو کیوں دوں مجھ جیسے ہنر مندوں نے غیر ممالک میں جا کر اپنے ملک کو بہت پیچھے کر دیا ہے اس لیے تو ہمارا ملک وہ ترقی نہیں کر سکتا جو اسے کرنی چاہئے تھی اس کے خیالات ونظریات اتنے عظیم ہیں مجھے تو اندازہ نہ تھا اس کے جواب نے مجھے لاجواب کر دیا تھا میں نے آخری کوشش کے طور پر اس خیالات سے یہ جادو اس پر چل جائے گا اپنے دل پر جبر کر کے اپنی آنکھیں بند کر کے بڑی اذیت سے ناگواری سے مگر سرد مہری سے موٹے بھدے اور بے کیف ہونٹوں کا جواب دیتے ہوئے کہا آپ وہاں چار پانچ سال اور رہ کر آجائیں تو ہمارا مستقبل اور تابناک ہو جائے گا ہمارے پاس اپنا گھر ہوگا گاڑی ہوگی دولت ہوگی ہماری زندگی خوابوں سے زیادہ حسین ہو گی ۔۔میری جان میری معشوق تمہارے عشق کا یہ اندازہ مجھے جانے نہیں دے رہا ہے خدا کی قسم اب تو میں تمہارے عشق میں ایسا گرفتار ہو گیا ہوں کہ تمہیں کسی قیمت پر چھوڑ کر نہیں جاؤں گا تمہاری یہ محبت اور قربت حاصل رہے گی تم دیکھنا میں اتنا کماؤں گا کہ ہماری زندگی تمہارے تصورات سے بھی کہیں حسین ہو گی پھر وہ مجھ پر جھکتا چلا گیا یہ ایک طوفان تھا جس نے میرے خوابوں کو تہس نہس او تاخت وتاراج کر دیا تھا کوئی ایک ماہ بعد میرے شوہر کو ایک بہت بڑی فیکٹری مین جاب مل گئی اور فیکٹری کی طرف سے مفت رہائش کی سہولت بھی تھی جس میں ہم شفٹ ہو گئے یہ گھر ہر طرح سے اراستہ و پراستہ تھا اس میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی میں ایک طرف بہت دکھی تھی میرا شوہر میری زندگی بھر کا روگ ہے اس سے نجات پانے کی یہی ایک صورت ہے کہ میں اسے قتل کر دوں لیکن اسے قتل کرنا میرے بس کی بات نہیں تھی

Digest.pk

وہ جیسا بھی تھا اب اس کے ساتھ ساری زندگی بڑی اذیت سے گزارنی تھی ایک شام میں نے نہا کر ایک گہرے بھورے رنگ کی ساڑھی پہنی تھی اور اس رنگ کا آستینوں اور نیچی تراش کا بلاؤزر پہنا سنگھار میز کے بڑے آئینے کے سامنے اپنے چہرے سراپا ناقدانہ انداز سے جائزہ لے رہی تھی کہ اس کی موٹر سائیکل کے انجن کی آواز سنائی دی میں نے دروازہ کھولا چھوڑ دیا تھا اس لئیے ہونٹوں پر لپ اسٹک کی تہہ جا رہی تھی چند لمحوں کے بعد وہ اندر داخل ہوا مگر خواب گاہ میں نہیں گھسا ادھر سے مجھے پکارا نورین ادھر آؤ میں ساڑھی کا پلو درست کرتے ہوئے ڈرائنگ روم میں بڑھی دہلیز پار کرتے ہی ٹھٹک کر رک گئی میری نظروں کے سامنے ایک کوندھا سا لپکا علی ایک اجنبی شخص کے ساتھ بیٹھا تھا باتیں کر رہا تھا وہ شخص مجھے دیکھ کر کھڑا ہو گیا میں نے جو اسے دیکھا تو اپنی نظروں پر یقین نہ آیا مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے میں کوئی سہانہ خواب دیکھ رہی ہوں یہ خواب نہیں بلکہ حقیقت تھی وہ شخص میرا خواب تھا بلکہ میرے خوابوں کا شہزادہ میرا آئیڈیل تھا ایسے ہی تو شہزادے کو میں خوابوں میں دیکھتی چلی آ رہی تھی میں ایس دیکھ کر بے خود ہو گی اپنے آپ کو بھول گئی تھی اس کی شخصیت میرے وجود میں چھا گئی وہ ایک خوب صورت وجیہا سمارٹ اور خوش پوش شخص تھا وہ بڑے مضبوط اور توانہ بدن کا تھا اس کا سینہ چھوڑا چکلا اور ٹھوس تھا دراز قامتی کے باعث اس کی مردانہ وجہت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا میرا شوہر اس کے سامنے بد صورت اور بونا لگ رہا تھا وہ بھی مجھے اسی طرح دیکھ رہا تھا جیسے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ کسی عورت کو دیکھا ہو اس کی مقناطیسی بڑی بڑی آنکھوں میں میرے حسن و شباب کے لیے خراج تھا پورے کمرے میں ااس کا ماحول پر ایک لمحے کے لیے گہرا سکوت چھا گیا تھا وقت کی نبض جیسے رک گئی میرا دل دھک دھک کرتا ہوا کہہ رہا تھا تمہیں تو ہو محبوب میرے

یہ ہے میرا۔ عزیز دوست۔ ارسلان ،علی کی آواز نے نہ صرف گہرے سکوت کو توڑا بلکہ اسنے مجھے واپس آنے پر مجبور کیا ہے لسبیلہ میں ہم دونوں یک ہی کمپنی میں جاب کرتے تھے یہ بھی جان چھوڑا کر یہاں آ گیا ہے آج اتفاق سے سر راہ ملاقات ہو گئی تو میں اسے ساتھ لے آیا اس نے وضاحت کی۔ اس نے توقف کر کے اپنے دوست کی طرف دیکھا۔ اور یہ ہیں میری مسز نورین تمہیں پسند آئی اپنی بھابی ،کیوں نہیں ماشاء اللہ لاکھوں میں ایک ہیں خدا نظر بد سے بچائے

میں ان دونوں کو باتوں مس مشغول چھوڑ کر کچن میں چائے بنانے چلی گئی تھوڑی دیر بعد جب چائے لے کر واپس آئی تو بولا آج رات کا کھانا میری طرف سے ہو گا تم دونوں کو چلنا ہو گا میری خوشی کی انتہا نہ رہی لیکن شرم آ رہی تھی میں نے اسے کہا کہ آج آپ فرسٹ ٹائم ہمارے گھر آئے ہیں آج کا کھانا ہمارے گھر ہو گا میں ابھی تیاری شروع کر دیتی ہوں مگر وہ نہ مانا علی تو فورا اٹھ کر نہانے چلا گیا ہم دونوں رہ گئے چند لمحوں تک ہم دونوں کے درمیان خلوت حائل رہی میں نے اس کی طرف دیکھا وہ مجھے اپنی نگاہوں میں جذب کر رہا تھا مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ میری سانسوں میں خراماں خراماں اتر رہا ہے میرے حسن کے نہال خانے میں اپنی تصویر نقش کر رہا ہو میں اس کے سامنے بت بنی بیٹھی تھی میری پلکوں کی چلمن اٹھتی اور گر رہی تھی دل کی دھڑکنیں تھیں کہ شور مچا رہی تھی آپ سے ملکر بہت خوشی ہوئی بھابی اس نے اپنی سحر زدہ آواز میں مجھے اپنی جانب مخاطب کیا تو سکوت ٹوٹ گیا میں نے کبھی خواب و خیال میں بھی

Digest.pk

نہ سوچا تھا ہماری بھابی اتنی خوبصورت اور پرکشش ہوگی بلکہ بے حد نفیس عمدہ جامہ زیب اور سائستہ مزاج کی بھی ہوں گی دل میں مسرت کی لہر دوڑ گئی تھی ارسلان جتنا خوبصورت تھا اس کی باتیں بھی اتنی ہی خوبصورت اور دل میں اتر جانے والی تھیں وہ ایک جوہری معلوم ہو رہا تھا ہیرے کی قدر و قیمت معلوم تھی میرے شور کے تیار ہونے تک وہ میری تعریف کے پل باندھتا رہا پھر ہم تینوں ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر بازار چلے گئے وہاں کی رونق جوبن پر تھی وہ ہمیں لے کر ایک جیولری کی شاپ پر گیا وہاں سے ہمارے منع کرنے پر بھی سونے کے ٹاپس لے کر مجھے دیئے پھر وہ ہمیں ایک شاندار قسم کے چائنیز ریسٹوریٹ میں لے گیا اس نے چکن کارن سوپ، ارنجانے کیا کچھ منگوایا مجھے تو کھانے بہت پسند آئے اس میں ایک عجیب سی لذت اور ذائقہ بھی تھا لیکن اس سے تو وہ زیادہ اچھا مجھے لگتا تھا وہ میرے شوہر سے نظریں بچا کر کسی نہ کسی حیلے بہانے سے مجھے دیکھتا تو میرے دل کی کلی کھل جاتی تھی میں سوچتی کاش یہ لمحات جاوداں ہو جائیں وہ میری نگاہوں سیدل میں اترتا جا رہا تھا وہ ہمیں ٹیکسی میں رات گھر پر چھوڑ گیا تھا گیارہ بج چکے تھے آج کا دن میری زندگی کا بہت ہی خوشی کا دن تھا دوسرے دن غالباً دن کا ایک بج رہا ہوگا کہ دروازے پر دستک ہوئی تو میں چونک پڑی مجھے حیرت ہوئی کہ اس وقت کون ہوگا اس وقت میرے شوہر کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا میں نے جا کر دروازہ کھولا تو میری حیرت اور خوشی کی انتہا ہی نہ رہی تھی لمحے بھر کے لیے اپنا آپ بھول گئی اپنی خبر ہی نہ رہی دوراز ے پر ارسلان کھڑا تھا میری طرف مسکراتے ہوئے دزدیدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں دل میں اتر جانے والی چمک تھیاس نے بڑے مہذب انداز میں پوچھا کیا میں اندر آسکتا ہوں میں ایک دم چونکی مجھے اپنی بد اخلاقی کا احساس ہوا میں نے ایک طرف ہٹ کر ندامت سے کہا۔اوہ۔معافی چاہتی ہوں پلیز اندر تشریف لائیں وہ اندر داخل ہوا تو میں نے دروازہ بند کر دیا اس کو ساتھ لے کر نشت گاہ میں آئی میں نے اس کی طرف مخمور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا آپ کیا پسند فرمائیں گے پینے کے لیے، چائے یا کافی، شربت یا کولڈ ڈرنک آج گرمی اور حبس بھی بہت ہی زیادہ ہے وہ بالا آپ شربت ہی بنالیں میں کچھ کی طرف بڑھی تو میری چال میں ایک ارتعاش سا تھا میرے دل کے کسی کونے میں ایک خیال کسی سانپ کی طرح پھنکارنے لگا نورین اپنے آپ کو سنبھالو اس مرد کو یہاں سے جلد از جلد رخصت کر دو اس لیے کہ مرد اور ناگ کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا تنہائی کا زہر بے حد خطرناک ہوتا ہے گھر میں تم دونوں کے سوا کوئی نہیں ہے یہ یک جائی تمہاری عزت کے لیے خطرہ ہے ایسا بھی نہیں ہوا کہ تیل اور آگ کے ملنے پر کوئی جلنے سے بچ جائے اس کا ایسے وقت پر آنا تمہارا شوہر گھر پر نہ ہونا اس کی نیت کو ظاہر کرتا ہے اسے چاہئے تھا کہ تمہارے شوہر کی موجودگی میں آتا میں نے اپنے منہ زور جذبات کو دباتے ہوئے شربت کے دو گلاس تیار کئے کمرے پہنچی تو وہ رسالہ دیکھ رہا تھا شربت کو دور چلا وہ مجھے اپنی نظروں میں جذب کرتا رہا اور اس کی نظریں میرے نشیب و فراز کا طواف کرتی رہیں تھیں نورین اس نے مجھے مخاطب کیا۔جی میں نے نظریں چراتے ہوئے کہا کسے کی صورت حسن شباب نے مجھے پاگل کر رکھا میری نیندیں چھین لیں ہیں دن میں ایک پل بھی میرے دل کو قرار نہیں رہتا اس خیال سے کہ وہ کسی عورت کے لیے پاگل ہو رہا ہے میرا دل اندر ہی اندر

Digest.pk

ڈوبنے لگا تھا میں نے مردہ لہجے میں دریافت کیا کہ وہ کون ہے۔وہ۔۔۔وہ تم ہو اس نے میری نظروں کے روبرو آکر میرے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر تھام لیا اور میری آنکھوں میں جھانکنے لگا جب سے تمہیں دیکھا ہے میں پاگل ہو گیا ہوں اپنے ہوش ہواس کھو بیٹھا ہوں۔میری وجہ سے میں اچھل پڑی تھی؟ مجھے اپنی سماعت پر یقین نہیں ہو رہا تھا میرے کانوں میں شریں نغمہ گونجنے لگا۔ہاں تمہاری وجہ سے میں جانتا ہوں مجھے یہ بات زیب نہیں دیتی کیوں کہ تم میرے دوستکی بیوی ہو مگر کیا کروں میں مجبور ہو گیا ہوں دل کے ہاتھوں میں تم دونوں کی محبت اور زندگی کی راہوں میں پتھر نہیں بننا چاہتا تم بھی شائد اس بے اختیار محبت کرتی ہو میں میں اس سے محبت نہیں کرتی نہ چاہتے ہوئے بھی میرے منہ سے نکل گیا مجھے اس سے نفرت ہے۔۔۔کیا نفرت؟اس کے چہرے کی حیرت اور خوشی اس کی آنکھوں سے بھی نمایا ہونے لگی تھی اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا تم اپنے شوہر سے خوش نہیں ہو؟ میرا اس کا کیا جوڑ وہ ایک لنگور کی مانند ہے میرے والدین نے اس کی دولت اور آمدنی کو دیکھ کر مجھے اس کے پلے باندھ دیا تھا میں اس سے ایک لمحے کے لیے بھی محبت نہ کر سکی دولت ہی تو سب کچھ نہیں ہوتی وہ میرے قریب آگیا میں وہ بات کہہ دوں جو میں کہنے کے لیے آیا ہوں؟ کہہ دو بلکہ وہ سب کچھ کہہ دو جو تمہارے دل میں ہے رکو مت جو بھی بات ہے میں ضرور سنوں گی میں تمہاری کسی بھی بات کا برا نہیں مانوں گی مجھے تمہارے عشق نے پاگل کر دیا ہے میں کہاں جاؤں کیا کروں عشق کی آگ جلا رہی ہے اب تو میں تمہارے بغیر اس نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا کہو رکو مت جو تمہارے دل میں ہے وہ زبان پر لے آؤ سچ پوچھو تو مجھے تمہاری ہی تلاش تھی جانے کہاں کہاں بھٹک رہی تھی تمہیں پانے کے لیے تمہیں پہلی بار دیکھا تو میرے دل نے چیخ چیخ کر کہا کہ یہی ہے تمہارا محبوب وہ مجھ پر جھک گیا ہم وقت کے چکر سے نکل کر انسانیت کے ابتدائی دور میں پہنچ گئے جب اخلاق نے تہذیب کو چھوا نہیں تھا میں اپنا مقام اور فرض بھول گئی شوہر سے میرا جو رشتہ تھا وہ میں نے توڑ دیا تھا عشق کی خاطر میں اس کی ہو چکی تھی ارسلان طوفان گزر جانے کے بعد میں نے کہا۔کیا میں نے غلط نہیں کیا دنیا کیا کہے گی نہیں نہیں وہ میرے بالوں کو سہلائے ہوئے بولا تم نے عشق کے سفر پر قدم رکھ دیا ہے عشق اور جنگ میں ہر چیز جائز ہوتی ہے تم نے عشق کو لازوال کر دیا ہے۔۔۔عظیم کر دیا دنیا بہت ہی آگے جا چکی ہے اور مزید جا رہی ہے عشق کا اختیار ہر کسی کو حاصل ہے مبارک ہو ہم نے عشق کی منزل پالی اس کی باتوں میں بڑا جادو تھا مجھے بڑی تقویت سی ملی ہوئی تھی میں سہہ پہر تک مدہوش سی پڑی رہی میرے بدن کا جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا میری نس نس میں عجیب سی فرحت بھر گئی میں نے اس سے قبل ایسی سرشاری محسوس نہیں کی تھی دل بستر چھوڑنے کو نہیں چاہ رہا تھا اور پھر رفتہ رفتہ وہ ہمارے گھر آنے لگا کبھی شوہر کی موجودگی میں کبھی اس کی غیر موجودگی میں اور اکثر رات کا کھانا وہ ہمارے گھر سے ہی کھا کر جاتا تھا ایک دن وہ مجھے اپنے ساتھ اپنے فلیٹ میں لے گیا جو ہمارے گھر سے زیادہ دور نہیں تھا اس نے اپنے فلیٹ کو خصوصاً اپنی خواب گاہ کو ایسے شاندار طریقے اور سلیقے سے آراستہ و پیراستہ کیا ہوا تھا کہ اس کا ماحول بڑا خواب ناک تھا بستر کے عین سامنے ایک بہت ہی بڑا سا سنگھار میز تھا کھڑکیوں پر ریشمی پردے پڑے اور ایک لمبا چوڑا پلنگ اور اس پر نرم و گداز بستر تھا جو مجھے آج تک نصیب نہیں ہوا تھا اس کمرے میں ایر کنڈیشنر بھی تھا یہ

Digest.pk

خواب گاہ کسی شاہی محل سے کم نہ تھی یہ عشق کی آگ تھی جس میں جذبے سلگ رہے تھے جیسے جیسے میں اس آگ کی بھٹی میں جل رہی تھی ویسے ویسے اپنے شوہر سے میری نفرت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا ارسلان میں ایک سلیقہ تھا وہ محبت اور ادب سے پوری طرح واقف تھا وہ بہت ہی خوبصورت تھا اس نے اپنی محبت کے جادو سے مجھے پوری طرح اپنی اسیر بنالیا تھا میں تخلیے میں اس کی باتیں سن کر پاگل ہو جاتی تھی اور اس کی قربت سے مدہوش ہو جاتی تھی وہ اکثر دن کو دفتر سے نکل کر کسی کام کے بہانے سے ہمارے گھر آجاتا تھا دو ایک گھڑی میں عشق کی آگ فروزاں کر کے چلا جاتا تھا اس نے مجھے اپنے فلیٹ کی ایک ڈپلی کیٹ چابی دے دی تھی کہ میں اس کی غیر موجودگی میں آکر وقت گزار سکوں میں اپنے شوہر سے چھٹکارا پانا چاہتی تھی اس طرح چوری چھپے ملنے سے تنگ آچکی تھی یہ گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا میرا شوہر اور بھی بدصورت دکھائی دینے لگا تھا معلوم نہیں کیا بات تھی جب سے ارسلان آنے لگ تھا اس کی محبت میں بڑی گرم جوشی اور وحشیانہ پن آگیا تھا وہ میرے نت نئے لباس خرید کر لانے لگا تھا جن سے میرا حسن و جمال اور بھی آئشہ بن جاتا تھا میں آج تک خود سپردگی سے اس کے ساتھ پیش نہیں آئی تھی اور نہ ہی اس نے کبھی بھی شکائت کی میں بیک وقت دو مردوں کے منہ جوڑ تسکین کیسے کر سکتی تھی ایک دن نشات امیز لمحات گزر جانے کے بعد ارسلان نے خود اس موضوع کو چھیڑا گفتگو کرنے کے لیے میں نے سوچا تھا کہ وہ کہے گا آخر کب تک ہم اس طرح ایک دوسرے سے ملتے اور دور رہیں گے مجھ سے تمہاری یہ جدائی برداشت نہیں ہوتی تم نہیں جانتی کہ میں ساری رات کس طرح انگاروں پر لوٹتا رہتا ہوں اگر کچھ دنوں تک یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہ تھ مجھ سے برداشت نہیں ہوگا میں خودکشی کرلوں گا اس کے سوا کوئی چارا نہیں میں اسکی بات سن کر یوں تڑپ اٹھی جیسے کسی نے میرے دل پر دھکتا ہوا انگارہ رکھ دیا ہو میں نے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھا تو اس نے بڑے جذباتی انداز سے تھام لیا ہونٹوں اور آنکھوں سے لگا لیا پھر اسے اپنے سینے پر دل کی جگہ رکھ کر جذباتی انداز سے بولا تمہاری اس چاہت نے تو مجھے پاگل کر دیا ہے تھوڑی دیر بعد اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ کو دور کرنے کی تجویز بتائی جیسے سن کر میں اچھل پڑی جب اسنے سمجھایا تو میری سمجھ میں آیا کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں اور نہ ہی کوئی راستہ ہے اس نے سمجھایا کہ میرے شوہر کو قتل کرنے کی نہ صرف بیمہ کی رقم دگنی مجھے ملے گی بلکہ میں اس کی تمام دولت کی کانونی مالک بھی بن جاؤں گی پھر ہم شادی کر کے ایک ہو جائیں گے اس نے قتل کا منصوبہ بنالیا وہ یہ تھا کہ وہ رات کے وقت عقبی دروازے سے اندر ہوگا میرے شوہر کو سائلنسر لگے پستول سے گولی مار کر ہلاک کر دے گا اس سے پہلے میری مشکیں کس الماری میں سے سارا زیورات اور نقدی لے کر چلا جائے گا اور میں بیان دوں گی کہ چار افراد میرے گھر میں گھس آئے تھے اور میرے شوہر کو مزاحمت پر مار دیا آج کل شہر میں ڈکیتی کی وارداتیں مسلسل ہو رہی ہیں اس لی کسی کو اس کی مرنے کا شک نہیں ہوگا یہاں ایک بات بتاتی چلوں کہ ہمارے گھر میں بہت سارا زیور پڑا تھا میرے گھر والوں نے تیس تولے کے تین سیٹ بنوا کر دیئے تھے علی بھی لسبیلہ سیلاکھوں کا زیور اور ڈالر لے کر آیا تھا اس نے وہاں انقلاب برپا ہونے کی صورت میں کوڑیوں کے بہاؤ خریدے تھے اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً مجھے کچھ نہ کچھ خرید کر دیتا رہتا تھا دو لاکھ کے انعامی بانڈ بھی پڑے تھے یہ

Digest.pk

سب ایک دن میں نے ارسلان کو دکھائے چونکہ میں جلد از جلد اپنے شوہر سے نجات چاہتی تھی لہٰذا ہم نے متفقہ طور پر اگلی رات کو عمل کرنے کا فائنل کر دیا دوسرے دن علی کے دفتر چلے جانے کے بعد میں نے کپڑے بدلیا اور برقع پہن کر فلیٹ چلی گئی میرا دل بہت گھبرا رہا تھا اس لیے سوچا کہ چلو کچھ دیر فلیٹ جا کر آرام حاصل کروں جب میں فلیٹ کے دروازے پر پہنچی تو اندر سے ارسلان کی آواز سنائی دی جیسے وہ فون پر کسی سے بات کر رہا ہو میں نے چابی تالے کے سوراخ میں ڈال کر دروازہ بے آواز کھولا اور بند کیا اور ٹیوی لاؤنج میں پہنچ کر ٹھٹک کر رہ گئی سامنے خواب گاہ تھی اس کی دہلیز پر پردہ پڑا ہوا تھا خواب گاہ میں ایک عورت کی ہنسی کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہی تھی کہ، واہ کیا خوب منصوبہ بنایا ہے آپ نے ہم پر سوصبح چھے بجے والی فلیٹ سے نکل جائیں گے دبئی اور بے چاری بعد میں خود ہی ذلیل و خوار ہو کر بیٹھ جائے گی۔ کہیں ایسا نہیں کہ تم مجھے فریب دے رہے ہو وہ تنگ آ کر بولی تم اپنے دوست کی بیوی سے رنگ رلیاں منانے چلے جاتے ہو۔ وہ میری محبوبہ نہیں اور نہ ہی میں اس کے عشق کرتا ہوں ایک کھلونا ہے وقت گزاری کا تمہیں خواہ مخواہ شک ہو رہا ہے مجھ پہ اتنے عرصے بعد تو اتنا اچھا مال ہاتھ لگا ہے کیسے اس موقع کو گنوا دیتا تمہیں پتا ہے کہ ہم کتنے عرصے سے خواب دیکھ رہے ہیں اچھی زندگی کا اور سنو میں نے فیصلہ کیا ہے کہ نورین کو بھی گولی مار دیں گے تاکہ کوئی بھی سراغ نہ رہے ارسلان کی آواز گونج رہی تھی اور یہ بریف کیس ہے اس میں پانچ کلو ہیروئن ہے نہائت عمدہ قسم کی اس سے بھی کروڑوں ملیں گے وہ کہہ رہا تھا میری نظروں کے سامنے دنیا اندھیر ہو گئی اگر میں کرسی کا سہارا نہ لیتی اور اعصاب کی مالک نہ ہوتی تو شاید بے ہوش ہو کر گر جاتی ایسا لگ رہا تھا کہ بھونچال آ گیا ہو کمرے میں وہ دونوں جانور لگ رہے تھے شاید ان کی گفتگو سے اندازہ ہوا تھا میں نے ایک لمحے میں بہت کچھ سوچ لیا تھا۔ انتقام۔ میں باہر نکلی دروازہ بند کیا اور گھر آ گئی نزدیک پولیس اسٹیشن کا نمبر لیا اور فون کیا پہلی بار میں نے کسی کو فون کیا تھا شام کو علی گھر آیا تو اس نے بتایا کہ آج پولیس نے عوامی کے مکان پر چھاپا مارا ہے ارسلان اور اس کی دوست رنگ رلیاں مناتے پکڑے گئے اور پانچ کلو ہیروئن بھی میں نے علی کو بتایا نہیں کہ یہ فون میں نے کیا تھا اس کمینے نے مجھے دھوکہ دیا تھا میرا گھر اجاڑنا چاہتا تھا مجھے میرے سہاگ سمیت قتل کر دینا چاہت تھا رات کو جب علی بستر پر دراز ہوا سونے کے لیے تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ مجھے بے حد خوبصورت اور پیارا لگا اور میں اپنے فریب کے جال سے نکل آئی اپنے رب سے گناہوں کی معافی مانگی اور دیر تک اسے سوچتی ہی رہی جس کی والہانہ محبت و چاہت کو یکسر میں نے نظر انداز کر دیا تھا وہ کتنا مخلص انسان تھا اور میں خوبصورتی اور دولت کے چکر میں اسے بھول گئی تھی میں پہلی بار وارفتگی والہانہ انداز اور پوری خود سپردگی سے اس پر نچاور ہو گئی وہ سحر زدہ ہو کر مجھے دیکھ رہا تھا۔

زندگی صرف جلی ہوئی ہنڈیا ہی نہیں بلکہ اس میں مڑکے دانوں کی طرح خلوص کے موتی بھی بکھرے ہیں دھنیے پودینے کی طرح ہری ہری گھاس ٹماٹر اور گاجر کی طرح خوش رنگ پھول کڑوے کریلوں کی طرح دشمن بھی ہے ہمیں پالک کی طرح مل جل کر رہنا چاہیے زندگی تو ایک پیاز کی مانند ہے جس میں موتیوں کی طرح آنسوؤں کی لڑیاں بھیں ہیں لیکن ہمیں چاہیے کہ سلاد کی طرح ایک ہی ڈش میں رہیں یہی زندگی کی ڈش ہے۔

اقرا ناز۔

Digest.pk

شیشے کی گڑیا

۔تحریر۔رفعت محمود۔03005034313

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
اور اللہ سے دعا ہے کہ جواب عرض کی پوری ٹیم کو اپنے حفظ وایمان میں رکھے اور دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔یہ دل بھی جانے کیا شے بنائی ہے ہر کسی کے لیے اس دل میں ایک نہ ایک کونا بنا ہوا کہیں یہ ماں کے لیے روتا ہے اور کہیں اس کو باپ کی کمی محسوس ہوتی ہے اور کہیں یہ اس کو بھائی کا پیار اور کہیں بہنوں کی ڈانٹ پیار اور وہ رعب جو بچپن میں ملتا ہے اور ساری زندگی نہیں بھولتا اس کہانی میں بھی ایک ایسا درد ہے جو شاید میری طرح اور بھی بہت سے انسانوں کو ملا ہوا ہے یہ کمی بہن کی ہے اور خدا کسی کو بھی کوئی کمی نہ دے میری دعا ہے میری بہن سدا خوش رہے اور پھولوں کی طرح مسکراتی رہے خدا نے ہمیں بہن تو دی مگر ہماری وہ کمی پوری نہیں کی جس کو ہم ترسے ہیں بہن کا پیار لڑائی جھگڑا رعب یہ سب ابھی تک ادھورا ہے خدارا اگر بہن دی ہے اس کا پیار بھی ہمارے نصیب میں کردو مجھے امید ہے سب کو پسند آئے گی میری یہ کاوش میں نے اس کہانی کا نام شیشے کی گڑیا رکھا ہے۔دارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کردیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

آج بارہ برس کے بعد مجھے لیلیٰ کی یاد شدت سے آئی دل میں ایک ہوک اٹھی اور میں تڑپنے لگا کہیں کسی غلط فہمی کا شکار تو نہیں ہوں۔
میں آپ کو بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ لیلیٰ میری اکلوتی بہن ہے مگر اس مقدس رشتے کو صرف چند لوگ ہی جانتے ہیں۔
پرانے کمرے سے صفائی کرتے ہوئے مجھے پرانے صندوق سے لیلیٰ کی شیشے کی گڑیا ملی گڑیا پر نظر پڑتے ہی میرے دل کو ٹھیس سی لگی اور میں لیلیٰ کے لیے تڑپ اٹھا کافی عرصہ پڑے رہنے سے گڑیا اپنا اصل رنگ کھو چکی تھی آنکھوں کی خوبصورتی اور چمک ابھی بھی اس میں باقی تھی کیوں کہ وہ گڑیا اچھے شیشے کی تھی اس لیے خراب نہ ہوئی تھی یہ گڑیا میری حاصل زندگی اور سرمایہ حیات ہے ایک زمانے میں یہ گڑیا میرا دل پسند کھلونا تھی اس گڑیا کو میں بہت آرزوؤں کے بعد پایا تھا ایسا معلوم ہوتا کہ تھا کہ میں دنیا کا خوش نصیب بچہ ہوں مجھ جیسا خوش نصیب پورے جہاں میں اور کوئی نہ ہوگا۔
اس گڑیا کو میں سکول بیگ میں رکھ کر سکول لے جاتا تھا اور اپنے دوستوں کو دکھاتا اور مغرور ہو گیا تھا کیوں کہ اتنا حسین وجمیل کھلونا کسی دوسرے کے پاس نہیں تھا اتنے خوبصورت کھلونے ہمارے ملک میں کہاں بنتے ہیں یہ کھلونے تو ترقی یافتہ ملک ہی بناتے ہیں۔

Digest.pk

ہمارے پاس بھی تو یہ بیرونی ملک سے آئی تھی یہ گڑیا میرے تمام دوستوں کے کھلونوں سے زیادہ خوبصورت تھی اس میں بہت سے کمالات تھے اس میں دو کمالات یہ تھے کہ اس کے پیٹ کا بٹن دباؤ تو اس کا پیٹ کھلنا شروع ہو جاتا اور اس میں سے عطر کی شیشی نکلتی اور خوشبو پھیل جاتی۔

دوسرا اسکے پیشانی پہ لگا ہوا بٹن دباؤ تو یہ اپنی آنکھیں گھماتی اور زور سے پھونک مار کر زور زور سے ہنستی یہ شیشے کی گڑیا نے پورے سکول میں دھوم مچادی تھی اور مجھے اس گڑیا کی وجہ سے کافی شہرت ملی تھی بہت سے بچے جو مجھ سے جلتے اور حسد کرتے تھے۔

اس وجہ سے کہ وہ میری برائی کرتے رہتے تھے اور مجھے نیچر سے مار پڑتی تھی وہ باتیں اور لڑائی میں آج تک نہیں بھولا شیشے کی گڑیا کی باتیں کرتے کرتے میں لیلیٰ کو تو بھول ہی گیا تھا یہ گڑیا مجھے لیلیٰ نے دی تھی میں بچپن میں بہت شرارتی تھا میرے بھائی اور امی شرارتوں سے بہت تنگ تھے اس وجہ سے آئے دن مجھے مار پڑتی رہتی۔

محلے میں میری امی کی بہت عزت تھی اس عزت کی وجہ یہ تھی کہ امی محلے میں روپے دیتی رہتی تھیں اور اکثر شادیوں میں اپنا زیور بھی عورتوں کو پہننے کے لیے دیتیں عورتوں میں یہ باتیں عام تھیں تھی کہ میری امی کا شوہر بہت امیر تھا اور جاپان میں تجارت کرتا تھا اس کا شوہ اس کو ہر ماہ دولاکھ خرچہ دیتا تھا۔

میرے ابو کئی سال سے جاپان میں مقیم تھے اور وہی اپنا کاروبار کرتے تھے امی کو ہر ماہ خرچ کے لیے کافی روپیہ بھیج دیتے تھے ہم اپنے والدین کے چار بیٹے تھے ہماری کوئی بہن نہیں تھی اس وجہ سے پڑوس والے ہمیں بہت خوش قسمت سمجھتے تھے کہ انہیں بیٹی کی بچپن سے جوانی اور بڑھاپے تک بیانے کی کوئی فکر نہیں ہے۔

ہمارے پڑوس سلمٰی کی بارہ بیٹیاں تھیں چار بیٹوں کے بعد میرے والدین کو قدرتی طور پر بیٹوں کی آرزو تھی جب چوتھی بار بچے کی پیدائش تھی تو سب بہت خوش تھے کہ اس بار بیٹی ہوگی اور امی نے منتیں مانگیں اور درباروں پہ چڑھاوے چڑھائے ہونگے مگر جب میں پیدہ ہوا تو سب ہی مایوس ہو گئے تھے جیسے میں پہلے سے بتا چکا ہوں کہ میں شرارت سے شیطان کے کان کاٹتا تھا۔

امی جب کپڑے پہناتیں تو میں مٹی میں کھیل کر سب گندے کر دیتا تھا مار پیٹ کا مجھ پر اثر نہیں ہوتا تھا مجھے ابو کا ساتھ رہنا یاد نہیں مجھے تو ان کی شکل بھی یاد نہیں ہے گھر میں چاروں طرف ابو کی تصویریں آویزاں تھیں ان کو دیکھ کر ذہن پر ابو کی شکل نقش ہو جاتی تھی میں چھوٹا سا ہی تھا کہ ابو جاپان چلے گئے تھے میرے تینوں بھائی جاپان میں ہی پیدا ہوئے تھے میں پیدا ہونے والا تھا کہ ہمارا خاندان اپنے آبائی گاؤں واپس چلا آیا تھا۔

اب تو ابو سالوں بعد ہی آتے تھے ابھی میں چار سال ہی تھا کہ ابو کا آنا بند ہو گیا۔

تنہائی میں میں اکثر یہ سوچتا رہتا تھا کہ شاید گھر والے مجھے اس لیے ناپسند کرتے ہیں کہ میں نے ان کی ایک بیٹی کی جگہ لے لی جس کی سب کو تمنا ہے شاید یہی وجہ ہے میرے ابو گھر نہیں آتے تھے امی اگر میں لڑکی ہوتا تو ایک روز امی نے زبردستی پکڑ کر اپنے پاس سونے کو کہا تو میں پوچھا ۔چپ رہو خاموش رہو امی نے چیخ کر کہا اور انہوں نے مجھے اپنے پاس سے اٹھا کر بھگا دیا اور وہ دوپہر میں درختوں میں گھوم گھوم کر گزاری تھی بہن کا وجود کتنی بڑی نعمت ہے میرے تمام دوستوں کی بہنیں تھیں کسی کی چھوٹی تو کسی کی بڑی پپو کی بہن عذرا تو اس کی کتابوں پر جلدیں چڑھاتی

Digest.pk

اور ان پر خوبصورت تصویریں بناتی اکثر وہ اپنے بھائی کا سکول کا کام بھی خود ہی کر دیتی تھی۔

اور جواد کی بہن کی تو شادی بھی ہوگئی ہے سنا ہے اس کے شوہر کی بہت بڑی مونچھیں تھیں جواد مزے لے لے کر مجھے اپنی بہن کی شادی کے بارے میں بتاتا تھا شادیاں بھی کتنی دھوم دھام سے منائی جاتی ہیں گھر میں چراغاں اور قہقہوں سے سجی ہوئی لوگوں کے لیئے بیٹھنے کی جگہ اور ڈھولک پر لڑکیوں کے شادی بیا کے گیت اور لوگوں کا ایک بڑا سا شور وغل یہ سب چیزیں مجھے بے حد پسند تھیں مگر افسوس یہ تھا کہ میرے گھر میں کوئی بھی بہن نہیں تھی اور نہ ہی ہمارے گھر میں بہن کی کوئی بارات آئے گی۔

اگر میری کوئی بہن ہوتی تو اس کی شادی بھی بڑی دھوم دھام سے ہوتی میں اپنی کتابوں پر جلدیں خود چڑھاتا ہوں سکول کا کام کرنے کے لیے اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں تو وہ انکار کر دیتے ہیں اور اگر میں ضد کرتا ہوں تو ہو میرے کان کھینچتے ہیں۔

ابو بہت باقاعدگی سے خطوط لکھتے ہیں میرا بڑا بھائی جو کہ میٹرک میں تھا وہ خطوط پڑھ کر سنایا کرتا تھا وہ ہر خط میں میرا ذکر کرتے تو مجھے بڑا فخر سا محسوس ہوتا ابو کے متعلق میں ہر وقت سوچتا رہتا جو ہم سے اتنی دور تھے جاپان میں ان کا اپنا کاروبار تھا۔

میرے بھائی جاپان کی عجیب وغریب کہانیاں سنایا کرتے تھے جو بچہ وہاں سکول نہیں جاتا تھا اس کو لاوارث بچہ سمجھا جاتا تھا دوپہر کے وقت بچوں کو گھروں سے نہیں نکلنے دیتے تھے ان کی یہ باتیں سن سن کر میں حیران سا ہو جاتا تھا کہ میرے ابو وہاں پتا نہیں کیسے رہتے ہوں گے۔

ایک روز ہمارے گھر ایک خط آیا یہ خط میرے ابو کا تھا انہوں نے لکھا تھا کہ میں بہت جلد گھر آ رہا ہوں ابو کے گھر آنے کی وجہ سے گھر میں گہما گہمی ہوگئی تھی میری خوشی کی تو کوئی بھی انتہا نہیں تھی میں ابو سے چھ سال بعد ملنے والا تھا میں ہر ایک سے پوچھتا کہ جاپان کا سفر یہاں سے کتنے دن کا ہے تو وہ بتاتے کہ جہاز پہ چوبیس گھنٹے لگتے ہیں۔

میری امی بھی ایک ایک دن گن کر گزار رہی تھیں ایک روز انہیں نے بتایا کہ تمہارے ابو اتوار کو آ رہے ہیں ہم سب بہت ہی خوش تھے اتورا کی صبح ابو گھر آئے تو سب سے پہلے میرے بڑے بھائی نے انہیں کھڑکی سے آتے ہوئے دیکھا ان کے پیچھے دو آدمی ان کا سامان اٹھائے ہوئے تھے۔

جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوئے انہوں نے مجھے سینے سے لگا لیا اگر مجھے کوئی فخر یا احساس پیدا ہوا تو وہ اسی لمحے ہوا تھا ابو نے سب کو باری باری بہت پیار کیا اور میں انہیں غور سے دیکھے جا رہا تھا ابو میرے تصورات سے زیادہ سانولے سے تھے انہوں نے بہت خوب صورت سوٹ پہنا ہوا تھا اچانک میری نظر ایک چھوٹی سی بچی پر پڑی جو ان کے پیچھے کھڑی تھی اس کا رنگ سفید تھا چہرہ گول مٹول اور آنکھوں میں چمک اس کے سنہرے گھنگھریالے بال اس کے کندھوں پر پھیلے ہوئے تھے اس نے سفید فراک جس پر بڑے بڑے سرخ پھول بنے ہوئے تھے پہنی ہوئی تھی اور مجھ سے قد میں کچھ بڑی تھی۔

ابو نے اسے جاپانی زبان سے کچھ کہا تو وہ گھبرائی ہوئی آنگن میں آ کھڑی ہوئی سارے گھر کی آنکھیں اسی لڑکی پر لگی ہوئی تھیں ابو کو نظر انداز کر کے سب اس کو دیکھ رہے تھے حالانکہ ابو چھ سال بعد آئے مگر سب اسی لڑکی کو دیکھتے رہے ان

Digest.pk

آدمیوں نے سامان برآمدے میں رکھا اس سامان میں ایک نیلا سا اٹیچی تھا جب اسے رکھا گیا تو لڑکی نے فوراً اسے الگ کر کے رکھ دیا اور خود میرے پاس آ کر کھڑی ہو گئی چائے منگوائی گئی میری دادی اماں جب کمرے سے باہر آئیں تو ماحول کچھ ساز گار سا ہوا گھٹن کم ہوئی خاموشی ٹوٹ گئی۔

بیٹا تم صبح کی فلیٹ سے آئے ہو دادی اماں نے ابو کو پیار کرتے ہوئے پوچھا۔

جی امی فلائٹ کچھ لیٹ تھی ابو نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

وقت بھی کتنا بدل گیا ہے پہلے لوگ سالوں میں پہنچتے تھے اب تو فاصلے سمٹ گئے ہیں۔ دادی اماں نے کہا۔

باتوں کے دوران دادی اماں بڑے غور سے لڑکی کو دیکھ رہی تھیں جو حیران کھڑی تھی جیسے وہ اندھیرے میں طویل مدت گزار کر آئی ہو امی ابھی تک ابو کے پاس نہیں آئیں تھیں یہ بات مجھے عجیب سی لگی کہ چھے سال بعد ابو گھر آئے ہیں اور وہ ان سے ملنے بھی نہیں آئیں گھر کے ماحول میں ایک خاموشی سی طاری تھی ابو بتا رہے تھے کہ جاپان میں ایک ایکسیڈنٹ میں کچھ لوگ ہلاک ہو گئے ان میں ابو کے ایک دوست بھی ہلاک ہو گئے اور یہ لڑکی ان مرحوم کی بیٹی ہے لیلیٰ کا اس دنیا میں کوئی بھی نہ رہا تھا۔

جب وہ چھوٹی سی تھی تو اس کی امی اللہ کو پیاری ہو گئی اور پھر ابو نے اسے سہارا دیا تو وہ بھی چل بسے اس لیے میرے ابو اسے اپنے ساتھ پاکستان لے آئے ہیں۔

مجھے اس یتیم بچی پر بہت رحم آیا وہ شکل و صورت سے بہت پیاری تھی دادی اماں نے اسے بلایا تو وہ انجان بن گئی دادی اماں نے خود جا کر اس کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا تو وہ چیخ کر ابو سے لپٹ گئی اور دادی اماں کی طرف اشارہ کر کے وہ جاپانی زبان میں کچھ کہتی رہی۔

مجھے اس لڑکی کا چیخنا بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا اور نہ ابو سے جا کر لپٹنا، اس رات میں نے امی ابو کو لڑتے سنا اور دونوں ساری رات لڑتے رہے یہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ امی ابو سے اس قدر ناراض کیوں ہیں میرے اندازے کے مطابق حالات کچھ خطرناک تھے۔

سب آپس میں باتیں کر رہے تھے کسی نے کھانا کھایا اور کسی نے نہ کھایا آخر میں سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ سب گڑبڑ اس لڑکی کی وجہ سے ہوئی ہے۔

اس لڑکی کے نقوش سے تمہیں ظاہر نہیں ہو رہا وہیں آنکھیں وہی ناک تمہارے شوہر کی ہے ہمارے پڑوس کی سلمیٰ نے کہا۔

ارے بہن تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے امی نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

ان باتوں کو میں سن کر سمجھ گیا کہ لیلیٰ ابو کی اپنی بیٹی ہے اور میری بہن مجھے یہ بات سن کر بہت ہی خوشی ہوئی لیکن یہ سب لوگ باتیں کیوں کر رہے ہیں میں سوچ رہا تھا کہ مجھے لیلیٰ کی زبان تو سمجھ نہیں آتی تھی لیکن میں اس کی معصوم نگاہوں کو سمجھنے لگا تھا مجھے ابھی تک یہ علم نہیں تھا کہ میری بہن عمر میں مجھ سے چھوٹی ہے یا بڑی ہے میں پوچھنا چاہتا تھا مگر میری ہمت نہیں پڑتی تھی۔

میں نے جب کوشش کی اپنی بہن سے دوستی کرنے کی تو وہ ہم سے دور رہتی گھر بھر میں وہ صرف ابو کے پاس رہا کرتی تھی دن کے وقت وہ ہر وقت اپنے اچھی کیس کے پاس بیٹھی کھیلتی رہتی تھی اگر اس سے کوئی بات کرتا یا اس کا ہاتھ پکڑتا تو وہ زور زور سے چیخنا شروع کر دیتی تھی

Digest.pk

اس کا اٹیچی خوبصورت کپڑوں سے بھرا ہوا تھا جب وہ اسے کھولتی تو عطر کی خوشبو سے فضاء مہک جاتی اس کے آنے کے دو دن بعد مجھے وہ شیشے کی گڑیا نظر آئی اس نے اپنا اٹیچی کھولا تو میں نے چپکے سے جھانکا اس کی فراکوں کے درمیان وہ شیشے کی گڑیا رکھی ہوئی تھی۔

یہ کیا ہے۔ میں نے اسے پوچھا تو اس نے مجھے غور سے دیکھا اور مجھے محسوس ہوا کہ وہ میرا مذاق اڑا رہی ہے اسے میری زبان کی سمجھ نہیں آئی میں نے اس گڑیا کی طرف اشارہ کیا تو اس نے گڑیا باہر نکالی وہ خود اس کی خوبصورتی میں کھو گئی تھی اس نے اس کے پیٹ کو چھوا تو گڑیا کی آنکھیں گھومنے لگیں۔

مجھے دکھاؤ میں نے شرماتے ہوئے اسے کہا۔

میں نہیں چاہتا تھا کہ مجھے کوئی گھر والا دیکھے ورنہ وہ مجھے ڈانٹتے لیلیٰ نے مجھے گھور کر دیکھا اور خاموشی سے گڑیا کو اٹیچی میں رکھ دی اس کی اس حرکت سے مجھے بہت دکھ ہوا اور میں بد دل سا ہو گیا لیلیٰ کو علم تھا کہ مجھے اس کی گڑیا اچھی لگی ہے وہ مجھے دیکھ کر جلانے کے لیے گڑیا نکال لیتی اور خود کھیل کر رکھ دیتی مجھے لیلیٰ بہت ہی بد دماغ معلوم ہوتی اگر مجھے گڑیا کی ضرورت ہوتی تو میں ابو سے کہتا وہ مجھے بازار سے لا دیتے میں اس خیال سے دل کو تسلی دے لیتا اگر مجھے گڑیا مل جاتی تو مجھے خوشی ہوتی میں اس کو سکول لے جاتا اور دوستوں کو دکھاتا میں ابو سے کہوں گا لیکن میں تو ابو سے بات کرنے میں ڈرتا ہوں ویسے کوئی خاص وجہ تو نہ تھی لیکن مجھ میں بات کرنے کی ہمت نہ تھی ابو بھی مجھ سے زیادہ بات نہیں کرتے تھے۔

میں تو دور سے ہی ان کو دیکھتا تھا لیکن ہمت کر کے میں گڑیا کے بارے میں کہنے لگا۔ وقاص

انہوں نے مجھے قریب بلا کر کہا۔

بیٹا تم سکول نہیں جا رہے ہو۔

جی نہیں میں سب کچھ بھول کر بولا۔ دراصل ابو آپ کے آنے کی وجہ سے میں نے چھٹیاں لی ہوئی ہیں اس کے بعد انہوں نے کچھ نہیں کہا میں بھی چپ رہا تھا اس کے بعد میں نے گڑیا کے متعلق سوچنا چھوڑ دیا تھا سکول میں سب دوست مجھے تنگ کرتے ان کو لیلیٰ کے بارے میں علم ہو چکا تھا۔

وقاص۔۔ ایک لڑکی یاسمین بلند آواز میں کہہ رہی تھی۔ سنا ہے کہ تیرے ابو جاپان سے ایک لڑکی بھی ساتھ لائے ہیں کہاں ہے۔ پیچھے سے کئی آوازیں آئیں یہ سن کر میرا دل سب کو مارنے کو چاہا لیکن میں خاموش ہی رہا کیوں کہ کل ہی یاسمین نے مجھے چاکلیٹ دی تھی۔

لیکن پھر بھی اسے ابو کے بارے میں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے تھی ابو کی کوئی بیوی جاپان ہے یہ بات بالکل جھوٹ تھی یاسمین کو بھلا کیسے پتہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں پھر بھی یہ خیال مجھے تنگ کرتا رہتا امی میں نے ایک روز امی سے پوچھا۔

میری کلاس فیلو یاسمین کی امی کہتی ہے کہ۔۔؟

کیا کہتی ہے۔۔ امی نے میری بات غصے سے کاٹتے ہوئے کہا یہی کہ ابو کی ایک اور بیوی اور بچے جاپان میں ہیں۔

میں نے دھیرے سے پوچھا تو امی نے کہا کہ مجھ سے کیا پوچھتا ہے جا کر اپنے باپ سے پوچھ ابو کو آئے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا میں ان کے ساتھ والے کمرے میں ہوتا تھا۔

ایک رات جب میں سونے جا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ لیلیٰ ابو کے اس طرح پاس کھڑی تھی

Digest.pk

لیلیٰ کی طرح ہم بھائیوں نے آج تک ابو سے کبھی کھل کر بات نہیں کی تھی مجھے لیلیٰ سے جلن سی ہونے لگی تھی میرا خون کھول اٹھا تھا میرے پاس نہ اچھے کپڑے تھے نہ شیشے کی گڑیا تھی پتلون ہمیشہ گندی رہتی اور اس میں بٹن بھی نہیں تھے کیا یہ وجہ ہے کہ ابو مجھے پسند نہیں کرتے۔

اس وقت میرا دل چاہا کہ خوب روؤں اور پھر میں سسکیاں لے کر خوب رویا ایک دم مجھے ابو کے بلانے کی آواز آئی۔

جی ابو ابھی آتا ہوں۔۔ میں نے جواب دیا میں آہستہ سے ابو کے کمرے میں داخل ہوا تو لیلیٰ ابو کے گلے میں بانہیں ڈالے بیٹھی تھی مگر میں نے اسے نظر انداز کر دیا۔

آؤ وقاص بیٹا۔۔ یہ کہہ کر ابو نے مجھے گلے سے لگا لیا اور جاپانی زبان سے لیلیٰ سے کچھ کہا پتہ نہیں ابو نے لیلیٰ سے کیا کہا تھا لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا تھا اس رات ابو نے کہا تھا کہ لیلیٰ یہ تمہارا بھائی ہے اس رات گھر میں ایک طوفان پیدا ہو گیا تھا۔

وہ لاوا جو پچھلے آٹھ دنوں سے پک رہا تھا یک دم ابل پڑا امی اور ابو میں سخت لڑائی ہوئی کسی کی ہمت نہیں تھی کہ درمیان میں آتا یہ لڑائی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی گئی ابو کی تو یہی کوشش تھی کہ اپنے اوپر قابو پائے رکھیں کہ تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو وہ اپنی صفائی میں کہتے رہے امی کہتیں۔

تمہاری صفائی پر یقین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے سب کچھ پتا چل گیا ہے امی نے غصے سے کہا۔

تمہیں کیا پتا ہے ابو نے غصے میں کہا۔ تمہیں کچھ پتا نہیں۔

مجھے بے وقوف مت بناؤ مجھے نواز نے سب کچھ لکھ دیا ہے۔ امی نے طیش میں آ کر کہا۔

نواز امی کے رشتہ دار بھائی تھے اور وہ جاپان میں ہی رہتے تھے ابو خاموش ہو گئے۔ مگر امی کا غصہ اور بھی بڑھ گیا اور پھر وہ ایک دوسرے کو طعنے دینے لگے بستر پر لیٹ کر میں اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا مانگ رہا تھا۔

اے اللہ اس جھگڑے کا انجام برا نہ ہو ایک روز مجھے چیزیں پھینکنے اور لڑنے جھگڑنے کی آوازیں آئیں میں نے کانوں میں انگلیاں دے لیں مگر آنکھوں سے آنسو جاری تھے کافی دیر کے بعد مجھے امی کے سیڑھیاں اترنے اور سسکنے کی آوازیں آئیں صبح جب میں اٹھا اور دیکھا کہ ابو اپنا اور لیلیٰ کا سامان پیک کر رہے ہیں۔

ابو کہاں جا رہے ہیں میں نے بڑے بھائی سے پوچھا۔

جہنم میں۔۔ وہ جھلا کر بولا۔ میں نے خود سے سوال کیا آخر سب کو کیا ہو گیا ہے لیکن اس بات کا میرے پاس بھی جواب کہاں تھا۔

ابو نے پہلے دادی اور پھر امی کو الوداعی سلام کیا پھر ہم سب کو سینے سے لگا کر پیار کیا میرے دونوں بھائیوں نے اپنی آنکھیں صاف کیں ابو نے یوں دیکھا جیسے یہ منظر انہوں نے دیکھا ہی نہ ہو انہوں نے لیلیٰ کو اپنی زبان میں کچھ کہا۔

اور وہ فوراً اٹھ کر کھڑی ہوئی اس کی فراک بہت پیاری تھی بڑے بڑے گلاب کے پھول بنے ہوئے تھے میں ستون سے لگا خاموش کھڑا تھا وہ میرے نزدیک آ کر مسکرائی مگر میں مسکرا بھی نہ سکا وہ میرے اور قریب آئی اور شیشے کی گڑیا مجھے تھما دی اور ایک بار پھر مسکرائی اور پھر اپنی زبان میں کچھ کہتی ہوئی سیڑھیوں سے نیچے اتر گئی۔

ابو آگے اور لیلیٰ ان کے پیچھے پیچھے بوجھل قدموں سے چلتے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئے اور وہ ہم سے کوسوں دور جا رہے تھے۔

Digest.pk

چند لمحوں بعد ہی کی گرفت کی سحر سے
اجھل ہوگئی آج بارہ برس بعد پھر مجھے لیلیٰ کی یاد
آگئی اور میں اس بارے میں سوچ رہا ہوں شاید
میں اسے یاد بھی نہ ہوں لیکن میری دعا ہے کہ اللہ
میری بہن کو جو مجھ سے کوسوں دور ہے ہمیشہ خوش
خرم رکھے آمین۔
قارئین کیسی لگی میری کاوش اپنی قیمتی رائے
سے ضرور نوازئے گا مجھے بے چینی سے انتظار رہے
گا اور میں مشکور ہوں ان قارئین کا جو میری
کہانیاں پسند کرتے اور میری حوصلہ افزائی کرتے
ہیں آخر میں سب کے لیے دعا گو ہوں اللہ سب کو
خوش رکھے آمین۔

یہی وعدہ لیا تھا نا.....

ہمیشہ خوش ہی رہنا ہے، تو دیکھو
دیکھ لو آ کر، میری آنکھوں کو دیکھو تم
یہ کتنی شوخ لگتی ہیں
میرے ہونٹوں کو دیکھو لم، ہمیشہ مسکراتے ہیں
یہی وعدہ لیا تھا نا.....
ہمیشہ خوش ہی رہنا ہے تو دیکھو، دیکھ لو آ کر
کوئی بھی غم اگر آیا، اسے ہنس کر سہا میں نے
میرے چہرے کو دیکھو تم، ہمیشہ پر سکون ہو گا
تو سوچو گے کیا تھا جو میں نے تم سے
وہ وعدہ کر دیا پورا
مگر اک بات ہے پیارے، کبھی جو وقت مل جائے
تو میری شاعری پڑھنا، تمہیں محسوس تو ہو گا
کہیں تلخی بھرا لہجہ، کہیں یہ سرد سا لہجہ
کہیں پہ درد کی جھیلیں
کہیں لہجے کی کڑاوہٹ
سفر میں خوش تو ہوں میں
لہو پر لفظ روتا ہے، لہو پر لفظ روتا ہے
یہی وعدہ لیا تھا نا
ہمیشہ خوش ہی رہنا ہے
تو دیکھو.....
دیکھ لو آ کر.....
(پریا، انک)

غزل

دن رات ترسنے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
ہم ٹوٹ کے بکھرنے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
کچھ اپنی تم کو بتلائیں کیا حال ہمارا ہوتا ہے

ہم تنہا رونے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
یہ سانسیں بھی تھم جاتی ہیں یہ دھڑکن بھی رک جاتی ہے
ہم جینے مرنے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
جب تم کو بھولنے لگتے ہیں تو خود کو مردہ پاتے ہیں
ہم پھر سے جینے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
(روبینہ نواز، راجن پور)

غزل

کیسے ہم اپنی محبت کو اس کے سامنے بیان کریں
وہ ہماری زندگی ہے یہ کہہ کر کیوں اسے حیران کریں
ہم تو اجڑ چکے ہیں محبت کی راہوں پہ چل کر
اب اس کی زندگی کو کیوں ہم ویران کریں
چھوڑ دیں گے اس کی دنیا کو اک دن ہمیشہ کے لیے
اسے کہہ دو کہ وہ نہ خود کو اتنا پریشان کرے
(روبینہ نواز، راجن پور)

Digest.pk

بدنامی کی موت

--تحریر۔مصباح محبوب۔ گجر سنگھ، جڑانوالا

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آپ کی خدمت میں ایسی کہانی لے کر حاضر ہوئی ہوں جو سبق آموز کہانی ہے مجھے امید ہے کہ آپ سب کو پسند آئے گی اور آپ میری حوصلہ افزائی ضرور کریں گے یہ ایک سچی اور ہمارے اپنے ہی علاقے کی کہانی ہے میں نے اس کا نام۔بدنامی کی موت رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ کہانی بالکل سچی ہے اور میرے ہی علاقے کی ہے دسمبر کی سرد ترین رات تھی جب ناصر اپنی بھابی کے پیچھے اپنی پھوپھو کے گھر گیا تھا اپنی بھابی سے کہنے لگا کہ بھابی رخسانہ کسی کے ساتھ بھاگ گئی ہے بھابی ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔
اچانک بھابی کی نظر رخسانہ کے والد پر پڑی جو کافی دیر سے وہاں کھڑا کچھ ڈھونڈ رہا تھا سب کے چہروں کو پہچان رہا تھا۔
لیکن ایسا لگ رہا تھا جو کچھ وہ ڈھونڈ رہا تھا اسے نظر نہیں آرہا تھا اسی طرح رات گزر گئی پھر صبح پورے گاؤں میں ڈھنڈورا پٹ گیا کے رخسانہ بھاگ گئی ہے اسی طرح تین دن گزر گئے اور کسی کی زبان پر کچھ اور کسی کی زبان پر کچھ یعنی جتنے منہ اتنی ہی باتیں
ناصر کی پھوپھو کی شادی نہیں کی تھی اور وہ فقری لائن میں تھی اس کے گھر میلا لگتا لنگر پکتا تھا لوگ جمع ہوتے تھے ہر کوئی وہاں آتا جاتا کھانا کھاتے لوگ ان کے ہاں کسی دربار کی طرح گزرتے تھے۔
ناصر کی پوری فیملی پھوپھو کے گھر تھی اس دن جس دن بھابی نے ناصر کو بتایا ٹھیک تین دن بعد فجر کی آذان کے وقت رخسانہ کے گھر سے بین کرنے کی آواز آئی جیسے کوئی اتنی اونچی آواز میں رو رہا ہو محلے والے اکھٹے ہو کر ان کے گھر گئے تو رخسانہ کی ماں اونچی آواز میں رو رہی تھی۔
اور رخسانہ چارپائی پر مردہ حالت میں پڑی تھی ان کے گھر میں مہمان آئے اور اسے نہلانے کا وقت آیا گاؤں میں جو عورتیں مردوں کو نہلاتی ہیں جب اسے نہلانے لگیں تو اس کے گلے میں نشان تھے صبح تو معلوم ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے لیکن جو بات سامنے آئی اس سے پتہ چلا کہ رخسانہ کو بجلی لگا کر مارا گیا تھا کفن دفن کے بعد آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا گھر میں رخسانہ کی موت کا دکھ صرف اس کی ماں کو تھا اور کسی کو بھی اس کا کوئی دکھ نہ تھا۔
چار بھائی تھے ایک بیرونی ملک رہتا اور باقی گھر میں میں رہتے کچھ نے مویشی وغیرہ رکھے

Digest.pk

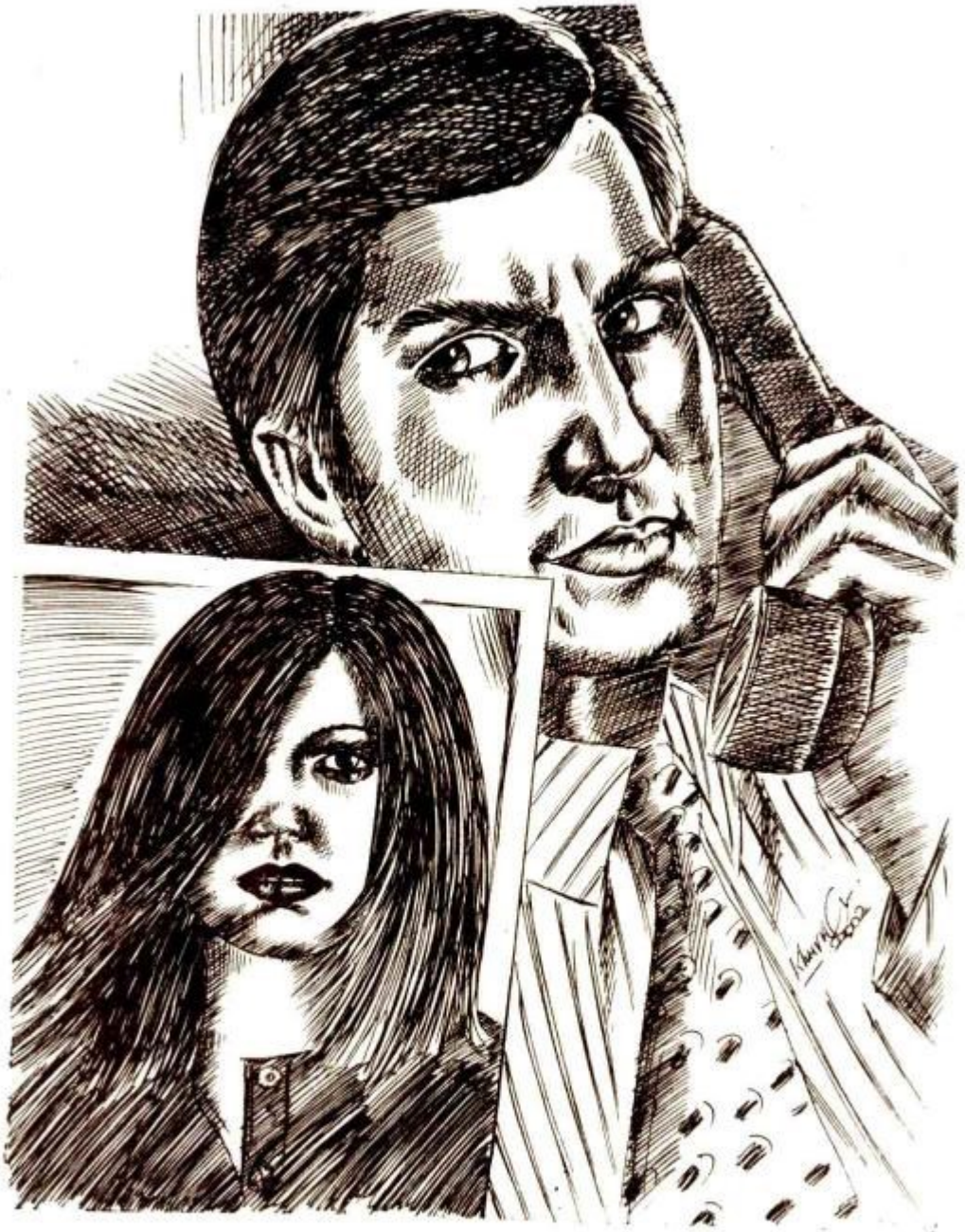

Digest.pk

کی موت بھی تبھی ہوئی جب اس کی ماں بھینسوں کا دودھ نکالنے گئی ہوئی تھی

رخسانہ نے بہت چھوٹی عمر میں مڈل پاس کیا تھا اس کا قد درمیانہ اور گندمی رنگت اور سمارٹ تھی۔

وہ بہت تیز تھی اس نے ہر کام بہت تیزی سے سنبھالتی تھی گھر کے کام اور پھر کھیتوں میں بھی اور حویلی میں مویشیوں کا کام بھی بہت اچھی طرح سنبھالا ہوا تھا گھر سے حویلی اور پھر باہر کا کام اتنی آزادی نے اسے موت کے قریب کر دیا تھا۔

رخسانہ کے گھر کے پاس ہی اکرم کا گھر تھا اکرن ایک درزی تھا رخسانہ اس سے بٹن لینے گئی تھی اور یہی سے اس کی ابتا ہی شروع ہوئی تھی وہ بٹن لے کر واپس مڑی ہی تھی کہ اکرم بولا۔

ایک منٹ میڈم آج آپ بہت ہی خوبصورت لگ رہی ہو کم عمری میں کسی نوجوان سے اپنی تعریف سن کر بہت خوش ہوئی اب تو بہانے بہانے سے وہ اکرم کے پاس جانے لگی۔

اسی طرح ایک دو مہینے گزر گئے اکرم کی محبت رخسانہ کے دل میں گر کر گئی اور اسے اپنے دل کی گہرائیوں سے چاہنے لگی کبھی اس کے لیے مختلف مزیدار کھانے بنا کر لے جاتی آج اس کی ہونے والی ساس اس کی خالہ سندھ سے آئی ہوئی تھی جو کے بہت امیر تھی رخسانہ کی والدہ کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے بیٹی اپنی بہن کے گھر میں بیاہے۔

لیکن اس کی خالہ امیر لوگوں کو پسند کرتی تھی دل سے وہ اس رشتے پر خوش نہ تھی آج پھر رخسانہ ناصر کے گھر آئی اور اس کی بھابی سے کہنے لگی کہ میں نے اپنے منگیتر کے لیے سوٹ لینا ہے مجھے کپڑے کا معلوم نہیں ہے کون سا سوٹ اچھا اور کون سا برا ہے میرے ساتھ چلو اور ساتھ میں یہ بھی ہے نہیں بتائی اور اس نے وہاں سے سوٹ لیا اور۔ درزی کو سلائی کے لیے دے دیا۔

اس نے وہ سوٹ دینا تھا کہ پورے گاؤں میں اس کے چرچے ہونے لگے۔

اب تو آئے دن رخسانہ کے جسم پہ کبھی کہیں زخم ہوتا تو کبھی کہیں وہ اپنے جسم کے کبھی کسی حصے کو کاٹتی اور کبھی کسی حصے کو اور پن میں بھر کر اکرم کو خط لکھتی تھی وہ دل و جان سے اکرم کو چاہتی تھی مگر اکرم اپنی ہوس پوری کرتا تھا۔

اتنے میں سوٹ سل گیا اور وہ پرفیوم اور واچ اور سوٹ لے کر اکرم کو دے آئی اور ساتھ ہی اپنے دل کی بات کی کہ اکرم اب ہم شادی کر لیں اب تمہارے بغیر نہیں رہا جاتا کیوں کے شادی کرتی تو اس کے گھر والے اسے قبول نہیں کرتے ایسا کرتے ہیں گھر سے بھاگ کر کورٹ میرج کر لیتے ہیں۔

اسے رخسانہ کی یہ ترکیب اچھی لگی دونوں نے پلان بنایا کہ کل شام کو گھر سے بھاگ جائیں گے اگلی شام رخسانہ گھر سے زیور تمام نقدی لے کر اکرم کے گھر آ گئی ایک رات تو اس نے اکرم کے گھر میں ہی گزاری بنا نکاح کے ہی رخسانہ تو اس حق میں نہ تھی کہ وہ نکاح کے بغیر اس کے ساتھ رہے مگر اکرم نے اسے باتوں میں ایسا پھنسایا کہ اسے مکمل یقین دلایا کہ میں تم سے ہی نکاح کروں گا مگر پوری رات اکھٹے گزار کر اگلی صبح وہ چار دوستوں کو لے کر کھیت میں پہنچا اور انہیں ساری بات بتا دی اور آ کر رخسانہ سے کہا کہ چلو رخسانہ ہم کسی اور جگہ چلتے ہیں۔

یہ سب کچھ ادھر ہی رہنے دو جو تم لے کر آئی ہو اگر ضرورت پڑی تو چھوٹا دے آئے گا پھر اسی بہانے سے وہ رخسانہ کو گھر سے کھیت میں لیکر آ گیا کھیت میں چاروں کے حوالے کر کہ لوٹو جو مرضی کرو

Digest.pk

ان چاروں نے رخسانہ کو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑا اور اس کی عزت کو تار تار کر دیا۔

رخسانہ کے والد نے اکرم کے گھر والوں کو دھمکایا کہ اگر دو دن کے اندر ہماری لڑکی نہ آئی تو میں تم لوگوں کی ساری بیٹیاں اٹھا کو لے جاؤں گا اکرم کے والد نے اکرم کو کال کی کہ جلد واپس آجاؤ یہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔

اکرم کہنے لگا کہ ماں ہم تو سندھ کے قریب ہیں اور ہم جلد واپس نہیں آسکتے اکرم کے والد نے یہ سب رخسانہ کے گھر والوں کو بتا دیا کہ وہ تو سندھ کے قریب ہیں اب ہم جلدی واپس نہیں آسکتے۔

اکرم کے والد نے ہ سب رخسانہ کے والد کو بتایا رخسانہ کے والد نے یہ سب رخسانہ کی خالہ کو بتایا کہ وہ لوگ سندھ کے قریب ہیں اور ان کو پیار سے گھر لے جاؤ۔

رخسانہ کی خالہ تو پہلے ہی جان چھوڑانا چاہتی تھی کہیں وہ میرے گھر کی بہو نہ بن جائے۔

رخسانہ کے والد نے اکرم کا نمبر دیا اور کہا پیار سے بات کرنا اس کی خالہ نے ان سے بات کی اور گھر آنے کو کہا ان دونوں کو ان کی باتوں پر اعتبار ہو گیا اور وہ دونوں خالہ کے گھر کی طرف چلے گئے خالہ نے انہیں بہلا پھسلا کر واپس بھیج دیا اور رخسانہ کے والد کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ اسے زندہ مت چھوڑنا۔

رفیق نے اپنی بیٹی کو تو مار دیا مگر اکرم کو کچھ نہ کہا رخسانہ کی وفات کے بعد نہ کسی نے اس کا ختم دلایا اور نہ ہی کوئی اس کی قبر پر جاتا اگر اس کی والدہ جاتی تو اسے بھی کوئی نہ جانے دیتا۔

فضیلت جو رخسانہ کی ماں تھی وہ جب بھی کسی کے پاس بیٹھ جاتی تو کہتی کہ میں نے غصے سے رخسانہ سے بات نہیں کی تھی اگر مجھے پتا ہوتا کہ یہ لوگ اسے مار دیں گے تو میں اس سے کوئی بات ہی کر لیتی فضیلت کا دماغ اب اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا وہ بالکل پاگلوں کی طرح رہنے لگی۔

رفیق نے جب اپنی بیوی کی یہ حالت دیکھی تو سوچا کہ اس کے بیرونی ملک والے بیٹے کو بلا کر اس کی شادی کر دوں رفیق نے ایسا ہی کیا۔

اور اپنے بیٹے سلیم کو بلا کر اور اپنی بہن یعنی وسیم کی پھوپھو کی بیٹی سے اس کی شادی کر دی وسیم نے اپنی بیگم کے ساتھ چار مہینے گزارے تھے کہ اس کی چھٹی ختم ہو گئی اور پھر بیرونی ملک چلا گیا۔

پھر وسیم کے گھر بیٹا ہوا اور اس کے دوسرے بھائی کی بھی شادی ہو گئی تھی اس کے ہاں تین بیٹیاں ہوئیں اس رفیق کو اپنی پوتیوں کی شکل میں رخسانہ کئی بار نظر آتی مگر وہ کسی کو کہہ نہیں سکتا تھا۔

کیوں کہ اگر کہتا تو اس کا پول کھل جاتا کہ اس نے اپنی بیٹی کو قتل کیا ہے۔

ادھر رخسانہ اس کو ہر پل ہر وقت ستانے لگی تم نے مجھے کتنی بیدردی سے مارا ہے اب تیرے خاندان کی کوئی بھی لڑکی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔

تم اور تمہارا خاندان پوری زندگی لڑکیوں کو ترسو گے بیٹیاں تو ہوں گی مگر تم لوگ انکو بیا نہ سکو گے۔

یہ کہہ کو رخسانہ نے بجلی کے تار سے ایک تار کھینچ کر اپنے ناخنوں سے اسے چھیلا اور رفیق کے پاؤں میں پھینک دیا رفیق بھاگنا چاہتا تھا مگر اس کے پاؤں اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

اسی طرح اسی تار کے ساتھ چپک کر رفیق نے اپنی جان دے دی پھر صبح جب رفیق کا بیٹا اپنی بھینسوں کا دودھ لینے آیا اور اس نے اپنے باپ کی یہ حالت دیکھی اور ڈر گیا بجائے کے وہ ہاتھ لگاتا مگر پیچھے بھاگ گیا اور گھر والوں کو اطلاع کی اور گھر والوں نے سمجھا کہ بیمار ہے انہوں نے جلدی سے ڈاکٹر کو بلایا اور ڈاکٹر نے دیکھا تو وہ تو کافی دیر

Digest.pk

کا مر چکا تھا۔

وقت اپنی روانی میں چلتا رہا فضیلت نے اپنے دوسرے دونوں بیٹوں کی بھی شادیاں کر دیں اور ان کے پاس بھی بیٹیاں ہی ہوئیں ادھر وسیم اور شہباز کی اولاد بڑی تھی مگر دوسرے دونوں کی چھوٹی اور جب بالکل شادی کے قابل ہوئی تو ایک دن وسیم کی بڑی بیٹی جو کہ اپنے کمرے میں اچھی بھلی سوئی تھی مگر صبح تک نہ اٹھی تو سب نے اس کا دروازہ پیٹنا شروع کر دیا آخر کار دروازہ توڑنا پڑا پھر دیکھا تو وہ بھی بالکل رخسانہ کی طرح مری ہوئی تھی۔

گاؤں والوں نے دیکھا تو کہا کہ انہوں نے خود ہی مارا ہے اسے۔

یہ لوگ سب کو بتاتے کہ ہم ایسا کیوں کریں گے سب گاؤں والے کہنے لگے کہ ایسے ہی رخسانہ کو بھی مارا تھا ہوسکتا ہے صبا نے ایسی حرکت کی ہو مگر سب مانتے تھے کہ صبا ایسی نہیں ہے اسی طرح اس خاندان کی لڑکیاں جوانی میں قدم رکھتے ہی ایسی حالت میں ملتی سب بہت ہی پریشان تھے۔

مگر جب ان کی بیٹیاں مردہ حالت میں ملتی تو سوچتے کہ یہ سب رخسانہ کو مارنے کا نتیجہ ہے مگر فضیلت بہت ہی ڈری ہوئی تھی۔

ایک دن عامل بابا کے پاس گئی اور کہا کہ ہمارے گھر کی لڑکیوں کے ساتھ یہ واقعات ہو رہے ہیں عامل بابا نے کہا وہ بھی بتاؤ جو پہلے ہوا تھا اس کو ساری بات بتانا پڑی۔

عامل بابا نے کہا کہ کل آنا اور اپنی ساری بیٹیوں کو بھی لے کر آنا فضیلت کل پھر گئی عامل بابا نے کہا گھر میں نماز پڑھو اور قرآن خوانی کروا کے رخسانے کے نام کا ختم دلواؤ اور تمام لڑکیوں سے کہا کہ تم سب رخسانہ سے معافی مانگ لینا وہ تمہاری بہن ہے تم کو معاف کر دے گی اور ساتھ میں فضیلت کے بیٹوں کو وہ عمل بھی بتایا جس سے رخسانہ کی روح حاضر ہوسکتی تھی اور دم کیا ہوا پانی بھی دیا۔

اور کہا کہ گھر چار کونوں میں پانی کا چھڑکاؤ کرنا ہے انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر قرآن خوانی کی گئی اور رخسانہ کو حاضر کیا گیا اور اس سے معافی مانگی مگر رخسانہ بہت ہی غضبناک ہو چکی تھی۔

وہ بولی کہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا تم نے جو کرنا تھا وہ تو کر لیا لیکن میں تم سب کو چھوڑوں گی نہیں سب اس کے قدموں میں گر گئے۔

رخسانہ کی ماں بھی رخسانہ نے دیکھا کہ ماں تو بے قصور ہے مگر میرے پاؤں میں کیوں تو اسے رحم آ گیا اس نے سب کو معاف کر دیا اس کی روح کہنے لگی کہ میں غلط تھی مگر میری غلطی کا فائدہ یہ اٹھایا کہ میں تو اپنے ابا کو بتانا چاہتی تھی کہ میں اپنے دشمنوں سے اپنی عزت کا بدلہ لے سکوں۔

مگر مجھے ایسی موت دی کہ بجلی کے تاروں کے ساتھ تڑپ تڑپ کے مری میں چیختی رہی مگر میری ایک نہ سنی پھر یہ سب بتانے کے بعد رخسانہ نے ہاتھ باندھے اور اوپر آسماں کی طرف اڑنے لگی کافی اونچائی تک نظر آتی رہی۔

اس کے بھائیوں کے سر سے مصیبت ٹلی اب ان کی بیٹیاں بالکل ٹھیک ہیں۔

اور ان کی شادیاں بھی ہو رہی ہیں سب اپنے اپنے گھروں میں خوش ہیں۔

قارئین کیسی لگی میری تحریر ضرور بتائیے گا

گلاب کو بھی کنول بنا دیتے ہیں
ان کی اک نظر پہ غزل بنا دیتے ہیں
کسی کمبخت نے ہم سے وفا نہیں کی ورنہ
ہم اپنے پیار کا تاج محل بنا دیتے

بنا کر چھوڑ دیتے ہیں وہ اپنی ذات کا قیدی
کچھ لوگ اس طرح بھی محبت کا انتقام لیتے

Digest.pk

ہیں

.....

اپنی وفا کا اتنا دعوہ نہ کیا کرا ے جان جانا
میں نے تو کو بھی جسم سے بیوفائی کرتے دیکھا ہے

.....

بے رخی کبھی کسی کو جیت نہیں سکتی
محبت سچی ہو تو چھوڑ جانے والے بھی لوٹ آتے ہیں

زین ظفر۔ رانا ٹاؤن

.....

غزل

سن نسبت ہجر غم کے ماروں سے
بات کی تھی جو چاند تاروں سے
چاندنی رات میں رہے بے تاب
جل بجھے آتشیں نظاروں سے
ان کی محفل میں بات کر نہ سکے
راز دل کہہ دیا اشاروں سے
اشک بہتے ہیں روشنی ہی سے
میری پلکوں پہ ان شراروں سے
ان کی نظروں میں ہو گے کم تر
بڑھ گئے درد میں ہزاروں سے
کیوں اڑا لے گئی خزاں جاوید
پھول مانگے تھے جو بہاروں سے

(محمد اسلم جاوید، فیصل آباد)

غزل

جب وفائیں میری یاد کر کے رویا کرو گے تم
نہ نیند آئے گی نہ سویا کرو گے تم
اس وقت میری یاد تمہیں بہت ستائے گی
جب کسی سے آنکھ ملایا کرو گے تم
تڑپے دل اور آہ بھی نہ نکلے زبان سے
چپ چاپ آنسوؤں کو بہایا کرو گے تم
جذبات میں آ کر جلا دے میری ساری وفائیں
اب کس طرح جی کو بہلایا کرو گے تم
اب کس طرح جی کو بہلایا کرو گے تم
موت تو برحق ہے جدا کر کے ہی چھوڑے گی
وعدہ کرو میری قبر پہ آیا کرو گے تم

(ثناء کنول، چکوال)

غزل

وہ شخص جو مجھے زندگی سے پیارا ہے
جس کے بغیر لگتا ویران جہاں سارا ہے
وہ ایسا شخص جس کی ذات ہے
میری نظروں میں چمکتا وہ محبت کا ستارہ ہے
نہیں ملتا تو دل کی حالت عجیب ہوتی ہے
اس میں میرا نہیں دل کا قصور سارا ہے
جب وہ محبت بھری باتیں کرتا ہے غفور
پتہ چلتا ہے وہ محبوب ہمارا ہے

(مولانا عبدالغفور نقشبندی گیلانی، حافظ آباد)

حسرت بھری نگاہوں کو آرام تک نہیں
وہ یوں بدل گیا کہ اب سلام تک نہیں
جس کی طلب میں زندگی اپنی گزار دی
اس بے وفا کے لب پہ میرا نام تک نہیں
جو کہہ گئے تھے شام کو بتائیں گے آج پھر
کچھ سال ہو گئے کوئی پیغام تک نہیں
مدفون ہوں تیرے ہجر کی اک ایسی قبر میں
کتبے پہ جس کے آج کوئی نام تک نہیں
بے اختیار اٹھتے ہیں میرے قدم اُدھر
حالانکہ اس گلی میں مجھے کام تک نہیں

(روبینہ نواز، راجن پور)

Digest.pk

کیوں بدنام ہے محبت

۔۔تحریر۔منیر رضا۔ساہیوال۔0315.4398843۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آج پھر ایک کہانی لے کر آپ سب کی خدمت میں پیش ہو رہا ہوں مجھے امید ہے قارئین اسے ضرور پسند کریں گے اور یہ ایک ایسی کہانی جو ہمارے معاشرے کو کوئی تو خدا خوفی پیدا کرے گی جن لوگوں نے سچے پیار کو تماشہ بنا رکھا ہے ان کو اگر اس کی کوئی بھی بات دل میں بیٹھ گئی اور وہ ایسا گناہ کرنے سے خود کو بچا سکیں تو میں سمجھوں گا میرا کہانی لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے میں نے اس کہانی کا نام۔کیوں بدنام ہے محبت رکھا ہے
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ واقعی سچا ہے دل ایک بچہ ہے جو وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتا ہے زندگی کے نشیب وفراز انسان کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔
یوں تو آئے روز ہم ناقابل فراموش واقعات اور عبرت ناک کہانیاں پڑھتے ہیں آئے روز کئی واقعات ہوتے ہیں۔
جن سے فل وقت تو ہم سبق لیتے ہیں اور ہر قدم پھونک پھونک کر رکھتے ہیں۔
مگر جیسے وقت گزرتا جائے دنیا کی رنگینیاں ہمارے دل ودماغ پر نقش ہونے لگتی ہیں اور ہم سب واقعات کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں۔
اور مستقبل میں اتنا مگن کو جاتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر ہی نہیں رہتی کہ ہمارے آس پاس کیا ہو رہا ہے ہمیں تو فقط اپنی اسائشوں سے غرض ہوتی ہے کہ اور ہمارے سامنے کئی زندگیاں لقمہ اجل ہو جاتی ہیں خوب نوٹ جاتے ہیں۔
بہت سی بیٹیاں بے آبرو ہو جاتی ہیں آخر کب تک ایسے حالات رہیں گے۔
کب تک ہماری نادانیاں ہمارے والدین کا شرمندگی کا باعث بنیں گی آئے روز کے واقعات سے ہم نصیحت کہاں حاصل کرنے والے ہیں۔
جب تک ہم پر بیلطفی نہ کر لیں ہمارے کانوں پہ جوں نہیں رینگتی۔
محبت وہ پاکیزہ شب ہے جسے ہم نے اپنی نادانیوں کی کے باعث بدنام کر دیا ہے دوسروں کے عیب بڑے،واضح دکھائی دیتے ہیں۔
مگر آدمی خود میں تلاش کرے تو خامیوں کے انبار لگے ہوں گے آج کون چاہتا ہے کہ وہ خود کو غلط تصور کرے۔
یہاں تک کہ وہ اپنے رونگ کو بھی رائٹ ہی تصور کرتا ہے۔

Digest.pk

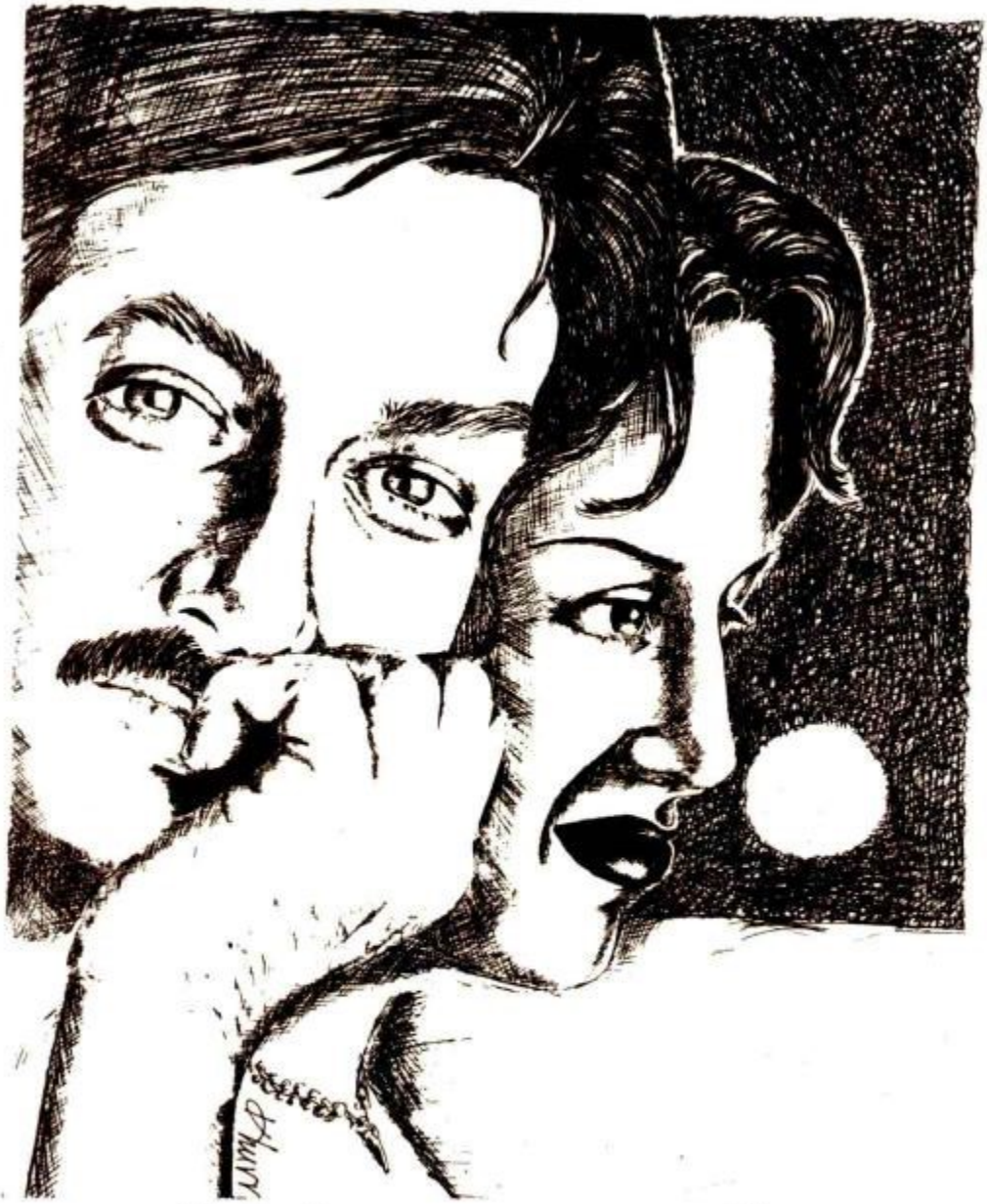

Digest.pk

اور یہی تصور اس کی زندگی برباد کرتا ہے جب وقت بیت جاتا ہے تب پچھتانا بھی فضول ہوتا ہے یہی پچھتاوا انسان کے لیے فضول بن جاتا ہے۔

اور اس روگ کو مٹانے کے لیے وہ سہارے تلاش کرتا ہے مگر افسوس منشیات کا سہارا اس کی جان بھی لے سکتا ہے۔

آیئے قارئین رامین کی داستاں سنئے

میں اپنے معمول کے مطابق اپنے گھر کے کام کاج میں مصروف تھی موبائل تو اکثر میرے پاس ہی رہتا ہے اچانک گھنٹی بجنے لگی اور مسلسل بج ہی رہی تھی میں نے دیکھا تو ایک نیا ہی نمبر تھا۔

میں نے اٹنڈ نہ کیا دوبارہ پھر فون بجنے لگا اس بار دل نے چاہا کہ سنا جائے آخر کون ہے جو مسلسل فون کر رہا ہے میں نے رسیو کیا ہیلو کون؟

جی میں خاور بات کر رہا ہوں

بولیں کس سے بات کرنی ہے۔؟

جی میں نے آپ سے ہی بات کرنی ہے

جی بولیں کیا بات ہے۔ میں آپ کا نام جان سکتا ہوں کیا میں نے فون بند کر دیا۔

اس کے بعد مسلسل فون کی بل بجتی رہی مگر میں نے کوئی بھی رسپونس نہ دیا۔

میں اپنے کام میں مگن ہو گئی گھر والے کھیتوں میں کام کے لیے چلے گئے میں اکثر گھر میں اکیلی ہوتی تھی دو تین روز گزر گئے خاور کی کال نہ آئی تھی چوتھے روز اس کا ایک ایس ایم ایس آیا پلیز اپنا نام تو بتا دو میں نے جواب میں لکھا جس سے نمبر لیا اسی سے پوچھ لو مگر وہ بار بار ایک ہی میسج کر رہا تھا۔

میرا بھی ایک ہی جواب تھا آخر کار وہ رک گیا اور اس کے میسج بھی آنا بند ہو گئے میں بھی ایک الجھن میں پڑ گئی اب کیا کروں مگر چند روز بعد پھر وہی سلسلہ شروع ہو گیا بار بار ایک میسج آخر کار میں تنگ آ کر اسے بتا دیا کہ میرا نام رامین ہے۔

اب خاور کا معمول بن گیا تھا کہ مجھے روزانہ رات کو ایک غزل سینڈ کرتا تھا اسکا معمول مجھے اس کے قریب تر کرتا جا رہا تھا۔

اب میں بھی اسے میسج کا جواب دینے لگی تھی ہم ایک دوسرے کے بہت ہی قریب ہو چکے تھے ایک روز خاور نے فیس ٹو فیس ملنے کا اسرار کیا میں نے ہاں کہہ دی اس نے ایڈریس پوچھا تو میں گھبرانے لگی مگر ہمت سے کام لیا میں نے اسے ایڈریس بھی بتا دیا اگلی صبح خاور نے کال کی اور کہا کہ وہ جلد ہی آ رہا ہے میں نے کھانا تیار کیا ابھی میں مصروف تھی کہ دروازے پہ دستک ہونے لگی۔

میں نے دروازہ کھولا تو ایک خوش پوش نوجوان میرے سامنے کھڑا تھا جی آپ کی تعریف تعریف اس خدا کی جس نے ہمیں تخلیق کیا بندہ کو خاور کہتے ہیں اور آپ کا نام جی میرا نام رامین ہے۔

آیئے ناں آپ باہر کیوں کھڑے ہیں میں نے کہا میں نے خاور کو کھانا پیش کیا اس نے کہا آپ بھی میرے ساتھ کھائیں تبھی تو بات بنے گی جی ضرور کیوں نہیں میں نے کہا ہم نے مل کر کھانا کھایا۔

خاور کا شاعرانہ مزاج تھا وہ کھانے کے ساتھ ساتھ ہی شاعری کہنے لگا

آنکھوں میں کچھ خواب سجائے چل پڑے ہیں
محبت کی راہوں پہ یوں انجان ہیں
ناواقف سی پہچان ہے اپنی
کبھی گزر نہیں ہوا محبت کے آنگن سے
نجانے کیسا مزاج رکھتی ہے محبت
سنا تو ہے جان لیوا ہے محبت
مگر اتنی مٹھاس میں اتنا زہر کیوں
چھپائے پھرتے ہیں
محبت کب تک رسوا کرے گی
کب تلک دل جلائے گی محبت
ہمیں کب پھولوں پہ سلائے گی محبت

Digest.pk

اے خاور صاحب آپ تو اچھے شاعر بھی ہیں رامین تھا نہیں بن گیا ہوں۔

اور یہ سب آپ کی کرم نوازی ہے رامین آپ سے ایک بات کہنی تھی جی کہیں آئی لو یو رامین۔ سیم ٹو یو خاور ان شبوں کے ساتھ ہی خاور کہنے لگا رامین میں اب چلتا ہوں۔

وہ خود تو چلا گیا مگر مجھے ایک بے قراری سی دے گیا اب طبیعت میں پہلا سا مزاج نہیں رہا تھا ہر لمحہ خیالوں میں گزرتا تھا پہلے تو ہر وقت ہنسی مذاق چلتا تھا مگر اب اضطرابی اور بے چینی ہر وقت مزاج میں رہتی ہے انداز گفتگو کافی بدل چکا تھا۔

اکثر رضیہ باجی میری خاموشی پہ خفا ہو جاتی تھی میں کر بھی کیا سکتی تھی کوشش تو بہت کرتی کہ سب سے اچھا برتاؤ کروں مگر یہ بات بھی اب شاید میرے بس میں نہیں تھی

کیوں دل پہ چھا گیا ہے ضطراب کا موسم
کہاں سے آ گیا ہے اضطراب کا موسم
ہلچل سی مچی ہے گوشہ دل میں
آتے ہی سما گیا ہے اضطراب کا موسم
آنکھ لگتے ہی پھر کھل جاتی ہے
مجھے اب جگا گیا ہے اضطراب کا موسم
فقط ایک شب اب زباں پہ برپا ہے
جو چپکے سے گن گنا گیا ہے اضطراب کا موسم
تخیل کی دنیا میں گم رہتے ہیں ہم
کچھ اس طرح چھا گیا ہے اضطراب کا موسم
رضا سنو تو دل میں شور کیسا ہے
امید کی شمع جلا گیا ہے ضطراب کا موسم

اب ہر صبح شام خاور کے خیالوں میں گزرتی تھی ایک دن خاور کا فون آیا رامین میں تم سے آج رات ملنا چاہتا ہوں مگر خاور یہ ناممکن ہے سب گھر والے اس وقت گھر میں موجود ہوتے ہیں۔

اور اگر انہوں نے دیکھ لیا تو وہ دن میری زندگی کا آخری دن ہوگا۔

تم فکر نہ کرو میں شام کو ہی تمہارے گھر کی دیوار پر اے ٹی ون گولیاں رکھ دوں گا تم ان سب کو چائے میں کھلا دینا۔

ایسا ہی ہوا نجانے کب خاور دیوار پر گولیاں رکھ کر چلا گیا میں نے ان میں سے دو گولیاں چائے میں ملا دیں سب آہستہ آہستہ نیند کی دنیا میں کھو گئے رات دس بجے خاور نے کال کی میں دروازہ کھولا اور اسے اپنے کمرے میں لے گئی یہاں سے پیار کی باتوں کا آغاز ہو گیا ہم پیار بھری باتوں میں کھو گئے۔

آج میں بھی بے بس ہو گئی تھی اور اسی بے بسی نے مجھے سب کچھ بھلا دیا اور قارئین ادارے کے رول کے مطابق کچھ باتوں پر پردہ پانا بھی ضروری ہوتا ہے صبح ہونے کے آثار نظر آنے لگے۔

خاور نے بھی جانے کی تیاری کی میں بھی جلدی سے فریش ہو کر اپنے بستر پر لیٹ گئی سورج طلوع ہو چکا تھا میری آنکھ بھی کھل گئی۔

سب گھر والے بھی بیدار ہو چکے تھے میں نے ناشتہ بنایا اور سب نے ناشتہ کیا اور اپنے اپنے کام پہ چلے گئے گھر میں ہم دونوں رہ گئی تھیں۔

رضیہ نے رات کی ملاقات کا پوچھا تو میں ڈر گئی کر بھی کیا سکتی تھی آخر رضیہ کو سب کچھ بتانا پڑا میری نادانی پہ رضیہ مجھ سے بہت غصہ ہوئی۔

اور بولی رامین تم کو ذرا بھی اپنے والدین کی عزت پہ ترس نہیں آیا تم نے اپنے جذبات میں اپنا ہوش بھی کھو دیا آخر ایسی کون سی مجبوری تھی یہ سب تو شادی کے بعد بھی ہو سکتا تھا رضیہ تمہیں کیا بتاؤں میں بے بس ہو چکی تھی۔

اور میری اس بے بسی نے مجھے اتنا بڑا قدم اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے رامین اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو ہم جیتے جی مر جائیں گے وہ دن سوچو کیسا ہوگا خیر آئندہ احتیاط کرنا اور ہاں اب خاور کو کہہ دو اپنے

Digest.pk

والدین کو ہمارے گھر بھیجے تا کہ اس راز کو فاش ہونے سے پہلے ہی تمہاری شادی ہو جائے۔

اور ہم بھی ذلیل ہونے سے بچ جائیں رضیہ کی باتوں نے مجھے خوف زدہ کر دیا میں نے خاور کو فون کیا اور اسے کہا کہ جتنا جلدی ہو سکے اپنے والدین کو ہمارے گھر بھیجیں۔

خاور نے کہا کہ اتنی جلدی بھی کیا ہے اور کہا رامین میں کل رات والی حرکت پہ بہت شرمندہ ہوں خاور جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا اب بجائے کہ ہم اس پر شرمندہ ہونے کے ہمیں اس کا کوئی حل تلاش کرنا ہوگا رامین تم ذرا بھی فکر نہ کرو میں بہت جلد اپنے والدین کو تمہارے گھر بھیج رہا ہوں۔

سات دن گزر گئے مگر خاور نے ایسا کوئی قدم نہ اٹھایا جیسے جیسے دن گزرتے گئے میری پریشانی میں اضافہ ہوتا گیا۔

ایک روز ماں نے پوچھا کہ رامین کیا بات ہے تمہارا رنگ اتنا زرد کیوں پڑ گیا ہے ماں کچھ نہیں ہے ایسی تو کوئی بھی بات نہیں ہے۔

آپ بے فکر ہو جائیں خیر ماں کو تو میں تسلی دے دی مگر میرے دل میں بس ایک ہی خدشہ تھا کہیں یہ راز فاش نہ ہو جائے۔

اگر ایسا ہو گیا تو میری بدنامی تو ہو گی مگر میرے والدین کی بھی عزت خاک میں مل جائے گی دو ماہ سے زیادہ ہو گئے تھے میری طبیعت واضح ہوتی جا رہی تھی میری امی کو مجھ پہ شک ہو گیا تھا۔

ماں نے کہا رامین میرے ساتھ میری دوست رخسانہ کے پاس چلو ہم صبح صبح ڈاکٹر رخسانہ کے پاس چلے گئے اس نے میرا چیک اپ کیا اور کہا کہ مبارک ہو آپ کی بیٹی ماں بننے والی ہے ماں یہ سنتے ہی چلا اٹھی ارے کمبخت ماری تم نے ہماری عزت خاک میں ملا دیا ہے اور ذرا بھی نہ سوچا۔

اب فون کرو اپنے عاشق کو اور کہو کہ میرے ساتھ یہ سب ہو چکا ہے جتنی جلدی ہو سکے یہاں پر آجائے میں نے خاور کو فون کیا ہیلو خاور۔

جی رامین میں اس وقت ہسپتال میں ہوں اور جو نہیں ہونا تھا وہ ہو گیا ہے ہو سکے تو تم جلد ہسپتال آجاؤ ماں کو بھی پتہ چل گیا ہے۔

اور اس وقت ماں میرے ساتھ ہے اس نے ہی کہا ہے کہ اسے فون کرو جلد سے آجائے پلیز اگر تم نہ آئے تو میری زندگی برباد ہو جائے گی سمجھو رامین یہ جان کے مجھے بھی اپنے کئے پر ملامت ہو رہی ہے میں اب خود سے بھی آنکھ نہیں ملا سکتا۔

اور ہاں اس میں بہاولپور میں اور میرا آنا مشکل ہے خاور تم اگر ذرا بھی مجھ سے محبت کرتے ہو تو تو ضرور آؤ۔

رامین میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور شادی بھی تم سے ہی کروں گا خاور اس وقت تمہارا آنا بہت ہی ضروری ہے ڈاکٹر بھی کہہ رہے ہیں۔

میں اب کیا کروں تم کسی طرح یہ معاملہ رفع دفع کر دو بس میں آکر سب دیکھ لوں گا۔

یہ کہتے ہی خاور نے فون بند کر دیا۔

ماں نے پوچھا کیا وہ آنے کو تیار ہے میری آنکھ سے بے اختیار آنسو نکل پڑے۔

ڈاکٹر نے مجھے حوصلہ دیا اور کہا بیٹی زندگی میں ایسے معاملات تو ہوتے رہتے ہیں۔

اگر تم ہمت ہار جاؤ گی زندگی گزارنا تمہارے لیے دشوار ہو جائے گا تم تو اس بات کا ہے

وہ کون لوگ ہیں جو محبت پا لیتے ہیں
ہمیں تو کہیں نہ ملی دل کے آنگن میں
دل کی دھڑکن میں ہم نے دل کا ہر اک
گوشہ دیکھا ہر اک وادی ہر اک چمن دیکھا
کہیں بھی کسی بھی موڑ پر ہم کو محبت نہ ملی
مگر ہاں ملی تھی میٹھے زہر کے روپ میں
زہریلی ناگن کے بھیس میں

کیوں بدنام ہے محبت

Digest.pk

دل کے ہر اک کونے میں ڈستی چلی گئی
برباد کرتی چلی گئی خود کا عادی بنا کر
وہ ہم سے دور چلی گئی غم تو اس بات کا ہے
ہم کو محبت نہ ملی

بیٹی رامین آج کے اس دور میں محبت بدنام ہو چکی ہے اور محبت کا سچا جذبہ رکھنے والے لوگ خاک ہو چکے ہیں۔

آج کے اس دور میں محبت کا نام صرف ہوس ہے اور آج محبت کے بھیس میں پھرتے درندے انسان کی عزت کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے یہ سب وقت کی نزاکت خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اور موقع ملتے ہی ڈس لیتے ہیں تم پریشان نہ ہوں میں تمہارا علاج کروں گی۔

اور تم بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گی اس نے میرا علاج کرنا شروع کر دیا ہم کو جلد گھر واپس جانا تھا ڈاکٹر سے کل کا وقت لے لیا جب گھر پہنچے تو سب افراد گھر میں تھے۔

ابو نے پوچھا رامین کو کیا ہوا مان نے بتایا اس کا بخار بگڑ چکا ہے اس لیے اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئی تھی اور اس نے کل پھر چیک اپ کروانے کا کہا ہے یہ جلد بہتر ہو جائے گی۔

ابو کو ذرا بھی شک نہ ہوا کل صبح پھر ڈاکٹر کے پاس گئے ماں نے بتایا کہ ڈاکٹر رامین کو کل والی دوائی سے ذرا بھی فرق نہیں ہوا اسے انجکشن لگانا پڑے گا جس کے دو منٹ بعد ہی مجھے ہوش نہ رہا۔

میرے لیے یہ لمحہ زندگی اور موت کا تھا میں زندگی اور موت کے درمیان جنگ لڑ رہی تھی۔

مگر خاور نے فون کر کے یہ نہ پوچھا کہ میں کس حال میں ہوں

وہ کیا جانے کس حال میں ہیں
موت اور زندگی کے جال میں ہیں
ہم بھی شہنشاہ تھے اپنے بچپن میں
اب تو جوانی کے زوال میں ہیں
ابھی تک رہائی مقدر میں نہیں
قید تیری سیاز لف کے جال میں ہیں
کیا پوچھتے ہو لٹ جانے کا سبب
بہت سے دوستوں کی ڈھال میں ہیں
دلاسہ دے کر سلا تو دیئے بچے ہم نے
رضا یہ نہ کہا کہ ہم قال میں ہیں

بہت وقت گزر چکا تھا مجھے کافی دیر بعد ہوش آیا ڈاکٹر نے کہا کہ رامین کو مٹن جتنا ہو سکے اتنا ہی کھلاؤ یہ بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی۔

شام ہونے کے اثرات چاروں جانب عیاں تھے ہم نے رکشہ بک کروایا اور گھر روانہ ہو گئے ابھی سب لوگ جاگ ہی رہے تھے ابو کام سے واپس نہیں آئے تھے۔

ماں نے جلدی سے مجھے بستر پر لٹایا اور خود قصاب کی دکان پہ چلی گئی دو کلو مٹن قیمہ لے آئی اتنی دیر میں ابو بھی آ گئے اور انہوں نے آتے ہی سوال کرنے شروع کر دیئے

مگر ماں کی ممتا نے میری نادانی کو اپنے آنچل میں چھپا لیا تھا اور ان سے کہا کہ رامین تو وہاں جاتے ہی بے ہوش ہو گئی تھی۔

ڈاکٹر نے چیک کیا اور کہا کہ یہ بخار کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی ہے اس لیے اسے ہفتہ دس دن مٹن کا قیمہ کھلائیں یہ بہتر ہو جائے گی۔

ابو بھی ماں کے جواب میں خاموش ہو گئے تو یوں یہ راز راز ہی رہ گیا مگر بڑی آپی سب کچھ جان چکی تھی مجھے ذرا سی بات پہ طنز کرتی رہتی تھی میں سمجھ تو چکی تھی کچھ کہہ نہ سکی۔

شاید وقت حالات کا فیصلہ یہی تھا زخم تاب لانے لگے مگر جو حالات گوشۂ دل میں تھی وہ شاید کسی طبیب کے بس کی بات نہ تھی دل کو تو اس طبیب کا انتظار تھا جس نے بہت بڑا دکھ دیا اور بھول گیا

Digest.pk

اب تو لوٹ آؤ اس سے پہلے
زندگی کی شام ہو جائے
دل کی وادیاں ویران ہو جائیں
اور ہر طرف سناٹا ہو
دور تک ذرا سی آہٹ نا ہو
تم خود کو بھی نہ ڈھونڈ پاؤ گے
مجھے برسنا نہیں تیری یاد میں اشک بہتے ہیں
فقط تم اتنا کہہ دو اب تو لوٹ آؤ

میں صبح شام خاور کے فون کا انتظار کرتی اور جب بھی اسکا نمبر ڈائل کرتی وہ آف ہوتا اسی انتظار میں دو ماہ گزر گئے خاور نے آتے ہی محلے میں کچھ دوست بنا لیے تھے۔

ایک دن میں نے اس کے دوست فخرو سے پوچھا یہ جو تمہارے ساتھ لڑکا ہوتا ہے یہ کون ہے فخرو نے میرے سوال کا جواب مذاحیہ لہجے میں دیا اے بی بی اس کے پاس ایک ہی ویگنسی خالی تھی۔

وہ بھی پر ہو گئی ہے میرا مطلب ہے وہ شادی شدہ ہے اور اس کے تین بچے ہیں۔

میں یہ سنتے ہی پریشان ہو گئی اس وقت جو میرے دل پہ بیت رہی تھی شب نہیں ملتے کہ بتا سکوں خیر میں گھر واپس آ گئی اب کسی سے اپنی ناکامی کا ذکر بھی نہیں کر سکتی تھی۔

میں کسی سے کہتی کہ میری عزت کے ساتھ کھیلا گیا ہے بتا بھی دیتی تو شاید یہ بے رحم زمانہ میرا جینا حرام کر دیتا۔

ابھی میں انہی خیالوں کے الجھنوں میں تھی خاور کا فون آ گیا ہیلو رامین کیسی ہو۔

میں ٹھیک ہوں اور تم سے ملنے کو بہت بے قرار تھی میری جان میں آج رات ہی تم سے ملنے آ رہا ہوں تم سب کو سلانے کا انتظام کر دینا خاور تم پریشان نہ ہونا میں سب سنبھال لوں گی۔

اب مجھے خاور سے اس کی شرافت کا معلوم کرنا تھا اس نے شادی شدہ ہو کر یہاں تک تین بچوں کا باپ ہو کر مجھے دھوکہ دیا۔

میں نے رات کی چائے میں نشہ آور گولیاں ملا دیں سب سو گئے کچھ ہی دیر بعد خاور بھی آ گیا ہم کافی دیر تک باتیں کرتے رہے پھر میں نے سوچا اصل مقصد کی طرف آتے ہیں۔

میں نے خاور کو قسم دی کہ سچ بولنا کہ تم شادی شدہ ہو خاور یہ سنتے ہی حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہاں میں شادی شدہ ہوں اور میرے تین بچے بھی ہیں میرا شک پک میں بدل گیا۔

میں اسے طعنہ و ملامت کرنے لگی ذلیل انسان تم اتنے گھٹیا نکلو گے میں سوچ بھی نہیں سکتی اور تم شادی شدہ ہونے کے باوجود میری زندگی سے کھیلتے رہے کمینے تمہاری اتنی گھٹیا سوچ تھی۔

اور پچھلے دو سال سے مجھے دھوکے میں رکھا ہے میں زور زور سے رونے لگی۔

میری آواز دور دور تک گونج رہی تھی خاور دھوکے باز ڈر کے مارے بھاگ گیا اسے اپنی جان کی بن گئی

سب ٹوٹ گئے اپنی انا کے بھرم
بے پردہ ہو گئے حیا کے بھرم
وہ فقیر نہیں جب ہوا معلوم
بادشاہ کی گدا کے بھرم
اور کچھ نہیں چاہیئے اے عمر رواں
دے دے مجھے میری صدا کے بھرم
کون جانے مریض عشق کا علاج
کچھ تو رکھنا میری دوا کا بھرم
اب کے بار نہیں بھول ہو گی
اے خدا چھپا لینا رکھنا میرے آشنا کا بھرم
فریب دوستی میں رہے عمر بھر
رکھتے رہے تیری ادا کا بھرم
رضا اور کچھ نہیں مانگ خدا سے

Digest.pk

مانگتے ہیں اپنی دعا کا بھرم

میرا شور سن کر بڑی آپی کی آنکھ کھل گئی وہ دوڑ کر میرے پاس آئی رامین کیا ہوا۔

آپی ایک بہت ہی ڈرؤنا خواب دیکھا تھا خدا کا شکر ہے جلد ہی آنکھ کھل گئی وگرنہ میں تو خوف کے مارے مر ہی جاتی ارے پگلی ایسا کچھ نہیں ہوتا تم کلمہ پڑھ کر سو جاؤ خود بخود پرسکون نیند آجائے گی۔

آپی چلی گئی اسے شک تو تھا مگر وہ شک کی بنیاد پر کوئی بات نہ کہنا چاہتی تھی خیر نیند کی گولی کا سہارا لینا پڑا مجھے پھر ہوش نہ تھی میں کدھر ہوں۔

صبح پھر دیر سے آنکھ کھلی دیکھا تو ماموں اور اس کے گھر والے آچکے تھے اور میرے رشتے کی بات ہو رہی تھی ماں نے ہاں کر دی۔

اور ایک ہفتے کے بعد میری شادی تھی تیاریاں بڑے زور شور سے ہو رہی تھیں۔

وہ دن بھی آگیا مجھے سب کو الودع بھی کہنا پڑا کیوں کہ اس سے پہلے میں اپنے دل کی مان چکی تھی اور مجھے فریب اور دھوکے کے علاوہ کچھ نہ ملا شادی کے بعد کے حالات بہت اچھے۔

نکلے میرا کزن ریاض مجھے بہت پیار کرتا تھا آئے دن میرے لیے کوئی نئی چیز لے آتا تھا ہم اپنی زندگی میں بہت خوش تھے۔

کمی تھی تو صرف ایک جس کی ہر آدمی کو ہوتی ہے اور وہ کمی اولاد تھی۔

جو شاید ہمیں ہر موڑ پر مایوس کرتی چلی آرہی ہے مگر یہ سب میری نادانیوں کا نتیجہ تھا۔

میں اگر ایسا قدم نہ اٹھاتی تو شاید ایسا نہ ہوتا رفتہ رفتہ وقت گزرتا گیا پانچ سال ہو گئے ہیں۔

آج بھی میں اپنے کئے پر شرمندہ ہوں میرا کزن مجھے پیار کرتا ہے۔

مگر میں اسے مایوسی کے سوا کچھ نہیں دیتی آج بھی اولاد کی کمی بہت ہی محسوس ہوتی ہے زندگی ویسے تو خوش گزر رہی ہے۔

مگر ابھی تک حقیقی خوشی ہمارے مقدر میں نہیں آئی آج بھی اپنے ماضی کی ملامت ہوتی ہے قارئین محبت وہ سچا جذبہ ہے جو ایک عبادت کا درجہ رکھتا ہے ہم یوں ہی کہہ دیتے ہیں۔

ہمیں محبت نہیں ملی شاید ہمارے اندر کا انسان محبت کے قابل ہی نہ ہو آج ذرا سی ملاقات کیا ہوئی موبائل ان بکس آئی لو یو کے ایس ایم ایس سے بھر جاتے ہیں۔

ایک بار سچی محبت کا تہیہ تو کریں مگر یہ تب ممکن ہے جب ہم اپنے ناپاک ارادوں کا خاتمہ کریں گے نہیں تو اس خاور اور رامین کی طرح ہاتھ میں کچھ بھی نہیں آئے گا۔

خدارا عورتوں کا احترام کرنا سیکھیں جو صرف محبوب کا ہی روپ نہیں ہے۔

بیٹی بہن اور ماں بھی ہو سکتی ہے زندگی تو وہ ہے جو دوسروں کو خوشی دے کر گزرے نا کہ غموں کے انبار لگا دیئے جائیں

آخر میں یہ دعا گو ہوں جواب عرض کا سٹاف اور قارئین کا خدا حامی و ناصر رہو آمین

ہم سے الجھو گے تو زمانے میں جیو گے کیسے
ہم تو ظلم کرنے والے کو بھی دعا دیتے ہیں
نہ کر انکار میرے پاس آنے سے ولی
خدا بھی روٹھ جاتا ہے کسی کا دل دکھانے سے
کاغذ کو بلیک کر دیا پین کی سیاہی نے
ولی مجھے غموں سے نڈھال کر دیا تیری جدائی نے
تو بول یا نہ بول تیرے بولنے کا غم نہیں
تیرا ایک بار مسکرا کر دیکھنا تیرے بولنے سے کم نہیں
وہ ایک موقع تو مجھ کو دے بات کرنے کا ثناء
تو انہیں یہ بھی رولا دوں گی انہی کے ستم سنا کر

(ثناء ملک، وادی کلر کہار)

Digest.pk

ہم تو بس آپ کے ہیں

--تحریر۔انیسہ ناز--------

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آپ کی خدمت میں ایسی کہانی لے کر آئی ہوں جسے پڑھ کر شاید آپ کو پتا چلے گا کہ ایسی کہانی آپ نے کبھی نہ پڑھی ہو یہ ایک ایسی کہانی ہے ایک ایسے دیوانے کی کہانی ہے جس نے پیار تو کیا مگر اظہار نہ کر پایا جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس سے دور ہی رہا جس نے اپنی محبوبہ کو پانے کے لیے نجانے کیا کچھ کیا کتنی رسوائی ملی اسے وہ بالکل مایوس ہو چکا تھا مگر تقدیر نے اس کی مایوسی خوشی میں بدل ڈالی مجھے امید ہے آپ سب کو بہت ہی پسند آئے گی میں نے اپنی اس کہانی کا نام، ہم تو بس آپ کے ہیں، رکھا ہے
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

سورج پوری آب وتاب سے سنہری کرنیں زمین پر اتار رہا تھا گرمی اپنے جوبن پر تھی اس نے اپنی گاڑی سڑک کی دائیں طرف کی اور نگاہیں یونیورسٹی پر تھیں۔

روشانے کی بچی آ کبھی جاؤ سر پر چنے بھونتی گرمی سے تنگ آ کر وہ منہ میں بڑبڑایا آفس سے تھکا ہوا گھر پہنچا ہی تھا کہ ایک نیا حکم صادر ہوا وہ جلتا بھنتا روشانے کو لینے تو آ گیا تھا مگر گھر میں ڈرائیور کو کوسنے کا سلسلہ زور وشور سے جاری رکھا جو اپنی ماں کی وفات پہ گاؤں گیا ہوا تھا سامنے گیٹ سے لڑکیوں کا گروپ برآمد ہوا تھا وہ ان میں سے روشانے کو ڈھونڈنے کی کوشش کرنے لگا مگر نگاہیں تو جیسے ایک ہی منظر پر جم گئیں وہ لڑکی اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کرتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی ایک ہاتھ سے سر پر دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے اور دوسرے ہاتھ میں فائلیں پکڑے ہوئے وہ بار بار اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھ رہی تھی وہ لڑکی اتنی پیاری اور معصوم لگ رہی تھی کہ وہ بے اختیار اسے دیکھتا رہ گیا وہ لڑکی اب ہٹ کر سائیڈ پر لگے درخت کے سائے میں جا کر کھڑی ہو گئی تھی شائد سورج کی بے رحم کرنوں سے بچنے کے لیے اسے یہ شجر ہی موزوں تھا شاید کسی کا ویٹ کر رہی تھی روشانے ساتھ ہوتی تو شاید اسے بھی پک کر لیتے مگر وہ تو جانے سوئی پڑی ہے تپتی گرمی میں جان لیوا انتظار اور اوپر سے اس کی ہمدردانہ طبیعت اسے اس پری پیکر پر رحم سا آنے لگا یہ نہیں تھا کہ وہ کوئی لفنگا قسم کا لڑکا تھا یا اس نے پہلے کبھی حسین لڑکی نہیں دیکھی تھی۔

اسٹڈی کے سلسلے میں کتنا عرصہ یورپ میں مقیم ہونے کے باوجود ان باتوں سے وہ دور ہی رہا تھا مگر نجانے اس لڑکی کے معصوم بے ریا چہرے پر ایسا کیا تھا کہ وہ نظریں ہی نہ ہٹا رہا تھا نجانے اس کے دماغ

Digest.pk

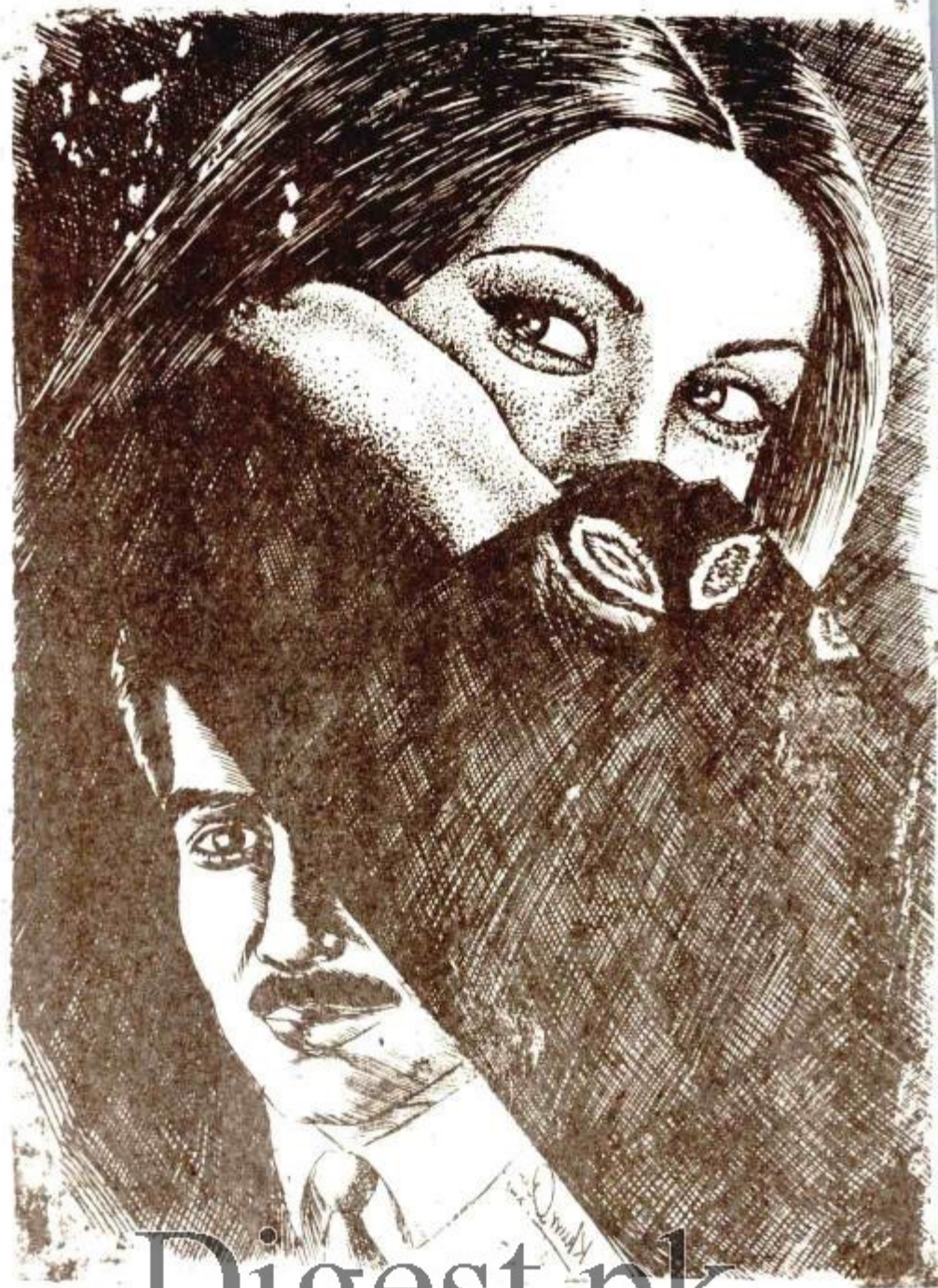

Digest.pk

ایڈیٹ۔نان سینس۔اندھے ہو کیا دیکھ کر نہیں چل سکتے۔

کچھ گرمی کا دماغ پر اثر تھا کچھ گاڑی نہ پہنچنے کا غصہ تھا کہ وہ تمام ادب لحاظ بالائے طاق رکھ کر اس پر چلائی۔

آئم ویری سوری میں نے جان بوجھ کر یہ سب نہیں کیا۔کہنے کے ساتھ ہی وہ جھک کر اس کی فائلیں سمیٹنے لگا ایک فائل کو سیدھا کر کے کھولا سامنے اس کا نام دیکھ کر بند کر کے اس کو تھما کر بغیر کچھ کہے گاڑی کی جانب واپس آ گیا جہاں روشانے شرمندہ سی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی

سوری بھائی کل اسائنمنٹ کی لاسٹ ڈیٹ ہے میں لیپ میں بیٹھی اتنی مگن تھی کہ۔۔۔۔۔۔؟

اٹس اوکے مائی ڈیئر سسٹر۔۔۔۔۔روشانے کی وضاحت اس نے ٹوکتے ہوئے کہا نہ تو اب پہلے جیسا غصہ باقی تھا اور نہ ہی کوفت مریم زیر لب نام کو دہراتے ہوئے اس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور مسکراتی نظروں سے سامنے بچھی ہوئی سیاہ تارکول کی سڑک پر گاڑی دوڑانے لگا

اُف امی جان کیا ذائقہ ہے جی چاہتا ہے کہ بس کھاتا ہی جاؤں۔رات ڈیز کرتے ہوئے عاصمہ بیگم کا ہاتھ تھامتے ہوئے تعریفوں کے پل باندھنے لگا

اسی لئے تو مجھے ہر وقت اپنے کاموں میں ہی لگائے رکھنا ماں کا خیال نہیں کہ بڑھاپے میں کوئی مدد کرنے والا ہے بھی نہیں۔عاصمہ بیگم نے اسے پیار سے گھورا۔

توبہ کریں امی جان ملازموں کی فوج سے بھی ہم تو بس آپ کے ہیں

آپ کی ہیلپ نہیں ہوتی۔روشانے نے لقمہ دیا

ملازم وہ کمی تو پوری نہیں کر سکتے جو کوئی خاص فرد ہی کر سکتا ہے مگر یہاں تو کوئی اپنے پروں پر پانی بھی نہیں پھیرنے دیتا کتنی دفعہ موصوف کو شادی کا بول چکی ہوں مگر میری کوئی مانے تب بھی۔عاصمہ بیگم نے ہمیشہ کی طرح پسندیدہ موضوع چھیڑا۔

ہاں تو بیگم میں نے انکار تھوڑا کیا ہے تمہاری مرضی میں ہی ہم بھی راضی ہیں ہماری کیا مجال کہ آپ کی بات پر انکار کریں آپ نیک کام کی شروعات تو کریں۔تیمور صاحب کی بات پر روشانے اور نقاش کی ہنسی چھوٹ گئی جبکہ عاصمہ بیگم جلبلا گئیں۔

اونہہ۔بڑی گھوڑی لال لگام۔

میں آپ کی بات نہیں اپنے بیٹے کی بات کر رہی ہوں پورے پچیس سال کا ہو گیا ہے مگر ابھی تک کنوارہ ہی بیٹھا ہوا ہے میری خوشی کا خیال ہوتا تو کب کا میری بات مان چکا ہوتا۔انہوں نے نقاش کو جذباتی بلیک میل کرنا چاہا۔

ہاں تو میں کب انکار کر رہا ہوں آپ کی جو مرضی ہو وہ کیجئے مگر تھوڑا انتظار تو کریں پلیز۔

نقاش کی بات پر عاصمہ بیگم تو جیسے خوشی سے نہال ہو گئیں روشانے بھی خوشی اور حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی کئی سال سے یہ موضوع چلتا آ رہا تھا مگر نقاش کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ٹال دیتا تھا مگر آج اس کا جواب سن کر تو سب حیرت زدہ ہو گئے۔

مجھے تو اول روز سے ہی یہ مشکوک لگتا رہا مگر آپ کو تو اپنے بیٹے کے علاوہ کوئی اور نظر ہی نہیں آتا کیوں برخوردار کون ہے۔کیسی ہے کیا نام ہے۔کہاں رہتی ہے عاصمہ بیگم کی زبان پر مچلتے ہوئے سوالوں کو تیمور صاحب نے زبان دی۔

ارے نہیں پاپا ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ کا بیٹا کوئی ایسا لگتا ہے اور رہ گئی لڑکی کی بات تو میں نے اسے صرف ایک بار دیکھا تھا اس کے نام کے سوا میں

Digest.pk

کچھ بھی نہیں جانتا اس کی نگاہوں میں چھم سے اُس کا سراپا آن سمایا مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کر لیا اب صرف ایک ہی خواہش تھی کہ جستجو تھی اپنی محبت کو امر کرنا تھا وہ پہلی ملاقات میں اس کے دل کی مکین بن چکی تھی اور اب وہ اسے پانا چاہتا تھا اپنے دل ماننا چاہتا تھا مگر کیسے یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا

سینک میں برتنوں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا سارا کچن بکھرا ہوا تھا اسے شروع سے ہی گندگی سے نفرت تھی ایک تنکا بھی پڑا ہوتا تو اسے ہٹا کر دم لیتی تھی اس نے سرد آہ بھری اور دوپٹہ سائیڈ پر رکھ کر دوبارہ کچن کا جائزہ لیا۔

چھوٹے میاں چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ۔

اس گھر میں تو ہر کوئی گند پھیلانے میں ماہر ہے اور سمیٹنے میں کاہل۔ مریم کی چھوڑو ممانی کو بھی خیال نہیں صبح سے کاموں میں جتی ہوئی ہوں پھیلاوا سمیٹتے ہوئے منہ میں بڑبڑائی فری تمہیں روشانے نے میری اسائنمنٹ تو دی ہوگی میرے کمرے میں لے آؤ مریم کی چنگاڑتی ہوئی آواز پر اسے فوراً یاد آیا۔

میرے کمرے وہ فائل پڑی ہے خود لے لو میں فارغ نہیں ہوں یونیورسٹی کا کام الگ اور گھر کا الگ

ارے تو کام نہیں کرو گی تو اور کیا کرو گی ہم نے تمہیں روٹیاں توڑنے کے لیے تو نہیں رکھا کھاتی ہو تو کام بھی کرنا پڑے گا۔

فریال اور مریم کی تکرار ہو اور ممانی فری کی طبیعت صاف نہ کریں ایسا ممکن نہیں

چھوڑو امی اسے یہ تو منہ کو آتی ہے ابو کی چہیتی ہے نا۔ تو اپنا رعب تو جھاڑے گی ہی۔

مریم کی گل افشانی پر اسے رونا آیا مگر اپنا غصہ برتنوں پر نکالنے لگی

کچن صاف کر کے رات کا کھانا بنا دینا میری تو طبیعت ہی ٹھیک نہیں بی پی لو ہونے لگتا ہے ذرا سا کام کر لوں تو آئے ہائے دشمنوں کی نظر کھا گئی مجھے ممانی نے اپنے گز لمبے ماتھے پر دوپٹہ باندھ کر واویلا کیا اور یہ جا وہ جا ہو کر چھپاک سے کمرے میں غائب ہو گئی

میرے لئے چاول ابالنا اور سلاد بھی تیار کر لینا اوروں کی طرح ڈھیر سارا کھانا نہ بنانا میرے لئے ڈائٹنگ پر ہوں میں۔

مریم روز ہی ڈائٹنگ کرتی تھی مگر اتنا ہی پھیل رہی تھی اچھا بھلا اس کا فگر تھا اپنی خوبصورتی کو مزید نکھارنے کے لیے وہ ایسے ہی جتن کرتی رہتی تھی

دل کرتا ہے زہر ملا دوں ان دونوں کے کھانے میں جان چھوٹے ہر وقت کی ٹینشن سے وہ برتنوں کو پٹخ پٹخ کر رکھنے لگی اسکے سوا غبار نکالنے کا اور کوئی راستہ جو نہ تھا۔

نقاش صاحب یہ سب فائلز تیار ہیں آپ انہیں چیک کر لیں اور جاپان سے آنے والا ہے ان سے تمام میٹنگ کی ساری تفصیلات بھی موجود ہیں۔۔۔ طاہر صاحب نے نقاش کے آگے فائل رکھی۔

ٹھیک ہے میں انہیں دیکھ لیتا ہوں

پاپا چلے گئے ہیں یا ابھی یہی ہیں

وہ تو کب کے چلے گئے ہیں طاہر صاحب کے جواب پر اس نے سرسری سی نگاہ فائلز پر دوڑائیں اور گاڑی کی چابی لے کر باہر نکل آیا موسم میں اچھی خاصی خنکی تھی آسمان پر بادل کے ٹکڑوں کی آنکھ مچولی ہو رہی تھی دل میں بارش کی دعا کرتے ہوئے وہ گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ بند کرنے ہی والا تھا کہ ہاتھ وہی تھم گیا اور اس کی دن رات کی دعا قبول ہو چکی تھی اس سے ملنے کی خواہش نے گھیراتن کیا تو دل کی مان کر وہ اس کے پیچھے لپکا

ایکسکیوزمی۔ آپ میری بات سنیں گی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہے بات کرے اس

Digest.pk

کی آنکھوں میں غصہ اور حیرت کے آثار دیکھ کر وہ جلدی سے بولا۔ دیکھیں آپ مجھے غلط مت سمجھیں میں کوئی ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں پلیز مجھ سے دو منٹ آرام سے بات کرلیں میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔۔۔۔ ہوگئی تمہاری بکواس کیوں پڑے ہو میرے پیچھے لوگوں کے درمیان مجھے یوں زبردستی روک کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہوں وہ اِدھر اُدھر دیکھ کر اس پر دھاڑئی

دیکھیں میڈم میں نے آپ سے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ مجھے غلط مت سمجھیں میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں آپ کا ایڈریس

اس سے پہلے کہ اس کی بات ختم ہوتی اور اس کا تھپڑ نقاش کے منہ پر پڑتا اس نے غصے سے اس کی طرف دیکھا نگاہوں میں ملامت غصہ دکھ اور خوف سب کچھ تھا جس نے نقاش کو شرمندہ کردیا

تمہیں دیکھ کر لگتا نہیں کہ اتنے مہذب شخص کے چہرے کے پیچھے اصل چہرہ کون سا ہے آئندہ میرا رستہ روکنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ بہت برا ہوگا اس کے منہ سے گویا چنگاڑیاں نکل رہی تھیں ہاتھ ہلا کر ٹیکسی روکی اور اس کی طرف دیکھے بغیر ہی ٹیکسی میں بیٹھ گئی

نقاش کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کو کیسے روکے اس نے بغیر کچھ سوچے سمجھے اسے سرراہ روک لیا تھا مگر اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا تاثیر تھا کہ وہ اپنی بے ساختہ حرکت پر جتنا شرمندہ ہوتا کم تھا

نہیں میں تمہیں اب نہیں کھو سکتا کیسے سمجھاؤں پہلی نظر میں ہی دل ہار بیٹھا ہوں اب اپنی محبت کو ناکام حسرتوں میں شمار ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا وہ منہ میں بڑبڑایا اور گاڑی میں بیٹھ کر ٹیکسی کا تعاقب کرنے لگا جواب نگاہوں سے اوجھل ہو رہی تھی اس نے ایکسیلٹر پر پاؤں کا دباؤ ڈال کر گاڑی کو مزید تیز کیا اور ٹیکسی کے پیچھے لگا دیا اس پر ایک دھن سوار تھی کافی دیر بعد گاڑی ایک متوسط علاقے میں رکی اور وہ ٹیکسی سے اتر کو ایک گھر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی اس نے گاڑی آگے بڑھائی دروازے پر چسپاں نیم پلیٹ پر کندہ نام دیکھ کر گاڑی آگے بڑھادی

کمینہ سڑک چھاپ لفنگا اسکی ہمت کیسے ہوئی مجھے راستے میں روک کر فضول ڈائیلاگ جھاڑنے کی اُف اگر کوئی دیکھ لیتا تو کیا ہوتا میری تو پہلے ہی اس گھر میں کوئی جگہ نہیں ہے اگر کسی کو پتہ چل جاتا تو یہ سوچ کر ہی اس نے جھرجھری سی لی اور بیڈ پر لمبے لمبے سانس لینے لگی وہ اس بارے میں مزید کچھ نہیں سوچنا چاہتی تھی

جب تک ماں باپ زندہ تھے وہ ہر فکر سے آزاد تھی ہر لڑکی کی طرح وہ بھی پھول بارش کی دیوانی تھی مگر باپ کی ناگہانی وفات کے چند سال بعد ماں کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا تو اسے دنیا کا بھیانک چہرہ اچھی طرح ازبر ہو چکا تھا دودھیال میں سب اپنے حال میں مست تھے اس کا مسلہ کون حل کرتا چچا کے گھر میں اس کے لیے جگہ نہ تھی نہ دل میں اور مجبوراً اسے ماموں کا سہارا لینا پڑا تھا ماموں اسے بہت ہی پیار کرتے تھے مگر ممانی اور ان کی بیٹی کو جھیلنا دنیا کا سب سے بڑا مشکل کام تھا

اب جب یہ مشکل آپڑی تو وہ بہت ہی سہمی ہوئی تھی اس کو کیا سنانے کے بعد دل چاہ رہا تھا کہ اس کی باتوں پر یقین کرلے مگر وہ ممانی کو خود سے باتیں گھڑنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی

خیر نقاش صاحب آج آپ اپنا روزانہ آفس جانے کا ریکارڈ کیوں توڑ رہے ہیں

وہ آج بغیر تیار ہوئے اپنے روم سے نکلا تو تیمور صاحب نے ناشتے میں اسے چھیڑا

ہاں ناں بابا جان میں نے بھی سوچا کہ آپ آفس میں اکیلے کام کریں اور آپ کو بھی ذرا موصول کی اہمیت کا اندازہ ہو وہ بھی انہیں کا بیٹا تھا اس کے ہی انداز میں بولا

Digest.pk

او کے بائے میں یونیورسٹی سے لیٹ ہو رہی ہوں روشانے نے چیر کو دھکیلتے ہوئے کہا اور اپنا بیگ لینے کمرے کی طرف بھاگی

روشانے جلدی کرو آج میں تمہیں ڈراپ کو دیتا ہوں نقاش بھی اس کے پیچھے چل پڑا تو تیمور صاحب اور عاصمہ بیگم دونوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔ تھینکس بھائی جان میری اب دلی دعا ہے کہ آپ کا انتظار جلد ختم ہو روشانے گاڑی سے اترتے ہوئے شرارت سے بولی اور گیٹ کی طرف بھاگی جہاں فرایال مریم اور دوسری فرینڈ اس کا انتظار کر رہی تھیں کس کے ساتھ آئی ہو تم روشی؟

فری نے دل میں مچلتا ہوا سوال آخر کر ہی ڈالا ئی نقاش بھائی ہیں میرے بتایا تو تھا کبھی ان کے ساتھ آئی نہیں ناں اس لئے دیکھا نہیں ہے ویسے روشی ایک بات تو ماننی پڑے گی تم دونوں بہن بھائی ہو بہت خوبصورت مریم تو تصفیٰ انداز میں بولی تو فری نے بھی دل ہی دل میں اس کی تائید کی

آج سنڈے تھا معمول کے مطابق جاگنگ اور ناشتہ سے فراغت کے بعد وہ لان میں پودوں کی تراش خراش میں مصروف تھا پھولوں سے لگاؤ اس کو ورثہ میں ملا تھا ان کے لان میں ہر رنگ کے پھول تھے۔ نقاش اور تیمور صاحب لائے تھے اور ان کی حفاظت بھی نقاش خود کرتا تھا مگر آج کل ٹف رٹین کی وجہ سے کتنے دنوں کے بعد وہ اس کام میں تندہی سے مصروف تھا۔

چھوٹے صاحب آپ کو بیگم صاحبہ بلا رہی ہیں ۔ملازم کی آواز پر وہ ہاتھ جھاڑ کر لاؤنج میں گیا تو عاصمہ بیگم نے بات شروع کی۔

ہاں بیٹا کب ملا رہے ہیں آپ ہمیں اپنی بہو سے ہم تو انتظار کر کر کے تھک گئے ہیں۔

امی جان میں آپ سے اس کو تب ملواؤں گا ناں ہم تو بس آپ کے ہیں جب وہ مجھے گھاس ڈالے گی وہ شگفتہ لہجے میں بولا۔

ارے کیوں تم ابھی تک اس سے ملے بھی نہیں اور ہمیں بے چین کر رکھا ہے اور گھاس کیوں ڈالے گی ہمارا بیٹا تو ایسا ہے کہ کوئی انکار کر نہیں سکتا عاصمہ بیگم کے لہجے میں مان تھا۔

میں ان چکروں میں پڑنا ہی نہیں چاہتا میں ڈائریکٹ اس کے گھر اپنا پرپوزل بھجوا کر اپنی محبت کی سچائی اس پر واضح کرنا چاہتا ہوں نقاش کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ عاصمہ بیگم دل میں بیٹے کی دائمی خوشی کی دعا مانگنے لگیں،

امی وہ بہت اچھی لڑکی ہے آپ اس سے مل کر بہت خوش ہوں گی مریم نام ہے اور اس کا ایڈریس میں آپ کو بتاتا ہوں آپ پلیز جلدی کیجئے میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔ وہ عاصمہ بیگم کے نزدیک بیٹھ کر ان کے ہاتھ تھام کر لجاجت سے بولا کہ عاصمہ بیگم اس کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کر کے مسکرا دیں۔

عاصمہ بیگم روشانے کے ہمراہ اس کے گھر اپنا مدعا لے کر گئیں تو پھر اپنی بات منوا کر ہی واپس آئیں تیمور صاحب تو کچھ زیادہ ہی خوش تھے سکندر صاحب ان کے پرانے محلہ دار تھے اور ان کے دیرینہ دوست تھے اب نئے رشتے کے روپ میں دیکھ کر نہایت خوش تھے ان کا گھرانہ ماحول سب کچھ پرفیکٹ تھا روشانے تو گویا وہاں اپنی دوست مریم کو دیکھ کر نہال ہوگئی۔ اور اب نقاش کی خوب کلاس لے رہی تھی۔

بھائی آپ تو بڑے چھپے رستم نکلے میری فرینڈ پر ہی دل ہار بیٹھے اور مجھے ہوا بھی نہ لگنے دی بھی میں کہوں کہ آپ مجھے کیوں خوشی خوشی یونیورسٹی چھوڑنے آتے ہیں روشانے نان اسٹاپ بول رہی تھی اور نقاش صرف مسکرانے پر ہی رہا تھا اس نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اتنی جلدی اس کی ہو جائے گی

Digest.pk

وہ بہت خوش تھا بہت ہی خوش اس نے اپنی منزل پالی تھی

ویسے بھائی مجھے یہ تو بتائیں کہ آپ نے اس کا نم کیسے پوچھا اور اس کے متعلق معلومات کیسے اکٹھی کیں روشانے نے ایک اور ٹاپک چھیڑا تو نقاش اسے ہنس ہنس کے پہلی ملاقات اور اگلا کارنامہ سنانے لگا تھا اور روشانے منہ کھول کر سنتی رہی۔

مسرت خاتون کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ ان کی بیٹی کے لیے اتنا اچھا رشتہ آئے گا اس کے تو پاؤں زمین پر ٹک ہی نہیں رہے تھے انہوں نے اپنے بھتیجے ثاقب کیلیے مریم کو سوچ رکھا تھا مگر اب ثاقب انہیں دور دور تک دکھائی نہیں دے رہا تھا

امی آپ نے مجھ سے پوچھے بغیر ہاں کیسے کردی میں خدانخواستہ کوئی موٹی بھدی یا کوئی اپاہج تو نہیں ہوں جس کے متعلق آپ کو اتنا ڈر تھا کہ بغیر میری مرضی جانے ہاں کر دی مریم سے یہ اتنی جلدی برداشت نہیں ہو رہی تھی اور اب مسرت بیگم سے آکر پوچھ بیٹھی اونہہ تمہاری مرضی تو میں جانتی نہیں نا وہ ثاقب تمہارے خوابوں میں ہے وہ کچھ نہیں دے سکتا تمہیں مان لو میری بت زندگی سنور جائے گی تمہاری مسرت بیگم نے اپنے تئیں اس کا بھلا چاہا

جس ثاقب کے خواب آپ خود مجھے دکھاتی آرہی ہیں آج وہ کنگلا ہے مجھے کچھ نہیں چاہیے سوائے ثاقب کے وہ تمام تر تمیز بھلا کر چیخی

بہت لمبی ہو چکی ہے تمہاری زبان باپ کو پتہ چلا تو آکر کاٹ بھی دے گا خبردار جواب اس منحوس ثاقب کا نام بھی لیا تو اور ہم تو نکاح کا سوچ رہے ہیں اور ادھر تم یہ نیا ڈرامہ رچا رہی ہو مسرت بیگم جب سمجھ گئی کہ ان کی بیٹی اب پیار سے نہیں مانے گی تو انہوں نے بھی اپنا انداز بدل لیا

ہم تو بس آپ کے بھلے کیا نکاح دیکھتی ہوں میں بھی کہ آپ میری مرضی کے بغیر کیا کرتی ہیں،

کرلو جو کرنا ہے لڑکے میں کمی ہے جو تم بپھر رہی ہو ہم نے نکاح کا اس لیے بالا کہ تمہاری پڑھائی ادھوری نہ رہ جائے ہوش میں آجاؤ اور خود کو سمجھا بھی لو مسرت بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسکا گلہ بھی دبا دے وہ ہارے ہوئے انداز سے انہیں دیکھتی رہی ابو کے سامنے تو بولنے کی بات ہی ناممکن تھی وہ جتنے اچھے تھے اتنے ہی اصولوں اور زبان کے پکے تھے۔

ابھی تو صرف نکاح ہی ہو رہا ہے ناں رخصتی تک کچھ بھی کیا جا سکتا ہے وہ کچھ سوچتی ہوئی پلٹ گئی جب کہ دروندے کے باہر بلا ارادہ ان کی گفتگو فریال سن ہو چکی تھی اتنا بڑا دھوکہ اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا آنکھوں میں پھیلی نمی کو ہاتھ سے رگڑتے ہوئے وہ کمرے میں جا بند ہوئی کسی پر بھروسہ کرنے کا انجام بھی تو سہنا تھا۔۔۔ دونوں طرف نکاح کی تیاریاں زور وشور سے جاری تھیں مریم بھی دل کھول کر تیاریوں میں مصروف تھی مریم بیگم اس کے بدلے ہوئے انداز کو اپنا دیا جانے والا لیکچر سمجھ کر بے فکر تھی جو بھی تھا اب ٹھیک ہو رہا ہے۔

فریال بھی سب کاموں میں پیش پیش تھی ویسے بھی اس نے کونسا وعدے قسمیں کیے تھے فالتو شے کی طرح تفریح کا ہی سوچا ہوگا یہ خیال اس کو جب بھی آتا دل کرتا وہ سامنے آئے اور اسے جان سے مار دے نکاح کے لیے جوڑا اور جیولری کا سامان دیکھ کر مسرت بیگم اپنی بیٹی کی قسمت پر جتنا رشک کرتی کم تھا خدا خدا کر کے نکاح کا دن آیا فری نے بوجھل دل کے ساتھ نکاح میں شرکت کی نکاح کے بعد مریم نے خود ہی نقاش سے نہ ملنے کا سوچ کر خود کو کمرے میں بند کرلیا

نقاش کی تو خوشی کا عالم ہی نہیں تھا وہ اسے حاصل کر چکا تھا یہ احساس ہی اسے سرشار کر رہا تھا اس

Digest.pk

نے ابھی تک اپنی دلہن کو نہیں دیکھا تھا رخصتی کی ڈیٹ چھے ماہ بعد ایگزامز ختم ہونے کے بعد رکھی گئی

نقاش کو بزنس کے سلسلے میں ایبروڈ جانا تھا خوب صروفیت میں بھی وہ اسے بے حد یاد آتی تھی پورے ایک ماہ بعد جب واپسی ہوئی تو بلا ارادہ ہی اس کی انگلیاں ادھمن جان کے گھر کا نمبر پریس کرنے لگیں دو بار مل جانے کے بعد فون اٹھایا گیا

ہیلو کون ؟اس کی رسیلی آواز کانوں میں رس گھول گئی۔

یہ تو آپ ہی بتائیں کہ ہم آپ کے کون ہیں۔؟ شرارت سے بھرپور آواز پر فریال جز بز ہوئی سوری میں آپ کو نہیں جانتی رونگ نمبر وہ فون رکھنے ہی والی تھی کہ وہ بول پڑا ارے واہ اِدھر میں اتنا بے چین ہوں اور اُدھر آپ مجھے نہ جاننے کا دعوہ کر رہی ہیں ایسی بھی کیا بات ہے رعنائی آواز میں شوخی برقرار تھی اب کے بار وہ ٹھٹکی یہ آواز وہ پہلے بھی سن چکی تھی اوہ نقاش صاحب آپ بات کر رہے ہیں سوری جی میں نے آپ کا ٹائم ویسٹ کیا۔ میں آپ کی وائف کی کزن ہوں آواز میں نمایاں طنز تھا وہ سنبھلا

تو کیا آپ مریم نہیں ہیں جی نہیں میں مریم نہیں فریال بات کر رہی ہوں جسے آپ بے وقوف بنانا چاہتے تھے بار بار رستے میں روک کے پیار کے دعوے مجھ سے اور شادی کسی اور سے آپ کو شرم بھی نہ آئی کب سے دل میں چھپا ہوا غبار وہ نکالنے لگی۔

کیا آپ مریم نہیں ہیں ؟میں نے خود آپ کا نام دیکھا تھا آپ مریم ہی ہو نقاش تو جیسے ساکت ہو چکا تھا کبھی کبھی آنکھوں دیکھا دھوکہ بھی ہو سکتا ہے اور کانوں سنا بھی آپ نے مجھے دھوکہ دیا میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی اس نے روتے ہوئے فون بند کر دیا۔ نقاش کی آنکھوں میں دھند سی چھانے لگی تھی اس نے اندھا دھند گاڑی گھر کے راستے پر ڈال دی

ہم تو بس آپ کے ہیں

اب سب گر ہیں گھر جا کر ہی کھلیں گئیں

ارے بیٹا تم یوں بغیر اطلاع دیئے ہی آ گئے عاصمہ بیگم نقاش کو یوں اچانک سامنے دیکھ کر حیران ہوئیں مگر اس کے چہرے پر پتھریلے تاثرات دیکھ کر وہ پریشان ہوئی

امی جان اس گھر میں مریم کے علاوہ کوئی دوسری لڑکی ہے؟ ہاں مریم کی کزن فریال ان کے ساتھ ہی رہتی ہے روشانے نے میگزین سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا

وہ اپنا سر ہاتھوں میں پکڑ کر صوفے پر ڈھے گیا یہ کیا کر دیا میں نے اتنی بڑی بے وقوفی۔

اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا جو کچھ سوچا تھا قسمت کے ایک وار سے سب کچھ ختم ہو گیا وہ سکتے کی کیفیت میں تھا کہ عاصمہ بیگم کی کچھ انہونی کا احساس ہوا کیا ہوا کچھ بتاؤ تو سہی اتنے پریشان کیوں ہو۔اس نے سر اٹھایا تو اس کی سرخ انگیارے کی طرح دھکتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر سب کا دل دھک سے رہ گیا بیٹا ایسے کیوں دیکھ رہے ہو وہ حقیقتاً فکر مند ہوئیں۔جس لڑکی کے لیے میں نے پرپوزل بھجوایا تھا وہ مریم نہیں فریال ہے اس نے گویا ان کی سماعتوں میں دھماکہ کر دیا۔کیا یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟

ہاں میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں ان کے پیروں تلے سے زمین سرکی میں فریال کو مریم سمجھ کر اس کے گھر آپ کو بھجوایا یہ میں نے کیا کر دیا وہ لٹے ہوئے انداز میں بولا۔

روشانے کب سے خاموش کھڑی تھی حیرت سے سب کی باتیں سن رہی تھی اچانک بولی مگر بھائی آپ نے خود مریم کا نام لیا تھا اتنی بڑی غلطی کیسے ہو گئی آپ سے۔اس نے پورا واقع دہرا دیا کے اس کے ہاتھ میں مریم کے نام کی فائل دیکھ کر وہ غلط فہمی کا شکار ہوا عاصمہ بیگم اس کی اسقدر لاپرواہی پر کھول کر رہ گئی تم نے اتنا بڑا فیصلہ بغیر کسی چھان بین کے کر لیا اس

Digest.pk

سے بات تو کرتے کچھ معلوم تو کرتے مگر اب کچھ نہیں ہوسکتا تمہارا نکاح اب مریم سے ہو چکا ہے اب جو کچھ تمہارے دل میں ہے اسے بھول جاؤ مجھے تم سے ایسی بے وقوفی کی توقع نہیں تھی عاصمی بیگم ٹھوس لہجے میں کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک منٹ بھائی ذرا ٹھہریں میں نے اپنے موبائل میں مریم کے منع کرنے کے باوجود بھی اس کی تصویریں لی ہیں میں ابھی لاتی ہوں آپ دیکھیں تو سہی کیا پتہ مس انڈر سٹینڈنگ ہو روشانے یہ کہتے ہوئے جلدی سے موبائل اٹھالائی اور نقاش کو تھما دیا نقاش نے جیسے ہی تصویر دیکھی ٹھٹک گیا وہ تصویر میں موجود تھی ہمیشہ کی طرح مبہوت کر دینے والے حسن کے ساتھ مگر دلہن کے روپ میں نہیں دلہن بنی مریم کے پہلو میں اس کی رہی سہی امید بھی دم توڑ چکی تھی کھولتے ہوئے دماغ کے ساتھ ہاتھ میں پکڑا ہوا موبائل دیوار کے ساتھ دے مارا جو بکھر کر جا بجا پرزوں میں تبدیل ہوگیا

کون کہتا ہے محبت خالی ہاتھ رکھتی ہے
اداس شامیں ویران زندگی
سونے راستے ٹوٹا دل
یہ سب ملی محبت کی سوغات
ہمیں تو کچھ بھی نہ دیتے ہوئے
محبت نے سب کچھ دے دیا
کیا میں اس کو بھول سکتا ہوں اس کے بغیر اپنی زندگی کی شروعات کرسکتا ہوں۔

رات چاروں طرف اپنے پر پھیلا چکی تھی جب وہ کھڑکی میں کھڑا چاند تکتے ہوئے اپنا دل ٹٹولنے لگا اس نے ایک پل کے لیے اسے ہر منظر سے ہٹاتے ہوئے سوچا مگر اسے یوں محسوس ہوا کہ اس کی سانسیں رکنے لگی ہیں وہ اب نشے کی طرح اس کی رگوں میں سرائت کر چکی تھی اس کو بھلانا ناممکن تھا بے اختیار اسے ایک شعر یاد آیا

ہم تو بس آپ کے تھے

مجھے حیرت ہے میرے پاس کچھ نہیں بچتا
میں جب اپنی ذات سے تمہیں تفریق کرتا ہوں

اس سے پہلے کہ وہ مزید سوچوں میں الجھتا موبائل کی تیز بیپ نے اسے خیالوں سے چونکا دیا اس وقت کس کا فون ہوسکتا ہے اس نے موبائل کان سے لگایا

ہیلو آپ نقاش بات کر رہے ہیں مسوانی آواز بہت محتاط تھی رات کے اس پہر یادوں میں گم اس کی مداخلت اسے بری طرح کھلی تھی جی محترمہ نقاش بات کر رہا ہوں رات کے اس پہر آپ کو مجھ سے کون سا ضروری کام پیش آگیا ہے وہ تنگ آکر بولا پلیز آپ ناراض نہ ہوں میں مریم بات کر رہی ہوں مجھے اس سے پہلے کہ اس کی بار پوری ہوتی وہ بپھر کر بولا

اوہ تو آپ ہیں مریم میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تم سے۔ برائے مہربانی آئندہ فون مت کیجئے گا۔

اور مجھ سے بھی کوئی ایسی ویسی بات مت کیجئے گا مریم کی آواز نے اسے جلتے توے پر بیٹھا دیا دیکھیں مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ آپ ایسے کیوں بی ہیو کر رہے ہیں بہرحال جو بھی ہے میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں اور میرا آپ سے ملنا بہت ہی ضروری ہے میں آپ کو کسی بھی دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتی کل چھے بجے ہماری یونیورسٹی کے عقب میں جو ریسٹورنٹ ہے وہاں آجانا وہ تفصیل سے بولتے ہوئے بغیر اس کی بات سنے ٹھک سے فون بند کر گئی وہ موبائل ہاتھ میں لئے کھڑے کا کھڑا ہی رہ گیا اس کی باتیں اس کو نئی الجھن میں مبتلا کر چکی تھیں وہ جانا تو نہیں چاہتا تھا مگر اسکی دو معنی باتوں نے اسے جانے پر مجبور کر دیا تھا وہ ریسٹورنٹ کے قدرے تاریک کونے میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگا

ایکسکیوزمی نسوانی آواز پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا گرین کلر جدید تراش والے لباس میں ملبوس

Digest.pk

وہ اچھی خاصی خوبصورت تھی مریم نقاش نے سوالیہ انداز سے آبرو اچکایا اور اثبات میں سر ہلاتی ہوئی اسکے سامنے چیر دھکیل کر بیٹھ گئی

جی فرمائیے کیوں بلایا ہے آپ نے مجھے یہاں پر وہ دنیا جہاں کی بے زاری لہجے میں سمو کر بولا

آپ ہیں ہی اتنے آدم بیزار یا پھر خود کو ایسا شو کر رہے ہیں وہ اسی کے انداز میں بولی

میرا بائیو ڈیٹا معلوم کرنے کے بجائے جس مقصد کے لیے مجھے یہاں بلایا ہے وہ واضح کریں میرے خیال میں زیادہ بہتر ہوگا لہجہ سابقہ تھا ظاہر ہے وہی بات کروں گی آپ نے اپنا پرپوزل میرے گھر کیوں بھجوایا جبکہ میرے خیال میں آپ نے مجھے دیکھا تک نہیں ہے وہ کام کی بات تک آئی

میں نے اپنا پرپوزل آپ کے گھر بھجوایا تھا آپ کے لیے نہیں کسی اور کے لیے وہ باہر کی طرف دیکھنے لگا کسی اور کی طرف کہیں آپ کا اشارہ فریال کی طرف تو نہیں ہے وہ چونک کر بولی۔

ہاں مجھے غلط فہمی ہوئی تھی جس کا نتیجہ بھگت رہا ہوں اس کا دکھ پھر سے تازہ ہوگیا

گڈ اب تو مجھے اپنی بات واضح کرنے میں اور بھی آسانی ہوگی اس کی خوشی سے چہکتی آواز نے نقاش کو ٹھٹکا دیا۔ کیا مطلب؟

بات تو بہت ہی سمپل سی ہے آپ فریال سے شادی کرنا چاہتے ہیں اور میں ثاقب سے مگر بدقسمتی سے ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بندھ گئے ہیں مگر اب ہم مزید اس بندھن کو قائم نہیں رکھ سکتے وہ اس کو سمجھاتے ہوئے بولی

اوہ تو اس کا مطلب ہے ڈائی ورس... نقاش کو سمجھ آگئی تھی اس کی بات۔ امی کے دباؤ کی وجہ سے میں اس رشتے پر راضی تو ہو چکی تھی مگر ثاقب کو چھوڑنا میرے بس میں نہیں ہے آپ مجھے ڈائیورس دے کر اپنا اور میرا رشتہ صاف کر سکتے ہیں نقاش کا دل چاہا کہ اٹھ کر ٹیبل پر بھنگڑے ڈالنا شروع کر دے مگر یہ بات اتنی سہل نہیں تھی جتنی وہ سمجھ رہی تھی آپ کا کیا خیال ہے کہ حقیقت معلوم ہونے کے بعد میں نے یہ نہیں سوچا ہوگا بابا جان کے آپ کے والد کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے اور ان کی عزت ختم ہونے کا سوچ کر مجھے یہ ممکن نہیں لگتا کیا آپ خود مجھ سے خلع نہیں مانگ سکتی نقاش جلدی سے بولا۔

جو مجبوری آپ کی ہے وہ ہی میری بھی ہے میں تو بہر حال ثاقب سے ہی شادی کروں گی مگر میں نے سوچا کہ مرد ہونے کے ناطے آپ آواز اٹھا سکتے ہو اس نے چالاکی سے اس کی مردانگی پر وار کیا وہ غصے سے کھول اٹھا

شٹ اپ مجھے طعنہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے طلاق کی ضرورت تمہیں ہے لہذا تم ہی کچھ کرو

تو گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں آپ کے مجھے ڈائیورس دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ خوش ہیں اس نے پانسا پلٹا

میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا وہ سٹپٹا اٹھا تھا

تو چلو ٹھیک ہے اگر آپ نہیں چاہتے تو میں بھی اپنے موقف سے ہٹ جاتی ہوں وہ اٹھتے ہوئے بولی تو وہ حقیقتاً پریشان ہوا اٹھا تھا وہ تو کچھ ایسا کرنا چاہتا تھا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے مگر اسے لگ رہا تھا کہ ایسا ناممکن ہے او کے ٹھیک ہے میں خود بھی تمہارے ساتھ اس نام نہاد رشتے میں بندھنا نہیں چاہتا میں خود تمہیں طلاق بھیج دوں گا جب پیار کیا تو ڈرنا کیا وہ ایک عزم سے کہتا ہوا اٹھ کر چلا گیا جبکہ مریم سرشار کھڑی گلاس ڈور سے دیکھتی رہی

نقاش نے گھر میں بات کی تو طوفان کھڑا ہوگیا تیمور صاحب کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ نقاش کو اٹھا کر باہر پھینک دے تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے اسی لئے ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو تمہارا کیا خیال ہے کہ جو

Digest.pk

تمہارا دل چاہے گا وہ کرو گے اور ہم تمہارا ساتھ دیں گے بابا جب میں کسی اور کو چاہتا ہوں تو کیوں اس کو اپنے ساتھ باندھتا پھروں میں اس کیساتھ خوش نہیں رہ سکتا آپ سمجھتے کیوں نہیں ہیں وہ ان کو سمجھا سمجھا کر تھک چکا تھا تم نے پہلے ہمیں سکندر صاحب کے گھر بھیجا ہم وہاں گئے یہاں تک تمہارا نکاح ہو چکا ہے ان کی بیٹی سے اور اب تم کہہ رہے ہو کہ تم اس کو طلاق دے رہے ہو تمہاری کچھ عزت بے عزتی ہو نہ ہو مگر ہم عزت دار لوگ ہیں اور ان کو یہ دکھ کیسے دے سکتے ہیں میں کہہ رہا ہوں یہ خناس نکال دو دماغ سے اور ہانپ کر لمبے لمبے سانس لینے لگے عاصمہ بیگم گھبرا کر کبھی تیمور کی اور کبھی نقاش کی طرف دیکھ رہی تھی روشانے الگ گھبرائی ہوئی ایک کونے میں کھڑی تھی اس میں صرف میری خوشی نہیں ہے بابا جی مریم بھی یہی چاہتی ہے کہ میں اسے ڈائیورس دون بس خاموش ہو جاؤ اور اب ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نہ نکالنا اور نکل جاؤ اس گھر سے ناہنجار، نالائق اپنے مقصد کے لیے اس بچی پر الزام لگاتا ہے یہی تربیت کی تھی ہم نے تمہاری

تیمور غصے میں گھرے ہوئے نقاش کی طرف بڑھ رہے تھے کہ عاصمہ بیگم نے بھلک کر ان کا بازو تھام لیا اور ان کی منت سماجت کرنے لگی آپ غصہ نہ کریں آپ کی صحت کے لیے اچھا نہیں ہے اور ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ ہم ان سے فریال کا ہاتھ مانگ لیتے بس کرو بیگم تم صرف خود غرض ہو کر اپنے بیٹے کے بارے میں سوچ رہی ہو ان کے بارے میں بھی سوچو کہ ایک بیٹی کو طلاق دینے کے باوجود وہ ہمیں دوسری بیٹی کا ہاتھ دیں گے کبھی نہیں شادی کسی گڑیا کا کھیل نہیں ہے میں سمجھاؤں گی نقاش کو وہ جذباتی ہو کر کہہ رہا ہے ٹھنڈے دماغ سے سوچے گا تو ہماری بات سمجھ میں آجائے گی عاصمہ پرامید انداز میں کہہ رہی تھی اور نقاش تن فن کرتا ہوا سیڑھیاں چڑھ گیا

ممکن ہر ممکن طریقے سے گھر والوں کو اپنی بات سمجھا کر تھک چکا ہوں مگر کوئی میری بات نہیں مان رہا سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کروں موبائل کان سے لگائے ناچارگی سے نقاش کی آواز ابھری

میں تو کسی سے بات بھی نہیں کر سکتی ابو تو میرا اگلہ دبا دیں گے

تم نے فریال سے بات کی وہ سمجھ رہی ہے میں اسے دھوکہ دینا چاہتا تھا تم پلیز میری بات اس سے کروادو میں تمہاری اس سے بات تو نہیں کروا سکتی اور نہ ہی وہ تیار ہوگی مگر میں نے اپنی ملاقات کا سب کچھ بتا دیا ہے مگر وہ ہماری کچھ مدد نہیں کر سکے گی وہ شروع سے ہی ڈرپوک ہے مریم کے لہجے میں بے بسی تھی مگر آگے سے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے ایک فقرہ کہہ کر موبائل بند کر دیا اب جو کرنا ہوگا مجھے ہی کرنا ہوگا میں اتنی بڑی قربانی نہیں دے سکتی نقاش تھک کر موبائل کو دیکھنے لگا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ مریم نے جو مصمم ارادہ کیا ہے وہ پورا بھی کرے گی یا نہیں۔

صبح سو کر اٹھا تو ایک نئی خبر سنی جو ناشتے کی ٹیبل پر تیمور صاحب اور عاصمہ بیگم نے اسے نظریں چراتے ہوئے کہا کہ مریم گھر چھوڑ کر چلی گئی ہے سکندر صاحب کا فون آیا تھا وہ بہت شرمندہ تھے اور کہاں گئی ہے کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے۔ ہم نے اپنے بیٹے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا سوچا تھا مگر اتنی ذلت و رسوائی تو میں نے خواب میں بھی نہیں دیکھی تھی عاصمہ بیگم ڈوپٹہ منہ پر رکھ کر پھپک پھپک کر رو رہی تھیں وہ بے تاثر نگاہوں سے ان کی طرف دیکھتا رہا مریم سے اس جلد بازی کی اسے توقع نہ تھی

ہم آپ سے بہت ہی شرمندہ ہیں وہ میرے سر میں تو خاک ڈال کر چلی گئی مگر آپ کے لیے بھی شرمندگی چھوڑ گئی مجھے مگر پہلے سے ہی پتہ ہوتا تو میں خود اسے ثاقب کے ہمراہ بھیج دیتا مگر یہ ذلت تو نہ ہوتی جوان بیٹی کے گھر چھوڑ جانے پر سکندر صاحب کے

ہم تو بس آپ کے ہیں

Digest.pk

کندھے ڈھے گئے تھے اور سر شرمندگی سے جھک گیا جو ہونا تھا وہ ہو چکا اللہ تعالیٰ جوان نسل کو ہدائت دے اور گمراہ ہونے سے بچائے تیمور صاحب سے سکندر کی یہ حالت دیکھی نہیں جارہی تھی جو غلطی میری بیٹی کر چکی ہے اب اس کا اذالہ ممکن نہیں وہ تو یہ بھی بھول چکی ہے کہ شادی شدہ ہے مسرت خاتون رنجیدہ ہونے لگی وہ شادی شدہ ہے نہیں بلکہ تھی کل رات ہی اس کی طرف سے خلع کا نوٹس آیا ہے اور رہ گئی اذالے کی بات تو آپ فریال کا ہاتھ ہمیں دے کر یہ کر سکتی ہیں کیوں کہ لوگوں کو پتہ ہے کہ نقاش اس گھر کا داماد ہے عاصمہ بیگم کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر ہی بولیں سکندر اور مسرت دونوں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

یہ کیسے ہوسکتا ہے ہم اس کی مرضی کے بغیر کے یہ کیسے کر سکتے ہیں اور نقاش راضی ہو گا اس پر کیا مسرت خاتون اجھجھے سے بولی۔

آپ نقاش کی مرضی کو چھوڑیں وہ ایسا ہی کرے گا جو ہم اس سے کہیں گے آپ صرف فریال بیٹی سے پوچھ کر ہم کو بتادیں تیمور صاحب نے بات ختم کو ڈالی

فریال چائے بنا کر ماموں کے کمرے میں انکو دینے جارہی تھی مگر کمرے میں ہونے والی گفتگو کے چند الفاظ سن کر وہ وہی رک گئی اس کا دستک دیتا دل اس کے پہلو میں گر گیا میں نے تو سوچا تھا کہ ہماری بیٹی سے جو غلطی ہوئی ہے وہ نا قابل معافی ہے مگر اس کی تلافی تو فریال کے ہاتھ میں تھی مگر میں پھر بھی بھول چکا تھا کہ اس کی اپنی بیٹی منہ کالا کر چکی ہے تو پرائی سے کیا امید

ان کی گفتگو کا کو یہ لفظ بھی اس کے پلے نہیں پڑ رہا تھا میں نے تو اسے بہت ہ سمجھایا کہ بیٹی ہماری عزت رکھ لو مگر اس نے تو مریم کا طعنہ دے کر ہی مجھے چپ کروا دیا اب میں کیسے اس کا انکار اقرار میں بدلوں ممانی کی باتوں نے اسے برف کی سل بنا دیا تھا

ہم تو بس آپ کے ہیں

تعصب اتنی نفرت ان کے دل میں اس کے لیے کیوں تھی مگر اس کی خدمت کا صلا اسے ان نفرتوں میں ڈوبنے کے نشتروں سے ملا تھا۔

اسے مریم نے نقاش کی محبت کا کا یقین دلا دیا مگر فریال ان دونوں کے بیچ میں نہیں آنا چاہتی تھی کہ جو بھی تھا وہ اب شادی شدہ تھا مگر اب جب اس کا رشتہ فریال کے لیے آیا تو ممانی نے اسے بتائے بغیر ہی فریال کے رشتے سے انکار کر دیا تھا اسے یقین نہیں ہو رہا تھا مگر یہ سب حقیقت ہی تھی۔

ماموں جان آپ نے میرے بارے میں ایسا سوچ بھی کیسے لیا کہ میں آپ کا سر جھکنے دیتی آپ ایک بار مجھ سے کہتے تو وہ کب کی ٹھنڈی ہوئی چائے لے کر کچن میں چلی گئی ماموں جان میں چچا کے گھر جارہی ہوں وہ مجھے آج آ کر لے جائیں گے انہوں نے خود مجھے فون کر کہ تیار رہنے کا کہا ہے آپ کو ابھی اس لیے بتا رہی ہوں کہ آپ رات جلد سو گئے تھے بھرم قائم رکھنے کے لیے وہ جھوٹ پر جھوٹ بولنے لگی تھی

جو تمہاری مرضی جیسا تمہارا دل کرے ویسا ہی کرو ہم کون ہوتے ہیں تمہارا فیصلہ کرنے والے ماموں جان کے بیگانگی سے کہنے پر بھی وہ اس امید پر ان کے پاس کھڑی رہی کہ کچھ تو پوچھیں گے مگر کافی دیر کے بعد وہ اپنی آنکھوں میں آنسوؤں کو دھکیلتے ہوئے وہ کمرے میں جکر اپنا سامان پیک کرنے لگی ممانی کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے اس کی اچانک روانگی پر اس نے تو تقریباً گھر کے سارے کام سنبھال رکھے تھے۔۔۔اب کیا ہوگا وہ سر تھام کر سوچنے لگی تھی وہ چاچا کے ہمراہ چلی گئی چچا کے بے زار اور لیے دیئے والے رویئے نے ان کو یہ ظاہر کروا دیا کہ وہ یہاں اپنی مرضی سے گئی ہے چچا کے کہنے کا تو شاید بہانہ تھا

اس واقعے کو کئی ماہ گزر چکے تھے مگر نقاش کو یوں محسوس ہوتا کہ کل کی بات ہے فریال کا اس کے پیار کا

Digest.pk

مذاق اڑانا اس کا رشتے سے انکار کرنا سب خواب لگ رہا تھا محبت کرنے کی سزا ملی تھی یا یکطرفہ محبت کی وہ تو بالکل بھی نہیں سوچنا چاہتا تھا جتنا اس کے بارے میں سوچتا پرانے زخم پھر سے ہرے ہونے لگتے تھے

بیٹا میں نے تمہارے لیے یہ لڑکیاں دیکھی ہیں جو پسند ہو بتا دو عاصمہ بیگم نے چند تصاویر اس کے سامنے رکھیں

مجھے شادی نہیں کرنی جب وہ نہیں تو کوئی بھی نہیں آپ کیوں یہ سب کر کے میرا دل دکھا رہی ہیں

اس نے دیکھے بغیر ہی تصویریں صوفے پر پٹخ دیں اور کیوں اس کے لیے خود کو روگ لگائے بیٹھے ہو جب اسے تمہاری پرواہ نہیں تو بھول جاؤ اس کو کیوں سراب کے پیچھے بھاگ رہے ہو

بھاگ کہاں رہا ہوں میں تو سراب کے پیچھے بھاگ بھاگ کر تھک چکا ہوں تبھی دامادہو چکا ہوں

اس کے سیاسیت بھرے لہجے سے عاصمہ بیگم کا دل کٹ کر رہ گیا

اسی لیے تو کہہ رہی ہوں کہ شادی کر لو تو نئی زندگی میں مشغول ہو کر سب کچھ بھول جاؤ گے اگر تمہاری ان لڑکیوں میں کوئی پسند نہیں تو کوئی بات نہیں ناہید کے محلے دار ہیں بہت ہی اچھی لڑکی ہے پڑھی لکھی ہے اور سلیقہ شعار ہونے کے ساتھ ساتھ بہت پیاری بھی ہے مجھے ناہید نے سب تفصیل سے بتایا ہے میں خود جا کر لڑکی دیکھ کر آؤں گی دیکھو بیٹا مجھے مایوس مت کرنا مجھ سے اب یہ سب برداشت نہیں ہو رہا۔ وہ رقت زدہ لہجے میں کہتے ہوئے رو پڑی تو نقاش نے ان کے ہاتھ تھام کر چوم لیے

جیسے آپ کی مرضی آپ کریں مگر پلیز یہ آنسو پونچھ لیں

عاصمہ بیگم اپنے فرمانبردار بیٹے کو دیکھنے لگیں جس کی خوشی کے لیے وہ ہر پل دعا گو تھیں

ہم تو بس آپ کے ہیں

ناہید جو تیمور صاحب کی دور پار کی رشتہ دار تھی اس نے عاصمہ بیگم کو جس لڑکی کے بارے میں بتایا تھا روشانے اور عاصمی بیگم جب اس سے مل کر آئیں تو خوشی ان کے چہرے سے پھوٹ رہی تھی

بھائی لڑکی بہت ہی اچھی ہے آپ دونوں کی جوڑی بہت پیاری لگے گی بچی میں بہت خوش ہوں وہ وقتاً فوقتاً اپنی خوشی کا اظہار کرتی رہی

آپ خود بھی جا کر لڑکی او کے کر دیں مجھے امید ہے میں نے جو بہو پسند کی ہے آپ کو وہ بہت اچھی لگے گی چھوٹا سا متمول گھرانہ ہے ہمیں تو لڑکی کے سوا کچھ بھی نہیں چاہیے

کتنی جلدی سے سب کچھ بھول گئے یہ لوگ اور میں چاہ کر بھی نہیں بھلا سکا

عاصمہ بیگم کو تیمور صاحب سے باتوں میں مگن دیکھ کر نقاش نے سوچا کیا میں کسی اور کیساتھ خوش رہ پاؤں گا نہیں بلکہ رہنے کی کوشش کر سکوں گا

لڑکی والوں کی رضا مندی لے کر تیمور والوں نے شادی کی تیاریاں شروع کر دیں تھیں دلہن کی سب چیزیں تو پہلے سے ہی تیار تھیں باقی ضرورت کا کام تیمور صاحب خود ہی کر رہے تھے نقاش نے بھی ان کا ہاتھ بٹھانے کی ضرورت محسوس نہ کی وہ خود کو ایک لڑکی تصور کر رہا تھا جو اپنے ماں باپ کی خوشی کے لیے قربان ہو رہی تھی

خدا خدا کر کے شادی کا دن بھی آ گیا گولڈن شیروانی میں اپنے مغرور نقوش اور ساحر پرسنالٹی کے ساتھ وہ کوئی یونانی دیوتا لگ رہا تھا آنکھوں پر چھائی بیگانگی اور چہرے پر سجے پتھریلے تاثرات کے ساتھ کوئی اسے دیکھ کر یہی کہہ سکتا تھا کہ اس کی شادی مرضی سے نہیں بلکہ گن پوائنٹ پر کی جا رہی ہے

نکاح نامے پر سائن کرتے وقت دوسرا نام دیکھ کر اس کا ہاتھ ایک لمحے کے لیے رک سا گیا مگر اس

Digest.pk

نے جلدی سے سائن کر دیئے اور کسی اور کو زندگی کا ہمسفر بنالیا آدھی رات گزر جانے کے بعد جب شادی کا ہنگامہ تھما تو اس نے کلائی پر بندھی گھڑی پر نگاہ ڈالی جو رات کے ساڑھے بارہ بجا رہی تھی وہ تھکے قدموں کے ساتھ کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا کہ عاصمہ بیگم کی آواز کے ساتھ چونک پڑا۔ آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں ہاں تمہارا انتظار کر رہی تھی بیٹا میری تو دعا ہے کہ پوری زندگی خوش رہو زندگی کا ہر پل ہر لمحہ تمہارے لیے خوشیوں کا پیغام بن کر آئے بیٹا تم اپنی بیوی کو تحفہ دینا مجھے پتا ہے کہ تم نے ابھی تک کچھ بھی نہیں لیا ہوگا پھر وہ آہستگی سے کمرے کی جانب بڑھ گیا اور دروازہ کھولا تو دہلیز پر ہی کھڑا رہ گیا پورا کمرہ گلاب اور موتیوں سے بھرا ہوا تھا پھولوں کی مسحور کن مہک نے ماحول کو خوشگوار بنایا ہوا تھا وہ مضطرب ہو کر ٹہلنے لگا تھا

کیا ہوتا اگر اس کی جگہ وہ ہوتی تو زندگی کا سفر کتنی خوشی اور راحت سے گزر جاتا مگر وہ یہ سب سوچ ہی سکتا تھا

کیا اپنی شادی کے روز آپ نے پیدل مارچ کا عہد کیا تھا؟

شرارت سے بھرپور آواز پر وہ سپرنگ کی طرح اچھلا یہ آواز تو وہ لاکھوں کروڑوں میں بھی پہچان سکتا تھا تیر کی طرح وہ اس تک پہنچا اور جلدی سے گھونگھٹ اٹھا دیا مگر یہ کیا سامنے وہ پری چہرہ اپنے ملکوتی حسن کے ساتھ براجمان تھی نقاش پر مارے خوشی کے سکتا ہو گیا تب تم وہ بڑی مشکل سے بولا۔

ہاں میں یعنی فریال نقاش تو کیسا لگا میرا سرپرائز وہ نچلا ہونٹ شرارت سے دانتوں تلے دبا کر بولی

سرپرائز.. میرے رشتے سے تمہارا انکار کرنا اور پھر اپنے چچا کے گھر چلے جانا وہ نا سمجھی سے بولا۔

میں نے کبھی بھی اظہار تو نہیں کیا تھا مگر جو محبت آپ مجھ سے کرتے ہیں اس محبت میں میں بھی قدم ملا کر آپ کے ساتھ چل رہی ہوں کبھ موقع ہی نہ ملا دل کو زبان دینے کا تو پھر انکار کیسے کرتی وہ بھی جب ماموں کی عزت کا سوال تھا یہ سب تو ممانی کی ہی سازش تھی مگر چھوڑیں اس بات کو جو گزر گیا سو گزر گیا جو کل آئے گا وہ صرف ہمارا ہے وہ ایک جذب سے بول رہی تھی چلو اس بہانے یہ حقیقت تو کھلی کہ تم بھی مجھ سے پیار کرتی ہو وہ اس کے رعنائی ہاتھ تھام کر سرشاری سے بولا۔ اس میں بہانے کی کیا بات ہے جو میرا ہے وہ میرا ہے اور اس کا اظہار میں پوری دنیا کے سامنے کر سکتی ہوں۔ اتنی ہمت ہے تم میں وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔

ہمت پہلے نہیں تھی مگر اب آپ کی ہمراہی بہت باہمت ہوں ایک احساس سا سرشار کر رہا تھا کہ کوئی تو ہے جو میرا ہے جو میرا اعتماد میرا بھروسہ ہے اس کی ہمراہی میں جو دکھ بھی ملے خوشی سے سہہ لوں گی بشرطیکہ وہ ہمیشہ ساتھ رہے تو پر دو گے میرا ساتھ تمام زندگی تمام عمر پر لمحہ ہر پل۔

اس نے امید کا دامن تھام کر نقاش کے سامنے ہتھیلی پھیلا دی جواباً اس نے فریال کا نازک سا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر ایک تحفظ کا احساس دلایا اور اس کے کانوں میں مدھم سی سرگوشی کی اب تو میری دنیا تمہارے ہی ساتھ ہے تمہارے ہی ساتھ زندگی کے ہر نقش میں رنگ بھرنے ہیں میں تو پہلے بھی تمہارا تھا اب بھی تمہارا ہوں اور تمام عمر تمہارا ہی رہوں گا نقاش نے فریال کو رنگ پہناتے ہوئے دل ہی دل میں سجدہ شکر بجالایا تھا اور اس کریم کا شکر ادا کیا جس نے اسے خالی ہاتھ نہیں رکھا تھا زندگی کی ہر خوشی سے ہمکنار کیا تھا اور اب کسی چیز کی چاہ باقی نہیں رہی تھی۔

قارئین کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے ضرور آگاہ کیجئے گا۔

Digest.pk

وہ دس روپے

تحریر۔ ملک علی رضا۔ فیصل آباد

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین آپ سب کی خدمت میں ایک ایسی کہانی ہے جو آپ کے دل کو اچھی لگے گی اور ایک سبق آموز کہانی ہے میں نے اس کا نام۔ وہ دس روپے رکھا ہے
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کالج میں ادبی گروپ کی جانب سے کوئی تقریب تھی جس سے کچھ روز پہلے گروپ کے انچارج پروفیسر نے تمام لڑکوں سے کہا کہ وہ اپنے اپنے حصے کے چندے کی رقم جلد از جلد جمع کروا دیں جو کہ دس روپے فی کس تھی چندہ وصول کرنے کے لیے ایک دن متعین کر لیا گیا۔

سب لڑکوں نے اس دن دس دس روپے جمع کروائے میرے پاس اس دن اتفاق سے کوئی پیسہ نہیں تھا اس لیے میں نے ایک ہم جماعت سعید سے ادھار لے کر جمع کرا دیئے تقریب منعقد ہوئی اسی گہما گہمی میں دن گزرتے رہے یہاں تک کہ کالج کی سہانی زندگی سے رابطہ ختم ہو گیا۔

سب دوست بچھڑ گئے میں بالکل بھول چکا تھا کہ میں نے کسی سے دس روپے ادھا لئے تھے جن کو واپس کرنے کا میں اخلاقی طور پر پابند ہوں نہ ہی اس نے کبھی تقاضا کیا۔

کالج چھوڑے قریبا ایک برس بیت گیا تھا ایک دن میں ریلوے سٹیشن گیا جہاں ایک دوست کو الوداع کہنا تھا وہاں اچانک ایک شناسا چہرا نظر آ گیا جی ہاں یہ سعید تھا وہی طالب علم جس سے میں نے کالج میں دس روپے ادھا لئے تھے مجھ سے بڑا خلوص سے ملا پوچھنے پر معلوم ہو کہ اسکے ایک رشتہ دار آرہے ہیں جن کو لینے وہ وہاں آیا تھا کالج کی سہانی یادوں کا ذکر چھڑ گیا اور اس تقریب کے حوالے سے مجھے یاد آ گئے جو میں نے اس سے ادھا لئے تھے میری جیب میں اس وقت صرف پانچ روپے تھے میں نے مناسب سمجھا کہ فی الحال ان دس روپے کا ذکر مناسب نہیں۔

شاید وہ بھی مروتا تقاضا نہ کر رہا تھا میں نے سوچا کہ اس کے گھر کا پتہ معلوم کر لوں تاکہ وہاں جا کر اس کو واپس کر دوں گا چنانچہ اس کے گھر کا پتہ معلوم کر لیا پھر کافی دن گزر گئے میں اسے ادھار واپس دینا پھر بھول گیا۔

ایک دن میں بازار سے گزر رہا تھا کہ کسی نے پیچھے سے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا مڑ کر دیکھا تو سعید تھا اب پھر مجھے ان دس روپیوں کا خیال آیا حیرت کی بات تھی کہ میں گھر سے جو رقم لے کر آیا تھا وہ خریداری میں صرف کر دی تھی اب چند روپے باقی تھے میں اس سے گپ شپ کے باتیں کر رہا تھا۔

Digest.pk

مگر دل ہی دل میں شرمندہ ہو رہا تھا۔

سعید نے مجھے اس کے گھر آنے کا وعدہ یاد دلایا میں نے عنقریب اس کے گھر آنے کا وعدہ کر لیا جب بھی اس سے ملاقات ہوتی شومئی میں میری قسمت میری جیب میں دس روپے بھی نہ ہوتے تھے۔

ایک دن وہ مجھے بازار میں مل گیا وہ جلدی میں تھا اس نے مجھے بتایا کہ اسے یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا ہے جاتے جاتے اس نے پھر مجھے یاد دلایا کہ میں نے اس کے گھر آنے کا وعدہ پورا نہیں کیا اس ملاقات کے چند روز بعد ہی ایک شب میں گھر میں لیٹا ریڈیو سن رہا تھا یونیورسٹی میگزین کا پروگرام آرہا تھا طلبہ اپنی نگار شات سنا رہے تھے اب سعید اپنا افسانہ دس روپے آپ کے سامنے پیش کریں گے آواز میرے کانوں میں ٹکرائی میں نے وہ آواز فوراً پہچان لی یہ وہی سعید تھا جس سے میں نے دس روپے ادھار لیے تھے وہ اپنا افسانہ سنا رہا تھا اور میں خود کو زمین میں گڑتا محسوس کر رہا تھا۔

اس نے افسانے میں انہیں دس روپیوں کا موضوع بنایا تھا جو اس نے مجھے ادھار دیئے تھے اس نے ان تمام ملاقاتوں کا اس میں ذکر کیا جو میری اور اس کی کالج چھوڑنے کے بعد ہوئی تھیں میں افسانہ سنتا جاتا اور خود کو مجرم محسوس کرتا جاتا تھا میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ سعید ان دس روپیوں کو بھول چکا ہوگا مگر آج افسانہ دیکھ کر مجھے تلخ حقیقتوں کا احساس ہو رہا تھا۔

میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ صبح سب سے پہلا کام دس روپیوں کا کروں گا اگلے روز میں تیزی سے گھر سے نکلا سعید کے گھر کی راہ لی جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اس کے گھر کے سامنے دری پر بیٹھے تھے۔

پوچھنے پر معلوم ہوا کہ رات کو سکوٹر پر ریڈیو سٹیشن سے گھر آتے وقت سعید کی موٹر سائیکل ایک ٹرک سے ٹکرا گئی اس حادثے میں وہ اپنی جان کھو بیٹھا میرے دل میں ایک ٹھیس سی اٹھی دس روپے کا نوٹ مجھ کو آج کی طرح جلا رہا تھا۔

میں واپس مڑا بازار کی نکڑ پر ایک پھولوں والی دکان تھی میں نے وہاں سے دس روپے کے ہار لیے اور دوبارہ سعید کے مکان پر آ گیا اس کے گھر کہرام مچا ہوا تھا جوان بیٹے کی موت نے والدین سے بڑھاپے کا سہارا چھین لیا تھا۔

لوگ آ رہے تھے ان سے تعزیت کر رہے تھے میت کو غسل دیا جا رہا تھا تھوڑی دیر میں میت کی مسہری گلی میں رکھ دی گئی میں نے قریب جا کر دیکھا سعید سفید کفن اوڑھے ابدی نیند سو رہا تھا۔

میں نے وہ پھولوں کے ہار اس کی میت پر رکھ دیئے اور گرفتہ دل واپس آ گیا۔

قارئین دعا کیجئے گا کہ میرے دوست کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ قارئین کیسے لگی میری داستان ضرور بتائے گا آپکی قیمتی آراء کا بے چینی سے انتظار رہے گا امید تو ہے کہ سب کو پسند آئے گی مجھے آج بھی وہ دس روپے سانپ کی طرح ڈستے ہیں مجھے یہ احساس تو ہوا ہے کہ کسی سے ادھار نہ لوں اگر لوں تو اپنے وعدے کے مطابق واپس کروں میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے یہ دس روپے معاف کر دے جو دن رات تڑپاتے ہیں۔

قطعہ

آجا میں اپنے ہاتھوں سے تجھ کو سنوار دوں
تجھ پر جو اٹھیں گی بری نظریں اتار دوں
تو سوچ بھی نہ پائے گی میرے تصورات کو
سمندر کے قطروں سے بھی زیادہ تجھ کو پیار دوں

ریاض احمد

Digest.pk

میرا مان ٹوٹ جاتا ہے

۔تحریر۔مس افشاں لاہور

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین شازم کے ساتھ کیا ہوا کیسی زندگی ملی اسے وہ تو اپنی زندگی بھی اپنی مرضی سے نہیں جی سکتا ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھنے کے بعد اسے ماموں کے گھر میں رہنا اور ان کا ہی بچا کچا کھا کر جوان ہونا بہت ہی مہنگا پڑا کاش کہ اس کے ماں باپ ہوتے اور وہ اس گھٹ گھٹ کر جینے والی زندگی سے بچ جاتا اس کا پیار اسے مل جاتا اور اس کی ہر خواہش پوری ہوتی اب اسے ماموں کے احسانوں کا بدلہ اتارنے میں پوری زندگی اپنی خواہشوں کو اپنی اندر ہی دفنانا پڑا اس کا کوئی بھی اپنا نہیں ہے اگر ماں باپ پالیں تو ان کا اپنی اولاد پر کوئی احسان نہیں ہوتا مگر کسی اور کو کون اپنا بنا کر پالتا ہے خدا کسی کو کسی کا محتاج نہ کرے میں نے اس کہانی کا نام ۔میرا مان ٹوٹ جاتا ہے رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میرے ہاتھوں کی لکیروں میں یہ عیب چھپا ہے محسن
میں جس شخص کو چھولوں تو وہ میرا نہیں رہتا

مجھے لگتا ہے محسن نقوی نے یہ شعر میرے **انسان** ہی لیے لکھا ہو پتہ نہیں کیا ہے جس کو بھی اپنا سمجھتا ہوں وہی ڈس لیتا ہے۔

یار لیکن ہر چیز قربان کی دلآویز نہ ملی تو میں مر جاؤں گا شازم نے عادیل بھائی کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا عادیل اور شازم دونوں کزن ہیں اور ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔

شازم اپنی ہر بات اپنے ماموں زاد کزن سے شیئر کرتا تھا کیوں کہ اسے عادیل بھائی پہ اندھا اعتماد تھا اور عادیل ہی آخری کزن تھی جو ہیلپ کر سکتا تھا شازم کی کیوں کہ شازم اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنے ماموں کے ہاں ہی رہتا تھا۔

بچپن سے باپ کی شفقت چھن گئی اور ددھیال والوں نے دونوں ماں بیٹے کو گھر سے نکال دیا اور جائیداد پہ خود قبضہ کر لیا ایسے مشکل وقت میں ماموں جان نے سہارا دیا شازم کی ماں سارا دن کام کرتی رہتی تا کہ بھابی کو بوجھ نہ لگے ماموں جان کی کرم نوازی تھی کہ انہوں نے کبھی شازم اور اپنے بچے میں فرق نہیں سمجھا تھا۔

عادیل اپنے سب بہن بھائیوں میں بڑا تھا اور سمجھدار بھی دوسرے بہن بھائیوں طرح اس نے کبھی اپنے باپ کے شازم پہ کیے جانے وعالے احسانوں کا ذکر نہیں کیا تھا اکثر وبیشتر وہ اپنے بہن بھائیوں کو شازم کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے ڈانٹ دیتا تھا جس سے شازم کا مان بڑھ جاتا۔

جب تک شازم کی ماں زندہ رہی شازم کو کبھی یہ

Digest.pk

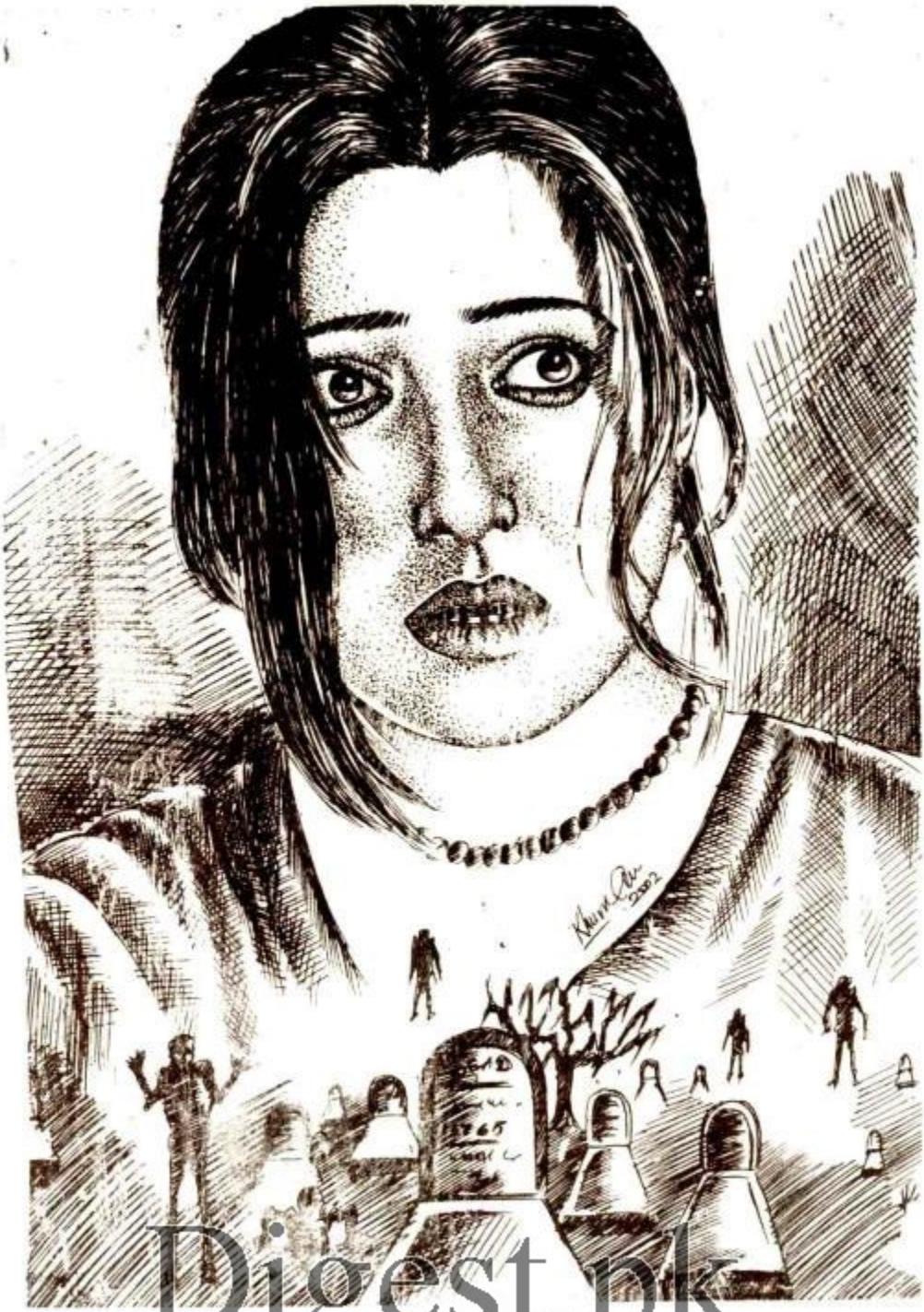

Digest.pk

فیل نہیں ہوا تھا کہ وہ کسی کے ٹکڑوں پر پل رہا ہے لیکن جب ماں کی ممتا چھن گئی تو پھر احساس ہوا کہ زندگی کیا ہے اور ماں کے ہوتے ہوئے زندگی کیا تھی۔

شازم کی ماں اس کے لیے سائبان تھیں ایسا سایہ جس نے دکھوں غموں محرمیوں کی شازم کو ہوا نہ لگنے دی بہت برے وقت پہ چھوڑا ماں نے لیکن کس کا دل کرتا ہے اپنی اولاد کے لوگوں کے طعنوں اور باتوں کے لیے چھوڑے یہ تو مکافات عمل ہے جو آیا ہے اسے جانا ہے کوئی پہلے تو کوئی بعد میں پندرہ سال کی عمر میں ماں بھی تن تنہا شازم کو چھوڑ گئی کہتے ہیں کہ خدا اپنے بندے کو اتنی ہی تکلیف دیتا ہے جتنی اس میں برداشت ہوتی ہے۔

شازم اکثر خدا سے گلہ کرتا رہتا تھا کہ یا اللہ شازم کا اتنا ہی بڑا جگر ہے جو تم نے اتنے غم دے دیئے۔ نہ باپ رہا نہ ماں اور نہ ہی کوئی بہن بھائی اور جائیداد میٹر کے بعد جس کالج میں عادیل پڑھتا تھا ماموں نے اسی کالج میں شازم کا ایڈمشن کروایا ممانی جان کو برا تو بہت لگا لیکن ماموں کے سامنے زیادہ بحث بھی نہ کر سکی لیکن شازم کو ہر وقت سناتی رہتی تھی ایسی نازک سچوایشن ہوئی کہ کالج کے اخراجات بڑھ گئے تو شازم نے کالج چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تو عدیل نے ہمت بڑھائی کہ شازم یار کالج نہ چھوڑنا ایسا کرو پارٹ ٹائم جاب کر لو شازم نے عادیل بھائی کی بات مان لی عادیل نے اپنے ایک دوست کے میڈیکل سٹور میں شازم کو جاب دلا دی۔

یوں شازم کو ماموں جان کے آگے ہر چیز کے لیے ہاتھ نہ پھیلانا پڑتا عادیل کی سپورٹ سے شازم نے بی ایس سی کمپلیٹ کر لی جن دنوں شازم نے بی ایس سی کا امتحان دینا تھا انہی دنوں عادیل کی بہن نمرہ کے رشتے کے لیے گھر میں لوگ آتے جاتے تھے۔

جو بھی آتا نمرہ کو اس کی سانولی رنگت کی وجہ سے رجیکٹ کر دیتا نمرہ پورے خاندان میں ہی ایسی تھی جبکہ اس کے دونوں بھائی بے حد خوبصورت تھے شازم بھی اسی گھر کا فرد تھا لہذا وہ یہ سب صورت حال سے آشنا تھا لیکن لڑکا ہونے کی وجہ سے اسے گھر کی ایسی باتوں میں کوئی خاص دلچسپی نہ تھی ایسی باتوں میں لڑکیوں کو دلچسپی ہوتی ہے۔

ممانی جان بہت پریشان رہتی تھی یہ تو میں جانتا تھا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ ممانی جان میرے ساتھ کیوں پیار سے پیش آ رہی تھی اس کی وجہ میں جاننے سے قاصر رہا مجھے اس سے کیا سروکار تھا مجھے تو سکون ہو گیا تھا کہ آج کل ممانی جان کی جلی کٹی نہیں سننا پڑتی کہتے ہیں ٹاپ بھی وہی بچے کرتے ہیں جن کو کوئی گھریلو پریشانی نہ ہو ہر طرح سے سکون کی ہوا چلتی ہو اور غریب کے بچے نے ٹاپ کیا کرنا ہے دماغ سوچوں سے خالی ہوگا تو کچھ دماغ میں سمائے گا ناں الجھے ہوئے ذہن نے کیا ٹاپ کرنا۔

ممانی نے پیار سے بات کرنا شروع کی تو میں پچھلی باتیں بھول گیا اور سکون سے پیپروں کی تیاری میں لگ گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے اپنے پورے کالج میں تھرڈ پوزیشن حاصل کی آج کل میں بالکل فری تھا میڈیکل سٹور سے میں کافی حد تک سیٹل ہو گیا تھا سیلری بھی پچیس ہزار ہو گئی شہر کا بہت بڑا میڈیکل سٹور تھا پرفارمنس بیسس پہ مجھے میڈیکل سٹور کا انچارج بنایا گیا۔

اسی میڈیکل سے ایک لڑکی اکثر و بیشتر ڈاکٹر کی طرف سے ری کمینڈ کئے ہوئے شیمپو اور صابن کے لیے آتی تھی کیا کمال کی لڑکی تھی وہ جب بھی آتی میرے دل کے تار ہلا کر رکھ دیتی تھی دل کی دھڑک بے ترتیب سی ہو جاتی اس ماہ جبیں کے چہرے سے نظر ہٹتی ہی نہیں تھی میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف کھنچا جا رہا تھا۔

اب میں اکثر دعائیں کرتا کہ وہ ماہ جبیں جلدی

Digest.pk

چکر لگایا کرے اب میں پروڈکٹ کے سلسلے میں بات بھی کر لیتا تھا اور وہ بھی ہنس ہنس کے اب مجھ سے بات کرتی تھی۔

اور ایک دن تو اس نے بات ہی بڑی عجیب سی کی کہ شازم جی ہم آپ پہ اندھا اعتماد کرتے ہیں دیکھ لیجئے گا ہمیں دھوکہ نہ دیجئے گا۔

میں اس کی اس بات پر چونک گیا آج اس نے پہلی بار میرا نام لیا تھا آج جب اپنا نام اس کے منہ سے سنا تو یہ احساس ہوا کہ رکھنے والے نے کتنا خوبصورت نام رکھا ہے۔

شازم کہنے والے کے کہنے میں ہی اتنا اثر تھا شیریں لہجہ کمال تھا کہ شازم نام دنیا کا سب سے خوبصورت نام لگنے لگا حالانکہ یہ نام ہر وقت میرے کولیگ پکارتے رہتے ہیں کہ شازم بھائی یہ دیں شازم بھائی وہ دیں شازم بھائی یہ میڈیسن دیں شاید یہی وجہ تھی کہ اس ماہ جبیں کو بھی آسانی سے میرے نام کا پتہ چل گیا تھا۔

جب اس نے یہ بات کی کہ شازم جی ہم آپ پر اندھا اعتماد کرتے ہیں دیکھ لیجئے گا دھوکہ نہ دیجئے گا تو میں انگشت ندندا پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتا ہی رہ گیا کہ اس نے بات کیا کی ہے میرا منہ کھلے کا کھلا ہی رہ گیا تو وہ مسکرا کر بولی اے صاحب کہاں کھو گئے میں ان پروڈکٹ کی بات کر رہی ہوں کہ آپ کے سٹور سے ایک نمبر چیز ملی ہے اس لیے آنکھیں بند کر آپ کے سٹور سے چیزیں لے جاتے ہیں۔

ہا۔۔ہاں۔ہاں۔جی جی آپ نے ٹھیک کہا۔اسی طرح سلسلہ چلتا رہا دو معنی باتیں ہوتی رہیں ایک دن اس نے مجھے کہا شازم جی آپ بہت ظالم ہیں۔اتنا خفا خفا سا لہجہ تھا میں اس کے تیور سمجھ گیا کیا کہنا چاہتی ہے۔

لیکن مشرقی لڑکی ہونے کی وجہ سے کہہ نہیں پا رہی اس کی اس بات پہ میں مسکرا دیا۔یار کیا حسن تھا جلا کے راکھ کر گئی صبح کہا ہے حسن والوں سے اللہ بچائے

کوئی دل میں لیے ارمان چلا گیا
کوئی کھوئے ہوئے اوسان چلا گیا
حسن والوں سے کہہ دو نہ نکلیں باہر
دیکھنے والوں کا ایمان چلا گیا
مست نظروں سے اللہ بچائے
ماہ جمالوں سے اللہ بچائے
ہر بلا سر پہ آجائے لیکن
حسن والوں سے اللہ بچائے
ان کی معصومیت پہ نہ جانا
ان کے دھوکے میں ہرگز نہ آنا
لوٹ لیتے ہیں یہ مسکرا کے
ان کی چالوں سے اللہ بچائے

اُف کیا حسن تھا انتہا تھی حسن کی اسے دیکھ کر کوئی بھی فدا ہو سکتا تھا میں تو پھر حسن پرست تھا حسن میری کمزوری تھی مجھے حسین لوگ بہت پسند تھے میرا سٹار ہی ایسا ہے پائی سز۔حوت۔پائی سز۔والے صبح معنوں میں حسن کی قدر کرتے ہیں بس اب مجھ سے مزید صبر نہیں ہو رہا مجھے گرین سگنل تو مل ہی گیا ہے اب جب وہ دوبارہ آئی تو میں نے اپنا کارڈ دیا اور اس کا نام بھی پوچھ لیا جی میرا نام دلآویز ہے سچ میں دلآویز ہیں آپ میں نے زیر لب کہا۔جی آپ نے کیا کہا۔نہیں میں نے کچھ نہیں کہا تو وہ مسکرا دی اور میرا کارڈ لے لیا شام کو بار بار میری نظر موبائل کی سکرین پہ جاتی لیکن نظریں ہر بار مایوس لوٹ آئی رات گزر گئی مگر کال نہ آئی اگلے دن پھر وہی سلسلہ رہا پورا دن انتظار کرتے گزر گیا مگر وہ نہ آئی رات پھر وہی حال تھا بار بار سکرین دیکھتا ہر انجان نمبر کو بڑے پیار سے رسپونس دیتا لیکن بے شور آخر کار رات گیارہ بجے ایک انجان نمبر سے کال آئی میں نے کال اٹینڈ کی تو میری تو مارے خوشی کے باچھیں ہی کھل گئیں جب اس نے کہا

Digest.pk

دلآویز بات کر رہی ہوں دلآویز میں نے فرسٹ ٹائم ہی یوں بات کی جیسے صدیوں سے جانتا ہوں اس ماہ جبیں سے یوں کالز کا سلسلہ رہا مجھے ایسں الگ رہا تھا کہ کہ جیسے مجھے تو کسی غم نے چھوہی نہیں جیسے میں دنیا کا سب سے لکی بندہ ہوں میرے منہ سے بار بار خدا کا شکر نکل رہا تھا مجھے جب زیادہ خوشی ہوتی ہے تو میرے دل میں کہ خدا مجھ سے بڑی محبت کرتا ہے وہ مجھے دکھ دیتا ہی نہیں میں پرانے سب دکھ بھول جاتا ہوں اور اسے کے بعد میرے ذہن میں آتا ہے کہ اللہ تیرا شکر ہے میں پاکستان میں رہتا ہوں یہاں تو بڑی آزادی ہے بہت سکون ہے کوئی ٹینشن نہیں ہے کوئی روک ٹوک نہیں ہے ہمارے ملک میں ۔میں اپنے غموں کی طرح پاکستان کو درپیش مسائل کو بھی بھول جاتا ہوں میں اور دلآویز بہت ہی خوش تھے عادیل بھائی مجھے دیکھ کر بہت ہی خوش ہوتے تھے کہ شازم اب اپنی زندگی سے مطمئن ہوگیا ہے تقریباً یوں کرتے کرتے ایک سال کا عرصہ بیت گیا میں نے ایم ایس سی میں ایڈمیشن لے لیا عادیل بھائی ایم بی اے کر رہے تھے ان کا لاسٹ ایئر چل رہا تھا انہیں مجھ پہ پہلے ہی شک تھا کہ آخر ایک دن انہوں نے میری چوری پکڑ ہی لی انہوں نے مجھے فون پہ باتیں کرتے ہوئے سن لیا تو مجھ سے کہا۔

ہوں تو شازم صاحب کی زندگی میں بہار آنے کی وجد یدمحترمہ ہے ۔ارے شازم صاحب ہمیں بھی تو ملوایئے اپنی محبوبہ سے ارے عادیل بھائی ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہے ہیں اچھا شازم صاحب وہ کیا ہے جو میں نہیں سوچ رہا بس جلدی سے بتاؤ میری بھابی کا نام میں نے آنکھیں اچکاتے ہوئے اور ناک سکوڑ کہ منہ کہ عجیب ایکسپریشن دیئے عادیل بھائی میری نیت بھانپ گئے تھے دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے بتادے یا بڑا بھائی ہونے کے ناطے لگاؤں ایک چپت میں نے ہاتھ گردن کے نیچے رکھتے ہوئے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

جی بھائی وہ اصل میں میرے میڈیکل سٹور پہ آتی تھی بلکہ ابھی تک آتی ہے بہت خوبصورت لڑکی ہے آپ بھی اسے دیکھیں گے تو بس دیکھتے ہی رہ جائیں گے عادیل بھائی میری اس بات پہ کھل کھلا کے ہنس دیئے یہ ناممکن ہے کہ میں کسی لڑکی کو دیکھوں اور دیکھتا ہی رہ جاؤں ایمپوسبل یار یار شازم پھر قہقہہ لگا کر ہنس دیا اچھا بتاؤ کب ملوار ہے ہو اس حسینہ سے۔

جی عادیل بھائی جب آپ کہیں گے میں آپ کو ملوا دوں گا میں سچ کہہ رہا ہوں عادیل بھائی۔

دل آلآویز سچ دلآویز ہی ہے یار دلآویز تو ہمارا شازم بھی کسی ہیرو سے کم نہیں ہے عادیل بھائی اگر آپ کو دلآویز پسند آگئی تو پلیز ماموں ممانی کو میرے رشتے کے لیے منا لیجئے گا۔

وائے ناٹ یار لیکن تو پہلے مجھے تو ملوا جی بھائی جب آپ کے ٹائم ہوگا تو میں آپ سے ملوادوں گا یار شازم ٹائم کو چھوڑ ٹائم تو کبھی بھی نہیں ملتا لیکن اپنوں کے لیے ٹائم نکالنا پڑتا ہے تو یسا کریں صبح ہی ملوادے کس ٹائم بلوائے گا کس جگہ پہ۔

جی بھائی آواری ہوٹل میں بلالوں گا دن۔صبح تین بجے کا ٹائم ٹھیک۔

صبح نہیں تین بجے دوپہر کا ٹائم ٹھیک ہے۔

چلو ٹھیک ہے کنفرم ہوگیا۔

میں نے فوراً دلآویز کو کال کی کہ دل آویز میں صبح تمہیں اپنے بڑے بھائی سے ملواؤں گا ان کو پسند آگئی تو سمجھو رشتہ پکا پھر جٹ منگنی اور پٹ بیاہ ہوگا۔اور ان کو تم پسند نہ آؤ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کیوں کہ میری پسند ہے ہی زبردست کہ کوئی رجیکٹ کر ہی نہیں سکتا دلآویز بہت خوش تھی کہ چلو یہ چوری چھپے بات کرنے اور ملنے ملانے کا چکر تو ختم ہو منگنی یا شادی ہو جائے تو پھر محبوب کا برملا ذکر کرنے کا لائسنس مل جاتا ہے۔

ہم دونوں بہت خوش تھے ہمیں ہماری خوشیاں

Digest.pk

ملنے والی تھیں۔

اگلے دن ہم دونوں کزن ہوٹل میں پہنچ گئے اور دلآویز کا انتظار کرنے لگے آخر وہ زہرا جبیں آ ہی گئیں کیا زبردست ڈریسنگ کی تھی وہی سوٹ پہنا تھا جو دلآویز کی سالگرہ پہ اسے دلایا تھا ریڈ چوڑی پاجامہ سکن فراک ریڈ دوپٹہ کسی حور کی طرح لگ رہی تھی میں نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا کر عادیل بھائی کی طرف دیکھا جو کہ کھو چکے تھے ان کے حسن کو دیکھ کر۔ دلآویز کو دیکھ کر یہ گانا منہ سے نکلا۔

تو نے ماری انٹریاں رے
دل پہ بجی گھنٹیاں رے

میں نے عادیل بھائی کو دیکھ کر مسکرا دیا اور ہلکا سا سر ہلایا کہ کوئی حال نہیں عادیل بھائی کا بھی میں نے عادیل بھائی کے سامنے چٹکی بجائی کہ عادیل بھائی آنکھیں تو جھپک لیں میں نے کہا تھا نہ کہ آپ دیکھیں گے تو دیکھتے ہی رہ جائیں گے وہی ہوا نہ عادیل بھائی خاموش ہی رہے۔

میں نے کھانے کا آڈر دیا عادیل بھائی تو جیسے اپنے حواس کھو بیٹھے تھے میرے بارے میں تو بات کر ہی نہیں رہے تھے رسمی سا تعارف کروایا میں نے دلآویز کا پھر عادیل بھائی نے گھر کے بارے میں بتایا اور اپنی تعلیم کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ شازم میرا کزن ہے بہت اچھا لڑکا ہے بچپن میں ہی یتیم ہوگیا تو ہم نے پالا ہے ہمارے ہی گھر میں رہتا ہے اور ہمیں ہی اس کی شادی کرنا ہے۔

مجھے عادیل بھائی کا یوں اپنے بارے میں تعارف کروانا اچھا نہ لگا شازم میرا کزن کہنے کے بجائے یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ شازم میرا بھائی ہے مجھے یتیم بھی کہتے تو کیا تھا لیکن شاید وہ دلآویز کو سب کچھ سچ بتانا چاہتے تھے تاکہ بعد میں دلآویز کوئی اعتراض نہ کرے ہم لوگوں کی ملاقات بہت اچھی رہی بھائی کو بھی دلآویز بہت اچھی لگی اس دن سے میں عادیل بھائی پہ زور ڈالنا شروع کر دیا کہ عادیل بھائی جائیں ناں میرا رشتہ لے کر دلآویز کے گھر عادیل بھائی روز ٹال دیتے اچھا آج جاؤں گا اچھا پہلے امی سے تو بات کرلوں امی مانتی بھی ہیں یا نہیں ڈونٹ وری میرے یار ہم ضرور جائیں گے دلآویز کے گھر رشتہ لے کر اور دلآویز اسی گھر میں دلہن بن کر آئے گی۔

عادیل بھائی کے منہ سے یہ الفاظ سن کر میں خوش ہو جاتا ادھر دلآویز بھی خفا خفا سی رہنے لگی تھی صبح سے بات بھی نہیں کرتی تھی اس کے دل میں یہی آتا ہوگا کہ شازم شاید جھوٹ بولتا ہے یہ شاید مجھ سے ٹائم پاس کر رہا ہے شادی کہیں پہ ہی کروائے گا کوئی بھی لڑکی ہو اس کے ذہن میں یہی بات آتی ہے جب کوئی لڑکا لارے لگائے جائے کہ اپنے گھر والوں سے آج بات کروں گا کل کروں گا میرے گھر والے نہیں مانتے یا میری مجبوری ہے بھلے لڑکا سچ ہی کہہ رہا ہو مگر لڑکی کے دل میں ایک ہی بات آتی ہے مرد ذات ہے دھوکہ دے دے گا۔

مردوں کی یہ بھی تو پرابلم ہے پہلے کسی سے بات کرنے کو مرے جاتے ہیں اس کی گلی کے چکر لگا لگا کے جوتیاں گھس جاتی ہیں اور جب وہ معصوم ذات اس فریبی ابن آدم کی باتوں میں آجاتی ہے جیسے ہم محبت کا نام دیتے ہیں اس موذی مرض میں مبتلاء ہو جاتی تو آخر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ اپنا دین ایمان اسے سمجھ بیٹھتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے اسے محبت کے بدلے محبت مل جاتی ہے۔

ارے نہیں یہ آپ نے کیسے سوچ لیا پھر اسے یہ سننے کو ملتا ہے تم اتنی اچھی ہوتی تو میرے ساتھ ہی فری ہوتی میں تو کسی شریف خاندان کی لڑکی سے شادی کروں گا۔

اچھا پھر ان دغابازوں کے ساتھ پتہ ہے کیا ہوتا ہے اپنی محبوبہ جو انہیں کی ہوتی ہے اسے بد بخت ٹھکرا دیتے ہیں اور پھر کسی اور کی محبوبہ سے شادی کر لیتے

Digest.pk

ہیں ظاہری بات ہے آپ کی ٹھکرائی ہوئی لڑکی کسی سے تو شادی کرتی ہے ناں اس طرح آپ کی محبوبہ کسی اور کے پاس اور کسی اور کی چاہت آپ کو مل جاتی ہے خیر اصل بات کی طرف آتے ہیں۔

دلآویز اور میری اب بات بات پہ بحث چھڑ جاتی جس کے نتیجے میں ہم دو دو تین تین دن تک بات نہ کرتے آج بھی ایسا ہی ہوا میں بہت خفا تھا عادیل بھائی میرے کمرے میں آئے تو میں نے عادیل بھائی کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا۔ ہر چیز کھودی مجھے دکھ نہیں ہوا لیکن اگر دلآویز مجھے نہ ملی تو میں مر جاؤں گا عادیل بھائی خاموشی سے کمرے سے نکل گئے اور مجھے کچھ نہ کہا میں جانتا تھا ممانی جان غصے کی بہت تیز ہیں اسی لیے عادیل بھائی کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی ممانی جان سے بات کرنے کی مجھے اپنی ماں بہت یاد آرہی تھیں کاش میری ماں زندہ ہوتی تو مجھے ان کی منتیں نہ کرنا پڑتیں جب چھوٹا ہوتا تھا تو ماں کہتیں تھیں کہ بیٹا دعا کرو خدا کسی کو کسی کا محتاج نہ کرے تب مجھے اتنی عقل نہیں تھی اور میں سچ بتاؤں میں نے کبھی یہ دعا بھی نہیں کی تھی کیوں کہ مجھے لفظ محتاجی کا پتہ ہی نہیں تھا اب سمجھ آئی کہ محتاجی کیا ہوتی ہے سچ میں خدا کبھی کسی کو کسی کا محتاج نہ کرے۔

عادیل بھائی روز ٹال دیتے تھے کہ آج جائیں گے کل جائیں گے اب تو میں نے کہنا ہی چھوڑ دیا تھا دلآویز کو بھی اب صفائیاں پیش نہیں کرتا تھا ایک دن جب شام کو میں کام سے تھکا ہارا گھر آیا تو گھر میں صرف نمرہ تھی باقی گھر والے کہیں گئے تھے میں چپ چاپ اپنے کمرے میں آگیا اور میں اپنے پاؤں کو جوتے کی قید سے چھوڑا رہا تھا کہ نمرہ چلی آئی میں کچھ گھبرا سا گیا وہ بڑے کونفیڈینس سے میرے پاس آکے بیٹھ گئی میں نے نظریں چرالیں جوان لڑکی تھی اچھا نہیں لگتا جوان لڑکی کا یوں کسی لڑکے کے کمرے میں آکے بیٹھنا میں پریشان ہوگیا اس کی اس حرکت سے جب میں نے دیکھا کہ ہی لڑکی یہاں سے ہلنے والی نہیں تو میں خود ہی اٹھ کر باہر جانے میں اپنی عافیت سمجھی مجھے اس کی اس حرکت پر بہت غصہ آرہا تھا کیسے اتنے بھدے ہونٹوں پہ لپ اسٹک لگائے آنکھوں میں کاجل لگائے میرے پاس چلی آئی تھی سچ کہتے ہیں جو بندہ خوبصورت نہیں ہوتا وہ شوقین بہت ہوتا ہے۔

ایسے ہی ہماری مہارانی صاحبہ ہر وقت سج سنور کر گھر میں یوں ٹہلتی رہتی تھی میں نے تو کبھی اسے منہ ہی نہیں لگایا تھا کام مطلب سے بلاتا تھا اور وائز اس کی طرف دیکھنا بھی مناسب نہیں سمجھتا تھا کہتے ہیں کہ شکل اچھی نہ ہو تو بندہ کام ہی اچھے کرلے تو بندہ اچھا لگنے لگتا ہے لیکن یہاں تو کھاتا ہی خالی تھا۔

میں نے یوں ہی پوچھا کہ نمرہ آپی گھر والے کہاں ہیں تو وہ بتانے لگی وہ شازم صاحب وہ عادیل بھائی نے امی کو کسی لڑکی کے بارے میں بتایا تھا کافی دنوں سے ضد کر رہا تھا کہ دیکھئے گا امی جان آپ کو پسند آئے گی تو امی نے کہا کہ چلو دیکھ آتے ہیں۔

امی تو انگوٹھی بھی لے گئی ہیں عادیل بھائی نے لا کر دی تھی کہتے تھے کہ امی آپ فورا منگنی کی انگوٹھی پہنا دیجئے گا آپ کو دلآویز پسند آئے گی میرے تو مارے خوشی کے گال لال ہو گئے۔ آئی لو یو۔ عادیل بھائی آپ تو واقعی گریٹ ہیں۔

میں نمرہ کے منہ سے یہ خبر سن کر بہت ہی خوش ہوا اب تو مجھے نمرہ کی شکل بھی اچھی لگنے لگی میں ہنس ہنس کے نمرہ آپی سے باتیں کرنے لگا لیکن نمرہ نے یہ محسوس ہی نہ ہونے دیا کہ دلآویز اور میرے افیئر کے بارے میں جانتی ہے مجھے لگتا ہے کہ عادیل بھائی نے میرے اور دلآویز کے بارے میں گھر میں کسی کو نہیں بتایا میں نے بھی نمرہ آپی کو کچھ نہ بتایا اور اس کی فضول باتیں بھی ہنس ہنس کے سنتا رہا میری نظریں تو باہر ہی جمی ہوئیں تھیں کہ کب ممانی جان آئیں اور خوشخبری

Digest.pk

سنائیں۔

آخر ممانی جان اور عادیل بھائی اور ماموں جان اور شرجیل گاڑی سے نکلے ممانی جان کے ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ تھا۔

میں نے جب ان کی گاڑی کی آواز سنی تو میں بھاگ کر باہر گیا عادیل بھائی کو میں نے زور سے پک کیا عادیل بھائی ہلکا سا مسکرائے ماموں بھی مسکرا کے ملے ہم سب ٹی وی لاؤنج میں بیٹھ گئے نمرہ نے پلیٹ میں مٹھائی ڈالی اور سب کا منہ میٹھا کروایا۔

میں نے رس گلا پکڑا اور عادیل بھائی کے منہ میں ڈال دیا ماموں ہنس دیئے اور کہا کہ عادیل واقعی شازم کی پسند تو بہت زبردست ہے میں ماموں کی بات پہ شرما گیا لو بھئی شازم ہمیں تمہاری پسند بہت ہی اچھی لگی یاد کرے گا عادیل تمہیں ساری عمر واقعی تم نے عادیل کے لیے بہت اچھا سوچا بھئی لڑکی والوں کو تو شادی کی بہت جلدی ہے لڑکی کی ماں بیمار ہے اور وہ جلدی شادی کرنا چاہتے ہیں۔

میں نے کہا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں میں کچھ کنفیوز سا ہو گیا ماموں کی بات سن کر ماموں کیا کہہ رہے ہیں کہ میں نے عادیل کے لیے بہت اچھا سوچا میں اس کشمکش و پیچ میں تھا کہ ماموں نے کیا کہہ دیا ہے شازم بیٹا میں چاہتا ہوں کہ عادیل کی شادی کیساتھ ساتھ نمرہ کی شادی کے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں میں نے کہا جی ماموں آپ نے ٹھیک سوچا لیکن مجھے ماموں کی بات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ماموں کیا کہہ رہے ہیں۔

بیٹا میں نے تمہیں پڑھایا لکھایا اپنے بچوں میں اور تم میں کوئی فرق نہیں سمجھا تو بیٹا مجھے امید ہے کہ تم میرا مان نہیں توڑو گے۔

بیٹا ہم نے تمہارے کہنے پہ دلآویز اور عادیل کا رشتہ طے کر دیا ہے۔ میں تو حیران ہی رہ گیا کہ ماموں نے یہ کیا کہہ دیا ہے میں نے عادیل بھائی کی طرف دیکھا وہ ہلکا سا سر ہلا کر مسکرا دیئے مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میرے ساتھ یہ کیا گیم ہو رہی ہے۔

مجھے عادیل بھائی سے یہ امید نہ تھی کہ عادیل بھائی میرے ساتھ ایسا کریں گے عادیل بھائی ہی تو میرے محسن تھے لیکن میرے محسن نے میرے ساتھ کیا کیا ٹھیک ہی کہا ہے محسن نقوی نے۔

عمر گزری ہے تلاش محسن میں اے محسن
عمر بیت گئی پر محسن کو کوئی محسن نہ ملا

مجھے عادیل بھائی پہ بہت مان تھا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا بھائی میرا عادیل بھائی میرے ساتھ ایسا کرے گا۔

یہ لفظ میرا بھی کیا چیز ہے میرا بھائی میرا بھائی میرا دوست میرا کزن کہتے ہیں لیکن میرا کہہ کر بھی ہم اپنا نہیں سمجھتے کسی کو۔ عادیل بھائی تو مجھے کہتے تھے کہ شازم تم مسکراتے بہت اچھے لگتے ہو پھر میرے بھائی نے میری مسکراہٹ کیوں چھین لی بھلا کوئی بھائی اپنے بھائی کے ساتھ ایسا کرتا ہے میں کتنا مان کرتا تھا اپنے عادیل بھائی پر مجھے سب نے دھوکہ دیا مگر عادیل بھائی مجھے دھوکہ دیں گے یہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا میرے بھائی نے میرا دل نہیں میرا مان توڑا تھا کیوں کہ دل نہیں ٹوٹتا اگر دل ایک بار ٹوٹ جائے تو دوبارہ نہیں جڑتا یہ مان ہی تو ہوتا ہے جو بات بات پہ ٹوٹ جاتا ہے میرے بھائی نے بھی میرا مان توڑ دیا تھا مجھے اپنے بھائی پر بہت مان تھا۔

عجب حلقہ احباب ہے معدود میں محسن
قدم قدم پہ میرا مان ٹوٹ جاتا ہے

مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے کسی نے میرے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی ہو کسی نے سب مان توڑ دیئے ہوں میرے ارمانوں کا خون کر دیا ہو کوئی آرزو ہی نہ رہی تھی کچھ منہ سے نکل ہی نہیں رہا تھا۔

شکوہ کرنا میری عادت نہ تھی جسے ایک بار اچھا کہہ دیا وہ بھلا برا کیسے ہو سکتا ہے غرور ہی تو نہیں ہم

Digest.pk

کسی کو بے وفائی کے بدلے میں بے وفائی ہی دیں پھر اس میں اور ہم میں کیا فرق رہے گا۔

میں نے عادیل بھائی سے کچھ بھی نہ کہا میں اٹھ کر اپنے کمرے میں جانے لگا ماموں جان کہتے بیٹا بیٹھو میری بات سنو بیٹا میں چاہتا ہوں کہ تمہاری شادی نمرہ سے کردوں۔

جی ماموں جان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں میں نے کبھی نمرہ آپی کے بارے میں ایسا نہیں سوچا تو بیٹا اچھی بات ہے ناں سوچنا بھی نہیں چاہیئے تھا۔

بیٹا پلیز انکار مت کرنا میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں پلیز میری لاج رکھ لو ارے ماموں جان پلیز آپ مجھے شرمندہ مت کریں میں نے ماموں جان کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھ دیئے پلیز ماموں جان میری نمرہ آپی سے شادی ۔۔۔ میں اس سے پہلے کہ کچھ کہتا عادیل بھائی بول پڑے دیکھو شازم جب کسی کو پتہ چلے گا کہ تمہارا کوئی گھر بار بینک بیلنس نہیں ہے تو کسی نے بھی تمہیں اپنی بیٹی کا ہاتھ نہیں دینا تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم ابو کی بات مان جاؤ ہم تمہارے اپنے ہیں ہم تمہارا کبھی بھی برا نہیں سوچیں گے۔

ممانی جان بولیں ساری عمر ہمارے ہی ٹکڑوں ہی پلتا رہا ہے آج اتنا سا کام ماموں نے کہہ دیا تو کیسے دوٹوک جواب دے دیا بیٹا پلیز مان جاؤ مجھے تم پر بہت مان ہے مجھے امید ہے میرا مان نہیں توڑو گے۔

یہ کس نے ہم سے لہو کا خراج پھر مانگا
محسن ابھی تو سوئے تھے مقتل کو سرفروکر کے

میں نے دل میں سوچا کہ مجھے مان ہی نہیں تھا کسی پہ خیر ماموں جان کے مجھ پہ احسان ہی بہت تھے انہوں نے مجھے کبھی نہیں ڈانٹا تھا میری ہر ضرورت پوری کی تھی میں نے ماموں جان سے کہہ دیا ماموں جان جیسے آپ مناسب سمجھیں ویسے ہی کریں میری کیا مجال جو میں آپ کا کہا نہ مانوں میرے اس فیصلے پہ سب خوش ہو گئے ممانی جان نے زندگی میں پہلی بار میرا ماتھا چوما تھا۔

میں خاموشی سے وہاں سے اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا اور جی بھر کے رویا آج دکھ ہی انتہا تھا دلآویز کتنی بے وفا نکلی اس نے محبت کی نہیں دولت کی قدر کی مجھے بہت رونا آرہا تھا میں ٹوٹ کر رویا۔۔

اس لیے ٹوٹ کر رویا ہوں میں اکثر محسن
کچھ تو دل کھول کے جینے کا قرینہ آئے

میں رو رہا تھا کہ عادیل بھائی نوک کر کے میرے کمرے میں داخل ہوئے کمرے کی لائٹ آف تھی میں نے منہ پہ تکیہ رکھا ہوا تھا سونے کا بہانہ کیا عادیل بھائی نے لائٹ آن کی اور میرے پاس آکر بیٹھ گئے۔

کچھ دیر خاموش ہی بیٹھے رہے پھر خاموشی کا قفل توڑا شازم بس کرو بے وفاؤں کے لیے آنسو نہیں بہاتے میں خاموش ہی رہا عادیل بھائی نے تکیہ ہٹایا اور مسکرا کے تکیے کی طرف دیکھا اور بولے کیا بچپنا ہے شازم دیکھو تکیہ گیلا کر دیا آنسوؤں سے لڑکیوں کی طرح رو رہے ہو اٹھو شاباش اور میری بات سنو دیکھو جب میں نے دلآویز کو یہ بتایا کہ تم ہمارے بھائی نہیں ہو تو اس کی نیت تب ہی بدل گئی میں نے تمہارے سیل نمبر سے اس کا نمبر لیا اس سے بات کی تو یار وہ پہلی بار ہی مجھ سے فری ہو گئی اور بولی کہ میں تو سمجھی کہ شازم بہت امیر لڑکا ہو گا مجھے محبت نہیں تھی شازم سے میں نے کہا کہ اچھا لڑکا ہے چلو اس سے ہی شادی کر لوں گی لیکن میں ایک ایسے لڑکے سے شادی نہیں کر سکتی جس کے پاس رہنے کے لیے اپنی چھت بھی نہ ہو۔

تو یار میں نے سوچا کہ شازم سے جب اسے محبت ہی نہیں تو کیوں نہ میں اس سے شادی کر لوں یار مجھے دیکھتے ہی وہ لڑکی بھا گئی تھی کچھ فون کالز سے ہم لوگ اتنا فرینک ہو گئے کہ تمہارا سوچا ہی نہیں تمہیں یہ سب اس لیے بتایا کہ تم سارا الزام مجھے ہی نہ دے دو

Digest.pk

مجھ سے زیادہ قصور دلآویز کا ہے میں آنکھیں بند کیے ساری باتیں سنتا رہا کتنی بے وفا تھی یہ لڑکی عادیل اپنی صفائی بیان کر کے چلا گیا۔

عادیل بھی اس کی حسن اداؤں اور چہرے کا دیوانہ ہو گیا تھا مجھے بہت دکھ ہوا کہ دلآویز کتنی بے وفا نکلی میں نے تو سنا تھا کہ عورت بے وفا نہیں ہوتی تو کیا دلآویز عورت ذات نہیں۔

وہ اکثر مجھ سے کہتی تھی
وفا ہے ذات عورت کی
مگر جو مرد ہوتے ہیں
بہت بے درد ہوتے ہیں
کسی بھنور کی صورت میں
گل کی خوشبو لوٹ جاتی ہے
سنو تم کو قسم میری
روائت توڑ دینا تم نہ تنہا چھوڑ کر جانا
نہ یہ دل توڑ کر جانا
مگر پھر یوں ہوا اک دن
مجھے انجان راستے پر اکیلا چھوڑ کر اس نے
محبت چھوڑ دی اس نے وفا ہے ذات عورت کی
روائت توڑ دی اس نے محبت چھوڑ دی اس نے

میں کافی دن ماتم کرتا رہا اپنی محبت کا پھر دل تھا سنبھل گیا تمام آرزوئیں ختم ہو گئیں۔

ماموں جان نے اپنے احسانوں کا اتنا بڑا بدلہ مانگ لیا تھا میں جو اتنا حسن پرست تھا ایک ایسی لڑکی سے شادی کر رہا تھا جسے میں دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا تھا اب وہ ہمیشہ کے لیے میرے گلے پڑ گئی تھی میں چپ کر کے بغیر گلہ شکوہ کیے یہ کڑوا گھونٹ پی گیا لیکن مجھے یہ پرابلم تھا کہ ایک ہی گھر میں کیسے رہیں گے شکر ہے عادیل بھائی نے یہ کہہ دیا کہ شازم اور نمرہ کو علیحدہ گھر لے دیں۔

ماموں کو بھی عادیل بھائی کی یہ بات اچھی لگی ماموں جان نے ہمیں علیحدہ گھر لے دیا نمرہ اور میں شادی کر کے علیحدہ گھر میں رہنے لگے عادیل بھائی اور دلآویز اپنے گھر میں خوش تھے نمرہ بھی خوش تھی لیکن میں۔۔میری خوشی کا کیا۔۔میری خوشی کا کیا۔۔کچھ لوگ بنتے ہی دوسروں خوشیوں کے لیے ہیں ان کی اپنی کوئی زندگی نہیں ہوتی وہ کسی کے لیے جیتے ہیں ایسے ہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا بس خدا کبھی کسی کو کسی کا محتاج نہ کرے یہ احسانوں کے بوجھ سے بڑھ کر کوئی بوجھ نہیں ہوتا بس سانسیں پوری کرنا ہیں کر رہے ہیں میں نے کبھی بھی شادی کے بعد دلآویز کو نہیں بلایا بس دل میں ہی دفن کر لیا اور لگتا ہے ساری زندگی ماموں کے احسان اتارنے میں گزر جائے گی۔۔

ہر پھول کی قسمت میں کہاں شب عروسہ
کچھ پھول کھلتے ہی مزاروں کے لیے ہیں

شکوہ نہیں کسی سے کسی سے گلہ نہیں
نصیب میں نہیں تھا جو ہم کو ملا نہیں

قارئین کیسی لگی میری کہانی اپنی قیمتی آراء سے ضرور نوازئے گا

غزل

اس کڑی دھوپ میں جلتے ہوئے پاؤں کی طرح
تم کسی اور کے آنگن میں ہو چھاؤں کی طرح
تم تو واقف ہو میرے جذبوں کی سچائی سے
پھر کیوں خاموش ہو پتھر کے خداؤں کی طرح
میں تو خوشبو کی طرح ساتھ رہی ہوں تیرے
تم بھٹکتے رہے بے چین ہواؤں کی طرح
وہ جو برباد ہوئے وہی بدنام ہوئے ہیں
تم تو معصوم رہے اپنی اداؤں کی طرح
غم تو یہ ہے کہ ہمیں کوئی خوشی راس نہیں
زندگی کاٹ رہے ہیں سزاؤں کی طرح

(ثناء کنول، چکوال)

میرا مان ٹوٹ جاتا ہے۔

Digest.pk

تیری جدائی مار گئی پردیسی

تحریر۔ ایم یعقوب ڈیرہ غازی خاں

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں ادارہ جواب عرض کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میری کہانیوں کو جگہ دے کر مجھے شکریہ کا موقع دیا اور قارئین کا شکر گزار ہوں کہ وہ میری کہانی کو پسند کرتے ہیں اور میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں آج پھر ایک کہانی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں امید ہے آپ کو پسند آئے گی مین نے اس کہانی کا نام۔ تیری جدائی مار گئی پردیسی۔ رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں
دارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

میرا نام آسیہ ہے میرے دو بھائی اور ایک بہن ہے ہمارا ایک غریب گھرانے سے تھا میرے ابو کا ایک گردہ کام نہیں کرتا تھا۔
مگر پھر بھی وہ اولاد کی خاطر محنت مشقت کرتے رہتے تھے میرے پیدا ہونے پہ نہ میرے والدین خوش تھے نہ ہی ابو کے بھائی بہنیں اور دادی دادا کے چہرے بھی میری پیدائش پر مرجھا گئے تھے۔

میرے دادا کی زرعی زمین تھی جب اس جائیداد کی تقسیم کا مرحلہ آیا تو جھگڑے شروع ہو گئے پھوپھو اپنا حق مانگ رہی تھی اور بھائی اپنا اور دادا جان نے اس جھگڑے کو یوں ختم کیا جائیداد فروخت کر دی اور رقم کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دے کر اپنی جان بخشی کروائی ہم دہات میں رہتے تھے جب زمین نہ رہی تو مجبوراً ہمیں ہی گاؤں چھوڑنا پڑا اور ہم امی کے میکے گاؤں آ گئے۔

ہمیں اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے جدائی ہو گئی میری عمر اس وقت تین سال تھی ابو یہاں زمینداروں کے کھیتوں میں مزدوری کرتے امی بھی نہیں کے ساتھ مشقت کرتی جس سے بمشکل گزر بسر ہوتی رہی چھ برس کی عمر میں مجھے ایک سکول میں داخل کروایا گیا میں چھوٹے بہن بھائیوں کو سنبھالنے میں امی کا ساتھ دیتی پرائمری کر چکی تو ہم دادا جان کی وفات پر اپنے گاؤں گئے تو سب اصرار کرنے لگے کہ تم لوگ واپس آ جاؤ اپنے بھائیوں کی خواہش پر ابو نے واپسی کا فیصلہ کر لیا تو ہم ایک بار پھر اپنے گاؤں آ گئے مقان نہیں تھا کسی کی حویلی میں عارضی طور پر مقیم رہے پھر نئی جگہ خرید کر اپنا گھر آباد کیا۔

یہاں چاروں طرف ریت کے ٹیلے تھے جو دو دو کلو میٹر تک پھیلے ہوئے تھے میرے چاچاؤں نے جہاں زمین خریدی تھی وہاں سے تین کلو میٹر میری نانا امی اور نانا رہتے تھے۔

جہاں زمین خریدی گئی وہاں کے لوگوں سے اتنی واقفیت نہ تھی مگر جلد ہی وہاں آس پاس کے گھروں سے واقفیت ہو گئی جو ہماری طرح پنجابی تھے ان کے گھروں کی عورتیں بہت اچھی تھیں میں عالم شباب میں قدم رکھ چکی تھی مجھے سکول سے گھر

Digest.pk

Digest.pk

بٹھالیا گیا یہاں آ کر بھی امی ابو کے ساتھ کھیتوں میں مزدوری کرتے میں بھی ان کے ساتھ جایا کرتی تھی۔

کچھ دنوں بعد ہی ابو نے بتایا کہ ہمارے ساتھ والی زمین کسی نے ٹھیکے پر لے لی ہے وہ ہمارے دور کے رشتہ دار ہیں دو بھائی اور ایک ان کا بھانجا ہے عنصر میں تعجب میں پڑ گئی کے یہ لوگ کیسے ہیں دور سے دیکھتی رہتی جو سارا دن کام کرتے رہتے ان دنوں کاشت تمباکو کی کاشت کا ٹائم تھا۔

ہمیں یہاں آئے ہوئے تین سے چار ماہ ہوئے تھے پھر ہمارا آنا جانا لگا رہا ہم بھی اپنا کام کرتے اور وہ بھی کرتے رہتے میں اکثر انہیں دور سے دیکھتی رہتی تھی۔

پھر اسی طرح ان میں جو لڑکا تھا وہ بھی ہمیں دور سے دیکھنے لگا اور پھر ایک دوسرے کو دور سے ہی دیکھنے لگے پھر ہم گھنٹوں بھر ایک دوسرے کو دیکھتے تھے دور سے شکل وصورت تو دیکھائی نہ دیتی تھی مگر یہ لازمی ہوتا ہے وہ لڑکا مجھے اور میں اسے دیکھتے رہتے ہم میں ایک کشش تھی جو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

وہ اکثر سکول کے یونیفام میں ہوتا تھا چار دن ہی گزرے تھے ایک دن ہمارے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی میں دیکھنے گئی جب میں دیکھا تو میرے ہوش وحواس گم ہوئے اور میرا ذہن آف ہو گیا جیسے کسی نے میرے دل میرے ہوش زبردستی مجھ سے چھین لیے ہوں وہی یونیفان میں ملبوس خوبصورت میرے خوابوں کا شہزادہ میری زندگی کا مالک میرے سامنے کھڑا تھا میں تو چند منٹ پہلے ہی اپنا سب کچھ اسی کے نام کر چکی تھی وہی ہی تو تھا مجھ سے بھی بولنے کی ہمت جا چکی تھی وہ بھی چپ تھا دونوں آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر اس نے خاموشی توڑی اور بولا یہاں محمد حسین ہے میں نے کہا میں ہوں میں تو جیسے بت ہی تھی پھر کہتا میں نے کچھ پوچھا ہے آپ سے میرے ابو کا نام محمد حسین تھا اتنے میں ابو آ گئے۔

پوچھا کون ہے بیٹی میں نے کہا پتہ نہیں کوئی آپ کو بلا رہا ہے ابو نے کہا اچھا میں دیکھتا ہوں پھر میں اندر چلی گئی مجھے اک پل میں ہی کیا ہو گیا تھا اس کے سامنے میں اس کو کیوں دیکھ رہی تھی اس نے میری روح قابض کیوں کر لی تھی ایک منٹ میں مجھے کیا ہو گیا اس وقت میرے ماتھے پر پسینہ چھوٹ رہا تھا چھوڑی دیر بعد ابو اسی شہزادے کو اندر لے آئے میں نے اپنے ہاتھوں سے کسی کا گلاس اسے دیا دیتے وقت میری آنکھیں چار ہوئیں دل سے دل ملے اس وقت مجھے اپنے ماں باپ کا خیال نہ تھا نہ پتہ چلا کہ ابو نے کیا کہا ہے کہ بیٹی مہمان کو کسی کا گلاس دو یہ عنصر ہے میرے بہت پرانے دوست مظہر حسین کا بیٹا ہے پھر میں جا کر دوسرے کاموں میں لگ گئی ابو نے کہا بیٹی تم اور تمہاری ماں ااس کے ساتھ جاؤ کھیتوں میں تمباکو کاشت کرنا ہے ان کے ساتھ تھوڑا سا کام کروا آؤ اور پھر میں اور امی اس کے ساتھ چلی گئیں۔

میرا دل چاہتا تھا کہ پونہی وہ قدم بقدم میرے ساتھ چلے زندگی کا سفر ختم نہ ہو اور نہ کبھی شام آئے نہ کبھی رات ہو اور ہمارے عہد و پیماں ہوں قسمیں وعدے ہوں ہمیں کوئی غم نہ آئے میں چلتے چلتے اسی شہزادے کے بارے میں سوچتی رہی تھوڑی دیر بعد ہم اپنے کام میں مصروف ہو گئے لیکن میرا وہم وگماں میری روح ودل جان پہ عنصر ہی چھایا ہوا تھا اور وہ بھی کبھی کبھی نظریں اٹھا کر دیکھ لیتا تھا جب میں دیکھتی تو وہ کام میں مگن ہو جاتا یونہی دن کا ایک بج گیا وہ تمباکو کی پنیری ٹھیک کر رہا تھا جو

Digest.pk

زمیں پر بکھری پڑی تھی۔

میں موقع کی تلاش میں تھی آخر مجھے موقع مل ہی گیا اس کے پاس جانے کا میں اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی باقی سب لوگ گھور گھور کے دیکھ رہے تھے میں ڈر رہی تھی کہ کیا کہوں آخر میں نے ہمت کر کہ کہا عنصر ایک بات پوچھوں۔

اس نے کہا جی پوچھیں اس کا پول جواب دینا ایک بار تو دل گھائل ہو گیا میں۔۔۔ میں، میں ہکلائی ہوئی وہ عنصر۔ جی کیا ہوا پہلے تو آپ ٹھیک تھیں یہ اچانک ۔۔۔ میں کانپ رہی تھی میرا چہرہ سرخ ہو گیا تھا پھر میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ آئی لو یو۔ پھر اس نے کہا میں نے سنا نہیں ذرا اونچا بولو اس وقت میں نے ہاتھ چھوڑ دیا کہ باقی لوگ شک نہ کریں۔

پھر میں نے کہا کہ۔ آئی لو یو۔ اس بار اس نے سن کر کہا کہ یہ کیا ہوتا ہے آپ نے مجھے گالی تو نہیں دی میں نے کہا کے نہیں میں تم سے پیار کرتی ہوں اور کرتی رہوں گی۔

عنصر نے یہ بتاؤ یہ لو یو کیا ہوتو ہے وہ جان بوجھ کر بے وقوف بنا رہا تھا پھر وہ بولا کہ سوچ کر بتاؤں گا کل اس نے وقت مانگا تھا وہ جانتا تھا پھر شام کے چار بج گئے سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں جانے لگے میرا دل کر رہا تھا کہ یونہی اس کو دیکھتی رہوں کبھی رات نہ ہو اپھر سب سے اجازت مانگی اور عنصر سے اس نے الوداع کرتے ہوئے مسکرا دیا تھا ہم پر قیامت سے زیادہ ارمان لگا دیا تھا۔

کاش وہ یوں آج الوداع نہ کرتا پھر سب اپنے گھروں کو چلے گئے شام کو پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا نہ کھانے کو دل کرتا نہ سونے کو کرتا میری امی میری ذات سے واقف تھی اس نے سب کچھ دیکھ لیا تھا تو میں نے بھی امی کو سب کچھ بتا دیا تھا کیوں کہ ماں اپنی اولاد کو کبھی پریشان نہیں دیکھ سکتی اولاد جیسے بھی بے قدری نالائق نافرمان ہو مگر ماں اپنے سائبان میں چھپا لیتی ہے امی نے میری خوشیوں کے لیے دعا کی مجھے کل کا انتظار تھا رات سوچوں وسواسوں میں گزر گئی دل میں سوچتی کہ وہ میرا ہو جائے میں نے خود کو جواب دیا وہ تیرا تو ہے تیرے ہی لئے بنا ہے خدا نے اسے تیرے لیے ہی زمیں پر بھیجا ہے تیرا ہے تیرا ہی رہے گا۔

اتنے میں اذان ہو گئی میں نے اٹھ کر وضو کیا نماز پڑھی اور اللہ سے اپنے محبوب کو مانگا آج میری زندگی اور موت کا سوال ہے اے پروردگار میری لاج رکھ لے تو بڑا مہربان ہے میری آنکھیں برس پڑیں آج میرے آنکھوں نے کسی کے لیے بغاوت کر لی پھر امی کو جگایا کہ اٹھو کام پہ جانا ہے مجھے تو کسی کا انتظار تھا تاکہ میرا شہزادہ نظر آئے اور آنکھوں کی پیاس بجھے پھر دل سے دل ملے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ساری زندگی گزر جائے کاش ایسا ہوتا پھر کام کا ٹائم ہوا میں اور میری امی چل پڑیں کچھ ہی دیر میں ہم وہاں پہنچ گئیں۔

عنصر اور اس کے ساتھ اس کے دو ماموں موجود تھے میں نے سب کو سلام کیا امی نے بھی کیوں کہ ہم ایک دوسرے کے بہت قریب آ چکے تھے کوئی ڈر خوف نہ تھا کیوں کہ ہماری بہت پرانی واقفیت تھی اور دشمنی بھی جو سب دشمنی کو بھول چکے تھے پھر آہستہ آہستہ سب ملنے لگے کام شروع ہو گیا وہ کبھی مجھے دیکھتا میں تو اس پر ہی نظریں جمائے تھی پھر مجھے موقع مل گیا میں پھر اس کے پاس گئی اور آہستگی سے پوچھا مجھے میری بات کا جواب دو اس نے کہا میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں میں بھی ساری رات تیری یاد میں سو نہیں سکا میرا دل کہیں دل نہیں لگا تھا ہر وقت تمہاری ضرورت محسوس ہوتی اگر ساری زندگی ساتھ نبھاؤ تو میں تیرا ساتھ دیتا ہوں

Digest.pk

ورنہ ابھی وقت ہے ہم بھل جائیں میری جان میں تم سے وعدہ کرتی ہوں ساری زندگی تمہاری غلام بن کر رہوں گی ایک بار میرے ساتھ قدم بقدم چلو۔۔

چلو چلیں آج اک نئی منزل کا رستہ دیکھیں یقوب شاید ہم بھی ایک ہو جائیں کسی کے نام زندگی کر کے

پھر اس نے وعدہ کیا ان کا کام اب مکمل ہو چکا تھا کام کرتے کرتے چھ دن گزر چکے تھے۔

ہم نے ایک دوسرے سے ملنے کا وعدہ کیا پھر وقت اپنی ڈگر پر چلتا رہا اس کے بنا ایک پل بھی رہنا مشکل ہو گیا تھا پھر اس کی یاد بہت ستاتی کوئی ایسا موقع ملتا تو میں اسے دیکھتی ہر روز گھر کی دہلیز پر اس کا انتظار کرتی کاش کوئی ایسا قاصد اس کا کوئی پیغام دے خیر و خبر دے دو دن بعد اس کی خوشبو میرے سینے سے ٹکرائی پورے جسم کو معطر کر گئی جس کا انتظار تھا ہوا آیا ہوا تھا میں معمول کے مطابق گھر کی دہلیز پر بیٹھی اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

وہ آیا اور آتے ہی کہا مجھے پانی کا گلاس چاہیئے میں نے کہا کہ میں قربان ہو جاؤں تیری خاطر مر جاؤں اتنے دن کہاں تھے۔

اس نے کہا گھر میں کچھ کام تھے اس لیے نہیں آسکا سوری میری جان۔ناں بابا ناں اس میں سوری کی کیا بات ہے تڑپتے دل کو کچھ سکون ملا ترسی آنکھوں کی پیاس بجھی پھر میں نے کہا کہ یہ دوری ہم سے برداشت نہیں ہوتی تم اس کا کوئی حل نکالو ہو کچھ سوچنے لگا محبت ایسے بھی ہو چکی ہے وہ بھی چاہتا تھا کہ ہم ایک ہو جائیں لیکن کوئی ایسا حل نہیں مل رہا تھا میں نے کہا کہ اس کا ایک حل ہے کہتا وہ کیا میں نے کہا کہ اپنے والدین کو بھیجو ہمارے گھر رشتے کے لیے عنصر نے کہا اگر تمہارے گھر والے انکار کر دیں گے پھر میرے والدین کی بے عزتی ہو جائے گی اب کچھ نہیں ہو گا میں اپنی امی سے بات کروں گی میری امی کو ہماری محبت کا پتہ ہے ٹھیک ہے میں تمہارے کہنے پر اپنے والدین کو تمہارے گھر بھیجتا ہوں آگے تمہارا کام ہے پھر دو دن کے بعد عنصر کے گھر والے آگئے میں نے ان کے لیے چائے بنائی ایسے میں عورتیں جب ملتی ہیں تو کہاں سے کہاں نکل جاتی ہیں رشتے ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ دور کے رشتہ دار جو بچپن میں اکٹھی کھیلتی تھیں۔

میری امی اور عنصر کی امی ایسے ملیں جیسے پانی میں چینی ملتی ہے خیر سارا دن باتوں باتوں میں گزرا پھر عنصر کی امی مجھے بار بار دیکھتی رہی عنصر کی امی نے میری امی سے رشتے کی بات کی تو میری امی نے کہا میری طرف سے ہاں ہے لیکن اس کا باپ گھر میں نہیں ہے میں کل آسیہ کے ابو سے بات کروں گی پھر تین دن بعد پتا کر لینا۔

پھر عنصر کی امی چلی گئی میرے لیے سو وسوا سے چھوڑ گئی پھر وہ تین دن گزرنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے میں نے امی کی منت کی پاؤں پکڑے اور کہا کہ اگر آپ لوگوں نے ہاں نہیں کی تو میں زہر پی لوں گی مر جاؤں گی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پھر امی نے مجھے بہت تسلیاں دیں میں خدا کے حضور دعائیں کر کر کے روتی رہتی اپنے پیار کے لیے شاید وہ رونا میرے کسی کام نہ آیا۔

پھر میرے ابو نے اپنا فیصلہ سنایا جب میرے کانوں میں ابو کی آوازوں میں امی کی زبانی سنا تو مجھے یقین ہی نہیں ہوا میرے ہوش و حواس کھو گئے زمین گھومتی ہوئی محسوس ہونے لگی اور آسماں میرے سر پر گرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی زمین پھٹے گی اور میں اس کے اندر زندہ دفن ہو جاؤں گی اب کرب کا قہر میری روح دل و جان دماغ کر چٹ کر گیا میرے ابو نے کہا عنصر کے گھر والوں کو انکار کر دو میں نے آسیہ کا رشتہ اپنے ابو کے سوتیلے کزن سے طے کیا ہے۔

Digest.pk

چاہتا تھا اس کی ایک بہن تھی جو میری اچھی دوست تھی وہ مجھے طرح طرح کی باتیں اپنے بھائی سے دوستی کرنے کی کرتی جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہوگئی شہباز جو ہمارا پڑوسی تھا وہ عنصر کا بہت گہرا دوست تھا اور اجمل کا واقف تھا شہباز اجمل اور عنصر یہ تینوں آپس میں بہت گہرے دوست تھے پھر ہر روز اجمل کی بہن میرے لیے گھر والوں سے چوری مٹھائی لے آتی تھی مجھے پتہ نہیں کیا ہوگیا تھا۔

چند ہی دنوں بعد عنصر کا خیال رکھنے یا پوچھنے کا بھی دل نہ کرتا میں ہر روز اجمل کی ہوتی جارہی تھی پتہ نہیں وہ مٹھائی پڑھی ہوئی ہوتی یا پھر کوئی تعویز وغیرہ ان دنوں اجمل کو میرا اور عنصر کا پتہ چل چکا تھا تو وہ خدا کا جوڑا تھا جو میں اجمل کے حصے میں آئی تھی۔

پھر عنصر نے ہم سے ملنے کیلیے کہا میں نے انکار کردیا کہ میں نہیں مل سکتی اور آج کے بعد میرا نام بھی نہ لینا اب میں کسی اور کی ہونے والی بیوی ہوں۔ عنصر نے کہا یہ کیا بات ہوئی پہلے تم نے ہی میرے ساتھ جینے مرنے کے وعدے قسمیں کھائیں ہیں کیا میرے پیار کو بھول گئی ہیں۔

میں نے کہا کہ بھول جاؤ انہیں میرا اتنا ہی کہنا تھا کہ عنصر کی آنکھوں میں ٹپ ٹپ گرتے ہوئے آنسوؤں کی لڑی بہنے لگی جو اس کے رخساروں کو چھوتے ہوئے میرے قدموں میں آرہے تھے شاید اس وقت میں اس کی چاہت پر اپنی جان نچاور کردیتی اب میں بہت سنگدل بے رحم بن چکی تھی یہ محبت کی آگ میں نے خود ہی لگائی تھی جو اب اس سے بچ نکلنے کی کوشش کررہی تھی پھر میں نے کہا کہ میری مانو مجھے بھول جاؤ میں تمہارے پاؤں پکڑتی ہوں ہم پر آخری احسان کردو میں ساری زندگی تمہاری احسان مند رہوں گی۔

اب میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں اور اس کی بیوی بننا چاہتی ہوں پھر وہ روتا ہوا واپس چلا گیا اور ایک ہفتے بعد میری شادی کی تاریخ طے ہوئی ٹھیک پندرہ دن بعد میری شادی تھی اس نے اپنے گہرے دوست شہباز کو بتایا اس نے اسے بہت روکا پھر یونہی پندرہ دن گزر گئے پتہ ہی نہیں چلا پھر میری مہندی کی رسم ہوئی جو ایک ہفتے بعد میرے سسرال کی ڈھول کی تاپ پر میری پرواز تھی میں آئے دن وقت کے ساتھ سوچو وچار میں مگن رہتی اب ہوگیا جو ہوگیا پھر شام سے رات ہوگئی میرے سسرال والے مہندی کی رسم ادا کر کے واپس جا چکے تھے۔

پھر آہستہ آہستہ سب سونے چلے گئے مجھے آج کسی کے نام کی مہندی لگ چکی تھی میں کمرے میں بیٹھی مہندی کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی کہ اچانک دیوار سے کسی کے کھپ لگانے کی آواز آئی میں سمجھی کہ کوئی بلی وغیرہ ہوگی میرے کمرے کا دروازہ کھلا تھا جہاں سے باہر والا باغ صاف مجھے دیکھ سکتا تھا پھر میں اپنے ہوش میں مگن بیٹھی تھی میرے گھر والے چاچو وغیرہ سب سو چکے تھے جو خراٹے لے رہے تھے مجھے باہر سے آتا ہوا ایک شخص دکھائی دیا میں نے پوچھا کون میرے پوچھنے سے پہلے وہ میرے کمرے میں آچکا تھا۔

اور منہ کو رومال سے چھپایا ہوا تھا میرے قریب آتے ہی اس نے اپنا نقاب اتار دیا وہ عنصر تھا اس کے ہاتھ میں چاقو تھا اس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا اس میں خون بھی بہہ رہا تھا اس نے کٹے ہوئے ہاتھ سے میرے ہاتھ کو پکڑا اور چاقو سے اجمل کے نام کی مہندی اتار دی اور اپنے بہتے ہوئے خون سے میرے ہاتھ رنگ دیئے اور کہا کہ تو میری نہ سہی کسی اور کی بھی نہیں ہونے دونگا۔

Digest.pk

پھر وہ چلا گیا اسے پیار کرنے پر میں نے ہی مجبور کیا تھا اور اب شادی کسی اور سے کر رہی تھی پھر دن گزرتے گئے اور میرا جدائی کا وقت قریب آتا گیا ایک دن ایسا آیا کہ جس دن میری ڈولی اٹھنی تھی پھر عنصر کا پیغام آیا کہ بے وفا دھوکا باز میں تمہیں پورے گاؤں میں بدنام کروں گا تم اب تماشہ دیکھنا یوں وقت کے ساتھ میری شادی ہوگئی میں نے ایک خط لکھا جس کی تحریر یہ ہے شاید میں نہ لکھتی میری مجبوری تھی۔ مائی ڈیئر عنصر۔

اسلام علیکم عنصر ہاں میں نے کبھی تم سے جھوٹ بولا تھا وقتی طور پر مجھے تیری محبت کا یقین ہو گیا تھا اس دن جب تم نے مجھے اپنے خون کی مہندی لگائی تھی میں اب شادی کر چکی ہوں آپ کے لیے میرے دل میں بہت جگہ ہے سمندر کی گہرائی سے بھی زیادہ اور میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ جو مجھے مل گیا ہے وہ بھی بے حد پیار کرتا ہے میری روح میری آروز میری تمنا میرا شوہر ہے تمہارا پیار دفن ہوتا جا رہا ہے پلیز مجھے بھول جاؤ اور میں اپنی چادر بھیج رہی ہوں ایسا سمجھنا کہ میں تیرے قدموں میں ڈال رہی ہوں پلیز میرا گھر تباہ مت کرنا آپ کی نہ ہونے والی۔۔

پھر کچھ دن ہی گزرے تھے کہ میرا شوہر پہلے بہت جتاتا تھا اب بدل گیا تھا۔

بات بات پر غصہ کرنا چھوٹی چھوٹی بات کو بڑا کرنا اس کا معمول بن گیا تھا تو میں بھول گئی کہ میں نے ایک خط اور چادر شہباز کو دی تو وہ دے آیا تھا شادی کو دو ماہ ہی گزرے تھے ایک دن عنصر میرے گھر کے پاس سے گزرا تو میرا شوہر گھر آتے ہی برس پڑا تیرا عاشق عنصر آیا تھا مجھے دیکھنے چل اس کو دیدار کروا میں نے کہا کہ میرا کوئی چکر نہیں سب بکواس ہے اس نے مجھے اتنا مارا کہ مار مار کے میرا برا حال کر دیا۔

مجھے آج پتہ چلا کہ واقعی عنصر مجھے بہت پیار کرتا تھا جو میں اسے کھو چکی تھی۔

پھر اس کا مارنا معمول بن گیا عنصر کے دوست شہباز سے کبھی کبھی بات ہو جاتی تھی میں اس کو سب حال دیتی رہتی جب اس کو پتہ چلا کہ میرے رہنے سے کوئی مار کھاتا ہے تو عنصر فوراً کراچی چلا گیا میرے شوہر کا پہلے جیسا حال تھا اکثر عنصر کے نام سے مارتا رہتا تھا اور شہباز عنصر کو فون پہ حال احوال دیتا رہتا تھا میرا کبھی دل کرتا کہ اب عنصر ہی میرا واحد تھا جو میرا درد میری مجبوری جانتا تھا آج چار سال گزر گئے اب میرے شوہر کو عنصر کے جانے کے بعد مجھ پہ ترس آیا مار پیٹ کم ہوگئی حالات معمول پر آگئے مگر اب صرف عنصر کا انتظار ہے مجھے اس کی محبت پر یقین ہے وہ میری بات مانے گا۔

اب ہر وقت اس کی یاد ستاتی ہے اس پیار کی قسم ایک بار واپس آجائے مجھے تیری جدائی مار گئی ہے پردیسی میں بہت بے چین ہوں میری روح کا سکون ہے آج اتنے سال ہو گئے ہیں تجھے میری یاد نہیں آتی اگر پڑھ رہے ہو تو پلیز شہباز سے رابطہ کرو۔۔

قارئین یہ تھی میرے دوست کی کہانی آپ سے درخواست ہے کہ عنصر کی واپسی کے لیے دعا کریں۔

میں کہاں تک پہنچا ہوں اپنی قیمتی رائے سے آگاہ کرنا۔

غزل

گلاب آنکھیں شراب آنکھیں
یہی تو ہیں لاجواب آنکھیں
انہیں میں الفت انہیں میں نفرت
ثواب آنکھیں یا عذاب آنکھیں
کبھی نظر میں بلا کی شوخی

Digest.pk

کبھی سراپہ حجاب آنکھیں
کبھی چھپاتی ہیں راز دل کے
کبھی ہیں دل کی کتاب آنکھیں
کسی نے دیکھی ہیں جھیل جیسی
کسی نے پائی سیراب آنکھیں
وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے
حضور آنکھیں یا جناب آنکھیں
عجب تھا گفتگو کا عالم
سوال کوئی جواب آنکھیں
یہ مست مست بے مثال آنکھیں
یہ مصور کا کمال آنکھیں
شراب رب نے حرام کر دی
مگر کیوں رکھی حلال آنکھیں
ہزاروں ان پہ قتل ہوئے ہیں
خدا کے بندے سنبھال آنکھیں
منظور اکبر تبسم

غزل

آج پھر کوئی ٹوٹ کے یاد آ رہا ہے
ہے وہ اپنا پھر کیوں یوں ستا رہا ہے
اسے کہہ دو کہ نہیں رہ سکتے بن اس کے
کیوں ہمیں وہ جیتے جی مار رہا ہے
وہ جانتا ہے کہ اس کے بن نہیں ہے گزارا
پھر کیوں وہ مجھے ہمیشہ کی طرح آزما رہا ہے
اب تو ہر طرف سے ہی ہار بیٹھی ہوں
کیوں وہ محبت میں بھی ہرا رہا ہے
خدا بھی جانتا ہے مانگا ہے ہر گھڑی اسے ہی
پھر بھی وہ کیوں الٹی چال چلا رہا ہے
میرے ساتھ خوش نہیں رہ سکتا خدا جانتا ہے
پھر کیوں وہ مجھ سے ہی بار بار پوچھ رہا ہے
محبت بھی کرتا ہے مجھے وہ مجھ سے بھی زیادہ
پھر وہ کیوں مجھے میری سوچ بدلنے پر مجبور کر رہا ہے
جی نہیں سکتی میں تو رہ وہ بھی نہیں سکتا چاند
پھر کیوں وہ مجھے ہماری ہی محبت میں آزما رہا ہے
(انعم نذیر چاند، وہاڑی)

صحت اور طاقت حاصل کرنے کیلئے توجہ کریں

اگر آپ یا آپ کا کوئی عزیز کسی بھی بیماری میں مبتلا ہے تو اس کے علاج کیلئے ہم سے رابطہ کریں نیز مردوں اور عورتوں کے پوشیدہ امراض کا خصوصی علاج بھی کیا جاتا ہے۔

ہمارے ماہرانہ مشورے اور علاج کے لیے کامیاب اور خوشگوار زندگی بسر کریں

خط لکھیں یا موبائل پر مشورہ کریں

ڈاکٹر زاہد جاوید F-22 وہاڑی 0314-6462580

Digest.pk

محبت رنگ بدلتی ہے

۔تحریر۔سیدہ جیا عباس۔مرالی چکوال

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پیار بھی انسان کو کہاں سے کہاں تک لے جاتا ہے پیار اگر سچا ہو تو کبھی بھی ہار نہیں سکتا مگر جھوٹا پیار پیار نہیں ہوس ہوتی ہے اور اس ہوس میں آج جانے کتنے لوگ ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں یہ کہانی بھی ایسی ہی ہے کہ جس سے بھی پیار کیا وہ ہی بدل گیا مگر حقیقی پیار تو وہ ہی کرتا ہے جو زندگی بھر کا ساتھی ہوتا ہے میں نے اس کہانی کا نام۔محبت رنگ بدلتی ہے۔رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میرا نام شہنیلا احمد ہے اور بہن بھائیوں میں دوسرے نمبر پر ہوں مڈل گھرانے سے تعلق ہے بچپن سے جوانی تک صرف اور صرف مشکلات و مسائل میں گھرے پایا اپنے آپ کو اور اپنی فیملی کو مگر مجھے آج بھی زندگی کے وہ چند سال یاد ہیں جب ہم سب بہن بھائی اپنے والدین کے ساتھ تھے ہر طرف سکون تھا۔

ماں باپ نے موسموں گرم سرد سے بچا کے رکھا ہوا تھا مگر کہتے ہیں ۔نا۔کہ بخت اور موسم ڈھلنے میں وقت نہیں لگتا ہماری خوشیوں کو بھی نظر لگ گئی بڑے بھائی اور بہن کی شادی کر دی۔امی اور ابو پرسکون تھے کہ چلو سب اچھا ہو رہا ہے بھائی اور بہن کے گھر اللہ نے اپنی رحمت بھیجی ہماری خوشیاں اور بڑھ گئیں میں اور چھوٹا بھائی ہر وقت ایجاب سے کھیلتے اس کے ناز اٹھاتے آپس میں مستی مذاق لڑائی جھگڑا کرتے چھ سال بیت گئے کہ اچانک وہ ہوا جس کا کسی کو گمان تک نہ تھا یعنی میری جان میرا دوست میرا محبوب بھائی اپنے ایک دوست کے ساتھ ایک ٹریفک حادثے میں ہم سے بچھڑ گیا اس صدمے نے ہمیں توڑ کر رکھ دیا۔

بھیا اور ابو کو ایسی چپ لگی پھر نہ ٹوٹی۔ہنسی اور قہقہوں کی جگہ اب سسکیوں اور آہوں نے لے لی ۔در و بام پر خاموشی اور سناٹے کے سائے اس قدر گہرے تھے اور حوصلوں کے بندیوں ٹوٹے کہ زندگی کا تصور ہی ختم ہو گیا بس کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہم روبوٹ بن گئے پھر اچانک میری مایوس زندگی میں ایک امید کی کرن نے انگڑائی لی وہ بہار کا موسم تھا ایک دن صبح صبح میرے نمبر پر ایک نئے نمبر سے کال آئی میں چونکہ آفس جاب کرتی تھی تو نئے نمبر سے کال آنا باعث حیرت کی بات نہ تھی میں نے کال پک کی تو سلام کی خوبصورت آواز میری سماعتوں سے ٹکرائی اس آواز میں کچھ ایسا سحر تھا کہ میں کئی لمحوں تک ساکت سی کھڑی رہ گئی۔۔

ہیلو ۔۔۔میرے فون سے مسلسل پکارے جانے کی آوازیں مجھے دنیا میں واپس لائیں۔

Digest.pk

Digest.pk

کیا کوئی ہے جو ہماری آواز سن رہا ہو پلیز بات کریں وہی خوبصورت آواز میرے کانوں تک آئی۔

جج۔۔جی آپ۔۔آپ کون۔؟ میں نے بڑی مشکل سے جملہ مکمل کیا۔۔

جی میں عالیان بات کر رہا ہوں پلیز میری اسد صاحب سے بات کروادیں۔

یہ اسد صاحب کا نمبر نہیں ہے آپ نے غلط نمبر ڈائل کیا ہے مسٹر۔۔اب کے بار میں نے کچھ تلخی سے جواب دیا۔

اوہو۔ایم سوری میڈم آپ غصہ کیوں کرتی ہیں غلطی میری ہے معاف کردیں۔۔اس نے بہت ہی شائستہ لہجے میں معذرت کی۔جواباً بے اختیار میرے چہرے پر مسکراہٹ رقصاں ہوگئی۔اٹس اوکے آیندہ خیال رکھنا۔۔

اوکے میڈم میں خیال کروں گا بہت شکریہ اللہ حافظ۔اس نے کال ڈراپ کردی۔

میں کئی پل یونہی فون کان سے لگائے بیٹھی رہی دل کو عجب سی بے قراری نے آن گھیرا من چاہ رہا تھا کہ وہ مجھ سے بات کرے اس کی آواز تھی ہی اتنی پیاری تھی میں ان لڑکیوں میں سے نہ تھی جو لڑکوں پر دولت اور حسن کی وجہ سے مرتی ہیں۔

نہ۔ہی مجھے محبت پر یقین تھا میرے نزدیک محبت دنیا کا سب سے فضول کام تھا جہاں پاکیزہ محبت اور چاہت میرا خامہ تھی وہیں آج کی لڑکیوں اور لڑکوں کی فرینڈ شپ ہمیشہ میری تنقید اور ہٹ لسٹ میں ہوتے دوستوں کزنز کالج فیلو سب سے ہی کہتی کہ سب سے یہی کہتی کہ یار محبت محبوبت کچھ نہیں ہوتی سب بکواس ہوتا ہے۔

کیسی محبت کیسی چاہت کیسا عشق کہ لڑکیاں والدین کے چوبیس، پچیس سالہ محبت اور شفقت کو پس پشت ڈال کر چار دن کے وعدوں اور انجان فرد کی خاطر سب کچھ کر گزرتی ہیں۔

جب تمہیں محبت ہوگی تب پوچھیں گے تم سے عالیہ جو اپنے کزن سے بے پناہ محبت کرتی تھی اس نے محبت کی صفائی میں کچھ کہنا چاہا لیکن میں اسے ہمیشہ کی طرح ٹوک دیتی۔

عالیہ تم بھول رہی ہو وہ تمہارا نامحرم ہے اور پھر اسے کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے تم میں۔تم کیوں اپنے والدین اور بھائیوں کو دکھ دیتی ہو۔

مگر جانے کیوں وہ کبھی بھی مجھ سے متفق نہیں ہوتی تھی ہمیشہ خفا ہو کر چلی جاتی تھی اور آج مجھے عالیہ کی وہی بات یاد آرہی تھی۔میں ایک اجنبی کی کال کے لیے تڑپ رہی تھی۔

مگر ایک ہفتے کے طویل اور بے قرار انتظار کے بعد بھی اس کی جانب سے کوئی کال یا ایس ایم ایس نہ آیا تو ایک رات دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں نے ایک ایس ایم ایس کیا۔

اے شخص اب خلوص کے رشتے نہ کر تلاش
دنیائے بے ثبات میں یہ نام کوئی نہیں

دھڑکتے دل کے ہاتھوں یہ ایس ایم ایس بھیج کر بہت بے چینی سے اس کے جواب کا انتظار کرنے لگی مگر اس کی جانب سے کوئی اسپانس نہ آیا دل بے حد اداس ہوگیا۔

دن کا کھانا کھایا نہ شام کی چائے پی ڈیز بھی امی کے بے حد اصرار پر دو چار نوالے سے زائد نہ کر پائی آخر اللہ نے میری سن لی اور رات نو بجے جیسے ہی میں اپنے کمرے میں آئی اس کا ایس ایم ایس آگیا۔

امبر کی طرح ہے وہ یوں نہ چھو سکوں لیکن
ہاتھ جب بھی پھیلائے آگیا دعاؤں میں

یہ شعر پڑھ کر بے اختیار میرے چہرے پر مسکان ٹھہر گئی۔

تو جناب کو ہماری طرح شعر و شاعری سے بھی شغف ہے۔واہ۔۔۔

میں نے ایک اور میسج ٹائپ کر کے بھیج دیا۔

Digest.pk

کسی کے ظرف سے بڑھ کر نہ کر مہر و وفا ہرگز
کہ اس بے جا شرافت سے بڑا نقصان ہوتا ہے
اس کا جواب آیا۔۔
پاتے ہیں کچھ گلاب چٹانوں میں پرورش
آتی ہے پتھروں سے بھی خوشبو کبھی کبھی
اب میں جواب دینے کا سوچ ہی رہی تھی کہ اس کا نمبر میری سکرین پر جگمگانے لگا میں نے کچھ جھجکتے ہوئے کال پک کی کچھ دیر تو ہم دونوں میں سے کوئی نہ بولا پھر اس نے سلام کیا تو میں نے دھیرے سے جواب دیا۔۔
میڈم کیسی ہیں کیسے یاد کیا ہم غریبوں کو وہی انداز وہی آواز جس نے گزشتہ ایک ہفتے سے میری نیند اڑا رکھی تھی میرے بے قرار دل کو قرار آنے لگا میں ٹھیک ہوں اور پلیز آپ مجھے میڈم مت کہا کریں۔ میں نے درخواست کی۔۔
اچھا تو پھر کیا کہوں جی۔؟ وہ اسی سنجیدہ سے لہجے میں بولا۔
میرا نام شہنیلا ہے سب پیار سے مجھے گڑیا اور شانی کہتے ہیں ہم تین بہن بھائی ہیں ایک بھائی فوت ہو چکا ہے میری تعلیم ایم اے ہے اور میں نے کمپیوٹر عربی بیسک اور تجوید کے علاوہ کشیدہ کاری کا کورس بھی کیا ہے آج کل ایک انٹرنیشنل کمپنی میں جاب کر رہی ہوں میں نے اپنے بارے میں سب کچھ سچ بتا دیا ہے پتا نہیں کیوں مجھے اس پر اعتبار سا آنے لگا تھا۔ اوہ گریٹ یعنی آپ ماشاء اللہ پڑھی لکھی اور میچور لڑکی ہیں اس نے کہا۔۔۔
آخر کو میں نے پوچھ ہی لیا آپ نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔
میرا نام زریاب احمد ہے میں پنڈی سے تعلق رکھتا ہوں ایم بے اے کر چکا ہوں اور اب آپ ہی کے شہر میں میرا بزنس ہے میری پوری فیملی پنڈی میں ہے۔۔ آپ کتنا عرصہ یہاں پر ہیں میں اس کی آواز سننے کے لیے بات کو بڑھا رہی تھی۔۔
جی میں دس یا بارہ سال سے یہاں ہوں جمعرات کو گھر چلا جاتا ہوں جمعہ کا دن گزار کر ہفتے کی صبح واپس آجاتا ہوں۔ اب سو بھی جاؤ صبح فجر کے لیے اٹھتی نہیں ہو امی جان کی آواز سنتے ہی میں نے اللہ حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔
میں بے حد خوش تھی کہ ایک طمانیت کا احساس رگ و پے میں سرایت کرتا محسوس ہو رہا تھا پھر میں اس کے بارے میں سوچتے سوچتے جانے کب نیند کی آغوش میں چلی گئی اگلی صبح میرے لیے ایک نئی صبح تھی بھائی کی موت کے بعد پہلی بار دل میں نئی امنگ نئے جذبات اور احساسات نے سر اٹھایا۔
تیار ہو کر آفس کے لیے نکلتے وقت میں اسے گڈ مارننگ کا میسج کرنا نہیں بھولی تھی اس نے بھی جواباً خوبصورت دعا سینڈ کی تھی۔
دن بہت ہی اچھا گزرا کام کے ساتھ ساتھ اس کے خیالوں میں بھی کھوئے کھوئے شام ہو گئی
زبانیں جن کے ستم پر خاموش رہتی ہیں
دلوں میں ان کے خلاف احتجاج ہوتے ہیں
برا نہ مان کے بولے ہیں تلخ لہجے میں
ہم ایسے لوگ ذرا بد مزاج ہوتے ہیں
اس کی جانب سے ایک خوبصورت شعر پڑھ کر میں نے بھی ٹائپ کیا۔
بادل جو گرجتے ہیں وہ برسا نہیں کرتے
محسن کبھی حساس کا چرچا نہیں کرتے
آنکھوں میں بسا لیتے ہیں روٹھے ہوئے منظر
جاتے ہوئے لوگوں کو پکارا نہیں کرتے
میں نو بجے آپ کو کال کروں گا اس کا پیغام پڑھ کر میں جلدی جلدی اپنا کام مکمل کرنے لگی پھر پورے نو بجے اس کی کال آگئی کافی دیر ہم ادھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے بہت دل چاہ رہا تھا کہ اس کو حال دل سنا دوں مگر نا جانے کیوں ہمت نہ کر پائی بس امید

Digest.pk

کے دیپ جلائے اس سے جنرل ٹاپس پر بات چیت ہوتی رہی شروع شروع میں میں اداس ہوتی تو وہ مجھے ایسے ایسے مذاق کرتے کہ ہنس ہنس کر میرا برا حال ہوتا اور وہ چپ چاپ میری ہنسی سنتے۔ سنو تم ہنستی بہت خوبصورت ہو ہمیشہ ہنستی رہا کرو۔ اچھا جی یہ کس نے کہا میں نے شرارت سے کہا۔ ہم نے بقلم مسٹر زریاب احمد نے بھی اسی لہجے میں کہا تو ہم دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

اب ہمیں فون پر بات کرتے ایک ماہ ہو چکا تھا ایک دن مجھے آفس ورق کی وجہ سے اس ایریا میں جانا پڑا جہاں زریاب کا آفس تھا میں نے اسے فون پر کہا کہ میں سی این جی کے سامنے ساجد کے گھر آئی ہوں اس نے مجھے فوراً کال کی اور کہا کہ چائے پلائے بغیر نہیں جانے دوں گا۔ سو اس کے بے حد اصرار پر میں مان گئی۔ اور اپریل میں ہماری پہلی ملاقات زریاب کے آفس میں ہوئی۔ وہ بہت شرف النفس تھا گڈ لکنگ چائے بسکٹ وغیرہ کے بعد وہ مجھے اپنی گاڑی میں ڈراپ کرنے میرے آفس تک آئے میں بے حد خوش تھی اپنے خوابوں کے شہزادے کو اپنے سامنے بٹھا کر دیکھا اور اس سے باتیں کیں اب میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ زریاب کو سب کچھ سچ سچ بتا دوں گی، پھر رات میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔

زریاب آپ میری زندگی میں آنے والے پہلے مرد ہو جس پر میں نے اعتبار کیا ہے آپ جانتے ہو مجھے لڑکوں کی محبت پر کبھی یقین نہیں تھا مگر نجانے کب کیسے آپ میرے دل میں سما گئے ہو اور چند ہی ماہ میں آپ سے یوں شناسائی ہوئی لگتا ہے کہ جیسے برسوں سے آپ کو جانتی ہوں دل بے اختیار آپ کے نام پر دھڑکتا ہے آپ کی کال دیکھ کر لبوں کو ایک نرم و گداز سی مسکان چھونے لگتی ہے آپ سب سے الگ ہو بے مثال ہو۔ آئی لو یو۔ سو مچ زریاب۔

میری بات سن کر وہ کافی ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا دیکھو شانی یہ محبت کچھ نہیں ہوتی میں بھی کالج اور یونیورسٹی میں لڑکیوں کے ساتھ پڑھا مگر کبھی ان فضول باتوں پر دھیان نہیں دیا نہ ہمیں کسی سے محبت ہوئی نہ کسی کو ہم سے ہوئی۔۔

محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے بس مجھے بھی ہوگئی ہے محبت میں نے تقریباً رو دینے والے انداز میں کہا۔ اس نے مجھے بہت سمجھایا مگر میں نہ سمجھی میرا اصرار بڑھتا گیا جب دل بہت بے قرار ہوتا تو اس کے آفس چلی جاتی میری محبت بربادی کا دن وہ تھا جب اس نے مجھے بتایا کہ وہ شادی شدہ اور چار بچوں کا باپ بھی ہے۔

اس لیے وہ محبت کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتا اس دن میں گھر آ کر بہت روئی جب بھی جو بھی مجھے پسند ہو مجھے ملنے سے پہلے ہی چھن کیوں جاتا ہے دو دن بخار میں تڑپتی رہی ڈاکٹر نے کہا ٹینشن ہے۔ امی ابو پوچھ پوچھ کر تھک گئے مگر میں کیا بتاتی میرا دل تو بہاروں کے موسم میں اجڑ چکا تھا دو دن وہ مجھے کال کرتا رہا مگر میں اگنور کرتی رہی۔ دن رات چھپ چھپ کر آنسو بہاتی رہی۔

تیسرے دن اس کا پیغام ملا پلیز شانی مجھ سے بات کرو میں مشکل میں ہوں میں ساری ناراضگی سارے دکھ بھول کر اس سے بات کرنے پر راضی ہوگئی محبوب جو تھا میرا پھر جو اس نے کہا سن کر مجھے اپنی سماعتوں پر کئی گھنٹے بھروسہ نہ ہوا

شانی میں بھی آپ کے بنا نہیں رہ سکتا میں بھی آپ سے بے پناہ محبت کرتا ہوں مگر کیا کرتا شادی شدہ ہوں چار بچوں کا باپ ہوں پورے خاندان کی امیدوں کا مرکز ہوں پھر عمر میں دس سال تم سے بڑا ہوں یہ ساری باتیں مجھے ہر بار اقرار کرنے سے روک لیتی ہیں میری بیوی شکی مزاج ہے ویسے بھی میرا جینا حرام کیے رکھتی ہے۔

میں گھر اور بچوں سے دور صرف اور صرف اس

Digest.pk

کے رویے کی وجہ سے ہوں بہت عرصے بعد مجھے کسی سے بات کر کے سکون ملا ہے۔ زندگی زندگی لگنے لگی ہے شانی تم بہت نائس ہو۔ آئی لو یو۔ پلیز مجھے مت چھوڑنا یونہی ایک بے نام سے چھپے بندھن میں بندھ کر میرا ساتھ دینا ورنہ میں اجڑ جاؤں گا۔

اس کے اقرار پر دل کی کلی پھر سے کھل گئی اب ہم تقریباً روزانہ ملنے لگے وہ میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر مجھے سامنے بٹھا کر دیکھا کرتا میری ہر فرمائش پوری کرتا اسے میری ہی فکر رہتی ایسے زندگی کے خوبصورت لمحے کتنی جلدی گزر جاتے ہیں اور اپنے پیچھے بس یادوں کی راکھ چھوڑ جاتے ہیں۔

ہمارے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا میرے گھر میں میری شادی کا ذکر چلا تو میں نے زریاب سے بات کی تو اس نے کہا کہ اگر وہ اچھے لوگ ہیں تو تمہیں شادی کر لینی چاہئے کیوں کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ کیا میں اس کے بنا جی پاؤں گی۔

پورا پورا دن اور پوری پوری رات جاگ جاگ کر جس سے احوال دل کیا کرتی میں نے روتے ہوئے کہا۔ پلیز مجھے اپنے سے جدا مت کریں میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی پلیز۔ مگر نجانے اس کے من میں کیا سمائی اس نے بار بار مجھے کہا کہ شادی کر لو آخر تھک کر ایک دن مجھ سے کہا کہ اگر مجھ سے محبت کرتی ہو تو میری بات مان جاؤ بس اس دن تھکے ہارے مسافر کی طرح میں نے اپنے دل کا خون کر دیا اور ماں باپ کے فیصلے کو قبول کر لیا میری شادی بہت سنجیدگی اور خاموشی سے ہوئی کیوں کہ میں یہ چاہتی تھی میرے شوہر مجھ سے بے حد پیار کرتے تھے۔

آج بھی زریاب میرے لیے روتا ہے تڑپتا ہے اور اسے مجھے کھو دینے کا پچھتاوا ہے وہ وقت کے بے لگام گھوڑے کو اپنی طرف موڑنا چاہتا ہے مگر اب وقت گزر چکا ہے فیصلہ ہو گیا ہے ایک پیار کرنے والا دل مر چکا ہے میں نے اسے ٹوٹ کر چاہا اس کو پانے کی دعا کی وہ نہ ملا شاید وہ میرا نصیب ہی نہ تھا۔ میں نے اپنے دن رات اپنے شوہر کے نام کر دیئے ہیں اس نے مجھ پر اعتبار کیا مجھے پیار دیا مان دیا چادر اور چار دیواری کا تحفظ دیا عزت دی تو میں کیوں نہ اس کی عزت کروں۔ کیوں نہ دوں اسے چاہت محبت اور ہاں محبت بھی شاید ہو ہی جائے۔

قارئین آپ میرے حق میں دعا کریں کہ میں اسے بھول کر صرف اور صرف اپنے شوہر سے محبت کروں اور زریاب بھی صرف اور صرف اپنے بیوی اور بچوں کا ہو کر رہے کیوں کہ اس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ کیسی لگی عزیز بہنوں اور بھائیوں میری پہلی کاوش امید ہے آپ ضرور مجھے دوبارہ انٹری کا موقع دیں گے آپ کی قیمتی آراء کی منتظر ہوں۔

گلاب آنکھیں شراب آنکھیں
یہی تو ہیں لاجواب آنکھیں
انہیں میں الفت انہیں میں نفرت
ثواب آنکھیں یا عذاب آنکھیں
کبھی نظر میں بلا کی شوخی
کبھی سراپہ حجاب آنکھیں
کبھی چھپاتی ہیں راز دل کے
کبھی ہیں دل کی کتاب آنکھیں
کسی نے دیکھی ہیں جھیل جیسی
کسی نے پائی سیراب آنکھیں
وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے
حضور آنکھیں یا جناب آنکھیں
عجب تھا گفتگو کا عالم
۔سوال کوئی جواب آنکھیں
یہ مست مست بے مثال آنکھیں
یہ مصور کا کمال آنکھیں
شراب رب نے حرام کر دی
مگر کیوں رکھی حلال آنکھیں

محبت رنگ بدلتی ہے

Digest.pk

لمبی جدائی

۔تحریر۔آصف جاوید زاہد۔03046552827

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پہلی ہی ملاقات سے محبت ہوئی اور پھر ایک دوسرے سے وعدے قسمیں کیے مگر کیا تھا پہلی بار ملنا اور پہلی ہی بار بچھڑ جانا شاید وہ بچھڑنا پہلا اور آخری تھا جو آج تک ملاقات نہیں ہوئی ایسی ہی یہ کہانی آپ کی خدمت میں لے کر آیا ہوں جس کا نام۔لمبی جدائی۔رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اپنی رائے سے ضرورت نوازئے گا

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کردیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

زندگی کا مقصد انجوائے کرنا نہیں ہے زندگی کا ایک مقصد ہے اللہ نے انسان کو کس مقصد کے لیے بھیجا ہے کہ وہ اس دنیا میں آئے اور انجوئے منٹ کر کے چلا جائے جو انسان رسول پاک ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلا اور انسانیت کی بھلائی کی گویا اس نے زندگی کا مقصد پورا کرلیا اور جو لوگ زندگی کو انجوئے منٹ کا نام دے کر گزار دیتے ہیں یاد رکھیں کہ ایک دن اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے۔

جس طرح زندگی کا ایک مقصد ہے اسی طرح جواب عرض کا بھی ایک مقصد ہے وہ مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو زندگی کے نشیب وفراز سے آگاہ کرنا جو برائیاں معاشرے میں ہورہی ہیں ان کو قارئین کے سامنے لانا تاکہ قارئین ان سے سبق سیکھ سکیں میری قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ہر سٹوری کو محض دل بہلانے یا ٹائم پاس کرنے کے لیے نہ پڑھیں بلکہ ایک سبق حاصل کریں ہر رائٹر کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ قلم کی مٹھاس سے معاشرے کی برائیوں کو لوگوں کے سامنے لائے تاکہ لوگ دھوکے سے بچ سکیں اگر ایک انسان نے بھی میری ان باتوں سے کچھ سیکھ لیا تو میرا یہ لکھنے کا مقصد پورا ہوگا سو ری قارئین بہت ٹائم لیا آپ کا اب آیئے اصل کہانی کی طرف یہ میرے ایک دوست کی کہانی ہے آیئے اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

چھ بہن بھائیوں سے میرا نمبر پہلا ہے ماں باپ کا خواب کہ بیٹا پڑھ لکھ کر وکیل بنے گا خدا کا دیا سب کچھ تھا گاؤں میں بہت عزت تھی میں آٹھویں کلاس میں پڑھتا تھا ہمارے ایک رشتہ دار کی شادی تھی ابو کے کزن نے مہندی سجا کے لے کر جانا تھا لہذا ہمیں بھی مہندی پر جانے کو کہا گیا۔

میں اور میری والدہ صاحبہ بھی مہندی میں شریک ہوئے مہندی شادی والے گھر پہنچی میں بھی دوستوں کے ساتھ ہلا گلا کرتا ہوا ساتھ تھا کافی دیر ہم دوست ڈھول پر گھومر کھیلتے رہے اب مہندی لگانے کی رسم شروع ہوئی دسمبر کی رات گیارہ بجے

Digest.pk

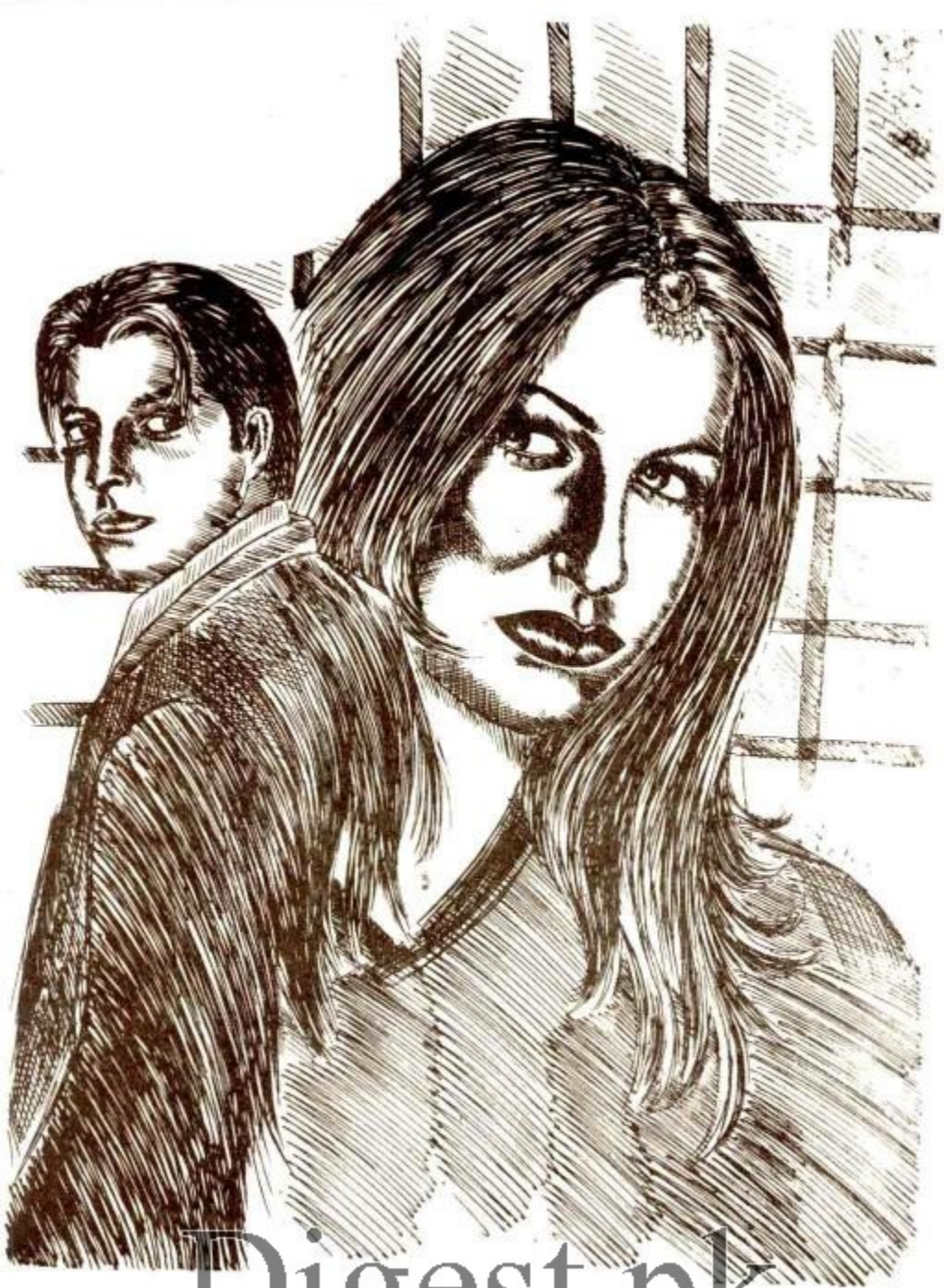

Digest.pk

کا ٹائم میری آنکھیں ایک حسینہ سے جا کر ٹکرائیں دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہوگیا جو میں نے کبھی زندگی میں سوچا بھی نہ تھا صرف ایک بار آنکھیں ملانے سے مجھے محبت ہوگئی۔

اور اتنی شدت سے ہوئی کہ میں اپنا آپ بھول گیا جب میں نے اس سے نظریں ملائیں تو خود کو اس کی طرف کھنچتا ہوا محسوس کیا۔

میرے ابو کے کزن کی شادی تھی ابو لوگ وہاں تھے اور ہمیں بھی کہا گیا تھا کہ آپ لوگ بھی وہاں آجانا جب تک مہندی کی رسم ادا ہوتی رہی میں اس پری چہرے میں گم رہا میں نے سوچا کہ کاش وقت یہی پر رک جائے اور میں اس حسین چہرے کو دیکھتا رہوں لیکن یہ تو میری سوچ تھی وقت تو ایک سیکنڈ بھی نہیں رکتا اور بے لگام گھوڑے کی طرح بھاگ رہا ہے۔

سب کو کھانا پیش کیا گیا لیکن میری تو بھوک جیسے ختم ہو چکی تھی خواہش تو صرف اسے دیکھتے رہنے کی جب امی کے ساتھ دوسری شادی پہ پہنچا تو جیسے کھوکھلا ہو چکا تھا بالکل ایسے جیسے کسی پرندے کے گھونسلے سے عقاب اس کے بچے لے جائے اور اس گھونسلے کو کھوکھلا کردے اسی طرح اس حسین چہرے نے میرے سینے سے دل ہی نکال لیا سب نے مجھے کہا کہ آؤ ڈھولک پر گھومر کھیلیں لیکن میرا دل نہیں چاہ رہا تھا وہ طرح طرح کی روشنائی مجھے اچھی نہیں لگ رہی تھی اور اس ہجوم میں بھی میں تنہا تھا وہاں سے گھر آگیا اور اس کے خیالوں میں کھو گیا۔

وہ کون ہے کہاں رہتی ہے اس کا نام کیا ہے اسی خیالوں مین گم تھا کہ یہ شعر یاد آگیا۔۔

کتنی عجب ہے میرے اندر کی تنہائی جاوید
ہزاروں اپنے ہیں مگر یاد تم ہی آتے ہو

پتا نہیں کب نیند کی دیوی مہربان ہوگئی اور پتہ تب چلا جب صبح کے نو بجے امی نے اٹھایا کہ بیٹا شادی پہ بھی جانا ہے جلدی اٹھو مجھے کہا گیا کہ تم بارات کے ساتھ چلے جاؤ میں بہت خوش ہوا کہ اپنے خوابوں کی شہزادی کو خوب دیکھوں گا۔

جب وہاں پہنچا تو وہ مجھے نظر آگئی میں نے اپنی آنٹی سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے آنٹی نے بتایا کہ جاوید شہر سے مہمان آئے ہوئے ہیں اس کا نام عائشہ ہے اور ساتویں کلاس میں پڑتی ہے اور تھوڑی دیر بعد میری اس سے بات ہوگئی میں نے اظہار محبت کردیا اس نے بھی کہا کہ مجھے بھی تم پہلی نظر میں ہی اچھے لگے تھے میں بہت خوش ہوا۔

بارات بڑی دھوم دھام سے دلہن کے گھر پہنچی لیکن میں اپنی محبوبہ کو ہی دیکھتا رہا مجھے پھر بات کرنے کا موقع مل گیا ہم دونوں کافی دیر ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے ایک دوسرے سے بہت وعدے کئے میں نے صاف کہہ دیا کہ اگر شادی کروں گا تو تم سے اس نے بھی کہا کہ جاوید میری جان میں بھی تم سے ہی شادی کروں گی ورنہ ساری عمر شادی نہیں کروں گی پھر اس نے کہا کہ اپنا نمبر مجھے دے دو کل ہم نے واپس جانا ہے اور میں تم سے بہت جلد رابطہ کروں گی۔

اگلے دن میں نے اسے ایک گفٹ دیا اداس دل کے ساتھ اور اس وعدے کے ساتھ کہ بہت جلد ہم دوبارہ رابطہ کریں گے پھر میں نے اسے رخصت کردیا اور اس کے بعد میری ہر رات ایسے گزری کہ جیسے کوئی پرندہ اپنے محبوب سے بچھڑ جاتا ہے اور وہ پرندہ رات کے پچھلے پہر چاندنی رات اور جگمگاتے تاروں کے ساتھ بہت تنہا ہو اور بہت اونچا اپنے محبوب کو ڈھونڈتا ہوا اپنی پرواز کھو بیٹھتا ہو بالکل ایسا ہی میرے ساتھ ہوا میرے سب خواب چکنا چور ہوگئے میں جیسے موضی مرض می مبتلا ہوگیا۔

Digest.pk

آج آٹھ سال گزر گئے ہیں میں آج بھی عائشہ کا انتظار کر رہا ہوں وہ لمبی جدائی دے گئی ہے اس کی یاد آئی جب بھی اس کی یاد نے میرے دل پر وار کیا میں نے نشے کا سہارا لیکر اس کو بھگانے کی ناکام کوشش کی میں نے کھانا پینا گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا لیکن بھائی آصف جاوید کی بھر پور کوششوں کے بعد اب اپنی معمول کی زندگی گزار رہا ہوں۔

اور بھائی آصف کے کہنے پر نشہ بھی چھوڑ دیا ہے اور اپنا علاج کروا رہا ہوں گھر والے کہتے ہیں شادی کر لو لیکن میں آج بھی اس کا انتظار کر رہا ہوں۔ قارئین کرام یہ تھی میرے دوست کی کہانی میرے دوست کو میرے سیل فون پر مشورہ ضرور دینا وہ شادی کرے یا پھر عائشہ کا انتظار کرے انتظار رہے گا اللہ حافظ۔

دنیا کیا جانے میری محبت کی
داستان کو ضیافت
ہم تو ان کو بھی دعا دیتے ہیں جو
ہمارے نام سے نفرت کرتے ہیں
(ضیافت علی.....کوٹلی)

غزل

آیا تھا زندگی میں وہ آ کر چلا گیا
وہ شخص میرا آشیاں گرا کر چلا گیا
کہتا تھا خوشیاں بیچ کر خریدوں گا تیرے غم
عمر بھر کا غم میری زندگی کو لگا کر چلا گیا
کبھی جو لکھتا تھا ہواؤں میں میرا نام
اب اپنے دل سے میرا نقش مٹا کر چلا گیا
دنیا کی رونقوں میں کبھی جو ہمسفر رہا
صحراؤں کے رستے پہ مجھے لگا کر چلا گیا
ملاتا تھا چمن سے چمن کے میرے لیے وہ پھول
اب کانٹے میرے رستے میں بچھا کر چلا گیا
وہ بیچ کر میری وفاؤں کو سر عام
غیروں میں اپنی قیمت بڑھا کر چلا گیا
اس کے گھر میں دیے گے چراغوں کو جگر کا خون
میری زندگی کے چراغ بجھا کر چلا گیا
سوچا تھا سنائیں گے اسے داستان دل
وہ میری ہی زندگی کا افسانہ سنا کر چلا گیا
(کشور کرن، چوکی)

غزل

بدن تھکن سے چور ہے
پر نیند ہم سے دور ہے
اس کا خیال ساتھ ہے
بڑی اداس رات ہے
ہوا و غم کا زور ہے
سمندروں کا شور ہے
جدائیوں کی بات ہے
بڑی اداس رات ہے
ہر نظر شراب ہے
اس کے ملنے کا خواب ہے
یہ کون سا عذاب ہے
بڑی اداس رات ہے
گئے دنوں کی یاد ہے
تھکا تھکا سا چاند ہے
بڑی اداس دکھی دکھی سی بات ہے
بڑی اداس رات ہے

Digest.pk

دیوانگی کہاں جا کے ٹھہری

تحریر۔ منظور اکبر تبسم۔ 03453487779

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
آپ کی دکھی نگری میں دیوانگی کہاں جا کے ٹھہری لے کر قارئین کی نظر کر رہا ہوں پہلے کی تحریریں شائع کر کے حوصلہ افزائی کا بہت شکریہ امید ہے یہ تحریر بھی شائع کر کے شکریہ کا موقع فراہم کریں گے یہ بندہ ناچیز ہر وقت آپ کو خصوصاً آپ کی ٹیم کے لیے دعا گو ہے میری طرف سے تمام دوستوں کو سلام
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اسے کہنا بہت اداس ہوں تیرے جانے سے
ہو سکے تو لوٹ آنا کسی بہانے سے
تو لاکھ خفا سہی ہم سے مگر
ایک بار دیکھ تو سہی کوئی ٹوٹ گیا ہے تیرے جانیسے

انسان جب بنا سوچے سمجھے کوئی قدم اٹھاتا ہے ناکام ہونے پہ انتہائی نادم ہوتا ہے اس وقت اس کی آنکھوں میں آنسو اور غموں کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا اس کو تڑپاتا ہے وہ اپنی غلطی پہ اتنا شرمندہ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے ابھی اس بے اعتماد دنیا سے ناطہ توڑ کر اس جہاں کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر ابدی نیند سو جاؤں۔

اس کا اعتبار اس حد تک اٹھ جاتا ہے کہ اس کے گھر والے بھی اسکو زہر لگتے ہیں۔

زندگی میں ایسے انسانوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے جو ظاہری طور پر معصوم نظر آتے ہیں مگر باطن ایک زہریلا ناگ بن کے ڈستا رہتا ہے دور حاضر میں انسان دو میٹھے بول بولنے والوں پہ اتنا اندھا اعتماد کر بیٹھتا ہے کہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر اس پہ لٹا دیتا ہے لیکن اصلیت کا منہ دیکھنے پر انسان غموں کی آگ میں سلگنے پر مجبور ہو جاتا ہے وہ اندھی اندھوٹ کر جہاں سے بے خبر اپنی سوچ میں گم سم رہتا ہے اس کے سامنے پیار محبت کی قدر قیمت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔

پھر کوئی اس کے سامنے پیار محبت کی جتنی بھی قربانی دے دے اس کو اعتبار ہی نہیں آتا میری یہ کہانی بھی ایسی ہی حالت کی ٹھکرائی ہوئی لڑکی کی کہانی ہے جس نے ایک آستین کے سانپ پر اندھا اعتماد کیا اور اپنی اور اپنے خاندان کی پروا کیے بغیر اس کے ساتھ قدم ملانے پر تیار ہو گئی۔

جب اس کو پتہ چلا کہ وہ تو جسمانی و ہوس کا قائل ہے تو اس لڑکی نے اپنی عزت بچا کر اپنی محبت کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا آج خود کو دنیا کی کامیاب لڑکی اس لیے سمجھتی ہے کہ اپنی عزت بچالی مگر بعض لوگوں کی نظر میں بدنامی کا خوف بھی اپنے دل میں لیے جیتی ہے۔۔۔ آیئے کہانی اس کی زبانی سنتے ہیں۔

قارئین میرا نام صدف ہے میں نے ایک متوسط گھرانے میں آنکھ کھولی جب ہوش سنبھالا تو

Digest.pk

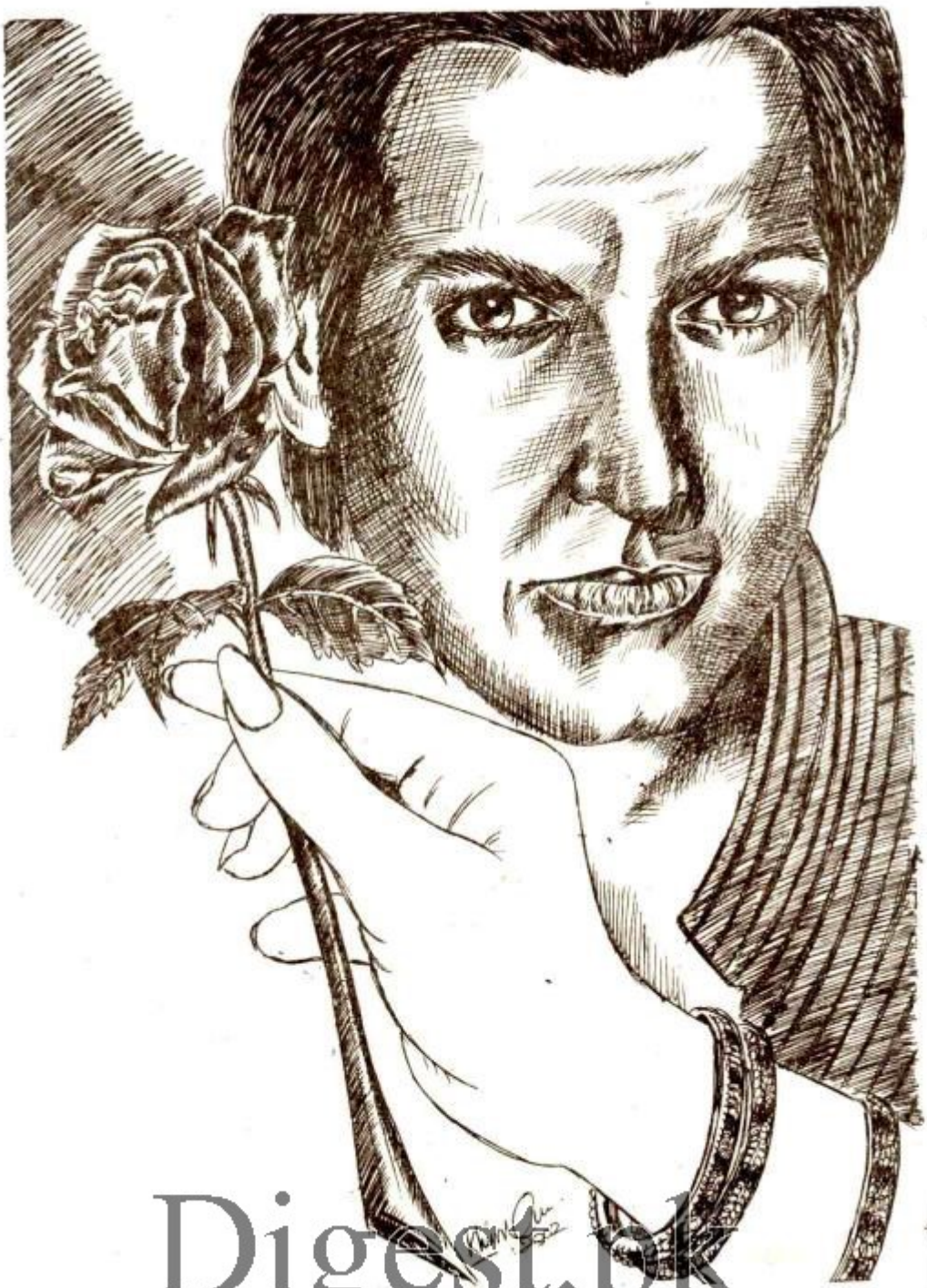
Digest.pk

اپنے آپ کو ایک ہنستی بستی فیملی میں پایا مگر میرے ابو انتہائی سخت طبیعت کے مالک تھے۔

مجھ سے پہلے ہمارے خاندان کی کوئی بھی لڑکی سکول نہیں جاتی تھی مگر مجھے پڑھنے کا بہت ہی شوق تھا جب بچوں کو بستہ اٹھا کر جاتے دیکھتی تو دل میں ایک حسرت سی پیدا ہوتی کہ میں بھی سکول جاؤں اس حسرت کی تکمیل کے لیے میں نے ضد کی تو حسرت پوری ہوگئی قریبی پرائمری سکول میں داخل کروادیا گیا ہمارے خاندان میں لڑکیوں کو جاب وغیرہ نہیں کرنے دیتے تھے اس لیے پڑھائی کو زیادہ ترجیح نہیں دیتے مگر میں نے تمام رسم ورواج کو توڑ دیا۔

خود اور دوسروں کے اندر شعور کو پیدا کرنا میرا مشن تھا پرائمری پاس کرنے کے بعد ہائی سکول میں داخلہ لیا اور میٹرک اچھے نمبرون سے پاس کر کے اپنے آپ کو ایک کامیاب لڑکی مان لیا مگر میرا دل گے بھی پڑھنا چاہتا تھا پر گھر والوں نے کہا کہ گھر پر تیاری کرو اور پرائیویٹ امتحان دینا اسلیے گھر میں کتابیں اٹھائے بیٹھی تھی۔

میرے بڑے بھائی کی شادی ہوئی تو وہ اپنی بیوی کو لے کر اسلام آباد چلے گئے میرے بھائی کی وہاں اپنی جاب تھی میرے دل میں حسرت پیدا ہوئی کہ میں بھی اسلام آباد کے دیدہ زیب مقامات کی سیر کروں سو ہم اپنے بھائی کے پاس چلے گئے وہاں کے مقامات کی خوب سیر کی جن کے مناظر آج بھی میری نگاہوں میں گھومتے ہیں ہم وہاں تقریبا پچیس دن رہے اس کے بعد گھر کی طرف لوٹے بھائی نے ہمیں اسلام آباد سے بٹھا دیا اپنے شہر اترنے کے بعد ہمیں اپنے گاؤں کی بس نظر آئی تو اس میں سوار ہو گئے میرے ساتھ میری آنٹی بھی تھی اس بس میں ایی بھی تھا جب ہم بس سے اترنے لگے تو اس نے میرے ہاتھ میں اپنا نمبر پکڑا دیا میرا دل دھڑکنا شروع ہو گیا ۔دل نے تو چاہا کہ نمبر پھینک دو مگر فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر نہ پھینکا۔

میری آنٹی اس کو جانتی تھی مگر آزمانہ تو میں نے بھی تھا ہمیشہ پہلی بار نہیں آزمایا جاتا وقت کے ساتھ ساتھ اصلیت سامنے آتی ہے۔

یوں تو میرے خلوص کی قیمت کچھ نہ تھی
مگر کچھ لوگ نا آشنا تھے جو دولت پہ مر گئے

مین نے شام کے وقت عادتا اسے کال کر دی یوں ہماری باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہماری اکثر بات ایس ایم ایس پر ہی ہوتی تھی ہم رات کو کال پر بات کرتے تھے۔

وہ شکل وصورت سے بہت خوب صورت تھا اس کے گھر کا فاصلہ آدھے گھنٹے کا تھا ہماری قوم کا تھا وہ اپنے ابو سے ناراض ہو کر اپنی پھوپھو کے گھر رہتا تھا اس نے زمین بیچ دی تھی۔

میں نے اس سے پوچھا کہ اس کی پہلے بھی کوئی دوست ہے تو کہتا کہ ہاں ایک نازش تھی ملتان کی مگر اب نہیں ہے وہ اپنی دوست سے ہر وقت گپ شپ لگاتا ان سے رشتہ نہ ہو سکا مگر حسن پرست اب جسم پرست بن گیا اس نے اپنے خاندان کے بارے میں مجھے سب کچھ بتایا ہوا تھا۔

ایک ایی ہمارے گھر سے سامنے سے گزرا کیوں کہ ہمارا گھر روڑ کے بالکل ساتھ ہے یعنی روڑ سامنے سے گزرتا تھا میں نے اسے دیکھا تو کہنے لگا آپ کے گلابی ہونٹ مجھے بہت پسند ہیں مجھے اس بات سے اس کی اصلیت سامنے آنے کا وسواس پیدا ہو گیا مگر پیار کے ہاتھوں مجبور کر چپ رہ گئی وہ اپنے دوستوں کو میرے بارے میں بتانے لگا وہ نئے نئے نمبروں سے کالیں کرتا کہتا کہ میرے دوست کا نمبر ہے ہماری محبت کا اکثر لوگوں کو پتا چل گیا تھا۔

مجھ سے بچھڑ کر گمنام ہو جاؤ گے
سوداگروں کے ہاتھوں نیلام ہو جاؤ گے
تیرا ہر اک سے ملنا مجھے اچھا نہیں لگتا

Digest.pk

ہراساں سے ہونے کو عام ہو جاؤ گے

ایک دن ایمی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے پہلے کسی لڑکے سے دوستی کی تھی تو میں نے بتایا کہ جب میں سکول جاتی تھی تو ایک لڑکا بائیک پر بہت تنگ کرتا تھا اس کے راستے میں سے میں اور میری دوست گزرتی تھی تو وہ اس راستے میں بائیک لے آتا میری دوست کے ساتھ اس کی دوستی ہوگئی اور موبائل فون پر اس سے بات کرنے لگی موبائل فون میں چارج کر دیتی تھی کیوں کہ ان کے ہاں لائٹ نہ تھی میں نے ایمی کو سچ سچ بتا دیا مگر وہ کہتا کہ آپ بھی ساتھ شامل تھی لیکن ایسا بالکل نہ تھا میں نے اپنے آپ کو سچی بنانے کی کوئی کسر نہ چھوڑی مگر وہ اپنی ضد پہ قائم رہا وہ لڑکا تھا اس کے دل میں کھوٹ تھی تو بہانے بنانا شروع ہو گیا اس نے مجھے سے غلط رویہ سے بات کرنا شروع کر دی اور وہ جان بوجھ کر اکثر مجھ سے ناراض رہتا تھا۔

پھر مجھے کسی نے اس کے دوستوں کا نمبر دیا تو معلوم ہوا کہ وہ کسی کزن کے ساتھ رہتا ہے وہاں اسکی کوئی دوست رہی تھی وہ تو ایسا غلیظ تھا کہ اس نے اپنے دوست کی بہن سے دوستی کر لی میں بھی اتنی پاگل ہوگئی تھی کہ سب جان کر بھی اسے کال کرتی اب گھنٹوں کال ہونے کے بجائے منٹوں پہ آگئی تھی میری کال سے ڈسٹرب ہوتا تو مصروف کر دیتا اس کا نمبر اکثر مصروف ہی رہتا۔

میں اندر ہی اندر جلتی رہتی میری نیندیں حرام ہو گئی تھیں

میری ساتھی میری تنہائی ہے
اس اجنبی سے میری کتنی شناسائی ہے
کتنی شدت سے چاہتی ہوں اسے میں
یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ہرجائی ہے

اس کے گھر والوں کو پتہ چل گیا کہ ایمی کا میرے ساتھ تعلق ہے کیوں کہ میں خود اس کی پھوپھو سے بات کرتی تھی اس کے بھائیوں سے بھی بات کی

مگر وہ کہتے کہ وہ بہت برا لڑکا ہے اس کو چھوڑ دو کیوں بدنام ہونا چاہتی ہو مگر میں تو اس کی دیوانی ہو چکی تھی میں ایمی سے پوچھتی کہ تمہاری کتنی دوست ہیں تو کہتا مجھ سے قسم لے لو میری کوئی بھی دوست نہیں ہے ایک دن ایمی نے قرآن پر ہاتھ رکھ دیا کہ میں صرف تیرا ہوں محرم کا مہینہ تھا اس نے کلمہ کی قسم کھالی کہ میں تیرا ہوں میرے دل میں کسی کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے میں اس قدر اس کی دیوانی ہوگئی تھی واپس لوٹ کر آنا مشکل ہو گیا تھا نہ تو میرا عاشق تھا نہ اسے مجھ سے محبت تھی بس میں ہی دل کے ہاتھوں مجبور تھی انسان انسان کو ملتا ہے تو کچھ خاص ہوتا ہے جس کی نظر کا طلسم انسان کی زندگی کو بدل دیتا ہے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا وہ تو خود غرض انسان تھا وہ تو اپنا فائدہ جانتا تھا آج تک اس نے مجھے کوئی گفٹ نہ دیا گفٹ تو دور کی بات اس نے کال بھی نہ کی تھی میں خود اسے کال کیا کرتی تھی صرف ایک سال تک وہ میرے ساتھ ٹھیک رہا اس کے بعد اس کے بعد وہ بدل گیا اس وقت مجھے بھی لگتا تھا کہ وہ صرف میرا ہی ہے مگر جب میرا نہ رہا تو وہ اپنی غلطیوں پر نادم ہونے کے بجائے بڑھتا چلا گیا اس کے ہر جگہ دوست تھے اب تو اس کا نمبر چوبیس گھنٹے مصروف رہتا میں کال کرتی تو کہتا کہ کام بھی کرنے ہیں اور صرف پانچ منٹ بات کرتا اور بند کر دیتا میں جب اسے بار بار کال کرتی تو کہتا کہ تیرے لیے مصروف ہوں میں اسے ہزاروں کا لوڈ کروا کے تنگ کرتی کیوں کہ میرے پاس پیسوں کی کمی نہ تھی وہ اکثر میری کال اوکے کر کے رکھ دیتا اور کبھی اپنے دوستوں کو موبائل تھما دیتا اس نے میری زندگی تباہ کر کے رکھ دی تھی مجھے لوگوں کی نظروں میں تباہ برباد کر بدنام کر رکھ دیا تھا مجھے حد سے زیادہ محبت اور جنون ہو گیا تھا۔

سبھی لوگ تو کبھی اچھے نہیں رہتے
جن سے سچ سیکھا ہو وہ سچے نہیں رہتے

Digest.pk

کیوں ایسا ہے کہ اعتبار کی ٹوٹی ہوئی دہلیز پر
جو بہت ہی اپنے ہوں وہ اپنے نہیں رہتے

جب میں ایمی کو بہت زیادہ تنگ کرتی تو سچ بول دیتا کہ میں نے صرف ملتان کی نازش سے محبت کی ہے ایک دن میری ماموں زاد بیمار ہوگئی تو میں ہسپتال میں گئی میں نے اسے بتایا کہ مجھے ملنا واپسی پر میں نے اس کے لیے اسپیشل پرفیوم لیا اور دوسرے تحائف بھی مگر جب گاڑی میں آئی تو خالی تھی میں نے سب کچھ اسے دے دیا ایک دفعہ میں اسائنمنٹ کے لیے شہر گئی تو سکول کے تیسرے گیٹ پر ایمی سے میری پانچ منٹ کی ملاقات ہوئی میں اسے کوئی بھی کام کہتی وہ نہ کرتا مجھے بہت محسوس ہوتا مگر میں عشق کی آگ میں جل رہی تھی مجھے ایمی کے سوا کوئی نظر نہیں آتا تھا۔

یہ عشق نہیں آسان بس اتنا سمجھ لیجئے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

ایک دن ایک خبر میرے اوپر آسماں بن کر گری ایمی نے مل کی ملازم لڑکی سے شادی کر لی میں اب بالکل ٹوٹ چکی تھی مجھے زمانے بھر سے نفرت ہوگئی تھی مجھے اب خود سے الجھن سی ہوتی کس آگ میں کود گئی ہوں جہاں مجھے صرف جھلسنا ہے ایمی نے اس لڑکی کو چھوڑ دیا اور اس لڑکی سے اس کے بھائی نے شادی کر لی وہ آج بھی گھر بسا رہے ہیں مجھے اس کا وہ اچھا رویہ بھی یاد آتا ہے جب وہ مرنڈا کول بوتل پسند کرتا تو میں اپنی ہمراز لڑکیوں کے ہاتھ اسے بوتلیں بھجواتی میں اسے بہت زیادہ چیزیں گفٹ کرتی تھی مگر وہ سب اپنے دوستوں کو دے دیتا میں اپنے پاس کارڈ رکھتی رتا کہ اسے جب بھی ضرورت ہو میں اسے دے دوں لیکن افسوس اس بات کا کہ وہ میرے کارڈ سے اپنی دوستوں کو کال کرتا کیا کمی تھی اسے میری محبت میں جو وہ اور لڑکیوں سے بات کرتا تھا میں اکثر اوقات رو کر گزار لیتی تھی وہ مجھے جواب دے دیتا میں تم سے محبت نہیں کرتا مگر اب میں کیا کر سکتی تھی میں انجام کی پرواہ کیے بغیر سب کچھ کرتی رہی میں نے اسے ہزاروں کارڈ کروائے مگر آج تک اس کی کال نہ آئیگیسی بے وقوف تھی میں جو اسکی عادتوں پر پردہ ڈالتی رہی اپنے اندر کو دیمک کی طرح چٹوا کے بے بسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوگئی۔

محبت اور چاہت کی شناسائی دے گیا
بڑی دردناک ہم کو تنہائی دے گیا
اس شخص کے نام سے تھیں سبھی رونقیں
جو ہم سے بچھڑ کو داغ جدائی دے گیا

ایمی اور میری ایک مشترکہ دوست تھی ایک دن ایمی نے مجھ سے روپے مانگے تو میرے پاس نہیں تھے میں نے اپنی دوست کو اپنے گولڈ ٹاپس اور دو موبائل دے دیئے میں اس کے پر بدنام ہوگئی سوچا کہ اپنی محبت کو پنی ہر چیز دے کر پالوں مگر اس سنگدل کی فطرت بدلنا میرے بس کی بات نہ تھی اب سوائے رسوائیوں کے میرے پاس کچھ نہ تھا ہماری مشترکہ دوست نے حد کر دی ہماری ساری باتیں اس کی کزن کو بتا دیں اس نے میرا نمبر ایمی کے کزن کو دے دیا میں نے ایمی کو سب بتایا تو ایمی نے اس کی خوب بے عزتی کی لیکن وہ اپنی عادتوں سے باز نہ آئیجب میرا بھائی اسلام آباد تھا تو میں ایمی کو خود بلا کر ملتی تھی میری کزن کے گھر کیبل لگی ہوئی تھی ڈرامے اور فلمیں مجھے پسند تھیں دنیا کی نگاہ میں میں بے شک بدنام ہوگئی تھی مگر ایمی کو جسمانی پیاس بجھانے کی طرف کبھی مائل نہ کیا تھا نہ ہی میں ایس کبھی کر سکتی تھی میں اس سے سچی محبت کرتی تھی جو کہ میں اپنی چاہت پا نہیں سکی تھی میں اب اتنا ٹوٹ چکی تھی کہ میری حالت کو دیکھ کر سب پریشان رہتے ایک دفعہ میں گھر کے سامنے کھڑی تھی کہ وہ گزرا اور کہتا کہ جانا ہے میں نے کہا کہاں جا رہے ہو کہتا کہ کہیں بھی نہیں اس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا میں نے چھیننا چاہا مگر اسے نے نہ دیا میں سوچتی کہ اس کی کوئی نشانی ہی رہ جائے میرے پاس

Digest.pk

مگر اس نے نہ دیا میں جہاں کہیں بھی جاتی تو اسے بتا دیتی تھی مگر وہ میری محبت کا قیدی نہ بن سکا وہ جیسا چاہتا تھا میں نے خود کو ویسا ہی بنا لیا تھا مگر میں جیسا چاہتی تھی اسے ویسا نہ بنا سکی کاش وہ اپنی عادتیں بدل کر میری زندگی کا حصہ بن جاتا مگر قدرت کو منظور نہ تھا

ہم ہی نہیں محبت کے قائل قصور تمہارا کوئی نہیں
تن کی پوجاری ہے ساری دنیا حق کی پوجاری کوئی نہیں

ایک دن دن غلطی سے ایمی کی کال آئی تو میرا فون ویٹنگ پر تھا کہ اس نے کہا کس سے بات کر رہی تھی میں نے کہا اپنی دوست سے کہتا نہیں تم کسی لڑکے سے بات کر رہی تھی مگر میں لاکھ صفائی دی وہ کسی طرح نہ مانا تو میں نے طاہرہ کا نمبر دے دیا کہ اس سے خود پوچھ لے اس نے مجھے چھوڑا اور اس سے دوستی کو لی وہ اس سے ملا قاتیں کرتا اور اسے فون کرتا حالانکہ وہ انپڑھ تھی۔

وہ مجھ سے جھوٹ ہی بولتا اور اسے سب کچھ سچ ہی بتاتا طاہرہ ہماری ملازم بھی تھی میں اسے پوچھتی تو وہ قسم کھالیتی کہتی کہ وہ میرا بھائی ہے اور اسے گفٹ بھی بھیجتی تھی اس نے اسے موبائل گفٹ میں دیا میں نے غصے سے اس کی سم توڑ ڈالی اور ایمی سے کہا کہ اب وہ اسے فون نہ کرے اب وہ مجھے کال نہ کرتا اگر میں کرتی تو رسیو نہ کرتا اسے کون سی میری خواہش تھی اسے تو دل لگی بھی نہ تھی۔

میں نے طاہرہ کی بہن سے کہا کہ اسے روکو اسے کال نہ کرے مگر وہ کون سی میرا لحاظ کرنے والی تھی وہ ویسے ہی رہی مجھے بہت ہی غصہ آتا کہ کہیں میری محبت کی جگہ نہ بدل جائے وہ چار پانچ گھنٹے دن رات میں اسے کال کرتا تو میں بہت ہی روتی تھی وہ ڈسٹرب ہو کر کہتا کہ بات مان جاؤ میں کہتی کہ تم اچھا نہیں کرتے میں آپ کی بات کیوں مانوں وہ تھوڑی دیر کے لیے نمبر آف کر دیتا۔

لیکن جب آن ہوتا تو مصروف ہو جاتا جب سب کو پتہ چل گیا تو میں نے بھی چھپانا مناسب نہ سمجھا اور اس کی پھوپھو کو کہا کہ ایمی کو کچھ سمجھائے میری محبت ہارتی چلی گئی جب میں تنگ کرتی تو وہ نمبر بلاک کروا دیتا میں نے تین ہزار کی دس سمیں لیں اور نمبر بدل بدل کر کال کرتی مگر جب وہ میری آواز سنتا تو کال کاٹ کر بلاک کروا دیتا میں نے دس سمیں چینج کیں مگر سب بلاک کروا دیں سب میرے پاس پڑی ہیں۔

تم کیوں بنے تھے دل کا سہارا جواب دو
اب کہاں ہے وہ پیار تمہارا جواب دو
کس کو ناز تھا اپنی وفاؤں پہ ہر گھڑی
کس نے کیا وفا سے کنارا جواب دو
ہم تو سہہ نہ سکیں گے جدائی کا غم
یہ قول تھا میرا یا تمہارا جواب دو
اک طرف زندگی اک طرف موت ہے
اب کس کی طرف کرو گے اشارہ جواب دو
میری زندگی کو روگ بنا کر اسے پتا نہیں کیا ملتا

میں معاشرے میں بدنامی کا داغ اپنے چہرے پر لگائے اس کی راہوں میں بیٹھی اس کی راہ تکتی رہتی تھی مگر وہ بے وفا معصوم لڑکیوں سے اپنی جسمانی پیاس بجھا کر راتوں کو سکون حاصل کرتا تھا۔

مجھے آج بھی وہ سردی کی رات یاد ہے جب میں اور میرا بھائی بھی کمرے میں تھا ابو بھی گھر میں تھے میں نے اس کو کال کی تو بھائی کو پتہ چل گیا بھائی نے پوچھا کس کو کال کر رہی تھی جب بھائی نے موبائل چیک کیا تو اسے پتہ چلا کہ ایمی کو کال کر رہی تھی ابو نے پوچھا تو میں نے سچ سچ بتا دیا۔

مجھے گھر میں ایک سال تک پابند کر دیا گیا سب رشتہ دار چھوڑ گئے ایمی کی یاد۔ رہ رہ کر ستاتی مگر میں اب تھک ہار گئی تھی میرے پاس اب کچھ نہ رہا تھا جس سے ایمی میرا بن جاتا میرا ایک کزن جو کہ ایم اے کر

Digest.pk

رہا تھا وہ مجھ سے انتہا کی محبت کرتا تھا۔

میرا نام اپنے ہاتھ پر لکھ کر مجھے دکھاتا مگر میں اس سے محبت نہیں کرتی تھی وہ مجھے اپنا سب کچھ سمجھتا تھا جبکہ میں نے تو ایمی کو سب کچھ سمجھا تھا اگر میں اسے محبت کرتی تو ایمی مجھے چھوڑ دیتا میں اس کے دل میں نفرت پیدا کرنا نہیں چاہتی تھی۔

یہ میرا وہم تھا کہ ایمی بھی مجھ سے محبت کرتا میں بس خود سے ہی کہتی کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے شاید میرے کزن کی آہیں میری زندگی کو اور بھی مشکل کر گئی تھیں میرا کزن ایمی کو ملتا تھا میں سب رشتہ داروں کو ٹھکرا کر ایمی کو اپنا بناتی رہی۔

ہم اپنے کزنوں کے ساتھ رشتہ کرتے ہیں میرے دو کزن تھے ایک سے میرا رشتہ ہونا تھا مگر وہ بھی میں نے انکار کر دیا آج میں تنہائی کی زندگی گزار رہی ہوں۔

انسان پلٹ کر آتا ہے سوری کرتا ہے مگر وہ سنگدل مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ گیا تھا ہیرے کی قدر جواہری کو ہوتی ہے ہر جگہ اب ایمی کی یاد ہی آتی ہے اب دل ہی نہیں کرتا کہ کسی سے دوستی محبت یا شادی کروں میرے دل میں اب سوائے دکھوں کے کچھ بھی نہیں ہے بزرگوں کے قول ہیں جو تمہیں دکھ دے اسے چھوڑ دو اور جسے چھوڑ دو اسے بھی دکھ نہ دو۔

کچھ سوچ کر میں اپنا دل چھوٹا کیوں کرو
وہ اتنی ہی کر سکا وفا جتنی اس کی اوقات تھی

قارئین میں آج اپ پر یہ فیصلہ چھوڑتی ہوں جس نے بھی پلٹ کر بھی میری طرف نہیں دیکھا ۔۔ یہ پیغام پہنچے۔۔ اس نگر کے ہر راہی کو۔۔ وادی محبت سے لوٹ کر جب کوئی آتا ہے۔۔ پیار جیسے جرم کی عمر بھرتا۔۔ اپنی روح چھوڑ کر۔۔ خواب نگر سے بس جسم ساتھ لاتا ہے۔۔ اے رنگ برنگ خوبوں کے دیس جانے والو۔۔ یہ پیغام پہنچے۔۔

قارئین یہ تھی دکھی زندگی کی ملکہ ہر شام تنہائی دیوانگی کہاں جائے گی ہری

میں جلتی ہوئی حالات کی تلخیوں اور بے وفا کی وفا یاد کرتی صدف کی زندگی کی سچی آپ بیتی۔

جاتے جاتے یہی کہوں گا کہ پتہ نہیں معصوم صدف جیسی کتنی لڑکیاں اپنا سب کچھ ایسے ہی جسمانی پیاس بجھانے کے قاتل انسانوں پر لٹا دیتی ہیں۔

آج کل تو دور انتہائی سمجھدار ہے اگر کوئی ایک دو بار آپ کے ساتھ ستم کرتا ہے تو آپ اسے چھوڑ کر اپنے خاندان کی آبرو کو بچاؤ۔

قارئین جو لڑکے راہ چلتی لڑکیوں کو اپنا نمبر تھماتے ہیں وہ کبھی وفادر نہیں ہوتے ان کا مقصد صرف دھوکہ بازی ہوتی ہے خوبصورت بائیک پر خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے انسانوں میں وفا کی جھلک نظر نہیں آتی گاڑیوں کی سیٹوں کے پیچھے لکھے ہوئے موبائل نمبر پر کال کر کے کبھی اپنا جیون تباہ مت کریں۔

آج کل معاشرے میں جینا انتہائی مشکل ہو گیا ہے کسی کی زبان سے نکلی ہوئی ہمارے خلاف بات ہم کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔

قارئین آج بھی وقت ہے سنبھل جاؤ ان ظالم صفت درندوں سے اپنی عزت بچاؤ تا کہ اگلے جہاں میں ہمیں رسوائی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

صدف کے ساتھ بھی بے وفائی کی انتہا کرنے والے آخر میں انجام ہم سب اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے پتہ نہیں وہ کتنی لڑکیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا چکا ہے اور بھی بنائے گا۔

آپ کو میری یہ تحریر کیسی لگی اپنی آراؤں سے ضرور نوازیئے گا۔

آخر میں بھائی ملک ندیم عباس ڈھکو۔ رانا بابر علی ناز لاہور۔ مہر عابد علی، دستگیر یار۔ ریاض حسین تبسم چوہان۔ ان سب کو چاہتوں بھرا سلام اور یہ غزل ان کے نام

غزل

Digest.pk

گلاب آنکھیں شراب آنکھیں
یہی تو ہیں لاجواب آنکھیں
انہیں میں الفت انہیں میں نفرت
ثواب آنکھیں یا عذاب آنکھیں
کبھی نظر میں بلا کی شوخی
کبھی سراپہ حجاب آنکھیں
کبھی چھپائی ہیں راز دل کے
کبھی ہیں دل کی کتاب آنکھیں
کسی نے دیکھی ہیں جھیل جیسی
کسی نے پائی سیراب آنکھیں
وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے
حضور آنکھیں یا جناب آنکھیں
عجب تھا گفتگو کا عالم
سوال کوئی جواب آنکھیں
یہ مست مست بے مثال آنکھیں
یہ مصور کا کمال آنکھیں
شراب رب نے حرام کردی
مگر کیوں رکھی حلال آنکھیں
ہزاروں ان پہ قتل ہوئے ہیں
خدا کے بندے سنبھال آنکھیں

غزل

زندگی درد کے شعلوں سے ہوا دیتی ہے
محبت انسان کو پاگل بنا دیتی ہے
بن محبت کے کوئی جی نہیں سکتا
نفرت بشر کو اندر سے جلا دیتی ہے
کیوں ڈرتے ہیں لوگ بدعاؤں سے
بد دعا مظلوم کی آسمان ہلا دیتی ہے
محبت تیرے بس کی بات نہیں ہے تبسم
میدان عشق میں کانٹوں پہ بچھا دیتی ہے
(منظور اکبر تبسم، جھنگ)

نظم

بہار آئی مگر کیوں نہ تم آئے
آنا تھا جس کو مگر کیوں وہ نہ آئے
سوچتے ہیں اب ہم
کہ آنے والے تم کیوں نہ آئے
انتظار کرتے ہیں جن کا ہر پل
ہم کو یوں تڑپانے والے کیوں تم نہ آئے
تنہائی کا عادی کردیا
اپنوں سے بھی بیگانہ کردیا
مجھے یوں پاگل کردینے والے کیوں تم نہ آئے
اگر آنا نہیں تھا تم کو
کیوں جاتے ہوئے واپسی کا اشارہ کر گئے تم
دیکھو آج بھی ہم تیرا انتظار کرتے ہیں
ان انتظار کے لمحوں کو ختم کرنے والے تم کیوں نہ آئے
میں ہوں ادھورا بہت تمہارے بنا
مجھے ادھورا کر کے جانے والے تم کیوں نہ آئے
جلدی سے آکر مجھے مکمل کردو
میں ہوں اداس بہت اے میری جان
مجھے جلدی سے آکر اداس سے تبسم کردو

غزل

یہاں پل پل جلنا پڑتا ہے
ہر رنگ میں ڈھلنا پڑتا ہے
ہر موڑ پہ ٹھوکر لگتی ہے
ہر حال میں چلنا پڑتا ہے
ہر دل کو سمجھنے کے لیے خود سے لڑنا پڑتا ہے
کبھی کبھی خود کو کھونا پڑتا ہے
کبھی چھپ چھپ کے رونا پڑتا ہے
کبھی نیند نہ آئے پھولوں پہ
کبھی کانٹوں پہ سونا پڑتا ہے
(اے ڈی مخلص، مری کینٹ)

Digest.pk

جھوٹی محبت

۔تحریر۔ندیم عباس ڈھکو۔03377017753

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
سر ایک بار پھر میں آپ کی بزم میں ایک دکھی شخص کی کہانی لے کر حاضر ہوا ہوں جیسے وفاؤں کے بدلے میں بے وفائی ملی اس کہانی کا نام میں نے۔جھوٹی محبت۔رکھا ہے امید ہے آپ اس کو اپنے شمارے میں جگہ دیں کر مجھے ایک بار پھر شکریہ کا موقع دیں گے۔
۔دارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں نام ومقامات تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

داغ تو بہت ہیں اپنے دامن میں تمہارے لیکن
تو نے بیوفائی کی کا لک ہمارے ماتھے پہ سجادی

نہ جانے لوگ محبت کو کھیل کیوں سمجھتے ہیں
کیوں کسی کے خوابوں کا خون کرتے ہیں
آخر کیوں۔کیوں کوئی سچے دل سے کسی کی محبت کسی کی چاہت کی قدر نہیں کرتا خدا کا واسطہ ہے کبھی کسی کے دل سے نہ کھیلو کبھی کسی سے جھوٹی محبت کے دعوے نہ کرو آج کل جو کچھ بھی ہے پیسہ ہے پیسہ ہے تو ہر چیز آپ کو آسانی سے مل جاتی ہے محبت چاہت سب اگر آپ کے پاس پیسہ نہیں تو کوئی بھی آپ کو محبت چاہت نہیں دے گا جھوٹی محبت کا ڈھونگ کرنے والے تو بہت مل جائیں گے آج میرے پاس بہت پیسہ ہے اور اللہ کا دیا سب کچھ اور میں اپنی زندگی میں خوش بھی ہوں مگر اکثر جب ماضی کی یادیں در کھٹکھٹاتی ہیں تو دل کی دیواریں ہلا دیتی ہیں۔

میں نے بھی کسی کو چاہا تھا بے انتہا چاہا تھا خدا کے بعد اس کو ہی اپنا سب کچھ مانتا تھا لیکن وہ بے وفا نکلی اور ایسا زخم دیا جو آج تک بھر نہیں سکا وہ میری پھوپھو کی بیٹی تھی اکثر ہمارے گھر آتی تھی میری ماں سے کافی پیار تھا اسے اور امی جان بھی اسے بہت پیار کرتی تھی۔

وہ جب بھی آتی اکثر مجھے ہی تکے جاتی اور مجھ سے ڈھیر ساری باتیں کرتی وہ بہت معصوم سی تھی بہت بھولی بھالی شکل والی تھی خدا نے اسے آہ۔کاش۔کاش میں اس کی بھولی باتوں میں نہ آیا ہوتا تو آج اس حال میں نہ ہوتا ایک دن وہ ہمارے گھر آئی اس دن میں گھر میں اکیلا تھا وہ آئی میں نے اسے بٹھایا اور کوک لے آیا وہ بوتل پی کر چلی گئی جاتے ہوئے مجھے سیک لیٹر دے گئی جس کی تحریر کچھ یوں تھی

جان سے پیارے وقاص سلام محبت قبول ہو دل کے ہاتھو مجبور ہو کر آج میں نے قلم کا سہارا لیا ہے وقاص میں تمہیں بہت پیار کرتی ہوں آئی لو یو۔

اگر تم نے میری محبت ٹھکرائی تو میں اپنی جان دے دوں گی پلیز خدا کے واسطے میری محبت کو قبول کر لو اب اجازت چاہتی ہوں اس امید کے ساتھ مجھے مایوس نہیں کرو گے۔

Digest.pk

Digest.pk

خط پڑھ کر میں تو ہواؤں میں اڑنے لگا تھا کیوں کہ میں اس کے پیار میں پاگل ہوا جارہا تھا لیکن اظہار اس کے ڈر سے نہیں کر رہا تھا کہ کہیں وہ برا نہ مان جائے یا انکار نہ کر دے خیر میں نے بھی کاغذ قلم اٹھایا اور اسے خط لکھا جس کی تحریر کچھ یوں تھی

روشنیوں کے تقدس کو تم چھوڑ مت دینا
اس پر خلوص رفاقت کو تم چھوڑ مت دینا
عہد کیا ہے تم نے ہر پل ساتھ دینے کا
گردش دوران میں تم چھوڑ مت دینا

جان سے پیاری رانی میرا محبت سے بھرا سلام قبول ہو رانی تمہارا محبت بھرا خط ملا پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے رانی میں بھی تمہیں بہت پیار کرتا ہوں لیکن اظہار کرنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں تم ناراض نہ ہو جاؤ رانی مجھ سے وعدہ کرو کہ تم اس محبت کے سفر میں میرا ہر پل ساتھ دو گی کبھی تنہا نہیں چھوڑو گی اور اگر ہو سکے تو آج ہمارے گھر آجاؤ امی لوگ گھر میں نہیں ہیں او کے جان اب اجازت چاہتا ہوں اللہ حافظ۔

خط لکھ کر میں نے ایک بچے کو دیا کچھ ہی دیر میں میری جان میرے پاس آئی ہم دونوں نے بہت سی قسمیں وعدے کیے وہ کافی دیر میرے پاس بیٹھی رہی پھر وہ اس وعدے کیساتھ چلی گئی کہ دوبارہ آئے گی

میری غمگین آنکھوں میں تیری تصویر ہو جائے
سدا کروں تیری پوجا میری یہی تقدیر ہو جائے
میرا محبوب ہے رستے میں رب سے ہے دعا میری
یہاں آنے میں عزائیل کو تاخیر ہو جائے

اسی طرح ہماری ملاقاتیں ہوتی رہیں میں سٹی میں جاب کرتا تھا ہر ہفتے بعد آتا اور رانی کے لیے ڈھیر ساری شاپنگ کر کے لاتا تھا۔

میری جتنی بھی تنخواہ تھی میں سب رانی پہ خرچ کرتا رہا ایک دو بار مجھے کسی نے بتایا کہ رانی کے گاؤں میں اور کسی سے بھی تعلقات ہیں لیکن مجھے یقین نہیں آیا تھا بلکہ میں اس لڑکے کے ساتھ جھگڑ پڑا اس کے بعد میری رانی سے ملاقات ہوئی تو میں نے وہ ساری بات اسے بتائی اس نے کہا کہ تمہیں مجھ پہ یقین ہے نہ میں نے کہا ہاں مجھے خدا کے بعد تم پر یقین ہے تو وہ کہتی کہ تم کسی پہ یقین مت کیا کرو کیوں کہ وہ سب ہماری محبت سے جلتے ہیں۔

میں نے اسے یقین دلایا کہ مجھے اس پر پورا یقین ہے اس کے بعد وہ چلی گئی ہمارے رشتہ داروں کی شادی تھی میں نے اپنے لیے بھی شاپنگ کی اور رانی کے لیے بھی ایک خوبصورت سا سوٹ خریدا اس دن ابھی تک میں نے رانی کو نہیں دیکھا تھا رات کے بارہ بجے پھوپھو ہمارے گھر آئی کہ رانی ادھر تو نہیں ہے ہم نے کہا کہ نہیں تو وہ کہنے لگی کہ آج شام سے گھر میں نہیں ہے وہ کہتی کہ میں سمجھی تمہارے گھر ہو گی لیکن یہ سن کر ہم سب بھی پریشان ہو گئے اور پھوپھو کیساتھ ان کے گھر گئے۔

کچھ دیر میں گاؤں کی ایک عورت جو صاحب حیثیت تھی رانی کو لے کر آگئی اور کہا کہ یہ آج میرے بیٹے کے ساتھ بھاگ رہی تھی میں اس لیے اسے واپس لے آئی ہوں کہ میرے اور آپ کے بہت اچھے تعلقات ہیں۔

میں نہیں چاہتی کہ کسی بھی قسم کی کوئی بدمزاجی ہو ہمارے درمیان یہ سن کو تو میں ایک بار چکرا سا گیا کہ یہ تھی رانی کی محبت پھر میں اپنے گھر آگیا دل چاہ رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر رولوں پوری رات جاگ کر اور روتے گزر گئی رانی کے لیے ہی سوچتا رہا رانی نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا بہت بڑا دھوکہ دیا ہے اس نے مجھے خیر صبح اٹھا اور سٹی آگیا یہاں ہر وقت رانی کی یاد ستاتی ہے اس کی باتیں یاد آتی ہیں کہ کتنی بھولی لگتی تھی کتنی معصوم لگتی تھی۔

لیکن وہ اندر سے کیا تھی خیر ٹھیک دو ماہ بعد میں گاؤں گیا اور میری رانی سے کوئی ملاقات نہ ہوئی میں

Digest.pk

دو دن بعد واپس آ گیا۔

ساتھ گزرے ہوئے لمحات بھلائے نہیں جاتے
میرے مہکتے ہوئے گلشن کو ویران بنا دیا
سمجھتے تھے ہم جس کو زندگی کی طرح
وقت آنے پر وقاص اس نے کسی اور کو زندگی کا ہمسفر بنا لیا

آج چھ سال ہو گئے ہیں اس بات کو لیکن میں نے اس کی شکل تک نہیں دیکھی گھر والوں کے کہنے پر میں نے شادی کر لی آج میرے پاس سب کچھ ہے اور میں پانی زندگی میں خوش بھی ہوں۔

لیکن اکثر اس بے وفا کی یاد آتی ہے تو زخم تازہ ہو جاتے ہیں ندیم بھائی یہ تھی میری کہانی

تو قارئین یہ تھی وقاص کی کہانی جو آپ نے اس کی زبانی سنی میں اسے لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں ضرور بتائیے گا۔

ہم تو موجود تھے راتوں میں اجالوں کی طرح
لوگ نکلتے ہی نہیں ڈھونڈنے والوں کیطرح
دل تو کیا ہے روح میں اتر جاتے
ہم نے چاہا ہی نہیں چاہنے والوں کی طرح
کوئی ملا ہی نہیں جس کو وفا دیتے ہم
ہر اک نے دھوکہ ہی دی کس کو سزا دیتے ہم
یہ ہمارا ظرف تھا خاموش رہے ورنہ
داستاں سناتے تو محفل کو رولا دیتے ہم

غزل

اک وعدہ جو تم نے نبھا کے رکھا ہے
یہ بھی سچ وہ زنجیر پا بنا کے رکھا ہے
کچے آنگن کی دیواروں پہ ہم نے لکھ کے تیرا نام
اس آنگن کو بھی جنت بنا کے رکھا ہے
وفا کی آس پہ تیرے در پہ آ گئے ہیں ہم
تیرے سامنے دامن پھیلا کے رکھا ہے
زلف بکھری تو سنوارو گے اپنے ہاتھوں سے
ہم نے زلفوں سے آنچل کو ہٹا کے رکھا ہے
بتا نہ دینا ہوا کو میرے گھر کا پتہ۔ کرن
اک کونے میں تیری یاد کا دیا جلا کے رکھا ہے

قطعے

شجر کی شاخ پہ اک تازہ پھول رہنے دو
کوچہ یار کی چہرے پہ دھول رہنے دو
میں اسے ڈھونڈوں اس کے شہر میں نگر نگر جا کر
میرے وعدوں میں کرن میرے کچھ اصول رہنے دو

دور رہنے کا اس سے دل میں تہیہ کر لیا
اس سے ملنے کا ہم نے سخت رویہ کر لیا
دل کے شعلوں کو جو کیا سامنے اس کے
اور بھڑکانے کے لیے اس نے ہوا کو مہیہ کر لیا

لب ہلے دو لفظ گرے اور کانوں میں رس گھول گئے
برسوں سے جو دل میں چھپا تھا وہ افسانہ بول گئے
کوئل سی آواز سریلی سننے کو بے تاب تھے ہم
قیمت جن کی جان تھی میری وہ اور نجی ہوا نمول گئے

شعر

میری تمام حسرتوں کا کر کے گریباں چاک
مسرا ہٹیں وہ میری چھین کر ہی لے گیا کرن
کشور کرن پتوکی

Digest.pk

محبت عذاب ماضی

۔۔تحریر۔حاجی محمد انور لانگ۔03457091441

شہزادہ بھائی۔

ماہ اپریل کے شمارے میں میری ایک کہانی جنت کے بدلے نصیب شائع ہوئی جس پر قارئین نے مختلف رائے دی میرے منع کرنے کے باوجود بھی خواتین اور لڑکیوں نے میرے نمبر پر رابطہ کیا سب نے کہانی کو بہت سراہا داد دی اور مجھے بہت حوصلہ ملا۔ میں نے ایک جملہ شیطان کا لکھا تھا اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا سوائے سونیا رحمت آف فیصل آباد جنہوں نے مجھے شیطان سے مخاطب کیا بہر حال وہ میرے لیے قابل احترام ہیں اندر اندر سے مجھے جان مانتی ہیں مگر میں نہیں مانتا میری کہانی پر رائے دینے والوں میں محترمہ فاطمہ۔جی آف ڈی جی خان کا مشکور ہوں محترم خرم صاحب آزاد کشمیر سے کرن فیصل آباد سے محترمہ مریم صاحبہ مظفر آباد سے محترمہ منزہ لاہور سے محترمہ نازیہ لاہور سے محترم ندیم صاحب ساہیوال سے محترمہ سعدیہ صاحبہ گوجرانوالہ سے آپ اپنی کہانی جلدی مجھے ارسال کردیں پلیز۔محترمہ شبانہ صاحبہ وزیر آباد سے آپ کو فون کا کثر کرتا رہتا ہوں محترم شاہد صاحب ڈی جی خان سے محترم شاہد فیصل آباد سے محترمہ سونیا صاحبہ کراچی سے محترمہ طاہرہ صاحبہ مظفر آباد سے آپ نے لوڈ مانگ کر خاموشی اختیار کرلی رقم گئی آپ کا پتہ چل گیا۔محترمہ تذین گجرات سے بہنا آپ کہاں گم ہیں میرا فیس بک اکاؤنٹ آپنے کھولا کچھ لکھ دیا ہوتا محترم منیر صاحب آف قصور آپکی کہانی ابھی تک نہیں ملی۔محترمہ رضیہ آزاد کشمیر سے۔بہن آپ کی خواہش پر کہانی ترتیب دے دی پڑھ کر اپنی رائے سے نوازیئے گا۔ کہ میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اور بھی بہت سے دوست احباب جو مجھے فون کرتے ہیں میسج بھیجتے ہیں آپ سب کا بے حد شکریہ اور عنایت میں مصروف انسان ہوں اور جواب دینے میں اگر کوتاہی ہوجائے تو عفو و درگزر فرمایئے گا۔ یہ کہانی عجیب حالات و واقعات میں گری ہوئی ہے۔ یہ دو تین گھروں کی باسیوں کی کہانی ہے یہ ایسی محبت میں رنگی ہوئی داستان ہے جہاں زندگی ہار جاتی ہے زندگی کی پرواہ نہیں رہتی دو مذاہب کی کہانی ہے ہندو اور مسلمان اس کے باوجود محبت مذاہب کی پرواہ نہیں کرتی اور پروان چڑھتی رہتی ہے

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کردیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

ماہ اپریل میں میری ایک کہانی لگی جنت کے بدلے نصیب جس میں میں نے لڑکیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ برائے کرم کسی بھی رائٹر سے رابطہ نہ کریں جو کچھ کہنا ہے ادارے کو لکھ بھیجو کیوں کہ رائٹر سے رابطہ کرنے کے بعد جو حالات پیدا ہوجاتے ہیں وہ یا تو تکلیف دہ ہوتے ہیں یا پھر دل دکھانے والے ہوتے ہیں اس کے باوجود بہت سی لڑکیوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور

Digest.pk

Digest.pk

تبصرہ بھی کیا کسی نے کہا آپ نے بہت اچھا کام کیا کسی نے کہا کہ آپ کی باتیں ہمیں بہت ہی اچھی لگی جس کی وجہ سے ہم نے آپ سے رابطہ کیا ہے کسی نے کہا کہ آپ نے لڑکیوں کی بے عزتی کی ہے کسی نے مجھے شیطان بھی کہا ہے۔

سونیا رحمت فیصل آباد سے نے مجھے شیطان کہا ہے میں نے وضاحت کرتے ہوئے کرتے ہوئے لکھ دیا ہے رائٹر سمیت ہر انسان کے اندر ایک شیطان ہے اس سے جنگ ہے اور ہم نے شیطان کو مارنا ہے بہرحال میں ہر کسی کے ریمارکس لکھوں اور بلاوجہ ایک اضافی صفحہ لگ جائے میرا لکھنے کا مقصد دل آزاری نہیں ہے۔

ایک قابل احترام بہن نے کہا کہ آپ نے جو لکھا ہے میں اسی کی وجہ سے مجبور ہو کر آپ سے رابطہ کر رہی ہوں میں پردہ دار لڑکی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ آپ ہمیشہ تعمیری لکھیں گے اور یوں ان سے مجھے اک کہانی حاصل ہوئی ہے انہوں نے یہ کہانی کسی اور رائٹر کو سنانا چاہی اس نے کہا کہ یہ سچی کہانی نہیں لگتی یہ تو کوئی فلمی کہانی لگتی ہے جس وجہ سے اس قابل احترام بہن نے مجھ سے رابطہ کیا مگر رابطہ کرنے میں ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑا اس کے میاں گورنمنٹ ملازم ہیں اور ان کی موبائل میں زونگ اور ٹیلی نار کی سم ایکٹو ہیں مگر جب میں کال کرتا تو دونوں نمبر مصروف لگتے کال کنیکٹ نہ ہوتی جبکہ نمبر مصروف نہ تھے اس کے میاں نے کوئی فنکشن موبائل پر لگا رکھا تھا تب میں نے ایک میسج کیا اور نیچے اپنا نام انور لکھ دیا اور وہ میسج اس کے میاں نے پڑھ لیا اور یوں میری اور اس قابل احترام بہن کی بات ہوئی تب بہن نے بتایا کہ میں آپ سے بات اس وقت کروں گی جب میرے میاں ڈیوٹی پر ہوں گے اور مجھے اس وقت تک کال کرنے سے منع کر دیا کہ جب تک اس کی طرف سے کوئی مس کال یا میسج نہ آئے میں نے میسج میں لکھا کہ آپ کال بیک نہیں لکھیں گی بلکہ 6 8 7 لکھ کر سینڈ کرنا تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم خود ہو یوں میں نے وقفے وقفے سے کال کر کے اس سے کہانی لی۔

اس نے جو کہانی سنائی ہے وہ بہت ہی دلخراش ہے اور نشیب فراز میں لپٹی ہوئی ہے میرا جی چاہتا تھا کہ وہ مجھے کہانی لکھ کر دے مگر اس کے پاس ٹائم نہیں تھا اس کی کہانی سننے کے لیے مجھے اکثر گھر سے باہر نکلنا پڑتا تھا کسی سنسان علاقے میں جہاں کوئی آتا جاتا نہ ہو کوئی شور شرابہ نہ ہو کبھی کبھار کہانی سننے کے دوران وہ مجھے ہولڈ پر رکھ دیتی خادمہ سے بھی کچھ کہتی بچوں کی آوازیں بھی آتی تھیں جس سے اندازہ ہوا کہ وہ واقعی ایک باپردہ اور گھریلو خاتون ہے اور کتنی مجبور ہے میں نے اس سے کہانی لکھانے کی وجہ بھی پوچھی تو اس نے جو کچھ کہا میں وہ قلم بند اس لیے نہیں کرنا چاہتا کہ آپ کو جو سسپنس ملنا ہے وہ کہیں کم نہ ہو جائے اور یہ خاتون ایک کردار کی سہیلی ہے اور وہ سارے حالات سے باخبر ہے اور کچھ حالات سے ناواقف وہ ابھی اسے جانتے ہیں مگر اسکی کہانی چھپنے کے بعد۔

یہ کہانی عجیب حالات و واقعات میں گری ہوئی ہے۔ یہ دو تین گھروں کی باسیوں کی کہانی ہے یہ ایسی محبت میں رنگی ہوئی داستان ہے جہاں زندگی ہار جاتی ہے زندگی کی پرواہ نہیں رہتی دو مذاہب کی کہانی ہے ہندو اور مسلمان اس کے باوجود محبت مذاہب کی پرواہ نہیں کرتی اور پروان چڑھتی رہتی ہے جب دو دل ملتے ہیں تو نہ بجلی کوندتی ہے اور نہ بادل گرجتے ہیں بس چپکے سے ہو جاتی ہے وہ جذبہ جو فطرت نے عطا کیا ہے وہ سر ابھارتا ہے اور دل انگڑائیاں لیتا ہے آنکھیں بیقراری ترستی ہوئی اپنے

Digest.pk

محبوب کا دیدار کرتی ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کہاں سے شروع کروں اوپر جو میں نے تمہید باندھی ہے وہ اس لیے کے آپ اس کہانی کو پڑھیں تو آپ کو آسانی ہو کہانی پڑھنے کی اور مجھے آسانی ہو کہانی لکھنے کی

ایک شہر میں ایک گھرانہ ہندو بستا تھا اس گھرانے میں ایک لڑکا جسکا نام ساحل تھا وہ وہی پیدا ہوا اور جوان ہوا ہندو لوگ مسلمانوں سے میل جول تو رکھتے ہیں مگر ایک دوسرے کو زیر استعمال چیزیں استعمال نہیں کرتے اگر ہندو مذہب کی کوئی چیز مسلمان استعمال کر لے تو وہ ناپاک تصور کرتے ہیں اور اسے پھینک دیتے ہیں قطعی استعمال نہیں کرتے مگر اس کے باوجود پھر بھی انہونی ہو جاتی ہے۔

نینا ایک مسلمان گھرانے کی ایک نہایت خوبصورت لڑکی ہے جسکا خاندان شہر میں رہائش پذیر ہے نینا کے کچھ رشتہ دار اس شہر میں آباد تھے۔ نینا کے کتنے بہن بھائی ہیں میں اس بحث میں نہیں جاتا بلا وجہ کرداروں کو کہانی میں ٹھونسنا نہیں چاہتا نینا ایک روز اپنے رشتہ داروں کی شادی میں گئی شادی کی گہما گہمی میں اس کی ملاقات ایک صبا نامی لڑکی سے ہوتی ہے جو اس شادی میں شریک تھی آپ کو پتا ہے کہ لڑکیاں اس شادی میں تب جاتی ہیں جب بن ٹھن کر خوب زیب تن کیا ہوتا کہ دیکھنے والا دھنگ رہ جائے اور اپنا دل تھام کر جھکتے جائیں ایسی ہی عادت لڑکیوں میں بھی ہوتی ہے کہ فلاں نے کیا کمال کا ڈریس پہنا ہے صبا بھی خوب بن سنور کر آئی تھی اور یوں صبا اور نینا کی ملاقات ہوتی ہے اور ان میں دوستی ہو جاتی ہے باتوں باتوں میں نینا نے صبا کو بتایا کہ اس کی دوستی ایک ہندو لڑکے ساحل سے ہے جو اس سے محبت کرتا ہے۔ ایک اور لڑکی کومل وہ بھی نینا کہ سہیلی بن جاتی ہے۔

جو شاید ان کی فیملی سے قریبی تعلق ہوتا ہے شادی کی دھینگا مشتی اور ہلڑ بازی عروج پر چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے صبا اور نینا میں ایک محفل جمانے کا وقت مل جاتا ہے۔ جب صبا نے نینا کو ساحل کے بارے میں بتایا تو نینا کے اندر ایک سرسراہٹ جنم لیتی ہے اور اسے ایک خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ ساحل سے کبھی بات کرے گی اور اسے دیکھے گی نینا نے صبا سے اور بھی پیار و محبت کی تفصیل معلوم کی کہ وہ ایک دوسرے کو کس حد تک چاہتے ہیں۔

نینا کی ابھی تک کسی لڑکے سے دوستی نہ ہوتی تھی اور نہ ہی اس نے کسی کا انتخاب کیا تھا کومل بھی نینا کے ساتھ ساتھ رہی کیونکہ نینا اس روز بہت ہی پیاری و سندر لگ رہی تھی اور اسی وجہ سے صبا بھی نینا سے دوستی کر بیٹھتی ہے۔ شادی کی رسومات ختم ہوئیں کئی بار لباس بدلے اور جاتے جاتے نینا نے صبا سے ایک فرمائش کر دی کہ یار مجھے اپنا محبوب دکھاؤ تو سہی کہ وہ کیسا ہے جو لوگ محبت کرتے ہیں یا محبت کی جستجو کرتے ہیں وہ ایسی فرمائش کرتے ہیں اب صبا فخر سے پھولی نہ سمائی اور کہا کہ میں ساحل کو دکھاتی ہوں صبا نے ساحل کو فون کیا اور اسے بلایا اور کہا۔

تم ایک بار ملنے آجاؤ ساحل کو محبوب بلائے اور ساحل نہ جائے بھلا یہ ناممکن تھا ساحل آگیا اور یوں ان کی ایک ملاقات ہوگئی صبا نے ساحل کو بتایا کہ یہ میری دوست نینا ہے ساحل نے ایک نظر نینا پر ڈالی اور ایک نظر صبا پر ڈالی تو دل اور آنکھوں نے اپنے اپنے ترازو میں دونوں کو رکھ دیا اور جیسے سنار سونے کی پہنچان کرنے کے لیے کسوٹی پر رگڑ کر سونے کی اصلیت جانچتا ہے بلکہ اسی طرح ساحل کی آنکھوں نے جانچ لیا اور نینا نے اس کے سینے میں دھڑکتے دل پر کاری ضرب لگادی اور ساحل کے دل میں پیوست ہوگئی۔

Digest.pk

کتنی بدنصیب صبا نکلی کہ جس ٹہنی کا سہارا اس کے پاس تھا کلہاڑی اس پر چل گئی اور صبا دھڑام سے نیچے گر گئی صبا کو اندازہ ہی نہ ہوا کہ میں نے یہ کیا کر دیا اپنی سہیلی کی خواہش پوری کرنے کے لیے جو قدم اٹھایا وہ قدم تو اتنا پیچھے چلا گیا جہاں دوبارہ شاید صبا کو پھر کتنے سال اور لگیں گے۔ نینا نے صبا سے ساحل کا موبائل نمبر لے لیا۔ اور اپنے دل کے نہاں خانوں میں بلینک پرس میں چھپا دیا نینا شادی سے فارغ ہونے کے بعد واپس اپنے گھر چلی گئی۔

نینا کے پاس بھی ایک موبائل تھا چوری چوری استعمال کرتی تھی یہ چوری چوری موبائل لڑکیاں کہاں چھپاتی ہیں جہاں پر واسیریشن کا پتہ آسانی سے چل جاتا ہے بس وہی موبائل کی جگہ تھی بے شک آپ بھی اپنی محبوبہ سے پوچھ لینا کہ تم موبائل کہاں چھپاتی ہو میں زیادہ تفصیل نہیں بتاتا البتہ اتنا بتاتا ہوں کہ وہ نہایت محفوظ جگہ ہے نینا وہی سے موبائل نکالتی اور ساحل کو فون کر دیتی دعا سلام تو ہو چکی تھی تعارف بھی ہو چکا تھا یوں روز روز کے رابطوں نے پیار و محبت پیدا کر دی اور دونوں میں پیار ہو گیا۔ انہوں نے عہد و پیمان بھی کر لیے کہ ان کے پیار میں مذاہب کبھی آڑے نہیں آئیں گے۔

ساحل نے نینا سے کہا۔

ہمیں تم سے پیار کتنا یہ ہم نہیں جانتے
مگر جی نہیں سکتے تمہارے بنا تمہارے بنا

اس کے جواب میں نینا نے ساحل سے کہا۔

تم بن صدیوں سے لمبی ہیں راتیں
صدیوں سے لمبے ہوئے دن
آ جاؤ لوٹ کر تم یہ دل کہہ رہا ہے

یہ چند جملے انکے درمیان حقیقت کا روپ دھار گئے اور وہ دو جسم اور ایک روح میں ڈھل گئے کیسا وہ کیف و سرور کا منظر ہوتا ہے جب یہ نوبت آجاتی ہے ہم بھی کبھار کہتے تھے تو کیا موبائل کی مشہوری کا ایک لاگو آتا تھا ایک ہی قمیض میں لڑکی اور لڑکے کا جسم چھپا ہوتا تھا اور اسی کو سامنے رکھ کر گفت و شنید ہوتی تھی بس یہی مثال نینا اور ساحل کی تھی رفتہ رفتہ ان کی محبت اپنی معراج کو جا پہنچی ابھی تک دونوں کے خاندانوں میں ان کے پار کے قصے یا کہانیاں زیر عام نہیں ہوئے تھے مگر ہر محبت چھپ نہیں سکتی کتنے دن چھپے گی صبا کو جب علم ہوا کہ میری محبت پر نینا نے ڈاکہ ڈال دیا ہے اور ساحل کو اس نے چھین لیا ہے تب صبا نینا کے خلاف ہو گئی جب کوئی کسی کی محبت پیار چھین لیتا ہے تو بدلہ لینے کے لیے آخری قدم تک لوگ چلے جاتے ہیں صبا نے ساحل سے پوچھا۔

تم مجھ سے اب دور دور رہتے ہو آخر اس کی وجہ۔ ایک دو بار ساحل نے کچھ نہ بتایا چپ رہا مگر جب صبا نے مجبور کیا کیونکہ صبا کا فون ساحل اٹینڈ نہیں کرتا تھا کال کاٹ دیتا تھا وغیرہ وغیرہ صبا نے اپنی برداری میں نینا کو بدنام کرنا شروع کر دیا روز کوئی نہ کوئی بات اڑا دیتی بات آخر پھیلتے پھیلتے نینا کے والدین تک جا پہنچی انہوں نے نینا سے پوچھا۔

صبا نے ایسی باتیں کی ہیں جو ہمارے لیے بدنامی کا باعث ہیں اور وہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے بتاؤ اصلیت کیا ہے اس روز نینا نے کہا۔

ایسی کوئی بات نہیں اور والدین کو مطمئن کر دیا۔ والدین پھر بھی اولاد پر بہت اعتبار کرتے ہیں اور درگزر کر جاتے ہیں اولاد پر بلاوجہ شک بھی نہیں کرنا چاہیے جب تک کوئی ٹھوس ثبوت سامنے نہ آجائے۔

ساحل کا ایک دوست جس کا نام دانیال تھا وہ دونوں کا ہم راز تھا نینا کی فیملی ایک روز دوسرے شہر اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئی ہوئی تھی اور کچھ روز قیام کیا اسی دوران نینا کو ساحل کو ملنے اور رابطہ کرنے میں آسانی پیدا ہو گئی کوئی جو نینا کی بہترین

Digest.pk

سہیلی تھی ساحل سے ملنے چلی گئی کومل نے نینا کو ساحل کے پاس بھیج دیا اور خود ایک جگہ انتظار کرنے لگی نینا ساحل سے ملی اور اس نے ساحل سے کہا۔

تم اپنے گھر والوں کو میرے گھر بھیجو رشتہ کے لیے کیونکہ میں اب تمہارے بنا نہیں رہ سکتی مجھے اپنی زندگی ادھوری لگتی ہے کیونکہ میرا وجود تمہارے بنا بوجھل لگتا ہے ساحل نے کہا۔

میں بھی خود اسی آگ میں جل رہا ہوں اور اگر تمہارے والدین نے میرے والدین کی نہ مانی تو پھر تمہارے اوپر پابندیاں لگ جائیں گی اور یوں ہم ملنے سے بھی رہ جائیں گے نینا نے رو رو کر ساحل کو واسطے دیئے کہ ہم یہاں تھوڑے دنوں کے لیے آئے ہیں پھر واپس گاؤں چلے جائیں گے لہذا تم جتنا جلدی ہو سکے والدین کو کہو۔

ساحل نے اپنے ماں باپ سے اپنی محبت کا ذکر کیا تو وہ لوگ سیخ پا ہو گئے کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ایک مسلمان لڑکی سے تمہاری شادی کر دیں یہ کبھی بھی ایسا نہیں ہو سکتا ہم اقلیت میں ہیں اس طرح ہماری مسلمانوں میں دشمنی بن جائے گی اور ہمارا جینا دوبھر ہو جائے گا۔ لہذا بھگوان کے لیے تم ہمارے حال پر ترس کھاؤ اور یہ خواہش دبا دو مگر ساحل نے کہا۔

میں نینا کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں اسے ہر حال میں پاؤں گا ادھر صبا بھی نینا اور ساحل کی ٹوہ میں لگی رہتی اور پل پل کی خبر پھیلا دیتی مگر نینا کو ابھی صبا کی چالوں کا علم نہیں تھا وہ تو اپنے محبوب کے قرب مین روز بروز نہال ہوتی چلی گئی۔

ایک روز ملاقات میں ساحل نے کہا نینا میں تو ہندو ہوں اور تم مسلمان ہو کیا ہمارا ملاپ ہو سکتا ہے ساحل نے اسی انداز میں بات کی جیسے وہ نینا پر شک کر رہا ہو کہ نینا پیچھے ہٹ جائے گی یا مذہب کی پابندی کی وجہ سے کمزور ہو جائے گی مگر جو لوگ سچی محبت کرتے ہیں انہیں مذہب کی کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی نینا نے بھی کہہ دیا کہ اب میں واپس جانے والی نہیں مجھے اپنے پیار کو پانے کے لیے ہر قربانی ادا کرنے میں کوئی بھی ہچکچاہٹ نہیں ہو گی ابھی ساحل یہ سن پایا تھا کہ نینا نے دھمکی دی کہ وہ خود کو ختم بھی کر سکتی ہے اگر ساحل سے بچھڑنے کا وقت آیا تو ساحل نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔

نہیں یار ایسا نہیں کرنا بہر حال ساحل نے اپنے والدین کو بار بار التجا کی کہ وہ نینا کے گھر جائیں اور رشتہ مانگیں مگر وہ لوگ نہ جا سکے۔

ایک روز ساحل خود نینا کے گھر چلا گیا اور اس کے پاپا سے بات کی اور نینا کا ہاتھ مانگا اور ساتھ ساتھ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

میں نینا کو پانے کے لیے مسلمان بھی ہو جاؤں گا مجھے اپنے مذہب میں شمار کر لو اور نینا کو مجھے دے دو کبھی کبھی عاشق لوگ کتنے بہادر ہو جاتے ہیں جو انجام کی پرواہ کیے بغیر کود جاتے ہیں ساحل نے اپنا حال دل کہہ دیا پھر کیا ہوا نینا کے بھائیوں نے دھکے مار مار کر گھر سے نکال دیا اور بہت بے عزتی کی اور دوبارہ ایسی خواہش رکھنے پر برے انجام کے نتیجہ سے بھی آگاہ کر دیا۔

ساحل ایک ہارے اور لٹے ہوئے جواری کی طرح گھر لوٹ آیا۔

ساحل کے واپس چلے جانے کے بعد نینا کے ابو نے اسے بہت مارا اور تھوتھو کی کہ تو مسلمان ہونے کے باوجود ایک ہندو سے شادی کرنا چاہتی ہے نینا نے جواب میں کہا۔

اس میں کونسی برائی ہے میں تو ہندو نہیں ہو رہی پھر کیوں میری جان کے دشمن بن رہے ہو میں نے کوئی جرم نہیں کیا پیار کیا ہے اور پاکیزہ پیار۔ میں

Digest.pk

اپنے پیار کے بدلے ایک انسان کو مسلمان بنانے میں پیش پیش ہوں نینا کے ابو نے اس جواب کو گستاخی تصور کیا اور تھپڑوں کی بارش کردی اور نینا بے حال ہوکر گر گئی۔ ایک بھائی نے بڑھ کر ابو کو ایک طرف کیا اور نینا کو اپنی بانہوں میں لے لیا اور کہا کہ اب چھوڑو حالات کے ساتھ ٹھیک ہوجائیگا کوئی یہ بھاگ کر چلی تو نہیں گئی۔

یہ دلخراش واقعہ کی اطلاع صبا کو بھی ہوگئی اور اس نے خوب اس بات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور اپنے محبوب سے بدلہ لینے کی کوئی اور ترکیب سوچنے لگی کہ جس سے ساحل کے دل میں نینا کے لیے نفرت پیدا ہوجائے۔ اور وہ ادھر کا رخ چھوڑ دے اس دوران نینا نے خواب آور گولیاں بھی گلے سے نیچے اتار دیں اور اپنی زندگی کا خاتمہ بھی کرنا چاہا مگر بروقت علم ہوجانے پر اس کی جان بچ گئی۔ اب نینا کی محبت روز بروز بڑھتی چلی گئی جیسے روزہ دار کی پیاس افطاری کے وقت تک پہنچنے میں بڑھتی جاتی ہے۔

ایک روز ساحل اور نینا کی ملاقات ہوئی نینا نے ساحل کو کہا کہ اب مجھ سے نہیں رہا جاتا پلیز مجھے بھگا کر لے جاؤ جہاں تم لے جانا چاہتے ہو مجھے اب کسی کی پرواہ نہیں ساحل نے کہا نینا اس طرح تمہارے خاندان پر ان کی عزت پر حرف آئے گا میں کیوں ایسا کروں ابھی ہم ایک دوبار اور کوشش کریں گے مگر نینا بضد رہی اور اس نے بلیڈ نکال کر اپنے ہاتھوں کی نسیں کاٹ ڈالیں اور اپنے جسم پر جا بجا بلیڈ چلا دیا۔ اور خون بہنے لگ یہ دیکھ کر ساحل گھبرا گیا۔ اور اس نے اپنے دوست دانیال کو فون کرکے بلایا اور نینا کو ایک کلینک لے کر گئے اور اس کی فسٹ ایڈ کروائی۔

نینا جب گھر پہنچی تو یہ حالت دیکھ کر گھر والے گھبرا گئے اور پوچھنے لگے کہ کیا ہوا کیوں ایسا ہوا کس نے کیا مگر نینا نے کچھ بھی نہ بتایا۔ اور گم سم بیٹھی رہی اس حرکت پر نینا کے والدین نینا کے بارے میں سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے فون پر تو نینا اور ساحل کے رابطے تھے ساحل نے جب نینا کی یہ کیفیت دیکھی تو اس نے نینا سے کہا کہ میں تمہیں جیسے بھی ہو لے چلتا ہوں چاہے انجام کچھ بھی ہو ساحل نے دوستوں اور تعلق والوں سے پچاس ہزار اکھٹے کئے اکہ وہ اپنا اور نینا کا پاسپورٹ بنوا کر انڈیا چلے جائیں اور وہاں اپنی رسومات کے مطابق شادی کرلیں جب ساحل نے سارا انتظام کرلیا تو اس نے نینا سے کہا کہ وہ فلاں جگہ آجائے میں تمہیں اس نگری سے کہیں دور لے جاتا ہوں نینا گھر والوں سے چوری چوری اپنا ضروری سامان پیک کیا اور چپکے سے گھر کو چھوڑ دیا ساری خاندانی رسم ورواج اور عزت کو روندھ کر اپنے محبوب کی طرف نکل گئی اور اس جگہ جا پہنچی جہاں پر ساحل نے آنے کو کہا تھا ساحل کے کچھ دوست بھی وہاں اکھٹے تھے ساحل نے منگل سوتر نینا کو پہنایا اور ماتھے پر سندور ایک انگلی سے ثبت کردیا۔ نینا نے ساحل کے گلے میں ہار ڈالا اور وہاں پر چند تصاویر بھی دوستوں نے اتاریں قاعدے اور قانون سے ہٹ کر یہ شادی کی رسم ادا ہوگئی۔

ادھر نینا کے بھاگ جانے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی اور پولیس کو رپورٹ پہنچ گئی ساحل کی سیکورٹی کو ایک دوست لیک کرتا رہتا تھا جو صبا تک معلومات پہنچاتا تھا صبا کو بھی اطلاع ہوگئی کہ پولیس ساحل پر چھاپا مارنے چلی گئی ہے اس کے دوست نے ساحل کو خبر دی کہ تمہارے اوپر پولیس کا چھاپا پڑنے والا ہے پولیس نے جگہ کو گھیرے میں لے لیا ہے مگر ساحل بھاگ گیا اور نینا اسی لباس میں پکڑی گئی منگل سوتر گلے میں لٹک

Digest.pk

رہا تھا اور سندور ماتھے پر لگا ہوا تھا گھر والوں کی عزت خاک میں مل گئی۔

ادھر صبا نے یہ خبر اڑا دی کہ نینا پر پانچ چھ لڑکوں نے بلاد کار کیا ہے اور نینا بے ہوش ہو کر گر گئی تھی سارے لوگ پولیس کے چھاپہ پڑنے پر بھاگ گئے نینا کے بھائیوں نے پولیس کی مدد سے ہسپتال میں نینا کا میڈیکل چیک اپ کروایا تا کہ پتہ چل سکے کہ کہیں نینا پر زیادتی تو نہیں ہوئی میڈیکل رپورٹ ملنے پر واضح ہو گیا کہ نینا بالکل پاکیزہ اور کنواری ہے اور اس پر کوئی زبردستی یا بلاد کار نہیں ہوا ہے۔ میڈیکل رپوٹ میں بے گناہی ثابت ہو گئی اور یوں ساحل پرچہ سے بچ گیا اور کچھ عرصہ غائب رہا ساحل کے والدین کو بہت ہی برا بھلا کہا گیا محلے میں طرح طرح کی افواہیں گردش کرنے لگی کہ ساحل کو پولیس پکڑ کر لے گئی ہے اور چھ ماہ جیل ہو گئی ہے مگر جرم ثابت نہ ہونے پر ساحل کے گھر والے مطمئن ہو گئے۔

نینا کو واپس گھر لایا گیا اور برداری میں ایک گنوار سے لڑکے سے شادی کر دی گئی مگر نینا نے سسرال والوں کو صاف صاف کہہ دیا

یہ مجھے شوہر قبول نہیں ہے میں اس کی منکوحہ نہیں ہوں میں تو ساحل کی بیوی ہوں میں نے منگل سوتر پہنا ہوا ہے۔

رات کو جب اس کا شوہر کمرے میں آیا تو اس نے نینا کو چھونا چاہا مگر نینا نے فوراً اپنا دفاع کرتے ہوئے کہا۔

دور ہو جاؤ مجھ سے مجھے ہاتھ مت لگانا اگر تم نے مجھے ہاتھ لگایا تو میں تمہاری جان لے لوں گی ایسی دھمکی دی تو وہ کارگر ثابت ہوئی اور پندرہ دن تک نینا نے اپنے شوہر کو ہاتھ نہ لگانے دیا اور بدستور کنواری رہی حیرانگی ہوتی ہے ایسی محبت پر جو لوگ ایک دوسرے کو ٹوٹ کر چاہتے ہیں اور دنیا کے ستم سہے چلے جاتے ہیں نینا بھی مار کھا کھا کر کندن بن گئی تھی اور وہ اپنے محبوب کی یاد دل میں بسائے اس سے ملن کی آس پر زندہ تھی جب نینا کے سسرال والوں نے دیکھا کہ نینا تو اس شادی پر سمجھوتا نہیں کرنے والی تو کھسر پھسر کرنے لگے تعویذ ٹونے پر لگ گئے مگر نینا پر کوئی اثر نہ ہوا اس کی ضد بڑھتی چلی گئی اس کی امیدیں دم توڑنے کی بجائے اور پختہ ہوتی چلی گئیں۔

جب ملی ہوگی اسے میرے حالات کی خبر جاناں
اس نے آہستہ سے دروازے کو ضرور تھاما ہوگا

ادھر ساحل کو آخر پتہ چل گیا کہ نینا نے شادی کر لی ہے اسے کیا پتہ تھا کہ نینا نے کس حال میں شادی کی ہے وہ وہاں خوش ہے یا کہ ابھی تک مچھلی کی طرح تڑپ رہی ہے بن پانی کے مچھلی جیسے تڑپتی ہے وہی حال نینا کا تھا مگر ساحل بے خبر تھا۔ اسے پولیس کے چھاپے والی فلم بھی دماغ پر چل رہی تھی وہ سوچتا رہا کہ کیسے پولیس وہاں تک پہنچی۔

ادھر صبا نے ساحل کو فون کر کے بتایا کہ تم نے مجھے نینا کی خاطر چوڑ دیا اور نینا نے تمہیں چھوڑ دیا اور تمہارا مقدر کدھر گیا تم نے نینا کی خاطر مجھ سے بے وفائی کی اور نینا نے تمہارے ساتھ بے وفائی کی حالات کی ستم ظریفی کہیے کہ ساحل کے دل میں نینا کے لیے نفرت پیدا ہو گئی اور اسے دل سے بھلانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

محبت زندگی بدل دیتی ہے صاحب
اگر مل جائے تو بھی نہ ملے تو بھی

مگر دونوں کی زندگی بدل گئی محبت پاتے پاتے اور وہ بھی نہ مل سکی ادھر نینا کے رویہ پر سسرال والوں نے خوب مارا پیٹا نینا کے دیور اندر آئے اور انہوں نے بالوں سے پکڑ کر بہت مارا

Digest.pk

ناک منہ سے خون بہنے لگا پانی کا گلاس تک نہ پینے دیا نینا بس چارپائی پر پڑی رہتی نینا نے خواب آور کافی تعداد میں گولیاں کھالیں اور بے ہوشی کی حالت میں اسے اٹھا کر ہسپتال لے گئے مگر موت ہار گئی اور زندگی ایک بار پھر جیت گئی خدا جانے ساحل نے کیا کیا ہوگا وہ تو نینا کو بے وفا مان بیٹھا تھا اور بہت افسوس کرتا رہتا کہ نینا نے بے وفائی کی حد کردی۔ جب ایسے حالات ایک موڑ پر آجاتے ہیں تو بدگمانیاں پیدا ہوتے دیر نہیں لگتی۔ سارے وعدے قسمیں ایک خواب لگتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کو بھی گناہ سمجھتے ہیں مگر دل کے نہاں خانوں میں محبت کی چنگاڑی ٹمٹماتی رہتی ہے وہ بجھ نہیں سکتی۔

آخر کار پانچ چھ ماہ بعد نینا کو طلاق ہوگئی اور وہ اپنے میکے کے گھر آگئی وہ آکر اس نے اپنے محبوب کی سالگرہ چودہ اگست منائی کیک کاٹا مٹھائی تقسیم کی لوگوں نے سمجھا کہ طلاق پانے کے بعد اس نے خوشی اور جشن منایا ہے مگر اس کے اندر کی کیفیت کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ نینا نے اپنے محبوب کی سالگرہ کا اہتمام کیا تھا مگر ساحل کو یہ خبر نہ ہوئی کہ اس کی محبوبہ طلاق پانے کے باوجود بھی اس کی سالگرہ منا رہی ہے۔

ہماری بھی جدائی کا حل وہ پوچھے اگر
تو کہنا ہوش بس اتنا ہے کہ تم کو یاد کرتے ہیں

چونکہ نینا کے پاس رابطہ کے لیے موبائل چھن گیا تھا اور وہ ساحل سے رابطہ نہیں کرسکتی تھی آخر ایک روز اس کی کزن نے موبائل نینا کے مانگنے پر دیا تو اس نے ساحل سے رابطہ کیا ساحل نے اجنبی نمبر جانکر کال اٹینڈ کی ورنہ وہ نینا کی کال سمجھ کر کبھی بھی اٹینڈ نہ کرتا۔ نینا نے اپنا حال دل سنا ڈالا اور بتایا کہ اسے کوئی اور شخص اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ سوائے ساحل کے ساحل نے جواباً کہا۔

جا اب مجھے تیری ضرورت نہیں ہے تم نے ایک بار شادی کرلی بس آپ تو میرے قابل نہیں تو پلید ہے گندی ہے۔ مگر نینا نے بار بار قسمیں کھائیں بھگوان اور خدا کے واسطے دیئے کہ تیری نینا اب بھی پاکیزہ ہے کنواری ہے تیرے واسطے اپنے ساحل کے واسطے پلیز آجاؤ میں ایک بار پھر تمہارے لیے منتظر ہوں مگر ساحل نے کوئی اعتبار نہ کیا اور بہت کچھ کہتا گیا۔ اور نینا بے ہوش ہوکر گرگئی۔ اس کی کزن نے اٹھایا پانی دیا اور وجہ پوچھی مگر نینا پسینے سے شرابور گم سم پڑی آنکھیں کھولے جیسے قوے میں کوئی چلا جاتا ہے کیفیت بن گئی کزن نے سہارا دیا اور سب کو بتایا کہ یہ حال ہے اس کا خدارا اس کی زندگی کو مت برباد کرواسے ساحل کے ساتھ جانے دو۔ مگر اب دیر ہوچکی تھی ساحل نینا کی زندگی سے نکل گیا اس نے شادی کرلی ایک لڑکی خوشی سے اور وہ یہ شہر چھوڑ کر اپنے شہر چلا گیا۔ جب نینا کے والدین کو علم ہوگیا کہ ساحل نے شادی کرلی ہے اور وہ اپنی زندگی میں بہت خوش ہے تب ان کو قدرے سکون ملا۔ نینا کو بتایا گیا کہ ساحل نے ایک لڑکی۔ خوشی سے شادی کرلی ہے اور وہ کہیں دور نکل گیا ہے۔ تب نینا نے کہا کہ اب میرا رشتہ کرواب میں ہوش میں آگئی ہوں مجھے پتہ چلا ہے کہ یہ محبت بکواس ہے دھوکہ ہے فریب ہے۔

بے وفائی تو یہاں سب ہی کرتے ہیں ساحل
آپ تو سمجھدار تھے کچھ تو نیا کرتے

خیر نینا ساحل سے مایوس ہوگئی اس نے خود دوسری شادی کی آفر والدین کو پیش کردی اندر اس کے والدین نے ایک جگہ پڑھا لکھا بندہ تلاش کرکے اس سے شادی کردی نینا اب اس موجودہ شوہر سے خوش ہے پچھلی زندگی کو بھول چکی ہے۔ عذاب ماضی سہہ سہہ کر اب ہوش ملا ہے کہتی ہے

Digest.pk

میں تو ایک سراب کے پیچھے بھاگتی رہی اپنی زندگی برباد کرتی رہی والدین کی عزت کو تار تار کیا شکر ہے کہ میرے رب نے مجھے پاکیزہ رکھا۔ پاک صاف جیسے ایک مشرقی دوشیزہ ہوتی ہے اصل زندگی تو مجھے اب ملی ہے میں نے بہت گناہ کئے ہیں میں اپنے رب سے معافی مانگوں گی اپنے مجازی خدا سے معافی مانگوں گی۔ اور میں اپنے خاندان والدین کو کبھی دوبارہ اذیت سے دوچار نہیں کروں گی۔

یاد ماضی عذاب ہے یارب
اب چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

جس توسط سے مجھے کہانی ملی ان کی یہ خواہش ہے کہ نینا تو کہاں ہے کتنے بال ہو گئے تیرا اتہ پتہ نہیں پلیز نینا تو اگر یہ کہانی پڑھے تو رابطہ کرے اس نمبر پر یا کومل کے نمبر پر ہم بہت منتظر ہیں تیرا حال جاننے کے لیے کاش یہ کہانی کے چھپنے سے ہمیں اپنی نینا کا اتہ پتہ معلوم ہو جائے۔

غزل

وہ روٹھ جاتا ہے اکثر شکوہ کیے بغیر
ہم بھی تو سہہ لیتے ہیں شکایت کیے بغیر
ہم سوچتے رہے محبت بے لوث ہوتی ہے
یہ یونہی ہو جاتی ہے عنایت کیے بغیر
تو کتنا نادان ہے اتنا تو سوچ لے
جنت کب ملتی ہے عبادت کیے بغیر
قصور ان کا نہیں قصور ہمارا ہے وسیم
ہم نے بھی محبت کی ان کی اجازت لیے بغیر

(وسیم اینڈ ابرام احمد، گگومنڈی)

غزل

نہ گلہ کیا نہ خفا ہوا
یہی راستے میں جدا ہوا
نا وہ بے وفا نا میں بے وفا
جو گزر گیا سو گزر گیا
وہ غزل کی اک کتاب تھی
وہ گلشن میں اک گلاب تھی
ذرا دیر کا کوئی خواب تھا
جو گزر گیا سو اداس دھوپ
سمیٹ کر کہاں وادیوں میں اتر گیا
اسے اب نا دے میرے دل کی سدا
سو گزر گیا یہ سفر بھی کتنا تاویل تھا
یوں وقت کتنا قاتل ہے
کہاں لوٹ کر کوئی آئے گا
جو گزر گیا سو گزر گیا

(عبدالرحیم لاسی، آدم پیر)

غزل

میں سر شام چراغوں کو بجھا لیتا ہوں
ساتھ اپنے تیری یادوں کو بھی سلا لیتا ہوں
بند آنکھوں میں تنہائی کا تصور لے کر
صرف خیالوں میں تمہیں دلہن بنا لیتا ہوں
بند کمرے میں رات کے اس پہر میں لیٹا
میں تاروں سے تیری سیج سجا لیتا ہوں
تو میرے ساتھ ہو چاہے خیالوں میں سہی
ایسے لمحات میں دنیا کو بھلا لیتا ہوں
میں گناہ گار اپنی بخشش کے لیے
نام پہ تیرے غیروں کی دعا لیتا ہوں
رات کی تنہائی میں دیکھے نہ تجھے کوئی اور میرے سوا
تمہیں دل نہا خانوں میں چھپا لیتا ہوں
جب ہو جائے احساس تمنا میں اکیلا ہوں
عائشہ پھر رو رو کے اشکوں میں مزا لیتا ہوں

(سید عارف شاہ، جہلم شہر)

میں راہ تکوں گی تیری ہمیشہ میرے چاند
اگر کبھی میری یاد آئے تو بتانا

(انعم نذیر چاند، وہاڑی)

Digest.pk

پیار کی جیت

۔۔تحریر۔نزاکت علی رسول پورہ03427815193

قارئین میں پہلی بار ایک کہانی آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہوں یہ کہانی میری اپنی آپ بیتی ہے جس میں میرا ہم سفر مجھے مل نہ پایا اور ہم جدائی کی آگ میں ہی جل رہے ہیں وہ الگ میں الگ تڑپ رہے ہیں خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم دونوں کو ہمیشہ کے لیے ملا دے پھر ہم کبھی بھی جدا نہ ہوں گر میں نے اس کہانی کا نام پیار کی جیت رکھا ہے امید ہے آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں

میں جب سولہ سال کی عمر کا ہوا تو میں نے میٹرک پاس کر لی آگے نہ پڑھ سکا میں گھر کے کام کاج میں حصہ لینے لگا۔

اپنے ابو اور بھائی کے ساتھ کھیتی باڑی کرنی شروع کر دی۔

اسی طرح کام چلتا رہا اور میرا پیار اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا وہ میری قریبی رشتہ دار ہے لیکن میں اس کا نام شیئر نہیں کر سکتا۔

وہ بھی مجھے چاہتی ہے لیکن کچھ لوگو کو ہماری محبت کا پتہ چل گیا جس کی وجہ سے ہم میں رکاوٹیں چل رہی ہیں لیکن ہم دونوں ایک دوسرے کی سانس سے سانس لیتے ہیں ہماری محبت پانچ سالوں سے چل رہی ہے میری جان کی بہن کو بھی پتہ ہے۔

لیکن وہ بھی راضی ہے اس کی امی بھی خوش ہے لیکن کچھ لوگ ہمارا رشتہ ہونے میں خوش نہیں ہیں ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ وعدے کئے ہیں۔

ایک بار وہ ہمارے گاؤں آئی میں سکول سے آیا تو پتہ چلا کہ تمہاری ایس آئی ہے میں دل میں بہت ہی خوش ہوا کہ میں اپنے محبت کا اظہار کروں گا۔

شام کو میں نے ایک لیٹر لکھا اور اس کو دے دیا اس نے لکھا کہ میں تو پہلے ہی تمہیں پیار کرتی ہوں آئی لو یو جان من میں آپ کی ہوں۔

اور آپ میرے ہیں اور میں آپ کی ہی رہوں گی میں نے اس کے ہاتھ چوم کر۔ آئی۔ لو۔ یو۔ کہا اور یہ شعر سنایا۔

تپش سورج کی ہوتی ہے اور جلنا زمیں کو پڑتا ہے
قصور آنکھوں کا ہوتا ہے تڑپنا دل کو پڑتا ہے

پھر اس نے یہ شعر مجھے سنایا

پتہ نہیں کیوں تیری وفا پہ اتنا یقین ہے اے این
ورنہ حسن والے تو خود سے بھی وفا نہیں کرتے

آخر کار رات کے آٹھ بج گئے ہم نے ایک دوسرے کو جانے کی اجازت دے دی۔

وہ اپنے کمرے میں چلی گئی لیکن خدا کی قسم ہم نے ابھی تک کوئی بھی غلطی نہیں کی جس سے ہمارا پیار برباد ہو جائے۔

وہ کہتی ہے کہ میں آپ کی امانت ہوں امانت مین خیانت نہیں ہو سکتی۔

قارئین کرام کہانی میری زندگی میں ابھی تک چل رہی ہے۔

Digest.pk

میرے لیے کئی بار رشتے آئے لیکن میں نے اپنے ماں باپ کو اور بھائیوں بہنوں کو کہہ دیا ہے کہ میں نے ابھی تک یہاں کہیں بھی شادی نہیں کرنی تو وہ چپ ہو جاتے ہیں۔

لیکن میری امی خود ہی کہتی ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کی شادی جلدی سے کروادو لیکن میں اپنی ایس کی یادوں میں کھویا رہتا ہوں۔

کبھی کبھی موبائل پہ ایس ایم ایس سے بات ہو جاتی ہے لیکن کبھی فون پہ بھی ہو جاتی ہے لیکن میں اس کی یاد میں ہی رہتا ہوں۔

یہ غزل میں نے اس کی یاد میں ہی لکھی ہے

کبھی ملے تو اسے یہ کہنا
بہت نفرت گزار رہی ہوں
گئے دنوں کو بھلا رہی ہوں
وہ اپنے وعدے سے پھر گیا ہوں
میں اپنے وعدے نبھا رہی ہوں
کہیں ملے تو اسے کہنا
نہ دل میں کوئی ملال رکھے
ہمیشہ اپنا خیال رکھے
وہ اپنے سارے غم مجھ کو دیدے
تمام خوشیوں کو ایس سنبھال رکھے

یہ غزل مکمل ہوتے ہی اس نے مجھے ایس ایم ایس کیا کہ جان میں تم سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں میں تم کو بتاؤں گی۔

پھر آپ مان جائیں گے کیا بتاؤں جان تم اپنی امی اور ابو کو میرا رشتہ لینے بھیجنا۔

میں نے کہا کہ اچھا بھیج دونگا لیکن تم اپنے امی ابو کو منا لینا پر اس کا ابو تو تین ماہ سے فوت ہو گیا ہے میں نے امی اور ابو کو کہا تھا۔

انہوں نے کہا اچھا چلے جائیں گے آپ کی خوشی میں ہماری خوشی ہے میں بہت خوش ہوا اور اپنی جان کو ایس ایم ایس کیا اور کہا کہ میرے امی ابو نے کہا ہے دو دن کے اندر اندر جائیں گے۔

لیکن میں تو انتظار میں ہوں کہ پتہ نہیں کون سا وہ دن ہو جس دن مجھے کوئی خوش خبری ملے کہ میرا رشتہ میری جان سے ہو گیا ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا کرنا کہ میری شادی اسی سے ہو جائے۔

میں ریاض بھائی کا شکر گزار ہوں کہ مجھے بھی تھوڑی سی جگہ رسالے میں ملی میری یہ پہلی کہانی ہے امید کرتا ہوں کہ سب کو پسند آئے گی اپنی رائے سے ضرور نوازئے گا شدت اسے انتظار رہے گا

زخموں خالی نہیں جسم کا کوئی کونہ
ہم رہیں نہ رہیں ہم پر مت روئے کوئی

کچھ قارئین کو سلام پیش کرتا ہوں

آپی کشور کرن کو سلام، ثنا فرام ملکوال کو محبتوں بھرا سلام، عاشق حسین ساجد کو محبتوں بھرا سلام، حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری کو محبتوں بھرا سلام، کرن کو محبتوں بھرا سلام، شازیہ جاوید شازی کو محبتوں بھرا سلام، مس افشاں کو محبتوں بھرا سلام، ناہید کو محبتوں بھرا سلام، زارا زکیہ مان والہ کو محبتوں بھرا سلام، اے آر راحیلہ کو محبتوں بھرا سلام قبول ہو

.....

ہمیں اپنی محبت پہ ہے اتنا تو یقیں یارو
اگر ہم مر بھی جائیں تو وہ کسی کا نہیں ہوگا

.....

۱۔ ایسی چڑھی ہے خماری دیدار کی
دل کہیں لگتا نہیں ایسی اکھ مستانی میرے یار کی

۲۔ کبھی آنسو نہیں چھپتے نہ کر کوشش چھپانے کی
یہ آنسو جیت جائیں گے تیرے لیے ہر خوشی زمانے کی

وہ پیڑ تھا کسی کا جس پر تھا آشیانہ
ہم ہیں آوارہ پنچھی اپنا نہیں ٹھکانہ

.....ریاض احمد لاہور

Digest.pk

سب کچھ کھو دیا

۔تحریر۔ڈاکٹر سدرہ معین آباد

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پہلی ہی ملاقات سے محبت ہوئی اور پھر ایک دوسرے سے وعدے قسمیں اور پھر وہ کچھ ہوا جو میں سوچ بھی نہ سکتی تھی دل ایک معصوم اور بھولی بھالی لڑکی نے اپنا سب کچھ برباد کر لیا مگر اسے سکون نہ ملا ایک ماں باپ کے رشتے کو بھی ایک ساحل کے لیے کھو دیا اور پھر ساحل بھی اس کا نہ بنا وہ بھی بے وفا نکلا۔میں نے اس کہانی کا نام۔سب کچھ کھو دیا۔رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اپنی رائے سے ضرور نوازئے گا
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

دل بیٹا اٹھ جاؤ ٹائم دیکھو دن کے بارہ بج رہے ہیں آج ہم نے بازار بھی جانا ہے۔

ہوں۔۔ماما کی سے سونے دیں ناں ہفتہ میں یہ ہی تو ایک دن آتا ہے مجھے نہیں جانا کہیں بھی آپ جائیں۔

ٹھیک ہے بیٹا میں جا رہی ہوں ناشتہ کر لینا۔
امی کے جانے کے ایک گھنٹہ بعد وہ اٹھی فریش ہو کے ناشتہ کیا۔

قارئین کرام میں بتاتی چلوں میں نے بہت کھاتے پیتے گھرانے میں آنکھ کھولی اپنے والدین کی لاڈلی بیٹی اپنے کروڑ پتی باپ کی اکلوتی وارث میں جو بھی اپنے والدین سے کہتی میری فرمائش پوری کرتے مجھے اپنے والدین سے بہت پیار تھا ہم لوگ بہت اچھی زندگی گزار رہے تھے۔

میرے پاپا کی خواہش تھی کہ میں ڈاکٹر بنوں میں ان دنوں ایف اے کی تیاری کر رہی تھی اور بہت دل لگا کر پڑھ رہی تھی ہمارے پیپروں میں دو دن باقی تھے خوب دل لگا کر تیاری کی اور پیپر دے دیئے۔میں اپنے والدین کی خواہش پوری کرنا چاہتی تھی۔

مجھے عشق ومحبت سے سخت نفرت تھی اگر کوئی اپنے پیار کی سٹوری سناتا تو غمگین ہونے کے بجائے اس کا مذاق اڑاتی میں بہت ہنسی خوشی زندگی گزار رہی تھی لیکن میری خوشیاں تو عارضی تھیں۔ہائے۔میں نے 12th کے امتحان دیئے اور فری ہو کر گھر بیٹھ گئی ان دنوں میرے ماموں کی بیٹی کی شادی تھی اسلام آباد میں بہت خوش تھی کیوں کہ میں پورے دس سال کے بعد ماموں کے گھر جا رہی تھی۔

ہم نے خوب شاپنگ کی اپنے لیے اور اپنی کزنز کے لیے اگلی صبح ہم اسلام آباد پہنچے یہاں آ کر مجھے بہت اچھا لگ رہا تھا میں اپنے ماموں لوگوں سے ملی اور بہت خوش تھی آج مہندی تھی ہر کوئی تیاریوں میں مصروف تھے۔

میری کزن جس کی شادی تھی کہتی کہ دل تم تو بہت بڑی ہو گئی ہو اور سب سے بڑھ کر خوبصورت میں بولی کہ تم بھی کسی سے کم نہیں ہو پھر میرا کزن جو ہر وقت مذاق کرتا رہتا جیسے پیار سے شوکیتے۔

Digest.pk

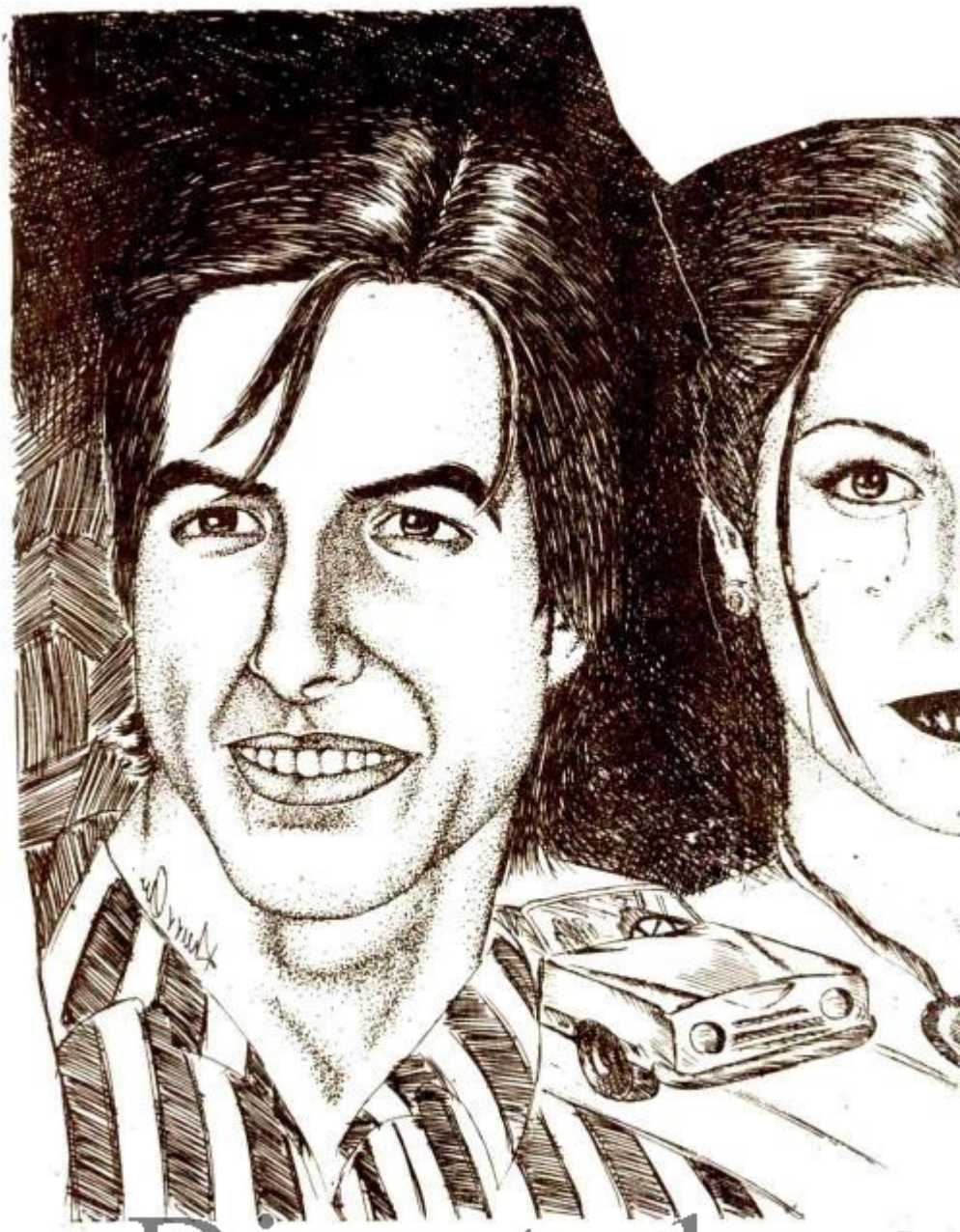

Digest.pk

وہ بھی میری خوبصورتی کی تعریف کر رہا تھا میں مسکرا دی مہندی کی تقریب تھی ہر سو خوشی کا سماں تھا سب لوگ تیار ہو کر ہال میں جا چکے تھے۔

میں ابھی کمرے میں تیار ہو رہی تھی کہ اچانک میرا کزن شو آیا اور بولا دل ابھی تم تیار نہیں ہوئی ہو جلدی آؤ سب لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں او کے بابا آپ چلو میں ابھی تیار کو کر آتی ہوں پھر میں نے ہلکا لائٹ پنک کلر کا ڈریس پہنا اور ہلکی سی جیولری اور تیار ہو کر سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی کہ سب کی نظریں مجھ پر تھیں۔

میرا کزن میرے پاس آیا اور بولا کہ دل تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو ایسا لگتا ہے جیسے آسمان سے پری اتر آئی ہو دل آج ضرور تم کسی کا دل نکالو گی میں ہنسی۔۔او۔۔ہو۔۔بس کرو۔ شو میں پھر اپنی کزن کے پاس سٹیج پر گئی۔

سب لوگ ڈانس کر رہے تھے اور میں بڑی دلچسپی سے سب کو دیکھ رہی تھی میری کزن کو مہندی لگائی سب کو کھانا کھلایا گیا۔

ایک اجنبی چہرہ مجھے بڑی غور سے دیکھ رہا تھا میری جب بھی نظر پڑتی تو وہ لڑکا مجھے پہلے ہی دیکھ رہا ہوتا اور مسکرا رہا ہوتا مجھے بہت غصہ آیا اور مین نے اپنی کزن سے پوچھا کہ وہ لڑکا کون ہے وہ بولی کہ وہ میرا کزن ہے ساحل ہے اپنے ماں باپ کا اکلوتا وارث پھر رات گئے تک فنکشن ہوا اور تقریباً دو بجے تک تقریب ختم ہوئی اور سب سونے کی تیاری کرنے لگے میں اپنی کزن کے ساتھ سو گئی۔

اگلی صبح بارات آنی تھی صبح دس بجے بارات آئی اور پھر وہی لڑکا کمرے میں آتا اور مسکرا کے چلا جاتا ایک دم شور ہوا کہ بارات آ گئی بارات آ گئی سب لوگ باراتیوں کو ویلکم کہنے کے لیے گئے میں کمرے سے باہر آئی تو اچانک وہی لڑکا سامنے آ گیا میں کمرے میں اکیلی تھی وہ جلدی سے کمرے میں آیا اور میرا بازو پکڑ لیا اور بولا میں گھبرا گئی کہنے لگا دل میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

میں تم سے پیار کرتا ہوں میں چونک گئی یہ میرا نام کیسے جانتا ہے میرے ماتھے پر پسینے آنے لگے گھبرو نہیں میں تمہیں کچھ نہیں کہتا جب سے تمہیں دیکھا ہے نہ دن کو چین آتا ہے نہ راتوں کو نیند آتی ہے پلیز میری محبت کو مت ٹھکرانہ میں مر جاؤں گا۔

میں سوچ رہا تھا کہ تم سے اظہار کروں دل تم میرے من میں سما گئی ہو ساری رات نیند نہیں آتی میں پتھر کی بنی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

اچانک میرا کزن شو آیا میں جلدی سے بھاگ کر اپنی کزن کے پاس جا کر بیٹھ گئی وہ بولی دل کیا ہوا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ ہاں بس سر میں درد ہے پھر میرے ذہن میں ساحل کی باتیں گھومنے لگیں دیکھنے میں ساحل بھی بہت خوبصورت تھا میرے دل میں بھی ساحل کے لیے جگہ بنتی جا رہی تھی۔

پھر میری کزن کو رخصت کیا گیا ہم ایک دوسرے کو چور نظروں سے دیکھ لیتے پھر ساحل نے ایک بچے کے ہاتھ ایک کاغذ کا ٹکڑا بھیجا میں نے کھول کر دیکھا اس میں لکھا تھا آج رات دس بجے میں چھت پر تمہارا انتظار کروں گا اگر تم نہ آئی تو میں خودکشی کر لوں گا۔

میں یہ پڑھ کر پریشان ہو گئی اور سوچنے لگی کہ اب کیا کروں اگر نہ گئی تو ساحل خودکشی کر لے گا پتہ نہیں میں ساحل کے بارے میں اتنا کیوں سوچ رہی تھی کب مجھے ساحل سے پیار ہو گیا تھا میں اپنے آپ سے سوال کرنے لگی نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی مجھے ساحل کے پاس جانا ہو گا جب میں نے ٹائم دیکھا تو رات کے دس بج چکے تھے میں جلدی سے اٹھی اور سیڑھیوں کی جانب چلنے لگی اور چھت پر چلی گئی جب وہاں گئی تو ساحل پہلے سے ہی میرا انتظار کر رہا تھا ساحل جلدی سے میری طرف دیکھ کر بولا دل مجھے

Digest.pk

یقین تھا تم ضرور آؤ گی میری محبت کا جواب محبت سے دو گی میں تمہارے بغیر اب نہیں رہ سکتا مجھے دل میں چھپالو مجھے اپنے سے دور نہ کرنا ساحل بولتا رہا میں چپ چاپ سنتی رہی۔

اس کی آنکھوں میں اپنے لیے پیار نظر آیا دل میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں پلیز دل میں تمہارے پیار میں پاگل ہوگیا ہوں پلیز دل تم بھی کچھ بولو نہ مجھے ساحل کی باتیں سن خوشی ہورہی تھی کہ مجھے بھی کوئی سچے دل سے چاہنے والا ہے۔

پھر میں نے بھی ساحل سے اظہار محبت کردیا ہم بہت خوش تھے پھر ہم نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں ہمیشہ ایک ہونے کے وعدے کئے پھر ساحل نے میرے ہاتھوں پہ کس کی۔

اُف ہو نرم لبوں کو میرے ہاتھوں کو چوم کر کہنا
ہوگئی ضد پوری کوئی دیکھ نہ لے اب تو جانے دو

پھر تقریباً رات دو بجے میں نے ساحل سے اجازت مانگی اور واپس کمرے میں لیٹ گئی بہت کوشش کی سونے کی لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی میں اپنے دل میں ساحل کے سپنے سجانے لگی نا جانے کس پہر نیند نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا صبح ہوئی ناشتے کے بعد ممانی لوگوں سے اجازت مانگی ممانی بولی کہ آپ لوگ چلے جائیں دل کو یہاں ہی رہنے دیں ممانے کہا ٹھیک ہے بھابی مگر دل سے تو پوچھ لیں ممانی نے مجھ سے پوچھا مگر میری تو خوشی کی کوئی انتہا ہی نہیں تھی پھر مما لوگ چلے گئے۔

میں نے یہاں بہت انجوئے کیا ہر روز ساحل کے ساتھ گھومتی صبح شام باتیں کرتی اب ساحل کے بغیر میں ایک منٹ بھی نہیں رہ سکتی تھی میرے دل میں ساحل کے لئے بہت پیار تھا یہاں تک کہ کھانے پینے کا بھی ہوش نہ تھا راتوں کو نیند نہیں آتی تھی ٹھیک کہتے ہیں عشق اندھا ہوتا ہے میں بھی ساحل کے پیار میں پاگل ہوچکی تھی ساحل کی کال آئی ہیلو میں پارک میں تمہارا انتظار کررہا ہوں جلدی آؤ میں جلدی سے تیار ہوئی اور ساحل کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ گئی۔

آج موسم بہت پیارا تھا ہر طرف بادل چھائے ہوئے تھے پھر زور کی بارش شروع ہوگئی ساحل نے میرا ہاتھ پکڑ کے کہا دل مجھے بارش بہت پسند ہے۔۔

کہو کالی گھٹاؤں سے ذرا جھوم کے برسے
کسی کے چہرے پہ زلف بکھری اچھی لگتی ہے

ابھی ہم باتیں کررہے تھے ایک لڑکی آئی اور ساحل سے بولی ڈارلنگ آؤ بارش انجوئے کریں پھر ساحل اس لڑکی کے ساتھ بارش میں نہانے لگے۔

مجھے بہت غصہ آیا اور میں بہت پریشان بھی ہوئی اور پھر میں گاڑی میں بیٹھی اور گھر چلی آئی کمرے میں لیٹ کر بہت روئی کہ ساحل نے ایک بار بھی نہ سوچا کہ دل کے دل پہ کیا گزرے گی میں ساری رات روتی رہی مگر بہت تیز بخار بھی ہوگیا تھا ممانی کمرے میں آئیں میرے ماتھے پہ ہاتھ لگا کر کہا کہ دل تمہیں تو بہت بخار ہے۔

میں نے کہا نہیں بس سر میں درد ہے صبح ساحل آیا اور کہنے لگا کہ دل تمہیں کل کیا ہوگیا تھا کیوں چلی آئی تھی گھر دل یار تم اس لڑکی کی وجہ پریشان ہو یار وہ میرے کالج کی لڑکی ہے اور تمہیں برداشت کرنا پڑے گا کیوں کہ میری بہت سی دوستیں ہیں اور پھر تم کہہ بھی سکتی تھی کہ ساحل میں تم سے پیار کرتی ہوں میرے علاوہ کوئی تم سے بات کرے میں نہیں چاہتی کہ تم کسی کے ساتھ گھومو وہ بولتا رہا میں اس کے آگے روتی رہی ساحل نے ایک بار بھی مجھے چپ نہ کروایا میں نے کہا ساحل میں تمہارا پیار ہوں پھر ساحل نے سوری کی میں نے بھی معاف کردیا۔

پھر ہم گھومنے چلے گئے کیوں کہ میں ساحل سے پیار کرتی تھی میں اس سے غصہ کیسے رکھ سکتی تھی۔

ہزاروں بھی روٹھے تو منالیں گے تجھے
مگر دیکھ محبت میں شامل کوئی دوسرا نہ ہو

Digest.pk

پھر ہم سارا دن گھومتے رہے رات کے کھانے کے بعد ساحل نے اجازت مانگی تو ممانی بولیں ساحل بیٹا دیکھ رات بہت ہوگئی ہے تم آج ادھر ہی رہ جاؤ ساحل ٹھہر گیا رات گئے تک ہم باتیں کرتے رہے پھر ممانی جان اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلی گئیں اور شو بھائی بھی اپنے کمرے میں چلا گیا میں بھی اپنے کمرے میں چلی آئی۔

میں کمرے میں آئی ہی تھی کہ ساحل بھی میرے پیچھے ہی چلا آیا اور کہنے لگا مجھے بھی اپنے کمرے میں سونے کی اجازت دے دو میرے لاکھ منع کرنے پر بھی وہ نہ گیا پتہ نہیں اس کے ذہن میں کیا شیطان آ گیا تھا آج ہم ایک چھت کے نیچے ایک ہی بستر پر ساری رات نہ ساحل خود سویا نہ ہی مجھے سونے دیا۔

آخر ہم پیار کی ساری حدیں پار کر گئے صبح ہوئی تو میں کسی سے آنکھیں نہیں ملا رہی تھی پھر میں ساحل سے کہا کہ ساحل اب ہم ایک دوسرے کے بہت ہی قریب ہو چکے ہیں تم ایسا کرو اپنے گھر والوں کو میرے گھر رشتہ لینے بھیجو ساحل بولا کہ ٹھیک ہے پھر میری چھٹیاں ختم ہوگئیں اور میں نے کل واپس جانا تھا میں نے ساحل کو بھی بتایا لیکن اس کے آج تیور بدلے لگ رہے تھے۔

میں ساحل سے دور نہیں جانا چاہتی تھی مگر ساحل کو کوئی پرواہ نہ تھی نجانے ساحل ایسا رویہ کیوں کر رہا تھا میں نے ساحل سے کہا کہ مجھے روکو گے نہیں تو کہتا نہیں یار تمہیں جانا ہوگا اور دیکھنا میں کتنی جلدی تمہیں دلہن بنا کو لاؤں گا۔

بھر نہ آئیں آنکھیں تو اک بات کہوں جان
اب تم سے بچھڑنے کا امکان بہت ہے

پھر وہ دن بھی آ گیا جب مجھے ساحل سے دور جانا پڑا سب لوگ مجھے اسٹیشن پہ بیٹھانے آئے تھے مگر ساحل نہ آیا بہت میسجز کیے مگر اس کا کوئی بھی جواب نہیں آیا پھر میں لاہور آ گئی ماما۔ پاپا سے ملی کھانا کھایا اور ماما میں بہت تھکی ہوئی ہوں پھر میں اپنے کمرے میں آ گئی اور پھر ساحل کو کال ملائی۔

ہیلو کیسے ہو ساحل۔ جی میں ٹھیک ہوں تم ریلوے اسٹیشن چھوڑنے کیوں نہیں آئے تھے۔ وہ تھوڑا سا کام تھا اس لیے نہیں آ سکا تھا پھر ہم ساری رات باتیں کرتے رہے اسی طرح ہماری بات فون پہ ہو جاتی تھی۔

میں ساحل کے عشق میں اس حد تک چلی گئی تھی کہ واپس آنے کا کوئی راستہ نہ تھا دن رات ساحل کے پیار میں سوچتی رہتی کھانے پینے کا بھی ہوش نہ رہتا میں ہر روز ساحل سے کہتی کہ پلیز ساحل تم اپنے گھر والوں کو بھیجو پر وہ کہہ کر ٹال دیتا کہ ابھی بہت ٹائم پڑا ہے اور دل بھی میں نے پڑھنا ہے ساحل بہت بدل گیا تھا اور میرا پڑھائی میں دل نہیں لگتا تھا۔

ہر لفظ میں تیرا عکس بسا ہے
اک چاند سا چہرہ مجھے پڑھنے نہیں دیتا

ماما نے مجھے اداس دیکھ کر کئی بار پوچھا کہ بیٹی کیا بات ہے کیوں چپ رہتی ہو میں ادھر اُدھر کی باتیں کر کے ٹال دیتی تھی۔

اب ساحل کی بہت کم کال آتی تھی ہر وقت نمبر ویٹنگ پر ہوتا میں پوچھتی تو کہتا کہ دوست کی کال تھی پھر چھوٹی چھوٹی باتوں پر مجھ سے جھگڑتا ہماری محبت کو تین سال ہو گئے تھے مگر اس کے گھر والے نہیں آئے تھے بلکہ ساحل مجھ سے بات بھی بہت کم کرتا تھا۔

ایک دن ہمارے گھر میری شادی کی بات چلی شادی میرے تایا کے بیٹا احسن سے کرنا چاہتے تھے میں بہت زیادہ پریشان تھی پھر میں نے ساحل کو بتایا مگر اس نے سنی ان سنی کر دی شاید اسے مجھ سے محبت نہیں تھی۔

پھر ایک دن ساحل کی کال آئی کہتا کہ میں نے گھر والوں سے بات کی ہے مگر وہ نہیں مان رہے اور ساتھ ہی کال بند کر دی اور پھر میں بہت روئی پھر ماما

Digest.pk

نے مجھے روتے ہوئے دیکھ لیا تھا میں نے ماما سے کچھ نہ چھپایا کی ماما کو سب کچھ بتایا ماما بولیں کہ بیٹی دل اگر ساحل کے گھر والے آئیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے میں بہت خوش ہوئی۔

میں نے ساحل سے بات اور کہا کہ میرے گھر والے مان گئے ہیں لیکن آج ساحل مجھ سے وہ کہہ گیا جو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی اس نے کہا ساحل جہاں تمہارے گھر والے کہیں وہاں رشتہ کرلو میں تم سے شادی نہیں کرسکتا میں یہ سن کر رونے لگی کہ پھر کیوں مجھے اپنے قریب کیا تھا جب دھوکہ دینا تھا کیا تمہیں مجھ سے پیار نہیں ہے کیوں میری زندگی برباد کر کے رکھ دی ہے لیکن ساحل فون بند کر چکا تھا۔

میں روتی رہی پھر کافی دن ساحل کا فون نہ آیا پھر میرے والدین نے میرا رشتہ تہہ کر دیا میری منگنی کر دی میں ساحل سے کہتی کہ ساحل پلیز مجھے مت چھوڑو میں تیرے بغیر مر جاؤں گی پھر ایک رات ایسی بھی آئی کہ جو مجھ سے میری ساری خوشیاں چھین کر لے گئی ساحل کی کال آئی اور کہا کہ دل میں آج رات بارہ بجے تمہیں لینے آؤں گا ہم کورٹ میرج کرلیں گے میں نے کہا کہ ایسے کیسے ہوسکتا ہے۔

دیکھو دل اگر تم نہ آئی تو میں خودکشی کرلوں گا اور اگلی صبح تم میرا مرا ہوا منہ دیکھو گی اپنے گھر کے سامنے اور ساتھ ہی کال بند کر دی۔

میں یہ سن کر رونے لگی اے خدا تم نے مجھے کس مشکل میں ڈال دیا ہے یا مجھے کس بات کی سزا مل رہی ہے میں کیا کروں کہاں جاؤں ایک طرف میرے ماں باپ ہیں اور دوسری طرف میرا پیار میں اپنے والدین کو بھی نہیں چھوڑ سکتی اور ساحل کے بغیر بھی نہیں رہ سکتی بہت سوچنے کے بعد میں نے ساحل کے ساتھ جانے کا فیصلہ کرلیا رات بارہ بجے ساحل کی کال آئی بولو دل تیار ہو کیا۔

میں تمہارے گھر کے سامنے تمہارا انتظار کر رہا ہوں ہاں ساحل میں تیار ہوں پھر میں اٹھ کر اپنے ماما۔ پاپا کے کمرے میں آئی جو بہت گہری نیند سوئے ہوئے تھے میں ان کو دیکھ کر بہت روئی اور پھر میں گھر سے باہر نکل آئی اور ساحل کے پاس آئی اگلی صبح ہم اسلام آباد پہنچ گئے۔

ہم نے ایک ہوٹل میں ناشتہ کیا اور تھوڑی دیر بعد ہم ساحل کے گھر پہنچ گئے جب گھر داخل ہوئے تو اس کے گھر والوں نے مجھے دیکھ کر اس سے بولے کہ ساحل لے جاؤ اسے جو اپنے ماں باپ کی نہ بن سکی وہ تمہاری کیا بنے گی اگر تم اسے نہیں چھوڑ سکتے تو تمہاری آنے والی نسل بھی ایسے ہی کرے گی ہم تمہیں اپنی جائیداد کے الگ کر دیں گے اور تم ہمارا مرا ہوا منہ دیکھو گے ساحل کو اور مجھے دھکے دے کر باہر نکال دیا میں روتی رہی۔

ساحل مجھے لے کر ایک کرائے کے مکان میں آ گیا ہمیں ایک ہفتہ ہو گیا تھا مگر میں ساحل کے ساتھ بغیر نکاح کے رہ رہی تھی اور پھر ساحل بھی مجھ سے ٹھیک طرح سے بات نہیں کرتا تھا پھر ایک دن ساحل باہر کچھ سامان لینے گیا ایک لڑکی آئی اس کے ہاتھ میں لفافہ تھا دل یہ آپ کے نام ہے۔

جی میرے نام ہاں ساحل بھائی نے بھیجا ہے لیکن ساحل تو ابھی باہر گیا ہے لڑکی لفافہ دے کر چلی گئی میں نے اسے کھولا تو ایک لیٹر نکلا میں نے اسے پڑھنا شروع کیا جس پہ لکھا تھا۔

ہیلو دل مجھے معاف کر دینا میں نے تیرا دل توڑا ہے میں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جا رہا ہوں دل میں اپنے والدین کو نہیں چھوڑ سکتا میں ہی تو ان کا سہارا ہوں ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا تم اپنے گھر واپس لوٹ جاؤ اور اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا آپ کا مجرم ساحل۔

میں یہ سب پڑھ کر بہت روئی اپنے آپ کو مارنے لگی نہیں ساحل نہیں تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر

Digest.pk

سکتے تم مجھے اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتے ساحل میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی تم نے میرے ارمانوں کا گلا گھونٹ دیا تم میری خواہشوں کے قاتل ہو تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے اگر تمہیں مجھ سے محبت نہیں تھی تو کیوں مجھے گھر سے قدم اٹھانے پر مجبور کیا کس منہ سے واپس جاؤں گی میں بھی تو اپنا گھر بار والدین سب کچھ چھوڑ کر آئی تھی تم بے وفا ہو تم نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں تھیں کہاں گیا تیرا وہ پیار تم صرف میرے جسم کے پیاسے تھے تم مطلبی تھے کاش میں تم پہ اتنا اعتبار نہ کرتی کاش میں اپنے گھر سے یہ قدم نہ اٹھاتی۔

میں روتی چلاتی اس گھر سے باہر نکل آئی میری تو دنیا اجڑ چکی تھی اتنے بڑے شہر کی سڑکوں پہ آ گئی بھوک سے نڈھال تھی گرتی اور کبھی خود کو سنبھالتی پاگلوں جیسا حال ہو گیا تھا بال بکھرے ہوئے تھے اور ایک جگہ فٹ پاتھ پہ آ کر بیٹھ گئی مجھے میرے والدین بہت یاد آ رہے تھے میں مسلسل روئے جا رہی تھی دسمبر کی سخت سردی سے جان نکل رہی تھی پیروں میں جوتا بھی نہ تھا میں نے خودکشی کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور دریا کے کنارے کھڑی ہو گئی۔

میں جیسے ہی دریا میں چھلانگ لگانے لگی ایک بابا نے پیچھے سے میرا ہاتھ پکڑ لیا بیٹا یہ کیا کر رہی ہو بابا چھوڑ دو مجھے جانے دو مرنے دو مجھے ایسی زندگی سے تو مرنا ہی اچھا ہے میں روئے جا رہی تھی کہ بابا نے میرے سر پہ ہاتھ رکھا اور کہا چلو میرے ساتھ میرے گھر بابا نے مجھے اپنے بارے میں بتایا میں اس کے ساتھ چلی گئی اس نے کھانا دیا پھر میں نے بابا کو اپنی داستاں سنائی اور گڑگڑا کے روئی بابا اس دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہے۔

بزرگ بابا نے میرے سر پہ ہاتھ رکھا اور مجھے واپس گھر جانے کو کہا نہیں بابا جی میں گھر کیسے جاؤں اپنے والدین کو کیا منہ دکھاؤں گی نہیں بیٹا اپنے سب کچھ کھو دیا

والدین سے معافی مانگ لینا وہ ضرور تمہیں معاف کر دیں گے پھر ساری رات میری روتے ہوئے گزر گئی صبح ہوئی تو بابا جی نے مجھے اسٹیشن سے ٹکٹ لے کر بٹھایا اور واپس چلے گئے میں سارے راستے سوچتی رہی کہ پتہ نہیں میرے والدین مجھے معاف کر دیں گے یا نہیں جب میں گھر کی طرف بڑھی تو میرے محلے کے لوگ میرے گھر کے پاس جمع تھے اور رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

میں نے جلدی سے سب سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے جب میں اندر گئی تو کفن میں چھپے چہرے ایک سے کپڑا اٹھایا تو میرے پاپا تھے دوسرے سے اٹھایا تو میری ماما تھیں۔

میں کبھی ماما کا چہرہ چومتی ہوں اور کبھی پاپا کا میں زور زور سے چیخ رہی تھی میں تو پاگل ہو گئی تھی ماما پلیز مجھے معاف کر دیں پاپا مجھے اکیلا چھوڑ کر مت جائیں مجھے اتنی بڑی سزا نہ دیں پاپا اٹھو آپ کے بغیر میرا کوئی نہیں ہے آپ کی اکلوتی لاڈلی بیٹی آپ کے پاس ہمیشہ کے لیے آ گئی ہے آنکھیں کھولیں اے اللہ یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے ماما۔ پاپا آپ لوگ میری آنکھوں میں آنسوں نہیں دیکھ سکتے تھے آج میں رو رہی ہوں مجھے گلے سے لگائیں میں بہت ٹوٹ چکی ہوں پاپا جس کے لیے میں آپ لوگوں کو چھوڑ کر گئی تھی اس نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے میں کبھی ماما کے منہ چومتی اور کبھی پاپا کے پیر پاپا مجھے کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ پھر میرے ماما۔ پاپا مجھ سے ہمیشہ کے لیے دور چلے گئے۔

اور لوگ انہیں منوں مٹی کے نیچے دبا کر آ گئے میں روتی رہی سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے میں گھر میں اکیلی رہ گئی۔

پھر میرے تایا جان نے میرا رشتہ اپنے بیٹے اسد کے لیے لے لیا اور شادی ہو گئی میں اسد کا بہت خیال رکھتی اسد بھی مجھے پیار دیتا لیکن میری ساس

Digest.pk

میرے ساتھ بہت برا سلوک کرتی مجھے ہر چھوٹی چھوٹی باتوں پر طعنے دیتی مجھ سے نوکرانی جیسا سلوک کرتی سارا دن کام کرواتی سب کا بچا ہوا کھانا رات کو دیتی میں یہ ظلم برداشت کر لیتی ہوں کبھی اسد سے گلہ نہیں کیا میں ہر روز اپنے والدین کی تصویر کو دیکھ کر روتی رہتی ہوں کیوں کہ میرے پاس ساحل کی بے وفائی ہے دن رات ستاتی ہے جس انسان کے لیے میں نے اپنا آپ تباہ کیا اپنے والدین کو چھوڑا اس نے مجھے دھوکہ دیا آج سوچتی ہوں کہ کاش مجھے ساحل سے پیار نہ ہوتا میں اس کے لیے اپنے گھر سے یہ قدم نہ اٹھاتی جب یہ سوچتی ہوں تو آنسو موتیوں کی شکل میں گرتے ہیں کاش میں اپنے آنے والے وقت کے بارے میں سوچ لیتی۔

آج پورے دو سال ہو گئے ہیں مجھے ساس اور نند کے طعنے سنتے ہوئے میرے لیے دعا کریں کہ خدا میری خوشیاں مجھے نصیب کرے۔

(۱) اے عشق تو نے تو رولا کے رکھ دیا
پوچھ میرے بچپن سے کتنی لاڈلی تھی میں۔
(۲) ہوا تو مجھے بھی کچھ نہیں
تھوڑے سے ارمان ٹوٹے ہیں
تھوڑے سے خواب بکھرے ہیں
تھوڑے سے لوگ بچھڑے ہیں
ہوا تو مجھے کچھ نہیں
تھوڑی سی نیندیں اڑ گئی ہیں
تھوڑی سی خوشیاں چھن گئی ہیں
تھوڑا سا بچپن گنوایا ہے
ہوا تو مجھے کچھ نہیں
بس اپنا آپ گنوایا ہے
آنکھوں کو برسنا سکھایا ہے
محبت کا صلہ پایا ہے
ہوا تو مجھے کچھ نہیں
کسی اپنے نے رولایا ہے
سب کچھ کھو دیا

قارئین یہ تھی دل کی کہانی کیسی لگی آپ کو اپنی رائے سے ضرور نوازئے گا۔

آخر میں قارئین کے لیے جو لڑکیا اپنے گھر سے غلط قدم اٹھاتی ہیں ان کو میرا پیغام ہے کہ خدارا ایسا نہ کریں کہیں وہ نہ ہو کہ معصوم دل کی طرح روتی رہے اور اپنے والدین کے مقدس رشتے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو دیں۔

آخر میں جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام انشاء اللہ آئندہ بھی اک نئی کاوش کے ساتھ حاضر ہوں گی آپ کی دعاؤں کی طلبگار۔

بچھڑ کے مجھ سے میرے حبیب روٹھ جانا تو لوٹ آنا
ان وادیوں کی پہاڑ راتیں نہ کاٹ پانا تو لوٹ آنا
کون منائے گا تجھے اس پرائے دیس میں میرے سوا
یونہی کسی سے لڑائی جھگڑے میں روٹھ جانا تو لوٹ آنا.....
کبھی دل کی گہرائیوں سے چاہ کر تو دیکھو
تیرے رستے کی دھول نہ بن جائیں تو کہنا

قطعہ

اس وقت کی دہلیز پہ سونا کسے نصیب
اس سکتے کے عالم میں رونا کسے نصیب
انجم دل آئینوں کی طرح ٹوٹ جاتے ہیں
نیند کو آنکھوں میں سمونا کسے نصیب
محمد خان انجم

تمہیں ہر وقت وہ گزرا زمانہ یاد آئے گا
نہ ہوں گے ہم تو ہنسنا ہنسانا یاد آئے گا
بہانے جب کرے گا کوئی تم سے کچھ نہ ملنے کے
تمہیں، اک اک اپنا بہانہ یاد آئے گا

Digest.pk

زہر

تحریر۔ محمد خان انجم۔ 0347.6373135

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں ایک ایسی داستاں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جیسے پڑھ کر آپ کی روح تک کانپ جائے گی ایک تلخ حقیقت کہانی جس کا نام میں نے ۔زہر۔ رکھا ہے امید ہے سب کے دل میں اتر جائے گی اور اس پر عمل کر ایسی برائیاں جن سے ہماری نوجوان نسل کی زندگی تباہ و برباد ہو رہی ہے ان کو روک لو اور ان کو ایک نئی زندگی دو تا کہ وہ بھی اس رنگین دنیا میں اپنی اچھائی پیش کر سکیں
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

تخلیق کو انسانی ڈھانچے میں ریڑ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔
دنیا کمپیوٹرائزڈ ہوگئی ہے لیکن ریموٹ انسان کے ہاتھ میں ہی ہے۔
ضرورت ایجاد اور تخلیق کی ماں ہے تو واقع ہی ہے لیکن بعض ضرورتیں ہم نے ایسی مرتب کر ڈالی ہیں جو اس چار دن کی زندگی کو چار لمحوں میں تبدیل کر دیتی ہیں انسان خود رب کائنات کی انمول افضل و اعلیٰ اور پاکیزہ تخلیق ہے۔
مگر افسوس صد افسوس آج کا انسان بے راہ روی کا اتنا گرویدہ ہو چکا ہے کہ ہم ایسے سوچ بھی نہیں سکتے کہ ہم ایک مہذب معاشرے کا قیام کبھی عمل میں لا سکیں گے انسانی خون کا ایک قطرہ کروڑوں اربوں روپے سے بھی بالاتر ہے لیکن واہ رے انسان تم نے اس خون میں وہ زہر انڈیل دیا ہے جس نے اس خون کا ہر کوڑی کے بھاؤ سے بھی کم تر کر ڈالا ہے اے اشرف المخلوقات میرا قلم رو رو کر تم سے سوال کر رہا ہے میری نم آنکھیں ان ماؤں کے لخت جگر دیکھ رہی ہے جو اپنے پیاروں کا دکھ اپنے سینے میں دفن کر کے خود بھی مٹی کی آغوش میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو گئے۔
ہے کوئی میرے سوالوں کا جواب دینے والا خدارا مجھے بتائیے یہ زہر کس انسان سوچ کر تخلیق کردہ ہے ۔جواب عرض کے اوراق کو بغور مطالعہ کرنے والوں کروڑوں قارئین میں سے کون بولے گا کوئی نہیں کوئی نہیں مجھے اس قاتل زہر کا سوراخ چاہئے یہ زہر کدھر سے آتا ہے کیوں آتا ہے کیسے آتا ہے ہمارے قائد کے خیالوں کی رگوں میں کون یہ زہر اتارتا ہے اور کیوں اتارتا ہے۔
کچھ تو بولو یارو کچھ تو کہو چند ماہ پہلے اپنے گاؤں سے کسی کام کے سلسلے میں لدھے وال دیپالپور جانا پڑا اکثر ہی شہر کا چکر لگتا تھا میرا چونکہ الیکٹرونکس کا کام ہے سامان وغیرہ لینے کیلیے دوسرے تیسرے دن شہر جانا پڑتا ہے مجھے اس دن میرا مطلوبہ سامان دیپالپور سے نہ مل سکا میں نے کوچ کے ذریعے اوکاڑہ شہر روانہ ہو گیا کیوں کہ وہ ہمارا ضلع ہے اور کافی بڑا ہے مین ملتان روڈ اب واقع کافی ترقی کر چکا تھا۔

Digest.pk

Digest.pk

ہمیں لاہور ریٹ پر ہمارا سامان با آسانی مل جاتا ہے سردی شدید تھی میں اوکاڑہ شاپ پہ اتر ارکشہ میں بیٹھنے ہی والا تھا کہ ایک تقریباً پچیس سالہ نوجوان لاٹھی پر چلتے ہوئے میرے سامنے آکر رکا۔

اللہ کے نام پر دے جا بابو۔ اللہ تیرے سارے کام آسان کر دے گا میں نے سر سے لیکر پاؤں تک اس کا بغور جائزہ لیا اس کے باقی جسم کی نسبت اس کے ہونٹوں کا رنگ عجیب تھا جیسے پھلہری کے نشان ہوتے ہیں ابھی وہ ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا کہ قریب سے ایک اور لڑکا گزرا اور اونچی آواز میں بولا باؤ جی یہ پیتا ہے اس کو کچھ مت دیجئے گا۔

کیا پیتا ہے۔ میں نے اس سے سوال کر ڈالا باؤ جی پاؤڈر باؤ جی ہیروین اور اب تو یہ شیشہ بھی پینے لگا ہے مجھے قدرغصہ بھی آیا لیکن میں نے بڑے حوصلے کیساتھ اس مانگنے والے کو ایک سائیڈ پر بلایا اس سے کچھ پوچھنا شروع کر دیا۔

تمہارا نام کیا ہے۔ وہ حیرت سے مجھے دیکھے جارہا تھا اپنا نام بتاؤ شاباش میں تم کو بہت سارے پیسے دوں گا اچانک اس کے لبوں نے حرکت کی ۔جگو۔ یہ کیا نام ہوا پورا نام بتاؤ۔جگیر۔یعنی جہانگیر ادھر شہر میں ہی رہتے ہو۔ہاں۔۔کون سی جگہ گھر ہے تمہارا۔وہ نہر والی پل ہے ناں ادھر ہی رہتا ہوں کیوں پیتے ہو یہ زہر۔باؤ جی یاروں بیلیوں دوستوں نے لگا دیا تھا۔کتنے بہن بھائی ہو۔ماں باپ کیا کرتے ہیں وہ جی ماں تو مر چکی ہے اور میں اکیلا ہی ہوں چھوٹی چار بہنیں ہیں اور باپ بھی پیتا ہے میں سارا دن مانگتا ہوں کوئی دس روپے دیتا ہے کوئی پانچ اور کوئی زیادہ بھی دیتا ہے۔

جب کھانے کا ٹائم ہوتا ہے مختلف ہوٹلوں سے بچا کچا کھانا لے جاتا ہوں وہی کھا لیتے ہیں۔اور تمہاری بہنیں کیا کرتی ہیں جی وہ ابھی چھوٹی ہیں ایک بارہ سال کی ہے اور کوئی آٹھ سات اور پانچ سال کی ہیں اب تو ابا انہیں بھی بازار میں بھیک مانگنے بھیجنے لگا ہے اس کو پیتے ہوئے پندرہ سال ہو گئے ہیں اب وہ چل پھر نہیں سکتا اس لیے وہ گھر میں ہی رہتا ہے۔

کیا تم یہ زہر چھوڑ نہیں سکتے۔نہیں باؤ جی اب تو ایک گھنٹہ پڑی نہ ملے تو بدن ٹوٹتا ہے کیا تم کو اپنی چھوٹی بہنوں کا بھی ذرا خیال نہیں آتا جب وہ بڑی ہونگی تو ان کا مستقبل کیا ہوگا آج کل لوگ قابل بھروسہ نہیں رہے کیا تمہاری غیرت گوارہ کر لے گی جب وہ بچیاں جوان ہو کر مانگیں گی۔

باؤ جی یہ بھی پتہ ہے لیکن اس عادت نے مجھے بالکل ناکارہ کر دیا ہے اب میں کوئی اور کام نہیں کر سکتا اچھا تم ایسا کرو مجھے اپنے باپ کے پاس لے چلو میں اسے کہوں گا کہ جگو کو کوئی کام سیکھنے دو میں تمہارا علاج بھی کرواؤں گا تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے اور یہ زہر بھی پینا چھوڑ دو گے۔ناں بابا۔ناں۔ابا مجھے بہت مارے گا اور تمکو بھی برا بھلا کہے گا۔

نہیں جگو یار مجھے تم اپنے گھر لے چلو تمہارا ابا کچھ بھی نہیں کہے گا میں اس کو سنبھال لوں گا وہ خوف زدہ ہوا لیکن میں نے کہا یہ دیکھو میں پاس کتنے ہزاروں روپے کے نوٹ ہیں میں سب تمہارے ابا کو دوں گا۔

میں نے لالچ دیا تا کہ وہ کھل کر پاؤڈر خرید ے اور جی بھر کے پیتا رہے اور تم کو میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا اچھے کپڑے لے کر دوں گا اور یہی اپنے والا الیکٹرونکس کا کام بھی سکھاؤں گا پیسوں کے لالچ میں آکر وہ مجھے اپنے گھر لے جانے پر رضامند ہو گیا بس شاپ سے نہر کا پل تقریباً دو کلو میٹر تھا میں نے اسے آٹو رکشے میں بٹھایا تو لوگ مجھے عجیب وغریب نظروں سے دیکھنے لگے۔

لیکن میں کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر جگو کے گھر کی طرف بڑھ رہا تھا ہم نے ریلوے لائن کا پھاٹک کراس کیا تو لائن کے ساتھ ساتھ چلنے لگے تھوڑی دور

Digest.pk

مجھے ایک جھونپڑی سی نظر آئی جس طرح عام خانہ بدوش کی رہائش ہوتی ہے ہم دونو چلتے چلتے جھونپڑی کے پاس پہنچ چکے تھے۔

جب میں نے اس جھونپڑی کا جائزہ لیا تو اندر ایک بوڑھا شخص جو ہڈیوں کا ڈھانچا زیادہ اور انسان کم نظر آتا تھا مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا اس کے ہونٹ بھی جگو کی طرح تھے شاید یہ زہر ہی ایسا ہے اس نے بڑی مشکل سے لبوں کو حرکت دی جگو یہ باؤ کون ہے اور ادھر کس طرح آیا ہے۔

اسلام علیکم بابا جی۔۔واعلیکم اسلام۔کون ہے تو میں جگو کا دوست ہوں دوست۔ہاں دوست۔کیا تو بھی پیتا ہے۔نہیں۔۔پھر ادھر کیا لینے آیا ہے۔میں اسے بچانا چاہتا ہو بابا جی۔ناں۔۔ناں۔۔ناں۔۔ناں۔باؤ جی اسے اور مجھے ایک گھنٹہ پڑی نہ ملے تو ہم تڑپ تڑپ کر مر جائیں گے جا تو اپنا راستہ ناپ۔اور اسے دھندہ کرنے دے جا۔۔جا۔۔جا۔۔اتنے میں دو بچیاں بھی اسی جھونپڑی میں آگئیں ننگے پاؤں مٹی سے گندے الجھے بال اور کسی سے مانگ کر زیب تن کیے ہوئے کپڑے جو ان کے جسم کو آدھا ڈھانپ رہے تھے۔

اہل دل اور اہل قلم ان بچیوں کی حالت دیکھ کر تڑپ تو جائیں گے مگر ان کا باپ کسی وحشی درندے کی طرح ان کو ڈانٹنے لگا حرام زادیو آج پھر خالی ہاتھ آگئیں تو کیا سارا شہر آج بھوکہ ہی سو گیا تھا جو تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔

دونوں بچیاں ڈر اور خوف کے مارے سہم گئیں ان کی آواز نہیں نکل رہی تھی اتنی شدید سردی میں ٹھٹھرتی دونوں بچیاں ظالم باپ کے انسانیت سوز رویئے صرف رو نہ سکیں میرے اندر کے انسان نے مجھے سر سے پاؤں تک جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا میرا دل چاہتا تھا کہ جگو کو بھی اور ان ننھی کلیوں کو بھی اس سنگدل انسان سے خرید کر لے جاؤں چاہے مجھے اپنا آپ بھی فروخت کرنا پڑے۔بابا جی یہ تو ظلم ہے ان کا کیا قصور اگر ان کو خیرات وغیرہ نہیں ملی تو یہ لو ہزار کا نوٹ اور جگو جا کر ہوٹل سے کھانا لے کر آؤ اور میں نے آگے بڑھ کر دونوں بچیوں کے سر پر پیار دیا تو وہ دونوں دھاڑیں مار مار کر رونے لگیں۔

بنت حوا کی یہ دو ننھی کونپلیں مجھے اپنی بہنوں جیسی لگ رہی تھیں نا جانے دوسری دونوں کہاں تھیں۔

وقت کے بہتے ہوئے ظالم دھارے نے انہیں ماں کی ممتا سے پہلے ہی دور کر دیا تھا ورنہ شاید آج ان کا یہ حال نہ ہوتا بڑی بڑی روح فرسا داستانیں جنم لیتی ہیں دیکھی بھی اور ان کو قلم بند بھی کیا لیکن آج مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے میں بھی جگو اور ان دونوں بچیوں کا قومی مجرم ہوں ہم تو اس قوم کے ہیرو تھے ہماری رگوں میں بھی نسل آدم کا لہو تھا مگر آج ہم خود ہی اپنے ہاتھوں سے اس خون میں یہ زہر ملا رہے ہیں کہیں پڑیوں کی صورت تو کہیں انجکشن میں ڈال کر اپنی رگوں میں پیوست کر رہے ہیں۔

کیوں آخر کیوں۔میری آنکھیں برسنے لگیں نجانے کتنی ہی دیر میں وہاں کھڑا اپنے ضمیر کو ملامت کرتا رہا اچانک مجھے جگو نے آواز دی کہ باؤ جی آجاؤ آپ بھی کھانا کھا لو وہ شاید آج کتنے دنوں بعد کتنے سالوں بعد ایسا کھانا دیکھ رہا تھا۔

نہیں یار جگو تم لوگ کھا لو تمہیں سخت بھوک لگی ہوئی ہے اور اپنی بہنوں کو بھی اور اپنے باپ کو بھی دو۔

اے رزاق اپنے رزق کی تقسیم دیکھ لے
تھپک کے ماں نے لال کو بھوکہ سلا دیا

وہ بوڑھا مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا اچانک بولا چل اوے بابو اپنی راہ پکڑ۔ان کو ہزاروں کے نوٹ نہ دکھاو ورنہ یہ دھندا نہیں کریں گے تو کتنے ہزار ہم کو دے سکتا ہے۔

بابا جی تم سب لوگ میرے ساتھ چلو میں تم سب کا خرچہ اٹھاؤں گا میرے پاس اللہ کا دیا سب کچھ

Digest.pk

ہے میں جگو کو اپنا شاگرد بناؤں گا بلکہ اپنا چھوٹا بھائی بنا کر رکھوں گا لیکن ان معصوم کلیوں کو مت رولو جوان جہان جگو ابھی تو یہ سب چھوڑ دے گا لیکن پانچ دس سال اور پیتا رہا تو تمہاری طرح یہ بھی چارپائی پر بیٹھ جائے گا آج اس کے سدھرنے کے دن ابھی باقی ہیں میں اسے عزت دوں گا نام دوں گا یہ کل کو جگو نہیں رہے گا بلکہ الیکٹرونکس کے نام سے جانا جائے گا یہ اپنی بہنوں کی شادیاں بھی کرے گا نہ بد دعائیں لو ان چھوٹی چھوٹی بچیوں کی۔ بابا جی۔ ناں۔ باؤ۔ ناں۔ تم ہمارا دھندا خراب کرو گے کوئی کسی کو نہیں کھلاتا ہمیں نہیں چاہیں تمہارے دس ہزار جا چلا جا۔

اچھا جگو تم میرے ساتھ جاؤ گے جگو نے ایک نظر اپنے ظالم باپ پر ماری اور سہم سا گیا مجھے کوئی جواب نہ دے سکا مان جاؤ بابا جی اور تم سب لوگ میرے ساتھ چلو۔ اچھا باؤ تم ابھی جاؤ میں ادھر ہی ہوں میری باقی دو بیٹیاں آتی ہیں تو میں ان سے بھی پوچھوں گا اگر سب کا مشورہ ہوا تو ہم سب تیرے ساتھ ضرور جائیں گے۔

میرا ضمیر تو مطمئن نہیں تھا لیکن اس امید پر کہ شاید میری اتنی سی ہمت ان معصوم کلیوں کا مستقبل سنوار دے میں نے آخری نظر سب پر ڈالی جگو سے ہاتھ ملایا اور ان دونوں بچیوں کے سر پر پیار دیا اور وہاں سے اس امید کے ساتھ لوٹ کر شہر اپنا سامان لینے کے بعد گھر چلا گیا۔

کچھ دن میں نے دوبارہ ادھر آؤں گا تو یہ سب لوگ میرے ساتھ جانے پر تیار ہو جائیں گے جگو کی آنکھوں میں میں نے کافی امید دیکھی تھی وہ میرے ساتھ آنا چاہتا تھا لیکن باپ کا فیصلہ کرنے پر رک گیا میں شام کو اپنا سامان لے کر اپنے گاؤں واپس آ گیا کام میں کچھ زیادہ ہی بزی رہا۔

دو ہفتے بعد مجھے یاد آیا تو میں ان لوگوں کا معلوم کرنے اوکاڑہ چلا گیا مجھے بڑی امید تھی کہ جگو کا باپ اب مان جائے گا حالانکہ اس دن مجھے کوئی اور کام نہیں تھا صرف ان لوگوں کی خاطر اسپیشل جا رہا تھا جب میں رکشے سے نہر کے پاس اترا تو پیدل ہی خیمے کی طرف جانے لگا میری نظر دور دور تک گئی لیکن مجھے خیمہ نظر نہ آیا میں شدید پریشانی کے عالم میں اس مطلوبہ جگہ پر پہنچا لیکن وہاں خیمے کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔

تھوڑا آگے چلا تو دو لڑکے کوڑے کے ڈھیر سے کچرا چن رہے تھے ان سے پوچھا کہ کچھ دن پہلے یہاں ایک خیمہ تھا ان لوگوں کا کچھ پتہ ہے وہ کدھر گئے ہیں۔

باؤ جی وہ جو جگو کو خیمہ تھا۔ اس کی بات کر رہے ہو۔ ہاں ہاں وہی جگو جگو کا خیمہ باؤ جی آج سے دس دن پہلے جگو کا باپ زیادہ پینے کی وجہ سے مر گیا تھا اس کے بعد جگو اور اس کی بہنوں کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ لوگ کدھر ہیں۔

او مائی گارڈ۔ میرے سارے خواب ٹوٹ گئے پھر میں نے سارا دن پورے اوکاڑہ شہر کی خاک چھان ماری مگر مجھے جگو نہ مل سکا شام کو مایوس اپنے گاؤں لوٹ آیا ایک بار پھر میری اور ضمیر کی جنگ شروع ہو گئی کبھی سوچتا میں مزید اس کے باپ کی منت سماجت کر لیتا اس دن تو اس کی جو زندگی تھی وہی تھی جگو اور ان معصوم بچیوں کا تو کچھ بن جاتا۔

اب جگو کا پتہ نہیں کیا حال ہوگا سوچتا اگر اس دن میں اسے اپنا ایڈریس دے آتا تو ہو سکتا تھا جگو باپ مرنے کے بعد سیدھا میرے پاس آ جاتا بہر حال اب کیا ہو سکتا تھا میں نے تو اپنا فرض نبھانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ان کی لوگوں کی قسمت۔ شہر شہر جا کر جگو کو تلاش کرتا رہا کہ کبھی نہ کبھی کہیں نہ کہیں تو ضرور ملے گا مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ ہم کب بدلیں گے کیوں کہ خدا بھی اس قوم کی حالت بدلتا ہے جو قوم اپنی تقدیر خود بدلنا چاہتی ہے۔

خدا بھی اس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا ۔

Digest.pk

نہ جس کو خود خیال اپنی حالت کے بدلنے کا

میرے شہر میں اا پ کے شہر میں اس معاشرے میں قدم قدم پر ہمیں ہزاروں جگو ملتے ہیں لیکن ہم کبھی ان کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے کیوں کیا وہ بچیاں ہماری بچیاں نہیں۔

آپ لوگ بھی سوچیں مگر کیوں سوچیں۔ اور کب سوچیں۔ ہمارے پاس تو ٹائم ہی نہیں ٹائم کدھر گیا۔ بڑے بزرگوں کی جیٹھکیں کدھر گئیں سب کچھ چھین لو۔ کما لو۔ پکڑ لو۔ اس روپے پیسے کو کیا ہماری یہی زندگی کا مشن ہے۔ نہیں۔ کبھی نہیں ہم اپنے فرائض بھول رہے ہیں۔ زندگی اپنے لئے ہی جیتے ہیں ہر ہر لمحہ دولت کے لئے وقف نہیں کرتے اسی دولت نے اس زہر کو جنم دیا جس نے ہر دوسرا نوجوان جہانگیر سے جگو بنا دیا ہے۔

پالیمنٹ ہو۔ بازار حسن ہو۔ یا کوئی شاپنگ سینٹر مال ہر جگہ بکتا ہے کہیں دولت کا زہر تو کہیں جسم کا زہر کبھی ہمارے عمال کا زہر تو کبھی ہیروین پاؤڈر کا زہر اور کہیں رشوت کا زہر شمار نہیں ہوتے اس زہر کا مجھے دکھ ہے تو آپ کو کیوں نہیں میں ہی کیوں سوچتا ہوں کہ کسی جگو کی اصلاح ہو جائے آپ کیوں نہیں سوچتے میرا قلم ڈگمگا رہا ہے ہر سوچ پر پہرہ سا لگ رہا ہے آنکھ نم ہے لیکن کیوں اس لیے کے میری آنکھوں نے ان معصوم بچیوں کو دسمبر کے موسم میں ٹھٹرتے اور سہمے دیکھا ہے۔ میں وہ مناظر کبھی نہیں بھول سکتا ہاں میں کبھی کہتا ہوں کہ میں بھی بنت حوا کی یوں پامالی کا ذمہ دار ہوں۔

پاکستان میرا ہی تو وطن ہے جس میں یہ زہر سر بازار محض چند روپیوں کی خاطر نیلام ہو رہا ہے کیا ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی عزتوں کو برہنہ نہیں کر رہے ہم سب مجرم ہیں ہماری نمازیں ہمیں نہ بچا سکیں گی کیوں کہ حقوق اللہ کی تو شاید معافی ہے لیکن حقوق العباد کی کوئی معافی نہیں ہے کیا یہ زہر ہم اپنے ہاتھوں سے بیچ کر حقوق العباد کا تحفظ کر رہے ہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ میری تحریر لمحہ فکریہ ہے ان لوگوں کے لیے جو ہر نوجوان کے خون میں زہر اتار رہے ہیں۔

خدارا کسی کسی جہانگیر کو اب جگو نہ بننے دیجئے گا ورنہ روز قیامت اسی زہر سے کمائی جانے والی ہمارے لیے کبھی نہ ختم ہونے وال زہر بن جائے گی۔

خدارا اپنی قوم کی اصلاح کیجئے اپنی آخرت کی اصلاح کیجئے مجھے پوری امید ہے میری تحریر پڑھ کر ہر پڑھنے والا کم از کم ایک جگو کو تو اس زہر سے بچا ہی لے گا اللہ نگہبان۔

غزل

اکثر چوٹ کھاتی ہے محبت مسکراتی ہے
اپنا گھر لٹاتی ہے محبت مسکراتی ہے
زمانے کی اذیت سے اگر دوچار ہوں بھی تو
محبت گنگناتی ہے محبت مسکراتی ہے
اپنی بے وفائی کا اثر تم بھی ذرا دیکھو
محبت بڑھتی جاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی ہنسنا کبھی رونا کبھی پانا کبھی کھونا
کیا کیا رنگ دیکھاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی مسکان ہونٹوں کی کبھی تحریر آنکھوں کی
جب بھی یاد آتی ہے محبت مسکراتی ہے
درد و غم کی طغیانی شہر دل میں ہے لیکن
ہر دکھ کو چھپاتی ہے محبت مسکراتی ہے
دسمبر کی بارش اور یخ بستہ ہواؤں میں
من میرا جلاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی دیکھی جو بھولے سے تیری تصویر بچپن کی
غم ہجراں بڑھاتی ہے محبت مسکراتی ہے

سیدہ جیا عباس۔ مرالی تلہ گنگ

Digest.pk

اچھی باتیں

☆سب سے زیادہ عقل مند وہ شخص ہے جو اچھی طرح اپنی بات کو ثابت کر سکے

☆علم ایک ایسی چیز ہے جو کبھی بوڑھی نہیں ہوتی

☆دل ایک آئینہ ہے اگر وہ برائی سے پاک ہے تو اس میں خدا نظر آتا ہے

☆ماں باپ کی طرف پیار سے دیکھنا بھی ایک عبادت ہے

☆غم اور انسان جڑواں پیدا ہوتے ہیں

☆کسی کا دل نہ دکھا تو بھی دل رکھتا ہے

☆کسی کو نصیحت نہ کر کیوں کہ بے وقوف سنتا نہیں اور عقل مند کو اس کی ضرورت نہیں ہے

☆جوانی کے دھوکے پہ نا جا کیوں کہ بوڑھا ہونے سے پہلے کبھی کئی جوان گزر چکے ہیں

☆آخرت کا کام آج کر دنیا کا کام کل پہ چھوڑ دے

.....محمد اعجاز احمد محسن

لطیفہ

سردار کا پڑوسی مرد یا سرداران کے گھر گیا اور پوچھا لاش آگئی اتفاقاً اسی وقت لاش ایک بڑی سی ایمبولینس میں آگئی سردار ہنس کر بولا

لو، دسو، کنی لمی عمر اے مرحوم دی

.....شاہد اقبال چتوکی

لڑکیوں کے ٹاپ جھوٹ

۱، مجھے تم سے بہت ہی محبت ہے (جھوٹی)

۲، تم میری زندگی کی پہلی اور آخری پسند ہو (استغفار)

۳، موبائل فون سائیلنٹ پر تھا جانی (توبہ لڑکی کا فون وہ بھی سائیلنٹ پر

۴، ہماری شادی ضرور ہوگی (خواب میں)

۵، تمہارے والدین میرے والدین ہیں جان (شادی سے پہلے)

۶، اگر تم نے مجھے سے شادی نہ کی تو میں کنواری ہی بیٹھی رہوں گی (ایک ماہ تک)

۷، اگر تم نہ ملے تو میں مر جاؤں گی (کسی اور پر)

.....امداد علی عرف ندیم عباس

جو تمہاری خاموشی سے تمہاری تکلیف کا اندازہ نہ کر سکے اس کے سامنے زبان سے اظہار کرنا صرف لفظوں کو ضائع کرنا ہے

.....ملک علی رضا

محبت

بھولی بسری یادوں کو ہم پھر سے یاد کرنے لگے ہیں
ٹوٹی ہوئی راہوں پہ ہم پھر سے چلنے لگے ہیں
تیرے ملنے کی خوشی میں جان جاں
گرتے گرتے سنبھلنے لگے ہیں
زندگی بوجھ لگنے لگی تیرے بن
دیکھ تیرے پیار میں ہم مرنے لگے ہیں
کرتے ہیں تم سے اقرار محبت
محبت ہاں محبت تم سے کرنے لگے ہیں

.....عابدہ رانی گوجرانوالہ

اقوال زریں

☆تم میں سے بہت وہ ہے جس سے اس بات کا اطمینان ہو کہ وہ برائی نہیں کرے گا

☆اعمال کا اعتبار نیتوں کے مطابق ہوتا ہے

☆تمہارے اعمال ہی تمہارے حاکم ہیں

☆جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو اس سے کہہ دو کہ

Digest.pk

پڑوسی کی تکریم کیا کرے
☆ جو شخص دولت کے جتنا قریب ہوتا ہے اللہ اس سے اتنا ہی دور ہو جاتا ہے
.....رینا محمود قریشی

لطیفہ

ایک آدمی کوخ پڑھتا تھا ایک دن اس کا گزر کسی قبرستان سے ہوا اچانک اسے قبر سے ٹھوکر لگی تو کہنے لگا مجھے کیا قبر تھی کہ یہاں خبریں ہی خبریں ہیں
.....ایم عمر فاروق چانڈیو

بے زبان لفظ

کچھ لفظ ہیں بے زباں سے
کچھ راستے ہیں انجان سے
کچھ دھڑکنیں ہیں بے چین سی
کچھ خیالات ہیں عجیب سے کچھ الجھنیں ہیں دل کی کچھ جھگڑے ہیں نصیب کے
کچھ رنجشیں ہیں تم سے
کچھ شکوے ہیں تقدیر سے
کچھ اپنوں نے زخم دیئے
کچھ مقدر بھی تھے غریب سے
کچھ تیری محبت ہم کو لے بیٹھی
کچھ ہم بھی ٹھہرے بدنصیب سے
.....عابدہ رانی گوجرانوالہ

اچھی بات

ایک آدمی نے ٹوٹے ہوئے پھول سے پوچھا کہ جب تمہیں توڑا گیا تو تمہیں دکھ نا ہوا تھا پھول نے ایک خوبصورت جواب دیا جب میں نے توڑنے والے کی خوشی دیکھی تو میں اپنا دکھ بھول گیا
.....محمد آصف دکھی

اچھی باتیں

☆ اپنا کردار عظیم بنان چاہتے ہو تو پہلے اپنا اخلاق اچھا بناؤ
☆ اگر آپ برف کی طرح صاف شفاف ہو تو بھی تہمت سے نہیں بچ سکتے
☆ اسان کی عقل پر کوئی چیز بیٹھ جائے آسانی سے نہیں اترتی
محمد آصف دکھی

.....

ایک سردار اپنے بیمار بھائی کو مار رہا تھا کسی نے پوچھا کیوں مار رہے ہو اس نے کہا اگر یہ دوائی نا کھائے تو اسے مار مار کے کھانا
.....محمد آصف دکھی

28 مئی کو شب معراج 16 جون کو شب برات 1 جولائی کو رمضان ہے 2 اگست کو عید الفطر ہے اور 6 اکتوبر کو عید اضحیٰ ہے آپ سب کو مبارکباد ہو اللہ سے دعا ہے کہ یہ خوشیوں کے دن سب کو نصیب فرمائے آمین، یاد رکھنا سب سے پہلے میں نے وش کیا ہے آپ سب کو.....شاہد اقبال چتوکی

غزل

اکثر چوٹ کھاتی ہے محبت مسکراتی ہے
اپنا گھر لٹاتی ہے محبت مسکراتی ہے
زمانے کی اذیت سے اگر دو چار ہوں بھی تو
محبت گنگناتی ہے محبت مسکراتی ہے
اپنی بے وفائی کا اثر تم بھی ذرا دیکھو
محبت بڑھتی جاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی ہنسنا کبھی رونا کبھی پانا کبھی کھونا
کیا کیا رنگ دیکھاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی مسکان ہونٹوں کی کبھی تحریر آنکھوں کی
جب بھی یاد آتی ہے محبت مسکراتی ہے
درد و غم کی طغیانی شہر دل میں ہے لیکن
ہر دکھ کو چھپاتی ہے محبت مسکراتی ہے
دسمبر کی بارش اور یخ بستہ ہواؤں میں
من میرا جلاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی دیکھی جو بھولے سے تیری تصویر بچپن کی
غم ہجراں بڑھاتی ہے محبت مسکراتی ہے

سیدہ جیا
عباس۔ مرالی تلہ گنگ

Digest.pk

عابدہ رانی کی ڈائری

آنسو پلکوں کا بندھن توڑ کر نکلے تو بے تاب ہیں دل بے اختیار ہو رہا ہے سانسیں بجھی بجھی سی ہیں زندگی جینے کا مقصد ختم ہوتا جا رہا ہے راستہ بہت دشوار ہے منزل کا کہیں دور دور تک نام و نشان نہیں پاؤں لڑکھڑا رہے ہیں اندر آندھیاں چل رہی ہیں زندگی میں تیرا ساتھ تھا تو ہر سو رونق تھی ہر طرف بہار تھی سب کچھ اچھا اچھا لگتا تھا کوئی بھی دکھ نہیں تھا۔ لیکن جب سے تم گئے ہو تو سب کچھ ختم ہو گیا ہر سو اداسی سی چھائی ہوئی ہے ہر چیز بے رونق ہو گئی ہے تم تو شاید بھولے سے بھی مجھے یاد نہ کرو لیکن تم کیا جانو کہ کوئی تیرے بن کتنا اداس ہے تیری آواز سے مجھے کتنا پیار تھا ایک ایک پل گن گن کر گزارتی تھی لگتا ایسے تھا جیسے تیرے بن کبھی بھی جی نہیں پاؤں گی تیرا اتنا پیار اتنی جلدی ختم ہو گیا بہت جلد نکال دیا مجھے اپنے دل سے شاید تم تو بھول بھی چکے ہو کتنی بڑی غلطی کی ہے میں نے تم پر اعتبار کیا تم سے پیار کیا اس میں میرا ابھی کوئی قصور نہیں تھا پیار تو خود بخود ہو جاتا ہے شاید جو حسرت تھی وہ پوری ہو گئی تھی اتنا چاہنے والا جو مل گیا تھا لیکن پھر بچھڑ بھی گیا ہمیشہ کے لیے مجھے اکیلا چھوڑ گیا۔ ان ظالموں کے پاس۔

زندگی میں انسان کیا کیا کھوتا ہے اور کیا کیا پاتا ہے اس بات کا اندازہ بہت آگے جا کر ہو جاتا ہے میں اپنے قیمتی رشتوں کو کھونے کے ڈر سے ان کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرتے رہی لیکن آج پہلے کیے گئے فیصلے پر پچھتا رہی ہوں کہ میں نے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی میں نے یتیم بچوں کو ماں کا پیار دینے کی فرض سے اپنی زندگی کا مقصد ہی کھو دیا آج تک سب کچھ پاس ہے لیکن جو چاہا تھا جو نہ مل سکا اس کی آرزو اس کی خواہش بھی دل سے آج تک نہیں مٹ سکی شاید وہ بھی مٹ جاتی اگر ان کی طرف سے توجہ اپنا ہونے کا احساس اپنی قربانی کا صلہ مل جاتا تو شاید آج اس موڑ پر نہ ہوتی لیکن آج کل کون مانتا ہے قربانیوں کو کون جانتا ہے کسی کے ارمانوں کو کیوں نہیں کوئی کسی کے بارے میں سوچتا میرا یہ لکھنا لکھانا بھی میری شاعری کرنا بھی ان لوگوں کو برا لگتا ہے کیوں نہیں یہ سوچتے آخر میری بھی تو کوئی زندگی ہے مجھے بھی اپنی مرضی سے گزارنے کا پورا حق ہے کیوں نہیں یہ لوگ سوچتے۔

عابدہ رانی گوجرانوالہ

آصف دکھی کی ڈائری

بہت تکلیف ہوتی ہے جب کوئی اپنا دکھ دیتا ہے مجھے تو سب نے ڈسا ہے کس کس کا نام لوں بس زبان پر قفل لگائے پھرتا ہوں چھوٹی چھوٹی بات پر آنسو نکل آتے ہیں دل زخمی ہو گیا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی بات بھی دل کو زخمی کر دیتی ہے میرے آنسو مجھ سے یہ شکایت کرتے ہیں کہ یار ہمیں بنا دستک دیے کیوں بلاتے ہو ان کو یہ کیسے بتاؤں کہ یہ دل اب کوئی دکھ سہنے کے قابل نہیں رہا یہ دنیا بھی کیسی دنیا ہے۔ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا بن گیا ہے جائیداد کے لیے ایک دوسرے کے ایسے دشمن بن گئے ہیں جیسے اپنی ماں کی ایک ہی کوکھ سے نہ جنم لیا ہو ویسے میں دل خون کے آنسو روتا ہے جب میں دلقعات سنتا ہوں جسم کانپ اٹھتا ہے کہ ان لوگوں نے دنیا کو کیا سمجھ رکھا ہے انہیں قیامت نظر نہیں آتی ہے یہ

Digest.pk

لوگ دولت کو ہی اپنا خدا مان بیٹھے ہیں میں ہاتھ جوڑ کر اپیل کرتا ہوں ان دوستوں سے جو دولت کے لیے جان کی بازی لگا دیتے ہیں نہ ماں کا خیال رکھتے ہیں اور نہ باپ کا احترام کرتے ہیں جنہوں نے کتنی شفقت سے ان کو پال پوس کر بڑا کیا بھائی کا احترام کریں جس نے ایک ہی کوکھ سے جنم لیا ہے بچپن میں ایک ساتھ کھیلے ہیں میں تو اپنی زندگی سے ویسے ہی خفا ہوں بس رب سے یہی دعا کرتا ہوں کہ میری وجہ سے کسی کا دل نہ ٹوٹے کیونکہ سانس کی دوڑی کا کوئی پتہ نہیں کہ کب کٹ جائے امید ہے کہ میری باتوں پر عمل کریں گے۔

محمد آصف دھی شجاع آباد

مقصود بلوچ کی ڈائری

میری زندگی کے نہ جانے کس موڑ پہ میری اس سے ملاقات ہوئی تھی پتہ ہی نہیں اس نے مجھ پہ کیا جادو کیا تھا کہ میں اس کے عشق میں چور چور ہو گیا لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ اس نے مجھے چھوڑ کیوں دیا آخر میرا قصور ہی کیا تھا میری کون سی خطا تھی بس میری یہی غلطی تھی کہ میں نے اس سے دوستی کی تھی کتنی خوبصورت وہ شام تھی جب میں اس کے فسٹ ٹائم ملنے کے لیے آرہا تھا اور آپ نے کہا تھا کہ آپ میرے کزن ہو میں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے لیکن میں نے یہ کہا تھا کہ میں آپ کو کیسے پہچان پاؤں گا تو آپ نے کہا تھا کہ میں سفید کلر کے یونیفام میں ہونگی اور ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ میرے دائیں بازو کی کلائی میں سفید رنگ کی واچ ہو گی اور میں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے یعنی آپ نے مجھے اپنی پہچان کروائی میں سب سمجھ گیا میں نے بھی بتایا کہ میں بلیک سوٹ میں ہوں پھر میں آپ کے بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ گیا اور میں نے آپ کو ایس ایم ایس کیا اور نے کہا میں نیچے آرہی ہوں جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے اسے پہچان لیا تھا کیوں کہ اس کے ہاتھ میں واچ تھی پھر مجھے روم میں لے گئی آدھے گھنٹے کی ملاقات ہوئی کولڈ رنک پیا میں اپنے آپ کو دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان سمجھ رہا تھا پھر نجانے آپ کو کیا ہوا آپ اچانک بدل گئی میرا قصور کیا تھا میں نے کیا غلطی کی تھی جو مجھے اس طرح چھوڑ دیا اس کے بعد آپ نے مجھ سے رابطہ ہی ختم کر لیا پھر وہی ملاقات ہوئی جب اس کی ایمرجنسی ڈیوٹی تھی میں نے پوچھا کہ میڈیکل کے کون سے دو ڈے ہوتے ہیں اس نے کہا پتہ نہیں میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتی پھر میں ٹوٹے ہوئے دل سے واپس آ گیا میری دعا ہے جہاں رہو خوش رہو آمین

مقصود احمد بلوچ خانیوال

عافیہ علی کی ڈائری

آئی ایس۔ مجھے معصوم لوگ بہت پسند ہیں تم بھی بہت معصوم ہو اس لیے میں تم سے حد سے زیادہ پیار کرتی ہوں مگر آئی ایس مجھے تمہاری خاموشی سے بہت ڈر لگتا ہے میں تمہیں ہر بار لیٹر لکھتی ہوں مگر تم جواب دینا بھی گوارہ نہیں کرتی میں ہر بار لکھتے ہوئے سوچتی ہوں کہ تم جواب دو گی یا نہیں کیا بات تم کو اچھی لگے گی میں ہر بار یہ سوچتی ہوں کہ تم دو دن بعد ہی میرے لیٹر کا جواب دو گی مگر سوچ سوچ ہی رہ جاتی ہے آئی ایس مجھے بہت دکھ ہوا کہ تم نے ایک لفظ بھی نہیں لکھا کاش تم یہ ہی کر دیتی کہ عافی اللہ باجی سعدیہ کو صبر دے آمین۔ دوست ہو نہیں ہوتا جو خوشی میں شامل ہو بلکہ دوست ہوے جو غموں میں بھی شامل ہو آئی ایس کوشی میں تو دشمن بھی شامل ہو جاتے ہیں مگر غموں میں ہی دوستوں اور دشمن کی پہچان ہوتی ہے آئی اسی تم دونوں نے کیوں کیا یہ سب میرے ساتھ کاش تم ایک لفظ ہی کہہ دیتی کاش کاش۔

Digest.pk

ہر بار میں ہی یاد کرتی ہوں
میری خواہش ہے کہ اس بار
تم بھی یاد کرو
تم پاس ہو کر دور ہو جاتے
ہو

بڑے ماہر ہو دل دکھانے
میں۔۔۔۔۔۔عافیہ گوندل، جہلم

فوجی شاہد کی ڈائری

میں نے زندگی میں کب سے ہوش سنبھالا ہے میری زندگی دکھ درد غم میں ہی گزری ہے میری عمر تئیس سال ہے آرمی میں عرصہ چھ سے ملازم ہوں سکول سے میٹرک کے بعد آرمی میں انٹر ہو گیا میرا بچپن سے ہی شوق تھا کہ میں بڑا ہو کر فوجی بنوں سو بن گیا غم یہ نہیں کہ کسی نے پیار میں دھوکہ دیا ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے غم یہ ہے کہ ہمارے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے ہر طرف فون جو کچھ ہمار درمیان ہو رہا ہے اکثر یہ کہانی پڑھنے سننے میں آئی ہے کہ اس لڑکے کو لڑکی نے دھوکہ دیا اس لڑکی کو لڑکے نے دھوکہ دیا یعنی کہ چھوڑ دیا مار دیا عزت لوٹ لی مطلب نکال لیا ایسا کیوں ہوتا ہے صدیوں سے یہ کہانیاں چلتی آرہی ہیں اب تک یہ بھی ہوتا رہا مگر کوئی سمجھتا ہی نہیں جواب عرض میں بھی یہ کہانیا ہیں مگر میں جب بھی پڑھتا ہوں پریشان ہو جاتا ہوں کیوں ایسا ہو رہا ہے تم پڑھو پیار کے چکروں میں اگر کرنا ہی ہے تو دوستی کرو جو پاکیزہ رشتہ ہے میں یہ نہیں کہتا کہ پیار ختم ہو گیا ہے پیار کرو مگر کسی کو بدنام نہ کرو کسی کی عزت سے نہ کھیلو کسی کو دھوکے میں مت رکھو کسی بھی معصوم دل دے مت کھیلو حق سچ دا جدوں پیار ہوئے ختم کدی سلام نہیں ہوندے جے نیت وچ کھوٹ نہ ہوئے خود دار نیلام نہیں ہوندے لج رکھدے جیڑے سنگت دی بندے اوہ عام نہیں ہوندے کہیں کہیں خون وچ فرق ہوندا اے شاہد سارے نمک حرام نہیں ہوندے

فوجی شاہد احمد ساگر

ایم وائی سچا کی ڈائری

آج میں بہت خوش ہوں میری آپی اپنے بچوں کے ساتھ عمرہ کرنے آئی ہوئی ہیں اور اللہ کا شکر ہے عمرہ کر کے واپس باخیریت اپنے گھر کشمیر پہنچ گئی ہیں میں اپنے رب کا بہت شکر گزار ہوں میں ان کو پک دن گھومانے پھرانے لے گیا انہیں سمندر دکھایا میری دعا ہے کہ جو مسلمان حج یا عمرہ کی خواہش رکھتے ہیں اللہ پاک ان کی یہ دلی خواہش جلدی پوری کریاور اپنے پیارے حبیب کا روضہ دیکھنا نصیب فرمائے میں اس قابل تو نہیں ہوں کہ کسی کی خدمت کروں لیکن اللہ نے مجھے یہ مشرف بخشا ہے کہ میں سب کے لیے دعا کر سکتا ہوں سوہنے کے روضے پہ اللہ میری دعا کو قبول فرمائے آمین۔۔ایم وائی سجاجدہ

امداد علی کی ڈائری

میں نے تیرے انتظار میں
اپنی زندگی برباد کر دی تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو میری ہے پھر تو نے کسی اور کو اپنی زندگی کیوں بنایا تیرے پاس میرے سوال کا جواب ہے تو تو نے میرے ساتھ بے وفائی کیوں کی تیرے پاس کوئی جواب ہے اب میں نے تیری وجہ سے سب کچھ چھوڑ دیا اور وطن کی حفاظت کے لیے پاک فوج جوائن کر لی اب میرا ایک ہی مشن ہے غازی یا شہید اب میری ایک ہی تمنا ہے کہ زندگی میں تیری ملاقات نہ ہو بے وفا ہو ہر جائی ہو تم تم نے میری محبت کی قدر نہ کی میرا انتظار نہ کیا میرے سوالوں کا اگر جواب دے سکتی ہو تو مجھے جواب عرض کے ذریعے جواب دو جواب عرض سے ہی ہم ملے تھے بے وفا سدا خوش رہو میں تنہا ہوں تنہا تھا تنہا ہی رہوں گا

امداد علی عرف ندیم عباس

ایم ظہیر کی ڈائری

Digest.pk

یہ محبت بھی بڑی عجیب چیز ہے اس کو حاصل کرنے کے لیے انسان اپنی جان تک بھی داؤ پر لگا دیتا ہے یہ محبت انسان سے وہ کام کروائی ہے جو کبھی انسان نے سوچے بھی نہ ہوں میر یجان میں تمہیں بہت یاد کرتا ہوں یاد بھی کیوں نہ کروں میں تم سے پیار جو کرتا ہوں اگر میں تم سے اس وقت اپنی محبت کا اظہار کر دیتا تو آج یوں تنہا نہ ہوتا آج خودکشی کرنے پر مجبور ہوں جب بھی دل اداس ہوتا ہے اپنی ڈائری سے باتیں کرتا ہوں کیوں کہ یہی وہ سہارا ہے جس سے میں دل کی بات کرتا ہوں میری ہم راز ہے نہ اس لیے میری دعا ہے کہ تو سدا خوش رہے آمین ۔آخر میں اپنی پیاری سی بہن کو سلام آئی مس یو مائی سسٹر

ایم ظہیر عباس جنڈانک

سیدہ جیا کی ڈائری

میری زندگی کا ورق جان جی آپ کے نام ہے آپ جانتے ہو میں نے کس قدر ٹوٹ کر آپ سے پیار کیا ہے میں نے زندگی میں بڑے دکھ سہے ہیں حالات زمانے کے ستم مجھ پر ٹوٹ کر برسے اور پھر آپ میری زندگی میں بہار بن کر آئے بس ایک ہی ملاقات پر دل زندگی آپ پر وار دیئے سب کچھ آپ کے نام کر دیا پلیز یونہی حسین احساس بن کر میرے ساتھ ساتھ رہنا کیوں کہ جس دن آپ کے ساتھ کا احساس مر گیا اس دن جیا مر جائے گی میری زندگی کو نیا موڑ دے کر چھوڑ مت جانا آپ کے تصور کے بنا اب تو سانس لینا بھی دشوار ہو گیا ہے میری پیاس ہے وہ بجھتی ہی نہیں مگر آس ہے کہ ٹوٹتی ہی نہیں ہے مجھے کسی کی خاطر چھوڑ کر مت جانا مجھے معلوم ہے کہ آپ کے دل میں میرے لئے بہت پیار ہے مگر اصل پیار شاید کسی اور کے لیے ہے جو بھی ہو میری زندگ ہو میری جان ہو میری خوشی ہو آپ کی خاطر میں نے سب کچھ داؤ پر لگایا ہے پلیز میرا ساتھ دینا

سیدہ جیا عباس۔مرالی

محمد وقاص کی ڈائری

بات دن کی نہیں مجھے رات سے ڈر لگتا ہے گھر کچا ہے مجھ برسات سے ڈر لگتا ہے اسی نے تحفے میں دیئے مجھے خون کے آنسو مجھے اب آس کی ہر سوغات سے ڈر لگتا ہے

چھوڑ پیار کی باتیں کی باتیں کوئی اور بات کر اب تو پیار کی ہر بات سے ڈر لگتا ہے میری خاطر وہ کہیں بدنام نہ ہو جائے

اس لئے اس کی ہر ملاقات سے ڈر لگتا ہے

اپنوں میں رہ کر کچھ ایسے زخم کھائے

کہ ہمیں تو اب اپنی ذات سے ڈر لگتا ہے

محمد وقاص مان فورٹ عباس

محمد ہاشم کی ڈائری

مجھے آج بھی یاد ہے آسماں پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے تو تم نے مجھے گلے لگا کر کہا تھا جب میں تمہیں ملتی ہوں تو تیری جھیل سی گہری آنکھیں اور تیرے دامن میں چھپ جانے کو میرا دل مچلتا ہے میں نے کہا کہ وقت کا پہیہ ایک ساتھ نہیں گھومتا تو میرے دل میں اتر گئی ہے تو نے بہت وعدے اور قسمیں کھائیں تھیں اور میں تو تیری ہی زبن بولتا تھا کیوں کہ میرا اور تیرا پہلا پیار تھا میں بھی دنیا سے بے خبر تھا تیرے سانگ ہی چلتا رہا لیکن تو بے وفا نکلی تو نے میری گردن پر وار کیا میں سب کچھ بھول گیا مجھے بڑی گہری چوٹ لگی میں بہت روتا ہوں تو بے وفا ہے تو نے میرے ارمانوں کا کون کیا ہے تجھے میرے پیار کی قدر نہیں کرنی آئی بے وفا سنگ دل بے رحم اب میں بھی تجھے بھول جاؤں گا

محمد ہاشم دودا قلندر ،اوتھل لسبیلہ

Digest.pk

مختصر اشتہارات

میری عرض ہے اپنے استاد سے کہ وہ مجھے ملنے لاہور نہیں آتے

.....استاد خالد جی قصور

میری درخواست ہے منظور اکبر اور حافظ شفیق سے کہ وہ دوبارہ جواب عرض کی نگری میں لوٹ آئیں ان کا بہت شکریہ

.....قمر عباس کشمیر

مسکراہٹ روح کا دوزخ کھول دیتا ہے روتی ہوئی عورت اور ہنستے ہوئے مرد پر کبھی بھروسہ نہ کرو خوبصورت چہروں پر نہ جاؤ کیوں کہ خوبصورت چہرے اکثر دل کے کالے ہوتے ہیں

.....شاہد اقبال خٹک

کے کے نام

اے کہنا مجھے خواب سے بیدار مت کرنا فراق وہجر کے دن رات کو دشوار مت کرنا زمانہ تو زمانہ ہے سے گلہ کیسے شاہد زمانہ آنکھ میں رکھنا حدوں کو پار مت کرنا

.....شاہد اقبال خٹک

کسی بھی لڑکی کی عزت کو مت اچھالو ورنہ کل کو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوسکتا ہے میں جن کی بات کر رہا ہوں وہ سمجھ گئے ہونگے

.....سمیر ارمان سنگم

این کے نام

محبت بھی کیا چیز ہوتی ہے جب ہو جاتی ہے تو زندگی خوش گوار گزرتی ہے جب محبت جدا ہوتی ہے تو زندگی غم میں گزرتی ہے

.....سردار خان مستوئی

اتنے دنوں سوجلائے نہیں آیا جلتی ہوئی آگ کو بجھانے نہیں آیا کہتا تھا ساتھ جئیں گے ساتھ مریں گے اب روٹھ گئی ہوں تو منانے نہیں آیا

.....مس فوزیہ کنول کنگن پور

قارئین کے جان

عرصہ دراز سے ایک عرض پیش کی تھی وہ بھی پوری نہیں ہوئی اللہ جانے کب پتری ہوگی

محمد صفدر دکھی گلستان کالونی کراچی

.....

وہ اکثر مجھ سے کہا کرتا تھا زندگی تیرے نام کر نجانے زندگی ء میرے نام کر کے خود کس کا ہوگیا

.....ندیم عباس ڈھکو

ایس کے نام

یہ سچ ہے کہ ایس تم بے وفا نہیں ہو سوچو جو یاسین آغاز ہی تیرے نام سے کرتا تھا اس کا اب کیا ہوگا تم تو چلی گئی کسی غیر کی بانہوں میں

.....محمد یاسین ملہوآنہ

میری تنہائی کو دور کنے والے مجھ سے جھوٹے وعدے کرنے والے مجھے چند دن کی خوشیاں دے کر ہمیشہ کے لیے غم دینے والے مجھے چھوٹی سی عمر میں برباد کر دیا آج مجھے خود سے نفرت ہوگئی ہے

.....منظور اکبر تبسم

اے دل تجھ کو رونا ہے تو جی بھر کے رو لے اس دنیا میں تجھکو کوئی ویرانہ نہ ملے گا

.....اشفاق دکھی ڈوکوٹہ

ایم تنہا کہاں گم ہوگئی ہو میں تم سے دور ضرور ہوں مگر دل سے دور نہیں ہوں اگر محبت کرتا ہو تو دل سے یاد رکھنا میں بہت جلد آجاؤں امیری گول مٹول جانے من تیرا عباس

.....امداد علی عرف ندیم عباس تنہا

الیف زیڈ کے نام

الیف میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتا ہوں تم میری زندگی ہو میری جان ہو

.....محمد زبیر شاہد ملتان

پنجاب ایس کے نام

جان میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور کرتا ہی رہوں گا

.....محمد غنی اٹک

آمنہ کے نام

بے بسی کا وقت آچکا ہے

Digest.pk

آج وہ ہو رہا ہے جس کا کبھی گماں بھی نہیں تھا آپ کی کہنی نے مجھے زیرزمیں پہنچا دیا مگر پھر بھی آپ سے کوئی شکوہ نہیں بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

.....ربیعہ فیصل مجید بکر منڈی

آج کل پرانے نام کافی واپس آگئے ہیں ان سب کو خوش آمدید اور نئے چہرے بھی نظر آرہے ہیں کچھ لوگ صرف اپنا نام دیکھنے کی آرزو میں ہیں پلیز تحریریں پیاری لکھا کرو

.....پرنس عبدالرحمن گجر

قارئین کے نام

زندگی میں سب پر اعتبار کرو مگر دل پر نہیں کیوں کہ دل کا اعتبار ٹوٹ جائے گا تو انسان جی نہیں پاتا

....وسیم احمد تنہا میاں چنوں

نیلم چوہدری کے نام

ہیلو نیلم کیسی ہو سوری یار میں تمہاری شادی میں نہ آسکی بہر حال ملتے ہی رہیں گے پریشان مت ہونا تمہاری بہت سی کوشش کے بعد تم نے مجھے ڈھونڈ ہی لیا شادی انوائٹ کرنے کے لیے اس کا بہت شکریہ اور میری طرف سے آپ کو شادی مبارک ہو دعا ہے کہ تم دونوں کی یہ جوڑی ہمیشہ تا قیامت قائم رہے اور خدا اس جوڑی کو نظر بد سے بچائے آمین

.....کشور کرن پتوکی

لڑکیوں کے نام

میں حجرہ شاہ مقیم اور گردو نواح کی تمام لڑکیوں سے دوستی کرنا چاہتا ہوں پلیز جلد رابطہ کریں

محمود ساحل شفقت پان

.....شاپ حجرہ شاہ مقیم

سنہرے لوگوں کے نام

چمکے چمکے دے جاتے ہیں

ہادی گہرے روگ سنہرے لوگ

.....حماد ظفر ہادی گوجرہ

جواب عرض اور خوفناک

پڑھنے والوں کیلیے دوست رابطہ کریں شماروں کا تبادلہ کر کے ان دونوں ڈائجسٹوں کا کیڈلاک مکمل کی جاسکتی ہے

محمد فیاض غوری اقبال ٹی سٹال نزد آرے والی گلی اسلامی

.....کالونی بہاول پور

اے آر راحیلہ کے نام

زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے ہمارے ہاتھ میں نہیں آپ رابطہ کریں انشاء اللہ ہمیں مخلص دوست پائیں گی میں اکرم راہی باجوہ کے ساتھ شاعری کرتا ہوں

...بشارت علی تھوتھیاں

مجھے کوثر ریاض اے آر راحیلہ جاوید نسیم چوہدری پریانک کشور کرن کی کہانیاں بہت پسند ہیں میری طرف سے مبارک باد قبول ہو

..عاصم شہزاد پھول نگر سکھیکی

ماہنامہ جواب عرض لاہور کے پیارے قارئین کرام رانی اسلم عابدہ رانی رانا بابر علی ناز اور دیگر صاحبان کی خطوط ماہنامہ جواب عرض لاہور میں بہت شوق سے پڑھیں..فنکار شیر زمان پشاور

کسی اپنے کے نام میری جان خدا کے لیے اب مان جاؤ بہت جلد تم سے جدا ہو جاؤں گا پھر یاد کر کے رویا کرے گی لیکن کچھ ہاتھ نہیں آئے گا آئی لو یو ایس اے ایم.....عابد علی آرزو

خوبصورت لڑکیوں کے نام

محبت کا پیغام اگر کوئی سچا پیار کرنے والا ہے تو سامنے آئے

.....محمد انیس مونہ سیداں

اس دکھی نگری کے تمام قارئین سے بس یہی کہوں گی کہ آپ لوگ جو یہ چاہتے ہو کہ لوگ آپ سے دوستی کرے پیار کریں تو آپ اپنے اندر کچھ ایسا پیدا کرے کہ آپ دوسروں کے پیچھے نہیں دوسرے آپ کے پیچھے آئیں

.....ندا علی عباس سوہاوہ

رخسار افضل کے نام

میری دلی دعا ہے اللہ پاک آپ کو پورے زمانے کی خوشیاں دے اور آپ پر کبھی غم کی پرچھائیاں نہ آئیں اور ہمیشہ کوش رہو

....ایم افضل کھرل عظیم والا

Digest.pk

میں نے جواب عرض کیوں پڑھنا شروع کیا!

میں نے جواب عرض تب پڑھنا شروع کیا جب میں سارا دن روتی رہتی تھی تو میں نے جواب عرض کا سہارا لیا اس لیے مجھے اس سے پیار ہو گیا ہے اب میں ہوں اور میرا جواب عرض ہے میں نے کبھی بھی خود کو تنہا نہیں سمجھا دنیا کے ہر دکھ ہنس کر سہہ لیتی ہوں کیوں کہ جواب عرض سن لیتا ہے اس نے مجھے حالات کا مقابلہ کرنا سکھا دیا ہے

.....رقیہ ریاض

میں نے جواب عرض تب پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرے سبھی رشتہ دار چھوڑ گئے تو میں نے جواب عرض کا سہارا لیا اور ہر ماہ اپنا ہر دکھ اسی کو سناتی ہوں

.....روبینہ ناز لاہور

میں نے جواب عرض اس وقت پڑھنا شروع کیا جب میں جون کے مہینے میں اتنا بڑا دن گزار نہیں پاتی تھی تو سوچا کہ کوئی ایسا ناول ہو جس کو پڑھنے سے میرا دل خوش ہو جائے تو میں نے جواب عرض پڑھنا شروع کر دیا

.....نیلم پتوکی

میں نے جواب عرض تب شروع کیا جب میرا محبوب مجھے سے ہمیشہ کے لیے دور چلا گیا تب سے میں نے اسے اپنا محبوب بنا لیا ہے آئی لو یو جواب عرض

.....سونیا کراچی

میں نے جواب عرض تب شروع کیا جب مجھے آپکی نے بطور گفٹ پیش کیا اور اس دن سے مجھے اس سے پیار ہوا ہے اب تو ہر وقت میرے ہاتھ میں جواب عرض ہی رہتا ہے

.....محمد ناظم یاسین کراچی

میں نے جواب عرض سے تب دوستی کی جب میں لاہور سے کوئٹہ جا رہا تھا تو لمبے سفر کی وجہ سے میں نے ٹائم پاس کرنے کے لیے خریدہ اس میں میرے ماموں نام تھا سو مجھے بہت خوشی ہوئی اب میں ہر ماہ ہی خریدتا ہوں

.....زین ظفر سریاب کوئٹہ

میں نے بھی اپنے دکھ شیئر کرنے کے لیے جواب عرض کا سہارا لیا تو مجھے راس آ گیا اب نہ مجھے کبھی پریشان نہیں ہونے دیتا

.....ارشاد چھانگا مانگا

میرا ہمدم میرا دوست میرا ساتھی میرا یار میرا پیار میرا ہم راز میرا سب کچھ جواب عرض آئی لو یو آل ٹائم جواب عرض

.....خاور خلیل پتوکی

جواب عرض میری گرل فرینڈ کو بہت پسند تھا تو اس کی وجہ سے مجھے بھی پڑھنا پڑا اس نے اپنے ساتھ ساتھ میرے دل میں جواب عرض کی جگہ بھی بنا ہی لی دونوں کو لو یو

.....تبسم یونس لاہور

میری ٹیچر اکثر پڑھتی تھیں میں موقعے کی تلاش میں رہتی کیوں کہ مجھے جواب عرض کے شعر پڑھنے کا بہت شوق تھا جب ٹیچر کلاس ٹائم کے بعد آفس جاتی تو میں ایک کونے میں بیٹھ کر پڑھتی تھی اکثر مجھے اس کی وجہ سے مار بھی پڑتی تھی میں نے سکول چھوڑ دیا مگر جواب عرض سے دوستی کر لی

.....رمشاء جبار خانیوال

ایک دن میں نے کمپیوٹر آن کیا تو میرے دوست نے ای میل کیا ہوا تھا میں نے کھولا تو جواب عرض کے بارے میں بہت کچھ تھا میں نے فوراً بازار جا کر خریدا اور اب میں اپنے دوستوں کو بطور گفٹ کرتا ہوں اور میرے پاس لائن لگی ہوئی ہے

.....رؤف مشتاق لاہور

میرے دکھ جواب عرض کے علاوہ یہ کسی نے نہیں سنے اب

Digest.pk

ہں نے جواب عرض کیوں پڑھنا

میں کسی کے آگے کیوں روؤں جب جواب عرض نے میرے دکھوں کو ہلکا کر دیا ہے تو پھر یہ ہی ہوا نہ میرا بہترین دوست

.....راشدہ پتوکی

مجھے جواب عرض پڑھنے کا جنون اس وقت ہوا جب میں کالج میں بیٹھا بہت ہی بوریت محسوس کر رہا تھا اس وقت ایک لڑکی ایسے جواب عرض میں مصروف تھی کہ اسے کسی کی کوئی بھی خبر نہ تھی میں نے اس سے لیکر پڑھا تو اچھا لگا تب سے میں جواب عرض کا دیوانہ ہوں

.....محسن رضا لاہور

میں نے جواب عرض تب پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرا پیار چھوڑ گیا تھا اور مجھے اس کی یاد کم کرنے کے لیے کسی ایسی چیز کی ضرورت تھی کہ جو مجھے اس کی یاد سے غافل کر دے تو میں نے جواب عرض کا سہارا لے لیا

.....حور یہ پری

میں نے جواب عرض تب شروع کیا جب میں سارا دن اپنے ڈیرے پر بیٹھ بیٹھ کر تنگ آ گیا تھا ایک دن شہر جا کر خریدہ اور پڑھنا شروع کر دیا تب سے میں ہوں اور میرا دوست جواب عرض ہے

.....عفان راولپنڈی

میں نے جواب عرض تب پڑھنا شروع کیا جب میں ایک دوست کو ملنے گئی تو اس کے پاس بہت سارے جواب عرض تھے اسے دیکھ کر مجھے بھی جنون ہوا اور تب سے آج تک کوئی ماہ ایسا نہیں جس میں نے جواب عرض نہ خریدا ہو

.....کومل آزاد کشمیر

میں نے جواب عرض تب شروع کیا جب میرا دکھ مجھے اندر ہی اندر کھانے لگا اور ایک دن میں نے اسے پڑھا تو دل میں اتر گیا اور اس نے میرا ہر دکھ مجھ سے دور کر دیا تب سے آج تک میں نے اسے اس نے مجھے نہیں چھوڑا

.....کامران بہاولپور

جواب عرض نے مجھے ایک ایسا ساتھی دیا کہ میں اسے کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتی کیوں کہ اس کی وجہ سے تو مجھے پیار کرنے والا ایک مسیحا ملا ہے اور اس نے ہم دونوں کو ملایا ہے جواب عرض میری اور میرے پیارے محبوب کی جان ہے

.....فوزیہ شہزادی

میں نے جواب عرض تب پڑھنا شروع کیا جب میں سارا دن روتی رہتی تھی تو میں نے جواب عرض کا سہارا لیا اس لیے مجھے اس سے پیار ہو گیا ہے اب میں ہوں جواب عرض ہے میں نے کبھی بھی خود کو تنہا نہیں سمجھا دنیا کے ہر دکھ ہنس کر سہہ لیتی ہوں کیوں کہ جواب عرض سن لیتا ہے اس نے مجھے حالات کا مقابلہ کرنا سکھا دیا ہے

اقرار یاض لاہور

.....

میں نے جواب عرض تب پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرے سبھی رشتہ دار چھوڑ گئے تو میں نے جواب عرض کا سہارا لیا اور ہر ماہ اپنا ہر دکھ اسی کو سناتی ہوں

عاصمہ پروین۔ لاہور

.....

میں نے جواب عرض اس وقت پڑھنا شروع کیا جب میں جون کے مہینے میں اتنا بڑا دن گزار نہیں پاتی تھی تو سوچا کہ کوئی ایسا ناول ہو جس کو پڑھنے سے میرا دل خوش ہو جائے تو میں نے جواب عرض پڑھنا شروع کر دیا۔

.....مس ارسہ لاہور

میں نے جواب عرض تب پڑھنا شروع کیا جب میرا محبت میں دل ٹوٹ گیا پھر مجھے دوسری محبت جواب عرض ملی۔ اب یہ میرے ساتھ دس سال سے محبت نبھا رہا ہے اور جواب عرض مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا یہ میری سب خوشیاں سب غم بٹا لیتا ہے۔ اب میں خوش ہوں

شاہد رفیق سہو جسو کا نویں۔

Digest.pk

پسندیدہ اشعار

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ
شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان
کی کوئی بات نہیں

.....محمد آفتاب شاد کوٹ

تمنا سے نہیں تنہائی سے ڈرتے ہیں
پیار سے نہیں رسوائی سے ڈرتے ہیں

.....ذوالفقار

جب خوشیوں کا موسم اتنا مختصر تھا
تو میرے درد کا موسم کیوں اتنا
طویل ٹھہرا

.....فنکار شیر زمان۔ پشاور

قدم قدم پہ وفا کے اجالے اور بھی تھے
محبتوں کے ہزار حوالے اور بھی تھے
تیری عادت پسند آگئی مجھے
ورنہ اس شہر میں دل والے اور بھی تھے

.....خلیل احمد ملک

بڑا سفارشی تھا اس بے وفا کا تو
اے دل نادان اب منہ چھپا کے
روتا ہے

.....عاصم شہزاد سکھیکی

جب رات آدھی ہوتی ہے تو دنیا
مست سوتی ہے
میری نمگین آنکھوں میں تیری
تصویر ہوتی ہے

.....رخسار افضل سیالکوٹ

اک آنسو سب کہہ گیا دل کا حال
میں سمجھا تھا یہ ظالم بے زباں ہے

.....محمد غنی غازی، اٹک

بے نشان منزلوں کے سفر میں نکلو
گے تو جان لو گے ضیافت
محبت کے مسافر کیوں رات کو سونا
بھول جاتے ہیں

.....ضیافت علی چوکی مونگ

وہ میری قسمت میں نہیں یہ سنا ہے
لوگوں سے
پھر سوچتی ہوں قسمت تو خدا لکھتا
ہے لوگ نہیں

.....ثوبیہ حسین کہوٹہ

دل کے ارمان آنسوؤں میں بہہ
گئے
ہم وفا کر کے بھی تنہا رہ گئے

.....رانا نوید شہزاد حافظ آباد

عجب سی بات ہے عادت غضب
کی ہے اپنی
محبت ہو یا نفرت ہم ٹوٹ کر کرتے ہیں

.....جماد ظفر ہادی

ہم تو وہ انا پرست ہیں جو ہار کے
بھی کہتے ہیں ہادی
وہ منزل ہی بدنصیب ہے جو ہم کو
نہ پاسکی

.....قمر اعجاز گوندل

حال جب بھی پوچھو خیریت
بتاتے ہو ہادی لگتا ہے محبت چھوڑ
دی تم نے

.....جماد ظفر ہادی گوجر

بات چھوٹی سی بھی افسانہ بنا دیتی
ہے تم کتابوں پہ میرا نام بھی لکھا نہ کرو

.....رائے اطہر مسعود آکاش

نہ جانے کیوں اسے دل مہربان
سمجھتا ہے
وہ دوست ہے تو بس اتنا کہ اجنبی
کم ہے

.....محمد صفدر کراچی

گلہ بھی ان سے ہوتا ہے شکایت
جن سے ہوتی ہے
جفا بھی ان سے ہوتی ہے محبت
جن سے ہوتی ہے

.....فائزہ مشتاق کراچی

مدتوں بعد اس نے پوچھا کہاں
رہتے ہو
میں نے کہا اپنی اوقات میں رہتا ہوں

.....بشارت علی پھول

جدھر بھی دیکھو گے تم کو نظر میں ہی
آؤں گا
ہمارے پیار کی خوشبو پہ اعتبار کرو

.....پرنس عبدالرحمن گجر

سب کچھ ہے میرا بس تم نہیں
میرے مقدر میں
کاش کچھ بھی نہ ہوتا میرا بس تم
ہوتے میرے مقدر میں

.....ندا علی عباس

اب میری وضاحت میں صداقت
نہیں لگتی

Digest.pk

اب اپنی محبت کی صفائی نہ دیا کر
.....ثمینہ سلسبیل
میں چاہوں تو ابھی تم سے رشتہ توڑ دوں
پر میں بزدل ہوں مجھے موت سے ڈر لگتا ہے
.....عاصم شہزاد چوکی سکھیکی
غلطی ہوئی اسے جان سے زیادہ چاہنے لگے تنہا
شروع سے ہی نظر انداز کرتے تو آج تنہا نہ ہوتے
.....وقاص تنہا، جڑانوالہ
یہ تو اچھا ہے دل صرف سنتا ہے
دل اگر بولتا تو قیامت ہوتی
.....عمران علی شیر انصاری
میری موت کا ان کو بتانا ان لفظوں میں
تمہارا صدیوں سے جو ارمان تھا پورا ہوا
.....ثوبیہ حسین کہوٹہ
شکوہ۔ اپنی یادوں کو تمیز سکھا دوں
دستک بھی نہیں دیتا دل میں اتر جاتا ہے
جواب شکوہ۔ اوئے کیوں لگاتے ہو میری یاد پہ گستاخی کا الزام
اپنا گھر ہو تو کون پوچھ کہ آتا ہے
.....سیف الرحمن تنہا
مالی نے پھول اور پودے لگائے باغ میں
ہم جل رہے ہیں تیری نفرت کی آگ میں
.....زخمی انیس
تو آئے تو تیری نظر اتاریں ہم
خود کو پھینک دیں تیرے سر سے وار کر
.....محمد عرفان ملک راولپنڈی
تجھے سوچ کر میں اکثر چاند سے یہ کہتی ہوں
کتنی مشابہت ہے تجھ میں میرے شوق کی
.....سیدہ امامہ علی، کہوٹہ
کبھی کبھی تو میں زندگی سے ہار مان لیتا ہوں
کبھی کبھی تو سفر زندگی سے ہار جاتا ہوں
.....سردار اقبال خان مستوئی
گرہ کفن کھول کر میرا دیدار کرلو بند ہوگئی ہیں وہ آنکھیں جنہیں تم اکثر ستایا کرتی تھی
.....محمد ذیشان اٹک
چھڑ کے ہم سے پھر کسی کے بھی نہ ہو سکو گے تم
ملو گی سب سے مگر میری تلاش میں
.....صباء ملک، قائد آباد
افسوس کہ میرے آنسو بھی تیری چاہت کو خرید نہ سکے اور لوگوں کی ہنسی نے تجھے اپنا بنالیا
.....بشارت علی پھول باجوہ
اسے کہنا کہ تیری بے وفائی نے میرا یہ حال کر دیا ہے میں نہیں روتا لوگ مجھے دیکھ کر روتے ہیں
.....عمیر۔ ایبٹ آباد
ڈوبی ہیں اپنی انگلیاں اپنے ہی لہو میں
یہ کانچ کے ٹکڑوں کو اٹھانے کی سزا ہے
.....عابد علی آرزو
آج تو ہم بیگانے ہیں کبھی ہم بھی تیرے اپنے تھے
ٹوٹ کہ ہوگئے ریزہ ریزہ جو دل میں دیکھے سپنے تھے
.....عابد علی آرزو نکانہ صاحب
مل ہی جائے گا کوئی ہم کو بھی ٹوٹ کر چاہنے والا
نصیب کی بات ہے اب ساری دنیا تو بے وفا نہیں ہے
.....محمد زبیر شاہد، ملتان
ہماری ادا تو صدا مسکرانے کی تھی اے دوست
زندگ ویران ہوگئی کسی سے دل لگانے کے بعد
.....وسیم احمد تنہا میاں چنوں
میرے دل کے آئینے میں ہے تصوہر میرے یار کی
جب سر کو جھکاتا ہوں تو دیکھ لیتا ہوں
.....وسیم احمد تنہا
کی محمد سے تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں
.....حق نواز لسبیلہ
کرو گے یاد گزرے زمانے کو ترسو گے ہمارے ساتھ اک پل
نبھانے کو پھر آواز دو گے ہمیں پواپس بلانے کو اور ہم کہیں گے دروازہ نہیں ہے قبرستان کا باہر

Digest.pk

آنے کو

.....ثوبیہ حسین کہوٹہ

جفا جو عشق میں ہوگی وہ جفا ہی نہیں
اگر ستم نہ ہو عشق میں تو کافر ہی نہیں

.....وسیم احمد تنہا میاں چنوں

لٹ گئی سر بازار وفا کی پونجی
بک گئے ہم کسی مجبور کے زیور کی طرح

.....راجہ فیصل مجید، مندرہ

نہیں فرصت یقیں مانو ہمیں کچھ اور کرنے کی
تیری یادیں تیری باتیں بہت مصروف رکھتی ہیں

.....محمد افضل ساہیوال

ہم تو سمجھے تھے کہ اک زخم ہے بھر جائے گا
کیا خبر تھی رگ جان میں اتر جائے گا

.....ندیم عباس، ساہیوال

جنت کی طلب پھر رہتی ہی نہیں
ماں کے قدموں کو جب چھو لیتا ہوں

.....حافظ شفیق عاجز

بہت تکلیف دیتے ہیں تیرے قصے تیری یادیں تیری باتیں
فقط اتنا ہی کہنا ہے لوٹ آؤ تو اچھا

.....ایم وکیل عامر ساہیوال

مت کرو وفا کی امید ان پھولوں جیسے چہروں سے
کیوں کہ پھول خوشبودار ہوتے ہیں وفا دار نہیں

پسندیدہ اشعار

.....سلیم شہزاد پانڈوال

میری خاموشی سے تم ناراض مت ہوا کرو اے دوست
حالات سے ہارے ہوئے لوگ اکثر خاموش ہی رہتے ہیں

.....فوجی شاہد احمد رسول نگر

جتا جتا کے محبت دکھا دکھا کے خلوص
بہت قریب سے لوٹا ہے ہر کسی نے مجھے

.....محمد آفتاب شاد

ہر شخص نے پھیکا ہے مجھے پیاس بجھا کر
دہلیز پہ ٹوٹے ہوئے ساغر کی طرح ہوں

.....اویس سہیل تنہا بلوچ

سب مجھے ہی کہتے ہیں کہ تو اسے بھول جا رانی
کوئی اسے کیوں نہیں کہتا کہ وہ مجھے یاد ہی نہ آیا کرے

.....رانی اسلم راولپنڈی

ہستی کو محبت میں فنا کون کرے گا
یہ فرض زمانے میں ادا کون کرے گا
ہاتھوں کی لکیروں کو ذرا دیکھ تو محسن
یہ دیکھ میرے ساتھ وفا کون کرے گا

.....ارشد محسن پوبلہ

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

.....بشارت علی پھول

تو بھی نہ جان سکا میرے خیالات کو سب نے ہی روند ڈالا میرے جذبات
دل تو دیوانہ تھا تیرے لیے لیکن تو نے بھی کچل ڈالا میرے احساسات کو

.....عابدہ رانی گوجرانوالہ

درد غم کے افسانے بیاں نہیں ہوتے دکھوں کے زخم عیاں نہیں ہوتے
دل زخمی ہے میرا تیرے پیار میں خوشبو کے خزانے ہم پہ مہرباں نہیں ہوتے

.....عابدہ رانی گوجرانوالہ

مسکرا کے جینا تو ہمیں بھی آتا ہے اے دوست
کاش کوئی ہوتا میری مسکراہٹ کے پیچھے میرے درد کو سمجھنے والا

.....آمنہ شہزادی جہانیاں

کسی نے ہم سے کہا تیری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں میں نے کہا کہ تیز بارش کے بعد موسم پیارا ہو ہی جاتا ہے

.....محمد اعجاز محسن

ہم غریب اچھے ہیں دنیا در لوگوں سے شاہد ہم اپنے خواب ضرور توڑتے ہیں کسی کا دل نہیں

.....شاہد اقبال، خٹک

میں گرا تو لوگ بہت تھے سوچتا ہوں کہ اٹھانے آئے تھے کتنے

.....اشفاق دکھی

قیامت سے پہلے ہم نے قیامت

Digest.pk

دیکھی
تیرا مل کے بچھڑ جانا اور قیامت کیا ہو گی
.....اشفاق دکھی
تم بن زندگی ادھوری ہے ایسا رشتہ ہے تم سے الفت کا تمہیں چاہا تو یہ جانا جان زندگی دوسرا نام ہے محبت کا
.....محمد خادم جنگ
اس کے نرم ہاتھوں سے چیزیں پھسل جاتی ہیں یاسین میرا دل بھی لگا ہے اس کے ہاتھ خدا خیر کرے
.....محمد یاسین ملہوآنہ
بچھڑنا ہے تو الفاظ مت ڈھونڈ وعلی ہمارے واسطے لہجہ ہی بہت ہے
.....سونو گوندل، جہلم
سو بار کہا دل سے چل بھول بھی جا اسے
ہر بار صدا آئی تم دل سے نہیں کہتے
.....پرنس مظفر شاہ پشاور
تیری یاد میں روتا رہتا ہوں دن رات لگاتار اتنی ساون میں نہیں ہوتی برسات مسلسل
.....حافظ شفیق کوٹلی
سب خدا سے مانگ لیا تجھے مانگنے کے بعد اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد
.....محمد شعیب رسول
ہر کسی کی وفا کی آس چھوڑ دو حیدر جو روٹھ سکتا ہے وہ بھول بھی سکتا ہے
.....حافظ محمد حیدر رضا لدھے والا
عید جب آئی تو سب ایک دوسرے کے گلے ملے جب اس کی یاد آئی تو خود ہی رو پڑے
.....عطاء اللہ، علی آباد
دکھ درد کی سوغات ہے دنیا تیری اشکوں بھری برسات ہے دنیا تیری ساجن
.....عطاء اللہ، تربت
بھیڑ اتنی تو نہ تھی شہر کے بازاروں میں مجھے کھونے والے تو نے کچھ دیر تو مجھے ڈھونڈا ہوتا
.....پرنس مظفر شاہ
جب آیا تو خیال تیرا آیا آنکھیں بند کیں تو خواب تیرا آیا سو بار بھی خدا سے ہاتھ اٹھا کر مانگا تو نام تیرا آیا
.....ذوالفقار
مت بہا آنسو بے قدروں کے لیے طوفی جو قدر کرتے ہیں وہ رونے نہیں دیتے
.....حکیم طفیل طوفی کویت سٹی
کاش تو دیکھ سکتی مجھے رات کے اس پہر میں کتنی دے دردی سے تیری یاد میری نیند چرا لیتی ہے
.....ایم ظہیر عباس انک
کچھ ظالم لوگ کہتے ہیں زئی وہ بے وفا ہے اس کو بھول جا
.....محمد زکریا زئی، ٹنڈو الھیار
اس نے پیار کا کھیل بھی نفرت سے کھیلا ہر بار ظالم میری حسرت سے کھیلا کیسے اس کے ہاتھوں برباد نہ ہوتے زندگی میں پہلی بار محبت سے کھیلا
.....منظور اکبر تبسم جھنگ
کیوں تو اچھا لگتا ہے وقت ملا تو سوچیں گے
.....قمر عباس، کشمیر
کون کس کے ساتھ کتنا مخلص ہے وقت سب کی اوقات بتا دیتا ہے
.....محمد یاسین
ہمیشہ جھک کے ملا کرتے ہیں جو عالیظرف ہوتے ہیں صراحی بھی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ
.....محمد ہاشم دودا قلندر
کیا کشش تھی اس کی آنکھوں میں مجھ سے میرا دل لڑ پڑا مجھے وہ شخص چاہئے
.....سونو گوندل، جہلم
کن لفظوں میں بیان کروں میں اپنے درد کو دوست سننے والے تو بہت ہیں سمجھنے والا کوئی نہیں
.....ایم نعیم شانگلہ
جب وقت آیا تو وہ بک چکا تھا اے دوست
مجھ کو امیر ہونے میں ذرا دیر ہو گئی
(آصف وصال.....بنوں)
روتے رہے تڑپتے رہے اس کی یاد میں ایسے ہی چلتے رہے دیوار بن کر کھڑے ہوئے اپن ہم بے نشاں کی منزل کی طرف چلتے
(عابد رانی.....گوجرانوالہ)

Digest.pk

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

بلال منور کے نام

کاش خوشیوں کی کوئی دکان ہوتی اس دکان کی کوئی پہچان ہوتی تمام خوشیاں تیری جھولی میں ڈل دیتے چاہے اس کی قیمت میری جان ہوتی

.....افغان محمود رکن سٹی

محمد علی کے نام

ملا تو اور بھی گم کر گیا مجھ کو
سمیٹی تھی جس نے میری کرچیاں محسن

...محمد عرفان ملک راولپنڈی

مرید عباس کے نام

سکھا دی بے وفائی بھی تمہیں ظالم زمانے نے
کہ تم جو سیکھ لیتے ہو ہمیں پہ آزماتے ہو

.....سید عبادت کاظمی۔

نادیہ پنڈی کے نام

ہمیں پتہ کہ تیری محبت میں زہر تھا لیکن تیرے پلانے میں خلوص اتنا تھا کہ ہم ٹھکرا نہ سکے

.....ملک بشارت مری

ایس خانپور کے نام

لڑکھڑاتے ہوئے بھی اور سنبھلتے ہوئے بھی اس کے در پر ہی گئے نیند میں چلتے ہوئے بھی بن تیرے ایسا اندھیرا تھا میرے اندر یار ڈر لگا عشق کے سورج کو نکلتے ہوئے بھی

.....فاطمہ کومل صادق آباد

بی کراچی کے نام

کوئی الزام لگا کر تو سزا دی ہوتی پھر میری لاش سر عام جلا دی ہوتی اگر نفرت ہے تو کیوں دیا تھا پیار اتنا پہلے ہی میری اوقات بتا دی ہوتی

.....محمد اکرم لاہور

مظفر شاہ کے نام

جن کی یاد میں ہم دیوانے ہو گئے وہ ہم سے ہی بیگانے ہو گئے شاید انہیں تلاش ہے اب نئے دوست کی ان کی نظروں میں ہم پرانے ہو گئے

.....پرنس مظفر شاہ پشاور

ایم کراچی کے نام

رلا لو جتنا رلا سکتے ہو ہمیں جب تک زندہ ہیں ہم اے دوست مجھے یقیں ہے ایک دن تم بھی روٹھ جاؤ گے ہمیں کفن میں دیکھ کر

.....محمد آصف علی دھی

سردار خان مستوئی کے نام

مقدر میں لکھا ہے کر اس دل میں کیا ہے درد گہرا سا گیا ہے اس دل کے اندر اک نیا زخم سا ہے

.....سردار خان مستوئی

بابر مان کے نام

اقرار کر گیا بھی انکار کر گیا ہر بار
اک عذاب سے دو چار کر گیا رستہ بدل کر بھی دیکھا مگر وہ شخص دل میں اتر کے ساری حدیں پار کر گیا

.....محمد وقاص مان

ایف لاہور کے نام

کبھی سو زخم بھر جاتے ہیں لمحوں کے گزرنے پر
کبھی اک زخم انسان کو پوری عمر رلاتا ہے

.....حکیم طفیل طوفی کویت

امی جان کے نام

کدا پنی ہر سانس تیرے نام کرتے ہیں اپنا دل و جان تیرے نام کرتے ہیں
تم کبھی کیا یاد کرو گی ماں شاعری کی ہر غزل تیرے نام کرتے ہیں

.....احسن علی شیرازی لالہ موسیٰ

زیڈ کے نام

ہم اپنی طرف سے تمہیں چاہتے ہیں پر مگر آپ کا کوئی بھروسہ نہیں ہے نگاہوں میں اپنی محبت بھری

Digest.pk

ہے مگر آپ کا کوئی بھروسہ نہیں ہے

.....اقصد علی فراز۔کوٹلی

عاصمہ کے نام

آرزو یہ نہیں کہ تم کا طوفان ٹل جائے

فکر یہ ہے کہ تیرا دل نہ بدل جائے

.....ایم عاصم شاکر میتلا

ریاض کے نام

ہم اپنی محبت کا دلاتے ہیں یقیں تم بھی تو کہو میں تیرا ہوں

یہ کون کسی کا ہوتا ہے کبھی ہاتھ پکڑ کر بتلا دو

.....کوئی اپنا ہے

شہزادہ عالمگیر کے نام

جنت میں ہو ٹھکانہ آپ کو سدا خوشیوں سے بھرا رہے گھرانہ آپ کا

.....حماد ظفر ہادی

کسی اپنے کے نام

لفظوں کی بناوٹ ہم کو نہیں آتی کثرت سے یاد آتے ہو سیدھی سی بات ہے

.....تنزیلہ حنیف ،ٹلہ جوگیاں

ایم اور کنزہ کے نام

تم بالکل زندگی جیسی ہو ایم خوبصورت بھی اور بے وفا بھی

.....غلام فرید جاوید حجرہ

کسی اپنے کے نام

بے چین رہتی ہے ہر دم میری نظر ڈھونڈتی ہے تجھے ہر جگہ اِدھر اُدھر

اپنے پیاروں کے نام اظہار

نظر آتے تھے ہر گھڑی تو ہی تو دیکھتی ہوں میں جدھر بھی جدھر

.....عابدہ رانی، گوجرانوالہ

دوست کے نام

ہجر لازم ہے تو پھر وصل کا وعدہ کیا یہ خزاں رت یہ بہاروں کا لبادہ کیا

زخم دے کر نہ تم درد کی شدت پوچھو دور تو درد ہے کم کیا زیادہ کیا

.....آمنہ شہزادی، جہانیاں

حماد ظفر کے نام

خدا نہ کرے آپ کو کوئی غم ملے ہنسی خوشی آپ کو ہر دم ملے

جب بھی آئے کوئی بھی غم آپ کی طرف حماد دعا ہے کہ اس کو راستے میں ہم ملیں

.....قمر اعجاز مہر بز گوجرہ

اشفاق بٹ کے نام

زہر سے زیادہ خطرناک ہے محبت کہ اس میں انسان مر کے جیتا ہے

.....رانا بابر علی ناز لاہور

سویٹ اے کے نام

یہ میری دعا ہے کہ سفر کیا یہ میرے آنسوؤں نے اثر کیا

تجھے مانگ مانگ کر تھک گئے میرے ہونٹ بھی میرے ہاتھ بھی

.....رائے اطہر مسعود آکاش

ایس کے نام

بھولا دونگا تجھے بھی ذرا صبر تو کرو رگ رگ میں بسے ہو کچھ وقت لگے گا

رانا نذر عباس منڈی بہاؤالدین

مجید احمد جائی کے نام

بعد مرنے کے بھی اس نے نہ چھوڑا دل جلانا محسن

اور ساتھ والی قبر پر پھول پھینک جاتا تھا

.....محسن علی فرید ٹاؤن ساہوال

حماد ظفر ہادی کے نام

رابطے ضروری ہیں اگر تعلق رکھتے ہو ہادی

لگا کر بھول جاتے ہو پودے سوکھ جاتے ہیں

رانا نذر عباس منڈی بہاؤالدین

اے بے وفا کے نام

گھر سے جب ہم نکلے تو دل میں لاکھوں ارمان تھے اک طرف باغ ہی باغ تو دوسری طرف قبرستان تھے

پاؤں جو پڑے قبروں پر تو مردوں کے یہ بیان تھے چلنے والے دیکھ کر چل کبھی ہم بھی انسان تھے

.....این اے کاوش سلانوالی سرگودہ

ایس سمندری کے نام

نظریں ڈھونڈ رہی ہیں میری اس کو ادھر ادھر ابھی کل ہی تو آیا تھا وہ ملنے مجھے

.....شفقت علی سمندری

یاسمین کے نام

خیال تیرا ہے سانسوں جیسا جو یہ نہ آئے تو مر نہ جاؤں

Digest.pk

لقمان حسن ڈیرہ اسماعیل خان

خرم شہزاد سمیع کے نام

جو دل تمہیں درد دے اس سے
پیار کرو لیکن جو دل تمہیں پیار
کرے اسے درد نہ دو کیوں کہ
ساری دنیا کے لیے تم ایک ہو اور
ایک کے لیے تم ساری دنیا ہو
خرم شہزاد سمیع

ثوبیہ حسین کے نام

تیری غمزدہ زندگی میں خدا کرے
بہار آئے تیری بے چین روح کو
بھی قرار آئے
تو مایوس ہے جس کے لیے زندگی
سے اچانک ہی ملنے میری دعا ہے
تیرا دلدار آئے
عابدہ رانی گوجرانوالہ

آمنہ کے نام

زندگ کے کسی موڑ پر خود کو تنہا مت
سمجھنا میں تیرے ساتھ ہوں مجھ کو
خود سے جدا مت سمجھنا
عمر بھر ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے
میر نے زندگی نے اگر وفا نہ کی تا
بے وفا مت سمجھنا
میر احمد بگٹی

اسحاق انجم کے نام

وہ اگر روٹھ بھی گیا تو منا ہوں گی
اتنا پیار ہے وہ جس سے کوئی رشتہ
بھی نہیں
نسیم کنگن پور

محمد اعظم کے نام

چلو اک پل کے لیے یہ دنیا چھوڑ
دیتے ہیں
وہ پل جسے لوگ موت کہتے ہیں
حسن رضا ننکانہ صاحب

اپنی ماں کے نام

اک ہستی ہے جو ماں میری جو آن
سے بھی بڑھ کر شان ہے میری
رب کرے حکم رو سجدہ کر دوں
کہ وہ کوئی اور نہیں ماں ہے میری
احسن علی لالہ موسیٰ

اقصد علی فراز کے نام

کاش ایسی بھی آئے کوئی صبح میری
وہ رکھ دے سر میرے سینے پہ مجھے
جگانے کے لیے
پرنس مظفر شاہ پشاور

ایس سحر کے نام

پھول تمہاری یادوں کے کھلتے
رہیں گے زندگی رہی تو ملتے رہیں
گے جب بھی تمہیں میری یاد
ستائے شدت سے پھر ہم خوابوں
میں بھی تم سے ملتے رہیں گے
سیف الرحمٰن زخمی سیالکوٹ

بھولی یادوں کے نام

ہوتی ہے بڑی ظالم اک طرف
محبت بھی
وہ یاد تو آتے ہیں پر یاد نہیں کرتے
مسکان کنگن پور

آصف جاوید کے نام

کہنے کو تو بہت سی باتیں ہیں جاوید
مختصر لفظوں میں میری آخری
خواہش ہو تم
نسرین ساہیوال

کسی اپنے کے نام

میں خود کو ہار چکا ہوں کسی کو کیا
معلوم میں لٹ چکا ہوں محبت میں
کوئی کیا جانے
محمد اسحاق انجم کنگن پور

ٹی لاہور کے نام

اس سے بڑھ کر میں بدنصیب نہیں
ہو سکتا تیرے شہر میں رہ کر تیرا
دیدار نہیں ہو سکتا
عرفان ریاض لودھراں

مومل خان کے نام

بکھر رہی ہے میری ذات اے کہنا
ملے تو میری یہ بات میرے
حالات اسے کہنا
اسے کہنا کہ بن اس کے دن نہیں
کٹتے سسک سسک کے کٹتی ہے
میری ہر رات اسے کہنا
خلیل احمد ملک شیدانی شریف

دوستوں کے نام

زندگی میں اتنا نازک مت بننا کہ
کوئی پھول سمجھ کر توڑ لے
اور اتنا سخت مت بننا کہ کوئی کانٹا
سمجھ کر چھوڑ دے
ندیم عباس ڈھکو ساہیوال

حماد ہادی کے نام

کسی کا ساتھ مل جائے میری تقدیر
بن جائے میں بن جاؤں مصور
کوئی میری تصویر بن جائے

Digest.pk

.....فنکار شہر زمان پشاور

جان زیڈ کے نام

وہ عجب شخص تھا جاوید جسے سمجھ کر
بھی نہ سمجھ سکے
مجھے چاہتا بھی بہت تھا مجھے چھوڑ کر
بھی چلا گیا

.....آصف جاوید زامد ساہیوال

عائشہ سحر کے نام

عرصہ ہوا ہم نے دوستی کو زندگانی
سے نکال پھینکا تم سے مل کر
احساس ہوا اک دوست ضروری
ہے برسوں پہلے دوستی کے تعلق
نے مجھے دکھ دیا تھا فری آج تم سے
مل کر یہ رشتہ استوار کرنا چاہتی ہوں

.....ربعہ ارشد منڈی بہاؤالدین

مقصود بلوچ کے نام

دوستی چیز نہیں ہے بتانے کی ہمیں
عادت نہیں بھلانے کی
اس لیے کم یاد کرتے ہیں آپ کو
کچھ رشتوں کو نظر لگ جاتی ہے
زمانے کی

.....سحدہ صابر بورے والہ

ماریہ عباس کے نام

شدت غم میں تو پتھر بھی پگھل
جاتے ہیں کون کسے یاد رکھتا ہے عمر
بھر تنہا وقت کے ساتھ خیالات بھی
بدل جاتے ہیں

.....امداد علی مانگا منڈی لاہور

عاقب علی کے نام

وہ مجھے چھوڑ گیا تو یقیں آیا
اپنے پیاروں کے نام اشعار
کوئی شخص ضروری نہیں سانسوں کے
سوا

.....عافیہ گوندل جہلم

محمد مشتاق کے نام

پل بھر کی تنہائی آپ کو نصیب نہ ہو
کوئی بھی غم آپ کے قریب نہ ہو
رب آپ کی زندگی میں اتنی
خوشیاں بھر دے کہ آپ سے بڑھ
کر کوئی خوش نصیب نہ ہو

.....عابد علی آرزو سانگلہ ہل

کے ملک کے نام

اپنے سوا کچھ ملا بھی ہے تمہیں آج
تک خالدہ
سو بار لے چکے ہو میرے دل کی
تلاشیاں

.....ملک ارشد قائدہ آباد

نزاکت علی کے نام

دور ہو کر رلا نہ دینا چپ رہ کر سزا نہ
دینا
نہ دے سکو خشی تو غم ہی سہی بس
ایک وعدہ کرو کہ زندگی میں ہم کو
بھلا نہ دینا

.....ضاقت علی چوکی مونگ

ایم فیاض کے نام

وفا کے بدلے وفا کا ملنا محال ہے
دغا باز سے وفا کرنا ہی کمال ہے

.....بشیر حمد بھٹی فوجی بستی

کامران شاہ کے نام

چلو اس کا کہیں تو خدا کا احسان
لیتے ہیں فراز
وہ منت سے نہیں مانا تو منت سے
مانگ لیتے ہیں

.....سیدہ امامہ علی راولپنڈی

این چکوال کے نام

یہ سب راستے کے ساتھی ہیں انہیں
آخر بچھڑنا ہے
چلو اب گھر چلیں ساغر بہت
آوارگی کر لی

.....محمد صفدر دکھی کراچی

رانا عرفان کے نام

دل میں تعبیر تھی اپنی آنکھوں میں
مانگے خواب
خود کو ہی دھوکہ دیا خود سے ہی
شرارت کی گئی

.....محمد رضوان سلانوالی

صبا سکھر کے نام

سالوں کے بعد رابطہ کرنا اچھی
بات نہیں
پاس رہ کر بھی رہتے دور ہو

.....نثار احمد گھوٹکی

ایس کے، کے نام

اس دل کو تم سے پیار رہے گا تم
سے ملنے کو دل بے قرار رہے گا
تم چلے جاؤ چاہے ہم سے
کتنا ہی دور پھر بھی ان نگاہوں کو
تمہارا انتظار رہے گا

.....شاہد اقبال خٹک

دے رہی ہیں یہ تجھے صدائیں
اک برتو آ کے دیکھ بارش کی یہ
بوندیں ہیں تجھے بلائیں

(عابدہ رانی.....گوجرانوالہ)

Digest.pk

دُکھ درد ہمارے

''دکھ درد ہمارے'' کالم کے لئے جو قارئین بھی اپنا دکھ شائع کرانا چاہتے ہیں وہ اپنے دکھ لکھ کر ہمراہ اپنے شناختی کارڈز کی کاپی بھی ارسال کریں۔ ''دکھ درد ہمارے'' کالم کے لئے جن قارئین کے شناختی کارڈز کی کاپی ہمراہ نہیں آئے گی ان کو ''دُکھ درد ہمارے'' کالم میں جگہ نہیں دی جائے گی۔ ایسے تمام قارئین کے آئے ہوئے خطوط ضائع کر دیتے ہیں۔.....ایڈیٹر

☆..... میری زندگی کی کہانی ایک نشیب و فراز کا مجموعہ ہے، کبھی خوشی تو کبھی غم۔ میرے ساتھ کچھ ایسا ہوا کہ میں ایک بہت ہی امیر ماں باپ کی بیٹی تھی۔ بچپن سے ہی ہر چیز میسر، وہ کہتے ہیں کہ سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہونا ویسا ہی حساب تھا میرا۔ ماں باپ کی پہلی اولاد تھی لہٰذا سب سے زیادہ لاڈ پیار بھی حاصل کیا۔ جب میں تین چار سال کی تھی تو اللہ نے مجھے ایک بھائی دیا۔ پھر میں بھائی کے ساتھ مگن ہو گئی اس کو اٹھا، اس کے ساتھ کھیلتی، اسے پیار کرتی حتیٰ کہ بھائی بھی مجھ سے بہت مانوس ہو گیا۔ پھر اچانک وقت کی آندھی ایسی چلی کہ ہماری تمام خوشیاں اڑا کر لے گئی۔ ہوا کچھ یوں کہ میں ابھی کوئی دس گیارہ سال کی تھی اور بھائی آٹھ نو سال کا تھا کہ ابو ایک بزنس ڈیل کے سلسلے میں بیرون ملک گئے اور وہاں اپنا کام نمٹا کر واپس آ رہے تھے کہ راستے میں جہاز کریش ہو گیا اور ابو وہیں پر انتقال کر گئے۔ ہم لوگ گھر میں اپنے کم کاج میں مصروف تھے کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی دیکھا تو کچھ لوگوں نے ایک چارپائی پر ایک لاش کو ڈالا ہوا تھا اور انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کے ابو کی لاش ہے۔ میں تو سنتے ہی بے ہوش ہو گئی۔ خیر ہوش میں آئی تو بہت سارے لوگ ہمارے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں تھے اور پھر ابو کا کفن دفن ہوا اور ساری رسومات کے بعد سب لوگ چلے گئے یوں ہماری بربادی کا سلسلہ شروع ہوا۔ ابو کا کاروبار ختم ہو گیا کیونکہ کوئی سنبھالنے والا نہیں تھا۔ امی نے تھوڑا وقت دیا جس سے تھوڑا بہت کاروبار چلتا رہا اور ہمارا گھر بھی چلتا رہا۔ امی نے بہت زیادہ محنت کی اور ہمیں پڑھایا لکھایا اور پھر جب شادی کا وقت آیا میری منگنی ہوئی پھر شادی کا مقرر وقت آیا شادی ہو گئی۔ سسرال کافی اچھے کھاتے پیتے تھے اور اچھے لوگ تھے۔ میرا شوہر تو بہت اچھا اور مجھ سے بہت پیار کرتا تھا۔ شادی کے ایک سال بعد مجھے بیٹا ہوا۔ بیٹا جب دو سال کا ہوا تو جڑواں بیٹیاں ہوئیں۔ بیٹیاں ابھی ڈیڑھ سال کی ہوئیں تھیں کہ اچانک ایک دن ٹیلی فون آیا۔ میں نے جب سنا تو کوئی کہہ رہا تھا کہ یہ بشارت علی کا گھر ہے تو نے کہا جی ہاں تو اس نے کہا آپ بشارت علی کی کیا لگتی ہیں۔ میں نے کہا میں اُن کی بیوی ہوں۔ اس نے کہا آپ کے شوہر کی لاش ہسپتال میں پڑی ہے آپ آ کر وصول کر لیں۔ میری تو دنیا ہی اجڑ گئی اور میں بے ہوش ہو گئی جب مجھے ہوش آیا تو میرے سسر نے پوچھا تو میں نے سب کچھ بتایا اور وہ سب بھی رونے دھونے لگے اور پھر بھاگ کر ہسپتال پہنچے وہاں سے لاش وصول کی اور گھر آ کر کفن دفن کیا۔ کچھ عرصہ لوگوں کا آنا جانا لگا رہا۔ ابھی ہم اس صدمے سے باہر نہیں نکلے تھے کہ ایک دن پولیس اور اس نے کہا کہ آپ یہ گھر خالی کر دیں کیونکہ یہ گھر اب آپ کا نہیں رہا۔ پتہ چلا کہ ہماری فیکٹری کے منیجر نے تمام کاروبار اور تمام جائداد اپنے نام کروالی ہے اور یوں ہم دربدر ہو گئے اور آج تک اس حال میں ہیں کہ کبھی روٹی مل جاتی تو کبھی بھوکے سوتے ہیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ میری مشکلات کو آسان کرے۔ (فروا عندلیب۔ لاہور)

Digest.pk

رشتے ناطے

''رشتے ناطے'' کالم کے لئے ہر ماہ بہت سے رشتے وصول ہو رہے ہیں۔ جو خواتین و حضرات اپنے رشتے فوری شائع کروانا چاہیں وہ اپنے شناختی کارڈز کی فوٹو کاپی بھی ارسال کریں۔ رشتے ناطے کالم میں اپنے رشتے شائع کرانے کے لئے اپنے خطوں کے رشتے ارسال کرتے وقت اپنے شناختی کاڈرز کی فوٹو کاپی ضرور ارسال کریں۔ جن رشتوں کے ہمراہ شناختی کارڈز کی فوٹو کاپی نہیں ہوگی وہ رشتے شائع نہیں کیے جائیں گے۔ ..... ایڈیٹر

☆ ..... مجھے ایسا رشتہ چاہئے جو مجھے اپنے پاس رکھے۔ کیونکہ میرے والدین فوت ہو چکے ہیں۔ میری عمر 30 سال ہے اور آرئیم میں ہوں۔ کسی پڑھی لکھی لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو سرکاری ملازم ہو اور صوم وصلوٰۃ کی پابند ہو۔ (خواجہ محمد۔ مانسہرہ)

☆ ..... میری عمر 22 برس ہے، 6 فٹ قد، رنگ گندمی، سمارٹ جسم اور تعلیم یافتہ ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اب شادی کرلوں لیکن کوئی لڑکی پسند نہیں آتی۔ میں چاہتا ہوں کہ لڑکی خوبصورت ہو، میرے جیسی باشعور ہو، عزت کرنا جانتی ہو، صرف شوہر کو محبت کرنا جانتی ہو، روپے پیسے کی ریل پیل ہے، ساری زندگی مہارانی بن کر رہے گی، ذاتی مکان پلاٹ زرعی رقبہ گاڑی بیلنس سب کچھ ہے۔ نہ ملازمت کی فکر نہ پیسے کا ڈر خودمختار لڑکیاں بھی رابطہ کرسکتی ہیں۔ چال باز اور وقت گزار لڑکیاں زحمت نہ کریں۔ (آصف سانول)

☆ ..... میں 37 سالہ رنڈوا ہوں سرکاری ملازم ہوں، اٹھاہ ہزار تنخواہ ہے، ذات پٹھان۔ مجھے ایک حافظ قرآن لڑکی کا رشتہ درکار ہے جس کی عمر 30، 35 سال ہو۔ بیوہ، کنواری کی کوئی قید نہیں۔ حافظ قرآن ہونا ضروری ہے۔ اپنے مکمل کوائف مع تصویر اس پر ارسال کریں۔ (مسرت خان عظیمی۔ خیبر ایجنسی)

☆ ..... عمر بتیس سال، قد پانچ فٹ تین انچ، رنگ سانولا، تعلیم بی اے، کاروبار امپورٹ ایکسپورٹ، ذاتی کوٹھی، گاڑیاں، نوکر چاکر، روپے پیسے کی کمی نہیں۔ یہ کوائف میرے ایک بہت اچھے دوست ہیں جس کا اخلاق بہترین ہے۔ انسان دوست اور ملنسار طبیعت کا مالک ہے۔ اس کے لئے کسی پڑھی لکھی کم از کم ایف اے ہو، جس کا اخلاق اچھا، بڑوں کی عزت کرنا جانتی ہو اور چھوٹوں پر شفقت۔ ایسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ والدین یا خودمختار لڑکیاں رابطہ کریں۔ (چودھری عاشق علی اعوان۔ چک 95 رب، ضلع ساہیوال)

☆ ..... ہمیں اپنے بھائی کے لئے ایک خوبرو پڑھی لکھی لڑکی کا رشتہ چاہئے۔ میرے بھائی کی عمر 27 سال ہے، رنگ گورا، قد پانچ فٹ آٹھ انچ، تعلیم بی ایس سی، سرکاری ملازم ہے، تنخواہ بائیس ہزار ماہانہ ہے۔ لڑکی کھاتے پیتے گھرانے کی ہو اور چھوٹے بڑوں کی عزت کرنا جانتی ہو اور گھر گرہستی میں دلچسپی رکھتی ہو۔ لڑکی کے والدین یا لڑکی خود رابطہ کرے۔ (انیلہ فردوس۔ راولپنڈی)

☆ ..... 35 سالہ خوبرو بیوہ کے لئے ایک اچھے کردار کے مالک لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکی کی تعلیم بی ایڈ اور سکول ہیڈ مسٹریس ہے۔ لڑکی کی ذاتی کوٹھی بھی ہے۔ لڑکا خوبصورت ہو پڑھا لکھا کم از کم ایف اے پاس ہو۔ کوئی غیر اخلاقی عادات نہ ہوں۔ شریف اور باادب ہو۔ خواہشمند حضرات یا والدین رابطہ کریں۔ (امینہ صادق۔ اوکاڑہ شہر)

Digest.pk

ملاقات

نام: ریاض غریب
عمر: 22 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: شیخ سائیکل ورکس، چک 9ب عبدالحکیم، تحصیل میاں چنوں، ضلع خانیوال

نام: آصف جاوید
عمر: 18 سال
مشغلے: کرکٹ کھیلنا، مطالعہ کرنا
پتہ: چک نمبر 142 ر-ب، گھڑتل خورد، تحصیل چک جمرہ، ضلع فیصل آباد

نام: ضیافت علی
عمر: 19 سال
مشغلے: سوشل ورک کرنا
پتہ: ڈاک خانہ چوکی مونگ، تحصیل وضلع کوٹلی، آزاد کشمیر

نام: مظہر عباس تنہا
عمر: 18 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: چک 9ب، عبدالحکیم، خالق آباد، تحصیل میاں چنوں، ضلع خانیوال

نام: کھوکھر ندیم شوکت
عمر: 23 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: مکان نمبر 4F، محلہ مانیکر وکویہ، کالونی TNT، کوہ نور ملز، راولپنڈی

نام: صداقت علی
عمر: 14 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: ڈاک خانہ کوٹ ماجھی خان، تحصیل چونی، ضلع قصور

نام: ایمل خان
عمر:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: معرفت ولی اللہ پینٹ سٹور، کلابٹ، ضلع صوابی

نام: ایم اشفاق بٹ
عمر: 25 سال
مشغلے: جواب عرض پڑھنا، غزلیں سننا
پتہ: پوسٹ بکس نمبر 334، لالہ موسیٰ

نام: تبسم ہارون
عمر: 17 سال
مشغلے: سوشل ورک کرنا
پتہ: چک نمبر 355/WB، ڈاک خانہ خاص، تحصیل دنیاپور، ضلع لودھراں

نام: بشیر سانول اداس
عمر: 20 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، کرکٹ کھیلنا
پتہ: مہران ٹریڈرز، مین بازار نواب آباد، ڈاہ کینٹ، تحصیل ٹیکسلا، ضلع راولپنڈی

نام: زاہد سا غر انصاری
عمر: 24 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: چوٹالہ، ڈاک خانہ خاص، تحصیل وضلع جہلم

نام: عدنان احمد
عمر: 20 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: ڈاک خانہ خاص لکھنے والا، تحصیل وضلع منڈی بہاؤالدین

نام: ایاز محمود پردیسی (دبئی والے)
عمر: 22 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: بمقام کوٹلی بہرام، ڈاک خانہ مہیاں، تحصیل سوہاوہ، ضلع جہلم

نام: محمد قاسم بلوچ
عمر:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: معرفت محمد رفیق جمالی، جھرک سائیٹ، ڈاک خانہ جھرک، تحصیل وضلع ٹھٹھہ سندھ

نام: غلام عباس ڈاہری
مشاغ عمر: 20 سال
مشغلے: جواب عرض پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: ڈاہری الیکٹرک ورکس، بینظیر آباد، سندھ

Digest.pk

نام: واصف علی ارائیں
عمر: 19 سال
مشغلے: مطالعہ کرنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: سندھ ڈینٹل کلینک، بھریا روڈ

نام: محمد شہباز
عمر: 24 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں شمع آباد، ڈاک خانہ گرین کوٹ، تحصیل وضلع قصور

نام: شفیق قریشی
عمر:
مشغلے: ایس ایم ایس کرنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: ڈاک خانہ کمیلہ رازیکہ، تحصیل راسو، ضلع کوہستام

نام: احسان اللہ عادل
عمر: 23 سال
مشغلے: اپنی یادوں کی ڈائری لکھنا
پتہ: گاؤں بیوڑی مالا، ڈاک خانہ دروش، تحصیل وضلع چترال

نام: عنصر امین
عمر: 18 سال
مشغلے: جواب عرض پڑھنا اور کہانیاں لکھنا
پتہ: ڈیرہ حبیب پور، چک نمبر 45 اے ایم بی

نام: محمد نعیم
عمر: 16 سال
مشغلے: فٹ بال کھیلنا، ٹیلی وژن اور ریڈیو پر معلومات
پتہ: گاؤں ڈھے، ڈاک خانہ خاص، تحصیل چونیاں ضلع قصور

نام: سفیان الفت حسین نوشاہی
عمر: 18 سال
مشغلے: جواب عرض پڑھنا
پتہ: بمقام لدڑ، ڈاک خانہ سینہ، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات

نام: محمد عمران
عمر: 28 سال
مشغلے: سیر وسیاحت
پتہ: بمقام دادو برسالہ، ڈاک خانہ ہیرا گڑھ، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات

نام: سید عدنان احمد
عمر: 19 سال
مشغلے: جواب عرض پڑھنا، سماجی کام کرنا
پتہ: نزد سبزی منڈی عثمانیہ کالونی، جام پور، ضلع راجن پور

نام: الحاج الفت حسین نوشاہی عمر: 50 سال
مشغلے: خدمت خلق، جواب عرض پڑھنا
پتہ: لدڑ، ڈاک خانہ سینہ، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات

نام: وسیم سجاد مجروح
عمر:
مشغلے: دوستی کرنا اور شاعری کرنا
پتہ: اڈا شریف آباد گلگالہ سکول تحصیل احمد پور سیال ضلع جھنگ

نام: عمران خان
عمر: 16 سال
مشغلے: کرکٹ کھیلنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: گاؤں اکبر پور، ڈاک خانہ پھلورہ، تحصیل پسرور، ضلع سیالکوٹ

نام: رائے حسنین عباس کھرل
عمر: 24 سال
مشغلے: سماجی کام کرنا
پتہ: C-229 این بلاک، ماڈل ٹاؤن، لاہور

نام: شمیر اختر
عمر: 17 سال
مشغلے: کرکٹ کھیلنا اور پڑھنا
پتہ: لدڑ ڈاک خانہ سینہ، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات حال: مسقط

نام: محمد حنیف عابد دکھی دل
عمر:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: بابر بک سینٹر، ریلوے روڈ، خانپور، تحصیل خان پور، رحیم یار خان

نام: فیض اللہ صدیقی
عمر: 27 سال
مشغلے: دینی کتابیں پڑھنا
پتہ: کوٹ سبزل، ڈاک خانہ خاص، تحصیل صادق آباد، ضلع رحیم یار خان

نام: محمد نوید قریشی
عمر: 17 سال
مشغلے: ٹیلی فونک دوستی
پتہ: بستی لونی موضع شاہ نال، تحصیل وضلع بھراں شہر

نام: ایم بلال قیس
عمر: 17 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: محلہ صابری، پھولنگر بھائی، تحصیل چوکی، ضلع قصور

Digest.pk

نام: رانا محمود احمد
عمر:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: چک نمبر 34 گ-ب، ڈاک خانہ خاص، تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد

نام: سیف الرحمن تنہا
عمر: 18 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: مہر یاسین کریانہ سٹور، وارڈ نمبر 9، محلہ اسلام آباد، شاہ کوٹ

نام: جواد احمد خاں بلوچ
عمر: 18 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، تحریریں لکھنا، مطالعہ کرنا
پتہ: چک نمبر 99/9-L بھولے دی جھوک، ساہیوال

نام: محمد خورشید اجنبی
عمر: 17 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں مالکین، تحصیل ژخانہ لاچی، ضلع کوہاٹ

نام: منتظر عباس
عمر: 20 سال
مشغلے: مطالعہ کرنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں برج، ڈاک خانہ خاص، تحصیل فتح جنگ، ضلع اٹک

نام: نذیر احمد خان جوئیہ
عمر: 29 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: معرفت محمد الیاس، ہاؤس نمبر 1، بلاک نمبر 40، نزد نیپو مارکیٹ، G-8-2 اسلام آباد

نام: ساجد رضا
عمر: 28 سال
مشغلے: سوشل ورک کرنا
پتہ: ساجد محمود ولد گلاب خان، سکنہ چونالہ، تحصیل و ضلع جہلم

نام: ضیاء الدین راہی
عمر: 23 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں چچال، ڈاک خانہ رانولتا، تحصیل پنن، ضلع کوہستان

نام: طاہر اذہان خان
عمر: 23 سال
مشغلے: سوشل ورک کرنا
پتہ: Post Box No. 38122 Shj, AR - 7126291

نام: محمد خلیل احمد طاہر
عمر: 21 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: محلہ بڑی مسجد اہلحدیث، گاؤں ملتان خورد، تحصیل تلہ گنگ، ضلع چکوال

نام: بشیر چاوال
عمر:
مشغلے: شعر و شاعری کرنا
پتہ: ایم سی بی بالمقابل نوشکی

نام: محمد جنید جانی
عمر: 16 سال
مشغلے: کرکٹ کھیلنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: محلہ قاضیاں، ڈاک خانہ اکبر پورہ، ضلع نوشہرہ، پشاور

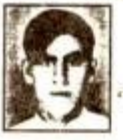

نام: سید ہمراز ثرائن
عمر: 18 سال
مشغلے: میوزک سننا
پتہ: ڈاک خانہ رلولیاں تحصیل نصیر آباد ضلع مظفر آباد آزاد کشمیر بانڈی پنجور

نام: ندیم جان گوپانگ
عمر: 23 سال
مشغلے: کرکٹ کھیلنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: سونا پی سی او علی آباد روڈ، اوستہ محمد، ضلع مظفر آباد

نام: محمد عابد علی یوسف
عمر: 21 سال
مشغلے: سوشل ورک کرنا
پتہ: قلعہ شبد یو سنگھ، ڈاک خانہ ماتا نوالہ، ضلع نکانہ صاحب

نام: ظفر بلوچ ساسولی
عمر: 18 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: لجے توک، ضلع خاران، بلوچستان

نام: ناصر علی
عمر: 35 سال
مشغلے: قلمی دوستی، مطالعہ کرنا، سیر و سیاحت
پتہ: چک نمبر 99/9-L، بھولے دی جھوک، ساہیوال

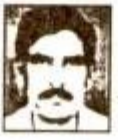

نام: محمد رفیق
عمر: 20 سال
مشغلے: میوزک سننا، دوستی کرنا
پتہ: F- NDC MFS اسلام آباد

Digest.pk

نام: حبیب اللہ
عمر: 30 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: خطیب سینٹری سٹور، لالہ موسیٰ

نام: رئیس ارشد
عمر: 22 سال
مشغلے: سوشل ورک کرنا
پتہ: رئیس برادرس سروس سٹیشن، خان بیلہ، تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان

نام: مدد حسین بلوچ
عمر: 20 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: چک واں دلاور، ڈاک خانہ چک نمبر 135/EB، تحصیل عارف والہ، ضلع پاک پتن

نام: تنہا محمد عمر لاشاری
عمر:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: جبار فوٹو سٹوڈیو، جناح روڈ، ڈاک خانہ اوستہ محمد، ضلع جعفر آباد

نام: شکیل احمد ساجن رخسار
عمر: 22 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گورنمنٹ ہائی سکول کوٹ قلات، ضلع کیچ تربت مکران

نام: ایم شہزاد
عمر: 18 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: لکھن کے، ڈاک خانہ پھول گھ، تحصیل چونی، ضلع قصور

نام: محمد یوسف جاوید
عمر: 20 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: معرفت عوامی نیوز ایجنسی، لکھن پور

نام: شاہد اقبال خٹک
عمر: 22 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں مرکی خیل، ڈاک خانہ جندری، تحصیل وضلع کرک

نام: خالد فاروق آسی
عمر:
مشغلے: دوستی، شاعری
پتہ: دی لائٹ پبلک سکول، علی پورہ، ملت کالونی، فیصل آباد

نام: تنویر احمد گوندل
عمر: 20 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: عماد سینٹری سٹور، چرچ روڈ، لالہ موسیٰ

نام: ملک افضل ساگر
عمر: 22 سال
مشغلے: جواب عرض پڑھنا، کرکٹ کھیلنا
پتہ: گاؤں ڈھابان خود چک نمبر 13 آر بی، تحصیل سٹی صفدر آباد، ضلع شیخوپورہ

نام: ریاض احمد
عمر: 40 سال
مشغلے: محبوب کی یاد میں زندگی بسر کرنا
پتہ: باغبانپورہ، لاہور

نام: بلال نواز
عمر: 19 سال
مشغلے: کرکٹ کھیلنا
پتہ: وسیم جنرل سٹور نزد عثمان غنی مسجد، ڈلے والا، بھکر

نام: امداد علی عرف ندیم عباس تنہا
عمر:
مشغلے: شعروشاعری
پتہ: ڈاک خانہ نالکی، تحصیل کنری، ضلع میرپور خاص

نام: طاہر حسین
عمر: 23 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: مکان نمبر 88/9 گلی نمبر 59، محلہ مسلم اتحاد کالونی، تاجپورہ روڈ، غازی آباد، لاہور

نام: عبدالغفار
عمر: 17 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: عماد سینٹری سٹور، چرچ روڈ، لالہ موسیٰ

نام: سید اشفاق حسین نقوی
عمر: 25 سال
مشغلے: سماجی کام کرنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: علوی سٹریٹ، محلہ کوٹ محمد شفیع، پرانا آدھورائے روڈ، موڑ ایمن آباد، گوجرانوالہ

نام: رئیس صدام حسین
عمر: 19 سال
مشغلے: سنڈی کرنا، کرکٹ کھیلنا
پتہ: رئیس برادرز سروس سٹیشن، ڈاک خانہ خان [illegible] ضلع رحیم یار خان

Digest.pk

نام: عبدالغفور لکی
عمر: 19 سال
مشغلے: شعروشاعری
پتہ: بمقام لکڑمار، ڈاک خانہ خاص، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک

نام: خضرعلی ملک
عمر: 22 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: پوسٹ بکس نمبر 213 پاک کیمپ پٹارو، حیدرآباد، سندھ

نام: ساجد عباس ساغر
عمر: 18 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: شیخ سائیکل ورکس، چک 9ب عبدالحکیم، ڈاک خانہ خالق آباد

نام: سفیراداس موہری
عمر: 23 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، سماجی کام کرنا
پتہ: گاؤں موہری پنجکوٹ، ڈاک خانہ دھنی، تحصیل پہلگہ، ضلع مظفرآباد

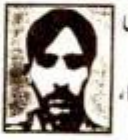

نام: ایم ظہیر گبول
عمر: 23 سال
مشغلے: جواب عرض پڑھنا
پتہ: جلاب گوٹھ سیدھاوے، شہر کراچی، ضلع ملیر

نام: محمد افضل جواد
عمر: 20 سال
مشغلے: سماجی کام کرنا
پتہ: ہاشم بکڈپو نزد گورنمنٹ ہائی کالا سکول، تحصیل عیسیٰ خیل، ضلع میانوالی

نام: عدیل شہزاد نعیمی
عمر: 16 سال
مشغلے: کرکٹ کھیلنا، مطالعہ کرنا
پتہ: گورنمنٹ کالج منکیرہ، ڈاک خانہ خاص، ضلع بھکر

نام: پیرزادہ قیصر بہار اقدس
عمر: 23 سال
مشغلے: سماجی کام کرنا
پتہ: بمقام پیل پیران، تحصیل و ضلع خوشاب

نام: قدرعباس ہاشمی
عمر:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: ہیڈ کوارٹر 116 بریگیڈ، بنوں کینٹ

نام: ذوالفقارعلی مستوئی
عمر: 18 سال
مشغلے: کرکٹ کھیلنا
پتہ: گوٹھ محمد بخش مستوئی باری شاخ، اوستا محمد، ڈاک خانہ عزیزاللہ سانگرئی باہی شاخ، ضلع جعفرآباد

نام: رئیس ساجد کاوش
عمر: 18 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، مطالعہ کرنا
پتہ: رئیس برادرز سروس سٹیشن، خان بیلہ، تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان

نام: ایم اکرام الحسن حنیف
عمر: 20 سال
مشغلے: فونگ دوستی
پتہ: گلی نمبر 2، عبداللہ ٹاؤن، فورٹ عباس

نام: محمد شفیع اللہ
عمر: 28 سال
مشغلے: دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: ڈی ایس جی 298، پلاٹون سندھڑی، ائرپورٹ، میرپورخاص

نام: اعظم حسین ساگر
عمر: 19 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، شعروشاعری کرنا
پتہ: چک نمبر 40MB، ڈاک خانہ 41MB، نزد پٹھانوانہ، تحصیل و ضلع خوشاب

نام: ارشد حفیظ
عمر: 25 سال
مشغلے: شعروشاعری کرنا، کرکٹ کھیلنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: غلام مصطفیٰ سیکورٹی گارڈ، پوسٹ بکس نمبر 6875، الجابر کمپنی مصفحہ، ابوظہبی

نام: ڈاکٹر محمد ایوب بوہڑ
عمر: 25 سال
مشغلے: مطالعہ کرنا
پتہ: گوٹھ ذوالفقار آباد باری شاخ، اوستا محمد، ضلع جعفرآباد، بلوچستان

نام: زیب ظہور احمد بلوچ
عمر: 19 سال
مشغلے: شعروشاعری
پتہ: نیو پاکیزہ ہوٹل، کوئٹہ روڈ، کوٹ مینگل، نزد ڈیرہ مراد جمالی، نصیرہ آباد

نام: عارف حسین
عمر: 22 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: موضع جھونجھن والی، تحصیل کوٹ ادو، ضلع مظفرگڑھ

Digest.pk

نام: ایم ایس شہباز
عمر: 20 سال
مشغلے: گانا سننا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: ایل سی ایس آفس، تربت

نام: محمد حسین
عمر: 27 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: معرفت مالک داد ٹیلرز ماسٹر، تحصیل سوئی گیس فیلڈ، بلوچستان

نام: محمد انور ساگر
عمر: 24 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: محلہ لہڑی آباد، ڈھاڈر، ضلع بولان، بلوچستان

نام: عمران رشید
عمر: 16 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گلناز پبلک سکول ڈیوالہ، تحصیل دریا خان، ضلع بھکر

نام: واجد محمود ساقی
عمر: 19 سال
مشغلے: جواب عرض پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں کوٹ پنیاری، ڈاک خانہ کس کھڈوڑہ، تحصیل وضلع بھمبر، آزاد کشمیر

نام: امجد وکی کورونانہ
عمر: 26 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: بمقام لکڑیانوالہ، ڈاک خانہ سکھیکی منڈی، ضلع حافظ آباد

نام: ملک ہاشم پڑھار
عمر: 18 سال
مشغلے: جواب عرض پڑھنا اور کہانی لکھنا
پتہ: چک نمبر 11 ایم ایل، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا

نام: راجہ عامر خان
عمر: 20 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: گاؤں کوٹ پنیاری، ڈاک خانہ کھڈوڑہ، تحصیل وضلع بھمبر

نام: عبدالصمد گبول
عمر: 22 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: جلاب گوٹھ سیدھاوے، شہر کراچی، ضلع ملیر

نام: مبارک حسین آرائیں
عمر: 18 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: جاوید اقبال کے جی ایم میٹری سکول، وارڈ نمبر 3، غوری محلہ، شہر محراب پور، سندھ

نام: جنید اقبال
عمر:
مشغلے: شعر و شاعری، بیڈمنٹن کھیلنا
پتہ: محلہ بھانگی نزد حبیب بینک، غور غشتی، تحصیل وضلع اٹک

نام: نبیل احمد گبول
عمر: 20 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
پتہ: جلاب گوٹھ سیدھاوے، شہر کراچی، ضلع ملیر

نام: ایم وسیم شاہانی
عمر: 22 سال
مشغلے: کرکٹ کھیلنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: ہاؤس نمبر A-18F، پنیل پاڑا، جہانگیر روڈ، کراچی

نام: دین محمد بلوچ مجبور
عمر: 24 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: محلہ اندعلی ڈھاڈر، ضلع بولان

نام: راجہ مختار احمد راہی
عمر: 35 سال
مشغلے: قلمی دوستی کرنا
راجہ سیونگ مشین ڈیلر، لٹی لال روڈ، ضلع لیہ، پنجاب پاکستان

نام: امین مراد انصاری
عمر: 40 سال
مشغلے: جواب عرض پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: 33 سنگل سٹوری لال مارکیٹ، سیکٹر F-5 نیو کراچی

نام: شاہ فہد فاروقی
عمر: 18 سال
مشغلے: جواب عرض پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: بمقام داریل گمادی، تانگیر خاص، تحصیل وضلع دیامر، گلگت بلستان

نام: محمد ہاشم رانا
عمر: 19 سال
مشغلے: SMS کرنا
پتہ: چک نمبر 115/15 رحمان ٹاؤن، ڈاک خانہ خاص، تحصیل میلسی، ضلع خانیوال

Digest.pk

مجھے شکوہ ہے

مجھے شکوہ ہے اُس بے وفا سے جس نے میرے پیار کی قدر نہ کی اور وہ کسی اور کے ساتھ اب زندگی گزار رہی ہے۔ (مطلوب حسین پردیسی- لاہور)

مجھے شکوہ ہے اُن لڑکیوں سے جو دل لگا کر بے وفائی کر جاتی ہیں اور دوسرے کا دل توڑ دیتی ہیں۔ (محمد بلال باری- ریجی حویلی)

مجھے شکوہ ہے ایس سے کہ وہ اب مجھ سے بھروسہ نہیں کرتا۔ دل کی بات دل ہی میں رکھتا ہے۔ اب بدل گیا ہے۔ (خلیل احمد ملک- شیدانی شریف)

مجھے شکوہ ہے اپنی دوست S سے کہ اس نے جواب عرض پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ ایس جی جواب عرض تو دکھی دلوں اک سہارا ہے۔ (احمد مجمی- کالا باغ)

مجھے شکوہ ہے ان لڑکیوں سے جو پیار میں دھوکہ دیتی ہیں۔ وہ پیار نہیں ٹائم پاس کرتی ہیں۔ (نوید اختر سحر- کبیر والہ)

مجھے شکوہ ہے ایسے لوگوں سے جو دل کو دل نہیں سمجھتے توڑ دیتے ہیں۔ (اشرف زخمی دل- ننکانہ صاحب)

مجھے شکوہ ہے اُن لوگوں سے جو محبت کر کے آدھے راستے میں چھوڑ جاتے ہیں۔ کسی کے دل میں آگ لگا کر بھول جاتے ہیں۔ (خواجہ صدام حسین ڈار- جدلاں)

مجھے شکوہ ہے اُن لوگوں سے جو محبت اور دوستی کو محض مذاق سمجھتے ہیں۔ ان کا احترام نہیں کرتے۔ (رئیس علی حیدر- خان بیلہ)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوست سے جو کہ میرے چاچو ہیں اس نے کبھی بھی مجھے فون تک نہیں کیا۔ (بابا جان- کراچی)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض سے کہ وہ ہماری تحریروں کو شائع نہیں کرتے۔ (گلشن ناز- ٹھٹھہ قریشی)

مجھے شکوہ ہے اپنے کزنوں سے جو ڈیلی کی میٹنگ سے شرکت نہیں کرتے۔ میٹنگ کے رزلٹ کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ (خان افسر خاکسار- دنیا پور)

مجھے شکوہ ہے ان لڑکے لڑکیوں سے جو جھوٹ کا سہارا لے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور پھر مکر جاتے ہیں۔ (عصمت علی عاصی بلوچ- دبئی)

مجھے شکوہ ہے بے وفا R کی یادوں سے جو ہر لمحہ مجھے تڑپاتی ہیں، رلاتی ہیں ستاتی ہیں۔ (حافظ یٰسین شفیق- خانیوال)

مجھے شکوہ ہے اپنی کزن S سے کہ وہ مجھ سے پیار نہیں کرتی۔ (عدنان حیدر- جہلم)

مجھے شکوہ ہے اپنے آپ سے کہ دوست مجھ سے ناراض کیوں ہو جاتے ہیں۔ (محمد خورشید اجنبی- مالکین)

مجھے شکوہ ہے وحید سے جس نے دبئی جا کر صرف ایک بار کال کی پھر کال نہیں کی۔ (عامر امتیاز نازی- کلر سیداں)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو دوستی کو غلط نام دیتے ہیں اور ان سے جو کسی سے دوستی نہیں کرتے ہیں۔ (شوکت علی وفا- ماہی چوک)

مجھے شکوہ ہے زیڈ سے جو بے وفا مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ (مہر ریاض احمد زیڈ- جڑانوالہ)

مجھے شکوہ ہے موجودہ جواب عرض سے کہ میں باقاعدگی سے لیٹر لکھ رہا ہوں لیکن مسلسل ردی کی نذر کیا جا رہا ہوں۔ (مجید احمد جائی- ملتان)

مجھے شکوہ ہے ہر اس انسان سے جو دوسروں کے دلوں کی قدر نہیں کرتے اور بڑی بے دردی کے ساتھ دل کے ٹکڑے کر کے اسے تڑپتا ہوا چھوڑ دیتے ہیں۔ (عثمان غنی انجم- قبولہ شریف)

انکار جیسا لذت اقرار میں کہاں
بڑھتا ہے شوق غالب اس کے نہیں نہیں سے

Digest.pk

ماں سے پیار کا اظہار

✿..... ماں کہنے کو تو بہت چھوٹا سا لفظ ہے لیکن یہ اپنے اندر محبتوں کا ایک لامحدود ذخیرہ جمع رکھتا ہے جو صرف ماں کی قدر کرنے والا ہی اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔ (عثمان غنی-قبولہ شریف)

✿..... ماں ہی تو جنت میری ماں ہی تو ہر خوشی ہے ماں کے بغیر زندگی کسی کام کی تو نہیں ہے جی۔ (مسٹر ایم ارشد وفا-گوجرانوالہ)

✿..... ماں دنیا کی عظیم ہستی ہے جس کا کوئی بدل نہیں نہ ہی کوئی اس جیسا عظیم رشتہ ہے دنیا میں مگر ہم قدر نہیں کرتے ماں کی۔ خدارا! قدر کیا کرو۔ (عبدالرحمن گجر-نین لانجھ)

✿..... میں اپنی ماں سے بے پناہ پیار کرتا ہوں اور میری زندگی کی خواہش ہے کہ میں اپنے باپ کو حج کروا سکوں۔ (طارق محمود مہر-ڈنگہ)

✿..... میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ دعا ہے میری زندگی بھی ماں کو مل جائے۔ (مظہر علی کھچی-نور شاہ)

✿..... ماں تجھے سلام۔ اگر زندگی میں کامیابی چاہتے ہو تو اپنی ماں کی خدمت کرو۔ (عمران فنا-بلوچستان)

✿..... میری ماں میرے لئے جنت ہے آج اس کی دعاؤں سے میں اس مقام پر ہوں۔ (نظام الدین-ڈیرہ مراد جمالی)

✿..... ماں تیرے جانے کے بعد ہمیں کچھ ایسا لگتا ہے کہ ہماری دنیا ختم ہوگئی۔ ماں تم دنیا تو چھوڑ کر چلی گئی تھی مگر ہمیں روتا ہوا چھوڑ گئی تھی۔ ہماری دعا ہے کہ تم کو جنت الفردوس میں خدا کریم جگہ دے اور تمہارے سارے گناہ معاف کر دے۔ (امجد وکی کروٹانہ-لکڑیانوالہ)

✿..... ماں جیسی ہستی دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ (واصف مغل- واہ کینٹ)

✿..... ماں دنیا کا بہت حسین پھول ہے اے پیاری والدہ دنیا سے نہ کوئی آیا نہ آوے دا تیرے نال دا۔ (محمد ارسلان احمد)

✿..... ماں کی دعا اور جنت کی ہوا میں کوئی فرق نہیں اگر کسی کو جنت کی ہوا چاہئے تو ماں کی دعا لے لے۔ (پرنس مظفر شاہ-پشاور)

✿..... ماں کی محبت مستحکم ہے ماں کے پیار میں ذرا سی بھی ملاوٹ نہیں ہے ماں کی محبت بالکل پاکیزہ و شفاف ہے ماں کی چاہے جتنی اولادیں ہوں مگر ماں کی محبت کم نہیں ہوتی۔ (عبدالوحید ابرار-آواران)

✿..... ماں ہی تو ہے جو اس دنیا میں ایک سچا رشتہ ہے جو بغیر لالچ کے اپنا فرض نبھاتی ہے میری ماں اللہ تعالیٰ تجھے سلامت رکھے۔ (عباس علی گجر-چکوالی)

✿..... میں جو کچھ بھی ہوں اپنی ماں کی بدولت ہوں ماں کے بغیر میری زندگی ناممکن ہے میری ماں ہی میری زندگی ہے یہ اسی کی دعا ہے۔ (ظہیر عباس انجم کمبوہ)

✿..... کاش میری ماں آج میرے پاس ہوتی اور آج میں اتنا تنہا نہ ہوتا۔ دنیا کے ظلم ستم کا شکار نہ ہوتا، میں زندہ لوگوں میں شامل ہوتا۔ (محمد لقمان اعوان-شیخوپورہ)

✿..... ماں تیرے قدموں کے نیچے جنت ہے ماں تیرا کوئی ثانی نہیں۔ (محمد احمد امان اللہ-لورے والہ)

✿..... میں اپنی ماں سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں۔ (محمد اشرف زخمی دل-بچیکی)

✿..... میں اپنی ماں سے ساری دنیا سے بڑھ کر پیار کرتا ہوں۔ (نامعلوم)

✿..... ماں دوسری دنیا کی انمول چیز ہے ماں کی قدر کرتا کہ دوسری دنیا میں تمہاری قدر ہو سکے۔

Digest.pk

کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟

میں واقعی ایک اچھا دوست نہیں ہوں کیوں کہ میرے نظریات صرف مخلص اور دیرپا دوستی کے ہوتے ہیں اور یہ چیز اب اس دور میں ناممکن سی ہو گئی ہے۔ (احمد مجبی دکھی- کالا باغ)

میں واقعی ایک اچھا دوست ان دوستوں کے لئے جو کسی کو دکھ نہیں دیتے کسی کی عزت خاک میں نہیں ملاتے، ہر سو خوشبوؤں کے شجر لگاتے ہیں، نفرتوں کا خاتمہ اور محبتوں کا پیغام عام کرتے ہیں۔ (مجید احمد جائی- ملتان)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں دوستی کی قدر نہیں کیونکہ جب انہیں نئے دوست ملتے ہیں تو پرانوں کو بھول جاتے ہیں۔ (ثناء کنول- چکوال)

میں واقعی ایک اچھا دوست میں اچھا دوست ہوں یا برا اس کا فیصلہ میرے دوست ہی کریں گے مجھے کوئی آزمانے کے لئے دوستی کرنا چاہتا ہے تو ویلکم۔ (بونا دکھی- بہاولپور)

میں واقعی ایک اچھا دوست میں خود کو اچھا نہیں کہہ سکتا جب کوئی دوسرا کسی کو اچھا نہ ثابت کرے میرے دوست مجھ کو ایک اچھا کہیں گے تو میں خود کو اچھا کہوں گا۔ (محمد لقمان اعوان- شیخوپورہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں اور ہم دوست ایک دوسرے کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ (محمد اعجاز احمد- عبدالحکیم)

میں واقعی ایک اچھا دوست میں ایک اچھا دوست ہوں آزمانا مفت ہے۔ (سفیر احمد اداس- پنجکوٹ)

میں واقعی ایک اچھا دوست جی اپنی طرف سے تو اچھا ہوں مگر پتہ نہیں دنیا والے کیا سمجھتے ہیں ہاں میرے کچھ دوست ہیں جو اچھی طرح بتا سکتے ہیں کہ میں کیسا ہوں۔ (ممریز بشیر گوندل- گوجرہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں مگر تنہا ہوں کہ مجھے زبان کے ساتھ بہت ملے ہیں مگر دل کا ساتھ کوئی نہیں ملا۔ مجھے جھوٹے وعدے دعوے کرنے والے لوگوں سے شدید نفرت ہے۔ (محمد افضل اعوان- گوجرہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں اس کی تفصیل اگر پوچھنی ہو تو میرے دوست ساجد عباس اعوان صاحب حافظ آباد سے پوچھ لینا کہ میں واقعی اچھیا دوست ہوں۔ (محمد ہارون قمر اعوان بیج یور ہزارہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں یا نہیں اس کا تو میرے دوست ہی بتا سکتے ہیں۔ (ماجد علی اعوان کھیری- کراچی)

میں واقعی ایک اچھا دوست جی ہاں میں اچھا دوست ہوں اور میں کوشش کرتا ہوں کہ میری وجہ سے میرے دوستوں کو کوئی تکلیف نہ ہو، مجھے اپنے دوستوں سے بہت پیار ہے۔ (ایم اسلم بروہی- حسن پیر یوسٹ)

میں واقعی ایک اچھا دوست نہیں ہوں اچھا اخلاق ہوتا ہے اگر آپ کا اخلاق اچھا ہے تو آپ کی دوستی بھی لاجواب ہے اور لوگوں کو صرف اخلاق سے متوجہ کیا جا سکتا ہے۔ (عثمان غنی- قبولہ شریف)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں یا نہیں یہ تو میرے دوست ہی بتا سکتے ہیں۔ ویسے میرا سب سے اچھا دوست علی ہے۔ (مطلوب حسین یزدیی- لاہور)

میں واقعی ایک اچھا دوست نہیں ہوں یعنی میں کسی کی دوستی کے قابل نہیں ہم نے اگر کسی سے دوستی کی یا کسی نے ہم سے کی سب وعدے ادھورے رہے سب وعدے ادھورے رہے اسی لئے ہم دوستی کے قابل نہیں۔ (شہزاد سلطان کیف- الکویت)

Digest.pk

آئینہ روبرو

اپریل کا رسالہ ملا پہلے اسلامی صفحہ پڑھا ایمان تازہ ہوگیا پھر کہانیوں کی طرف گیا جن کی کہانیاں اچھی تھیں ان کے نام یہ ہیں ویران زندگی آپی کشور کرن، ویران گلشن ایم جاوید نسیم چوہدری، تیرے انتظار میں عاصمہ انصاری لاہور، تقدیر کی جیت خرم شہزاد مغل، عشق سزا ہے ندیم عباس ڈھکو، ہائے محبت ایم عاصم شاکر، مجھے جواب عرض سے جنون کی حد تک محبت ہے آخر میں اپنی پیاری آپی کشور کرن سے گزارش ہے کہ یونہی جواب عرض کے لیے لکھتی رہیں جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین ریاض احمد صاحب میرا یہ خط ضرور شائع کرن ورنہ میرا دل ٹوٹ جائے گا۔

---سیف زخمی۔مری

ماہ اپریل کا شمارہ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہانیاں بہت اچھی تھیں بہت سبق والی تھیں جن میں تیرے انتظار میں۔مانوس اجنبی۔بے خبری کا سکھ۔صدا ٹوٹے دل کی۔وہ شخص قیامت تھا۔عشق سزا ہے۔اور میری فرمائش یاتیری۔باقی کہانیاں بھی بہت ہی اچھی تھیں غزلیں بھی بہت اچھی تھیں شاعری میں آپی کشور کرن۔عابدہ رانی۔عدنان خان۔محمد نوید۔رئیس عثمان، انیلہ غزل۔رئیس ساجد۔انعام علی، تھکین ساجد۔رضا بلال۔رفاقت علی۔کی شاعری بہت ہی اچھی تھی آخر میں سب پڑھنے لکھنے والوں کو سلام۔

---ثوبیہ حسین، کہوٹہ

اسلام علیکم۔سب سے پہلے جواب عرض کے تمام قارئین اور اور تمام سٹاف رائٹرز ایڈیٹرز اور سب پڑھنے لکھنے والوں کو سلام اللہ پاک سب کو اپنے حفظ وایمان میں رکھے آمین۔جواب عرض کے تین شمارے میرے سامنے میرے ہاتھ میں ہیں کچھ مصروفیات کی وجہ سے نہیں پڑھ پائی اور کچھ پڑھے بھی ہیں امید ہے سب رائٹرز نے اچھا لکھا ہوگا اور دعا ہے ہمیشہ اچھا ہی لکھتے رہیں تاکہ جواب عرض کی محفل ایسے ہی سجی رہے جواب عرض میں کچھ رائٹرز فضول میں ایک دوسرے پر تنقید کرتے ہیں جو کہ اذیت ہیں ہر رائٹر کا اپنا انداز ہے باقی جواب عرض میں صدا حسین صدا، بھائی عاشق حسین ساجد، ندیم عباس ڈھکو، ہمیرا ریاض، ارمان سنگم، منظور اکبر بسم، ایم اشفاق بٹ۔رینا محمود قریشی، سائرہ ارم، کشور کرن، سبھی بہت اچھا کام کر رہے ہیں انہیں مبارک باد دیتی ہوں باقی بھائی شہزادہ عالمگیر میں نے اپنی کچھ غزلیں بھیجی تھیں جو کے ابھی تک شائع نہیں ہوئیں پلیز انہیں شائع کر دیں اور شکریہ کا موقع دیں اور نئے رائٹرز کو بھی جگہ دیں تاکہ جواب عرض کی خوبصورتی میں اضافہ ہو کالم ملاقات، مجھے شکوہ ہے، غم کے بعد خوشی، تو یہ کال بند کر دیں ان کی جگہ پر کوئی نیا کال شروع کریں یا کسی کریکٹر فنکار یا کسی گلوکار کا انٹرویو اور تصویر وغیرہ شامل کر لیں اور نیک تمنائیں اور جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دے۔

---تنزیلہ حنیف ٹلہ جوگیاں

اسلام علیکم مین جواب عرض کے تمام سٹاف کو سلام پیش کرتا ہوں اور بالخصوص ریاض صاحب کو اور اس کے تمام جواب عرض پڑھنے والوں کو میرا اسلام قبول ہو میرا نام سیف الرحمن ہے لیکن میں تنہائی لقب سے مشہور ہوں

Digest.pk

اور میری تعلیم ایف ایس سی ہے کیا بتاؤں کہ میں نے زندگی میں کون سا غم برداشت نہیں کیا میرا دل اب بالکل ٹوٹ چکا ہے دنیا کی بے وفا لوگوں کی بے رخی سے مجھے اور زندگی نظر نہیں آرہی کیوں کہ مارچ 2010 کو جب میری ماں میرا ساتھ چھوڑ گئی تھیں اس دن سے مجھے زندگی سے بالکل ہی نفرت ہوگئی تھی میں دعا کرتا ہوں کہ میرا بھی کب جنازہ اٹھے گا لیکن یہ بھی ہے کہ جو مرنے کی جستجو کرتے ہیں اللہ ان کو اور بھی لمبی عمر دیتا ہے اس کے بعد میں نے اپنی تعلیم جاری رکھی اور اللہ کے فضل سے ایف ایس سی کلیئر کی لیکن ایک بار پھر ناکام محبت نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا اور میں مرنے کا منتظر ہوگیا اور جب جنوری میں آپ کا ماہنامہ پڑھا تو دل کو کچھ سکون ملا اور اب میں جواب عرض کا دل سے مطالعہ کرتا ہوں آپ سب سے دعا ہے کہ دعا کریں کہ اللہ میری زندگی سنوار دے اور مجھے ایک اچھی سی جاب پر فائز کریں۔

لیٹر کے ساتھ نام نہیں لکھا۔ نامعلوم

قارئین کرام اسلام علیکم۔ میں آپ کو پہلی بار خط لکھ رہا ہوں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں جو ب عرض بڑے شوق سے پڑھتا ہوں جواب عرض میں میری جان ہے میرا مشغلہ جواب عرض پڑھنا ہے اور محبت کر کے محبت کو نبھانا ہے میں آٹھ تاریخ کو جواب عرض لے کر آیا ہوں اور میں آپ کو کوپن اور ایک عدد تصویر بھیج رہا ہوں ضرور شائع کریں اگر زندگی نے وفا کی تو پھر ضرور رابطہ رہے گا۔

محمد ذیشان

اسلام علیکم۔ میں نے مئی کا جواب عرض پڑھا مجھے اس بار جلدی ہی مل گیا تھا جو میں نے تقریباً ایک ہی دن میں پڑھ لیا تھا مجھے جواب عرض کا بہت ہی شوق ہے اور اس بار تو اس کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ جڑے ہوئے ہیں بہت اچھے انداز میں تحریر کیا ہوا ہے مجھے جو سب سے اچھا لگا وہ اسلامی صفحہ تھا اور اس کے ساتھ آپی کشور کرن کی شاعری اچھی تھی اور کمال کی تھی اور پھر عابدہ رانی کی شاعری تو لاجواب تھی اس کے پڑھ کر ایسا لگا کہ دنیا میں ابھی ایسے لوگ بھی ہیں ان کیا یک لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کتنے میان میں ہیں غزلیں بھی بہت ہی اچھی تھیں اور اس بار تو جواب عرض نے حد ہی کر دی کیوں کہ انتظار حسین ساقی نے جو اپنی کہانی تیرے عشق نچایا سجنا بہت ہی خوبصورت الفاظ میں بیان کی گئی اور انداز بھی بہت اچھا تھا لکھنے کا اور اس بار سب نے ہی بہت اچھا لکھا میں ایک عام سا شہری ہوں مجھے بچپن سے ہی جواب عرض پڑھنے کا بہت شوق ہے جب بچپن میں والدین کتابیں پڑھتے تھے تو میں جواب عرض شوق سے پڑھتا تھا جتنے شوق سے پڑھتا تھا اتنے ہی شوق سے سر جی آپ کو خط بھی لکھتا ہوں جو کچھ لکھتا ہوں وہ سب اپنے دل سے لکھتا ہوں اور آپ کی دل سے ہی بہت قدر کرتا ہوں میں ہر ماہ کا بے چینی سے انتظار کرتا ہوں کہ مہینہ ختم ہو اور میں جواب عرض لوں میں ہر ماہ کے اینڈ میں بار بار بک شاپ پر جاتا ہوں پھر کہیں ملتا ہے جب تک مل نہ جائے چین ہی نہیں آتا اور ملنے پر ایسا سکون ملتا ہے جیسے ایک مریض کو دوائی ملنے پر ایسی ہی ایک مثال اس بندے کی ہے لکھنے کو بہت کچھ ہے مگر آپ کا نوٹ دیکھ کر رک گیا ہوں کہ کم لکھا کریں مجھے کوئی افسوس نہیں کہ میں جو لکھتا ہوں وہ شائع نہیں ہوتا مگر جو لکھتا ہوں سکون محسوس ہوتا ہے میری دعا ہے جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین۔

وقاص انجم جٹ انوالہ

جواب عرض کا شمارہ ماہنامہ مئی شائع ہوا تو مجھے خبر ملی تو میں ہمیشہ جواب عرض لینے ایک تاریخ سے پانچ تک رسالہ لینے جاتا ہوں لیکن آج میرے پاس کئی رونگ نمبر سے کالیں آئیں میں اٹینڈ کی تو دوسری طرف

Digest.pk

نورین کی کال تھی اور اس نے مجھے مبارک باد دی اور میری لکھی ہوئی تحریر کو پسند کیا اور مجھے بتایا کہ آپ کی تحریر شائع ہوگئی ہے تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی اور نورین صاحبہ کا شکریہ کہ جس نے مجھے سب سے پہلے کال کی اس کے بعد میں فوراً وہاں سے جواب عرض لینے چلا گیا جب ارشد بک سٹال پر پہنچا تو میرا دوست ارشد بھی میری کہانی پڑھ رہا تھا اور اس نے مجھے دیکھا تو مبارک دی میں نے اپنی لکھی ہوئی تحریر اپنی آنکھوں سے دیکھی تو مجھے بہت خوشی ہوئی اور میرا موبائل نمبر بھی تھا میں پھر اس کے بعد مجھے بے حد کالز آنے لگیں بہت سے لوگوں نے مجھے کالز کیں اور میری حوصلہ افزائی کی ان سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ ملک عرفان صاحب راولپنڈی۔ محمد ندیم اسلام آباد۔ نصر اللہ کھوسہ جعفر آباد۔ زینب ڈسکہ۔ کرن سرگودھا۔ صدف منڈی بہاوالدین۔ حافظ شفیق کھوٹلی۔ ساجد حسین مظفر گڑھ۔ راشد لطیف جوڈاکٹر ہیں۔ اور بہت سے لوگ ہیں جن کا میں نام لکھوں تو کئی صفحے بھر جائیں ان سب کا شکریہ جن کا میں نام نہیں لکھ سکا اور ایک نام میں ضرور لکھوں گا حنا جی کھوٹلی آپ کا شکریہ اور ریاض بھائی آپ کا بے حد شکریہ کہ میری تحریر کو جواب عرض کے صفحوں پر سجا دیا اس خط کیساتھ میں ایک تحریر ارسال کر رہا ہوں اگر قابل سمجھو تو پھر سے عزت افزائی کیجئے گا شکریہ۔

میرا حمد بگٹی سوئی گیس۔

ادارا جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام پیش کرتا ہوں اور اس کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں اللہ اسے دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین سب سے پہلے میری حمد باری تعالیٰ اور نظمیں اور غزلیں شائع کرنے کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور جو غزلیں اور ایک کہانی جس کا نام محبت ایک پھول اور ایک تحریر اسلامی صفحہ کے لیے ابھی تک شائع نہیں ہوئی پلیز ان کو بھی شائع کر دیں آپ کی مہربانی ہوگی مئی کے شمارے میں جو کہانیاں پسند آئیں ان میں آپی کشور کرن جو کہ آج کل جواب عرض میں چھائی ہوئی ہیں اللہ ان کی عمر دراز کرے اور یہ اتنا اچھا ہمیشہ لکھتی رہے۔ سیدہ امامہ۔ راشد لطیف صبرے والا۔ سحرش شاہین۔ اور زارا ذکیہ مانوالہ۔ صبیحہ فیصل آباد۔ میرا حمد میر۔ رینا محمود قریشی۔ یونس ناز آزاد کشمیر۔ بلکہ سبھی کی کہانیاں اچھی تھیں میری طرف سے مبارک باد قبول ہو۔ غزلوں میں آپی کشور کرن۔ عابدہ رانی۔ محمد مسعود۔ رینا محمود قریشی۔ سردار خان مستوئی۔ فوجی شاہد احمد کا انتخاب۔ محمد اسلم جاوید کی شاعری۔ بہت اچھی تھی اور آخر میں اے آر راحیلہ کی کوئی تحریر نہ پا کر دل افسردہ سا ہو گیا آپ ہمیشہ لکھتی رہا کریں آپ کی تحریریں بہت میار کی ہوتی ہیں برائے مہربانی مجھ سے رابطہ کریں آخر میں جواب عرض کے لیے دعا ہے کہ سدا مہکتا رہے آمین۔

بشارت علی پھول باجوہ

بھائی ریاض احمد صاحب اسلام علیکم سدا خوش رہیں اور اسی طرح دوسروں کی زندگی میں خوشیاں لاتے رہیں میں آپ کی اور آپ کے ادارے کی بے حد مشکور ہوں کہ آپ میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں میں تہہ دل سے آپ وب کا شکریہ ادا کرتی ہوں میں نے اور بھی تحریریں بھیجی ہیں اور ہمیشہ لکھتی ہی رہوں گی اور امید کرتی ہوں کہ آپ یونہی میری حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے میں مطالعہ تو سارے میگزین کا کرتی ہوں مگر روبرو پہلی بار ہو رہی وہوں امید کرتی ہوں شکریہ کا موقع دیں گے۔ اس کیبعد پرنس عبدالرحمن گجر۔ محمد عرفان۔ اور ان سب بہن بھائیوں کا شکریہ جنہوں نے میری کاوش پسند کی میں آپ کی امیدوں پر پورا اترنے کی پوری کوشش کروں گی اور ان کہانیوں کو سامنے لاتی ہوں۔ شگفتہ ناز۔ آپی کشور کرن۔ مس افشاں رینا محمود قریشی۔ سحرش شاہین۔ مجھے آپ سب کی کہانیاں بہت اچھی لگتی ہیں خدا اسی طرح آپ کے قلم میں جان ڈالے رکھے میں جواب عرض کے

Digest.pk

قارئین کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جو نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں ثوبیہ حسین کہوٹہ کہ ساعری بھی لاجواب ہے آخر میں تمام رائٹرز کو محبت بھرا اسلام دعا ہے جواب عرض اسی طرح جگمگاتا رہے اور ترقی کی منزلیں طے کرتا رہے آمین۔

سیدہ امامہ علی راولپنڈی

ماہنامہ جواب عرض اپریل کا ملا کہانیاں بہت اچھی تھی سب سے پہلے آپی کشور کرن چوکی ویران زندگی جی آپ بہت اچھا لکھتی ہیں اسی طرح ہی لکھتی رہئے گا ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں اس کے بعد ویران حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری۔ فیصل آباد۔ کی کہانی بہت اچھی تھی ہائے محبت ایم عاصم شاکر چوک متیلہ جناب آپ بہت اچھا لکھتے ہیں۔ کیسا نصیب میرا جناب رفعت محمود صاحب آپ تو استادوں کے استاد ہیں آپ کی کیا تعریف کروں۔ مانوس اجنبی سمیرا ارمان سنگم فیصل آباد کی کہانی کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے آپ کی کہانی سپرہٹ ہے آپ بہت بڑے لکھاری ہیں باقی کہانیاں درمیانے درجے کی تھیں آخر میں میری دعا ہے کہ جواب عرض کا جو پودا شہزادہ عالمگیر نے لگایا تھا وہ سدا ترقی کی مثال طے کرتا رہے اس شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

اپنی بربادیوں کا شکوہ کریں کیا ہم کسی سے۔۔ غیروں سے کیا شکائت اپنوں نے دئے ہیں غم۔۔

محمد آفتاب شاد کوٹ ملک دوکوٹہ

مارچ کا شمارہ میرے ہاتھوں میں ہے بہت جلد زینت بن گیا تمام پچھلے شماروں کی طرح اس بار بھی شمارہ بہت زبردست ہے کہانیوں میں آخری خواہش، بے جرم محبت عورت کی پہچان، اداس ہے زندگی، اچھی لگیں باقی تمام کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں تمام نئے قارئین اور رائٹرز کو میری طرف سے ویلکم رانی اسلم، اور حمزہ کو جواب عرض کی دھی نگری میں ویلکم لکھتے ہیں اگلے شمارے میں تفصیل خط کے ساتھ واپسی ہوگی تب تک اجازت دیں اللہ حافظ۔

نام نہیں لکھانا معلوم

مئی کا جواب عرض ملا بہت خوشی ہوئی سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوگیا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے میرے بھی کوپن اور تحریں شامل کرنے کا شکریہ کہانیاں سب ہی اچھی تھیں جن مین راشد۔ آپی کشور کرن، تحرش اور انتظار کی کہانیاں بہت اچھی تھیں اور باقی سب رائٹرز کو بھی سلام اور مبارک باد جواب عرض کی پوری ٹیم محنت اور لگن سے کام کررہی ہے ان سب کو میری طرف سے محبت بھرا اسلام اور سلیوٹ۔

رائے اطہر مسعود آکاش

اسلام علیکم۔ میں رانا نوید شہزاد آپ کی بزم میزم میں پھر حاضر ہوں جواب میرا پسندیدہ رسالہ ہے میں اسے بہت شوق سے پڑھتا ہوں جس دوست کے ذریعے میں جواب عرض میں آیا ہوں وہ مجھ سے دور ہے مگر اس کا مجھ سے کوئی رابطہ نہیں اگر وہ میرا یہ پیغام پڑھ رہا ہو تو برائے مہربانی وہ مجھ سے رابطہ کرے میرے دوست کا نام۔ راؤ برھان زکریہ ٹاؤن وہاڑی کا ہے اور مجھے بھول گیا ہے اس کا کوئی بھی کزن بلال پڑھے تو مجھ سے رابطہ کرے آخر میں سب کے لیے دعاگوں ہوں اجازت دیں اللہ نگہبان۔

رانا نوید شہزاد۔

مئی کا شمارہ اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے اور میں اسے مکمل پڑھ چکا ہوں جو کہ وقت پر مل گیا تھا سب

Digest.pk

سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا ایمان تازہ ہوا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔

اب آتے ہیں شاعری کی طرف تو ہر جواب عرض کی ہر دل عزیز آپی کشور کرن۔ عابدہ رانی رینا محمود۔ اسلم جاوید کی شاعری بہت اچھی تھی کہانیوں کی دھی مگری میں یونس ناز، سیدہ امامہ، رینا محمود، آپی کشور کرن، صبیحہ فیصل آباد، زاراز کیہ، انتظار حسین ساقی، بحرش شاہین کی کہانیاں اچھی تھیں میری کہانی جوذوالفقار علی سانول نے لکھی تھی پڑھ کر اپنی رائے ضرور دینا باقی کالم بھی اچھے تھے آج کل آمنہ۔ گلشن ناز، کرن ناز، نظر نہیں آرہیں کیا وجہ ہے آخر میں تمام سٹاف کو سلام۔

---------- پرنس عبدالرحمٰن گجر نین رانجھا

ماہنامہ جواب عرض ایک شاپ سے خریدہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی پیارے دوستوں خطوط کالم شعروشاعری سب کال بہت اچھے ہیں ہر سلسلہ ایک سے بڑھ کر ایک ہے کچھ پرانے دوست جواب عرض کی نگری میں نظر نہیں آرہے ان تمام سے التماس ہے کہ وہ دوبارہ لوٹ آئیں سب کا بری شدت سے جواب عرض اور قارئین کو انتظار ہے اس مہنگائی کے دور میں ہم سب ہی مصروف ہیں لیکن اتنی مصروفیات میں وقت دینا کسی اردو ادب میں کسی مرد و واحد کا کام ہے آپ سب بھی جہاں جہاں بھی ہو ہمیشہ ہنستے رہو اور ماہنامہ جواب عرض میں پلیز واپس لوٹ آؤ سلام۔

---------- ایم ولی اعوان گولڑوی

سب سے پہلے جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام پیش کرتا ہوں میں معذرت خواہ ہوں کہ کافی عرصے بعد جواب عرض میں واپسی ہوئی کچھ گھریلو پرابلمز کی وجہ سے رابطہ نہ کر سکا میرے ان تمام دوستوں کا بے حد مشکور ہوں کہ جنہوں نے مجھے بہت یاد کیا ماہ مئی کا جواب عرض ابھی مکمل پڑھا نہیں اگلے مہینے جواب دے دوں گا رشتے ناطے میں میں نے ایک چھوٹا سا اشتہار دیا ہے جن لوگوں نے رابطہ کرنا ہوگا مجھے لیٹر پوسٹ کر دیں اب اجازت چاہتا ہوں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلامت رکھے اور لمبی عمر دے آمین۔

---------- نام نہیں لکھانا معلوم

مئی کا جواب عرض میں نے خریدا تو پڑھ کر بہت اچھا لگا اور جواب عرض چھوڑنے کی وہ میری ملازمت تھی جب سے آرمی جوائن کی ہے اپنی زندگی اب اپنی نہیں رہی سب فوج کے آرڈر سے ہوتو ہے میں دوستوں کی فرمائش پر دوبارہ جواب عرض کو جوائن کر رہا ہوں ندیم عباس ڈھکو کی شاعری اچھی لگی اور انشاء اللہ اگلے مہینے اپنی سٹوری سینڈ کروں گا اور بھائی ریاض سے ریکویسٹ کروں گا کہ شائع کر دیں آخر میں جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام اور میری پیاری اقراء میرے دل کی دھڑکن کو ڈھیروں سلام پیش کرتا ہوں۔

---------- رانا محمد سلمان آف بہاولنگر

اسلام علیکم۔ ریاض بھائی مجھے یقین ہے آپ خیریت سے ہوں گے جی میں ایک نیا شاعر ہوں اس لیے میں اپنی شاعری روانہ کر رہا ہوں اگر غزلیں میاری ہوں تو ضرور شائع کرنا تا کہ میں مزید لکھنے کی کوشش کروں چند باتیں جواب عرض کے بارے میں میں نے جب رسالہ جواب عرض دیکھا تو اپنے ایک دوست کے پاس دیکھا مجھے رسالہ پڑھنے کو شوق نہیں تھا مگر میں نے اپنے دوست سے پڑھنے کے لیے مانگا تو اس نے مجھے دے دیا اس مین کہانیاں پڑھ کر میں بھی دکھی ہو جاتا ہوں میں جواب عرض کے سارے عملے کو مبارک باد دیتا ہوں کہ ایم ماہ میں آپ بہت کچھ چھاپ دیتے ہیں جو ہمارے وہم وگمان میں نہیں ہوتا میں رائٹر اور شاعرا کرام کی عزت کرتا ہوں

Digest.pk

مجھے آپی کشور کرن چنوکی کی شاعری بہت اچھی لگتی ہے کیوں کہ ان کے قلم میں قدرت نے کوئی جادو بھر رکھا ہے سیاہی کی جگہ پر اور باقی تمام رائٹرز اور شاعرز بھی ماشاءاللہ بہت اچھا لکھتے ہیں ان سب سے گزارش ہے اس پودے کو یونہی نکھارتے رہئے گا اس کو زیادہ سے زیادہ سے اچھی تحریریں یہ میرا پہلا خط ہے یعنی میں پہلی بار انٹری دے رہا ہوں مجھے امید ہے سب لوگ مجھے ویلکم کہیں گے آپ سب کو چاہنے والا ہوں۔

ہاشم یعقوب خیال، مٹیلہ

آج میں میرا حمد بکٹی کی بیٹھک میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ اپنے گھر کی طرف جانے لگا میں نیدیکھا کہ میرا حمد کے ہاتھ میں رسالہ ہے میں نے اسے بلایا اور اس سیر سالہ لے کر پڑھنے لگا میرا حمد میرا کزن ہے میں نے دیکھا کہ اس کی تحریر بھی پگلی لڑکی شائع کی ہوئی تھی میں نے جب یہ سٹوری پڑھی تو مجھے بھی لکھنے کا شوق پیدا ہو گیا ویسے تو میں بہت پہلے جواب عرض پڑھتا تھا لیکن چند مجبوریوں کی وجہ سے کچھ عرصے کے لیے چھوڑ دیا تھا اور اب جواب عرج پڑھنے کا ہی نہیں بلکہ لکھنے کا بھی شوق پیدا ہو گیا ہے اور آج میں پہلی سٹوری کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں امید ہے اسے شائع کر کے میرا حوصلہ افزائی کریں گے باقی تمام قارئین کی لکھی ہوئیں تحریریں بھی بہت اچھی تھیں اس بار جواب عرض کی تمام کہانیاں اپنی مثال آپ ہیں میں میرا حمد بکٹی سے گزارش کرتا ہوں کہ اسی طرح جواب عرض میں لکھتے رہیں اور اس کے ساتھ جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام پیش کرتا ہوں اور میرا حمد سے اور تمام رائٹرز حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ میری بھی حوصلہ افزائی کریں واسلام

محمد رمضان اینڈ جان بکٹی سوئی گیس

مئی کا رسالہ ملا سرورق بہت اچھا لگا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا دل خوش ہوا اس کے بعد خطوط کے طرف گئے تو اپنا خط پا کر دل کو اور بھی خوشی ہوئی میرا خط شائع کرنے کا بہت شکریہ اس ماہ جواب عرض میں شامل کہانیاں بہت ہی زبردست تھیں تمام کہانیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں تمام رائٹرز بہت اچھا لکھتے ہیں کسی بھی رائٹرز پر تنقید نہیں کر سکتا کیوں کہ وہ مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہیں آپی کشور کرن کی شاعری بہت پسند آئی غزلیں اور اشعار بھی عمدہ تھے جواب عرض کی پوری ٹیم کو میری طرف سے مبارک باد آخر میں دعا گو ہوں کہ خدا اس رسالے کو نظر بد سے بچائے اور دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

ایم ابوھریرہ بلوچ بہاولنگر

اسلام علیکم امید کرتا ہوں آپ سب خیریت سے ہوں گے آپ کی دکھی بزم جواب عرض میں یہ میرا پہلا خط ہے رسالے کا میں پرانا قاری ہوں لیکن پہلی بار لکھ رہا ہوں امید ہے بندہ کا خط شائع کر کے حوصلہ افزائی کریں گے اپنی منفرد کہانیاں دکھی اشعار اور غزلوں کی وجہ سے یہ رسالہ پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر کونے میں پڑھا جاتا ہے دعا ہے کہ یہ ایسے ہی ترقی کرتا رہے جواب عرض کے تمام رائٹرز بہت اچھا لکھ رہے ہیں کسی بھی رائٹر پر تنقید کرنے کا کوئی حق نہیں کیوں کہ وہ ہم سے بہتر ہیں رسالے کے لیے دعا گو ہوں کہ یہ مزید ترقی کرے اور دکھی لوگوں کے درد بانٹتا رہے تمام رائٹرز سٹاف اور قارئین کو میری طرف سے سلام۔

ابوذر غفاری بلوچ بہاولنگر

میں طویل عرصہ کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں امید ہے آپ پہلے کی طرح مجھے خوش آمدید کہیں گے اپنے پیارے دوستوں کی فرمائش پر ایک بار پھر اپنی ذات سے وابستہ محبت کی ایک دلفریب داستان حاضر خدمت ہے امید ہے آپ اس کی تمام غلطیاں دور کر کے جواب عرض میں جگہ دیں گے

Digest.pk

ماہ اپریل کا شمارہ بروقت ملا ہر ایک تحریر تفصیل سے پڑھی اور پڑھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کافی رائٹروں نے بور کہانیاں لکھیں اور کچھ نے اچھی لکھیں جن کو بار بار پڑھنے کو دل کرتا ہے مثلاً ایم شاکر کی ہائے محبت۔ رفعت محمود کی کیسا نصیب میرا۔ ندیم عباس ڈھکوکی۔ عشق سزا ہے اللہ دتہ مخلص کی میری فرمائش یا تیری اور خاص کر محمد اشرف رحمی دل کی وہ شخص قیامت تھا بہت ہی اچھی کہانیاں تھیں حاجی محمد انور لانگ صاحب آپ تو ہیں ہی کمال کے یونس ناز آپ نے بڑے عرصے بعد حاضری دی آپی کشور کرن صاحبہ آپ کی کہانی اچھی تھی ایم جاوید نسیم صاحب آپ کی کہانی میں پہلے کہانیوں کی طرح کشش کم ہے تھوڑی محنت کریں اقصد علی فراز آپ صرف مطلب کے یار نکلے منظور اکرتبسم ایک تحفے کی وجہ سے آپ نے رابطہ چھوڑ دیا فنکار شیر زمان رابطہ رکھو ہم دونوں ایک ہی شہر کے ہیں جنید جانی کی طرح آدھے رستے نہ چھوڑنا شہباز آف راجن پور مجھے آپ کی دوستی پر فخر ہے آپ کے لیے میں نے کہانی لکھی ریاض حسین شاہد صاحب اور حاجی انور لانگ نے جواب عرض میں دوبارہ حاضری پر مشکور ہوں راجن پور کے محمد شہباز کہانی حاضر ہے منظور اکبر تبسم۔ مجید احمد جائی۔ نثار احمد حسرت۔ دوست محمد وٹو۔ عاشق حسین۔ منیر رضا۔ صدا حسین صدا۔ ارمان سنگم۔ اور باقی تمام دوستوں کا شکریہ جو مجھے ناچیز کو ہر وقت یاد رکھتے ہیں فنکار شیر زمان صاحب ویری گڈ ایک آپ ہی ہیں جو رسالہ پڑھتے ہیں باقی ہمارے شہر پشاور کے رہنے والوں کو کیا ہو گیا ہے جو جواب عرض نہیں پڑھتے جنید جانی پتہ نہیں کدھر گیا ہے یار واپس آجاؤ اس دکھی نگری میں ہم سب آپ کے منتظر ہیں آخر پر تمام دوستوں کو خلوص بھرا سلام۔

---------- پرنس مظفر شاہ پشاور

سلام عقیدت امید ہے مزاج گرامی بخیریت ہوں گے جواب عرض کا شمارہ لاجواب ٹائٹل کے سنگ ملا اچھا میاری اور منفرد تھا یہ نا صرف میگزین ہے بلکہ ایسی محفل انجمن اور ایسی سٹیج ہے جو لاتعداد دکھی دلوں کی پزیرائی بھی کرتا ہے اس میں اپنے وقت کے مایا ناز لکھاریوں کے ساتھ ساتھ نومولود اور الجھے اور ترچھے حروف لکھنے والے بھی بڑوں سے رہنمائی کرتے ہوئے آج کامیاب رائٹر بن گئے ہیں آپ لوگوں نے اپنی بیکراں محنتوں اسے زمیں سے اٹھا کر آسماں تک پہنچایا اور بلا شبہ یہ کامیاب ایڈیٹر اور رائٹر کی محنت ہے میں آپ کی بیکراں محنتوں اور لاجواب کوششوں کو داد تحسین پیش کرتا ہوں اور لکھاری حضرات کی تخیلاتی اور تحریروں کی قابل قدر اور بیش بہا سوچ اور محنتوں پہ خراج عقیدت پیش کرتا ہوں میں اس قابل تو نہیں کہ اپنے ٹوٹے پھوٹے لفظوں کو سجا کر اس قیمتی صفحات کیزینت بناؤں لیکن پھر بھی آپ لوگوں کی تحریروں کی سجاوٹ شاعری کی بناوٹ لطائف اور اقوال زریں کی فیٹنگ یہ مہارت سے چار چاند لگا دے اس سے بڑھ کر یہ کہ رائٹر اور قارئین کے علاوہ ہر ایک کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے خطوط ایڈریس اور فون نمبر لگائے یہ بلا شبہ سراہنے کے قابل ہیں اس سے ایک دوسرے سے محبت خلوص اور انسیت کے رشتوں کی جانکاہی ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ اور حالات کا بروقت پتہ چلتا ہے مدت بعد اپنوں کی محفل میں حاضر ہوا ہوں تحریر آپ کو ارسال کر دی ہے امید ہے میری تحریروں کو میرے من پسند پرچے میں لگا کر مشکور فرمائیں گے جواب عرض کی ترقی اور پورے سٹاف کے کامیابی اور کامرانی کے لیے دعا گو ہوں۔

---------- ایم حسن نظامی قبولہ شریف

جواب عرض میں بہت پرانا قاری ہوں لیکن کچھ عرصہ مصروفیات کی وجہ سے موقع نہیں ملا باقی میں ہر ماہ جاواب عرج باقائدگی سے خریدتا ہوں اور پڑھتا ہوں اور سب کے لیے دعا گو بھی ہوں میرے دوست ایس

Digest.pk

۔ جھنگ منظور اکبر تبسم ۔ اشتیاق احمد ۔ توقیر ۔ ندیم عباس ڈھکو ۔ افضل ساگر ۔ نوید سحر ۔ کلیم رابعہ ۔ کامران پوی ۔ جمشید ٹیلر ۔ تسو خان آفتاب ۔ آصف سانول ۔ برکت جاوید ۔ گوہر عباس، کو میرا سلام ہو جواب عرض کے تمام سلسلے بہت اچھے جا رہے ہیں میرے پاس الفاظ ہی نہیں میں ان کی تعریف کر سکوں جواب عرض میں کوئی کمی نہیں ہے آخر میں میں تمام دوستوں کو شکریہ ادا کرتا ہوں جو میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

محمد یاسین اڈا مہوانہ موڑ جھنگ

اسلام علیکم ۔ امید ہے آپ ٹھیک ٹھاک ہونگے آج اس افراتفری کے دور میں جواب عرض ہی ہے جو لاکھوں دلوں کی دھڑکن بنا ہے بھائی جان میں نے اس سے پہلے بھی کئی سٹوریاں لکھیں جو شائع کر کے آپ مجھے شکریہ کا موقع فراہم کرتے ہیں ایک اور کہانی بھیجی ہے جس کا نام بے ضمیر لڑکی ہے امید ہے یہ بھی جلد ہی شائع ہوگی جن دوستوں نے میری سابقہ سٹوریوں کو پسند کیا میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جس لڑکی کی یہ سٹوری ہے وہ آج کل ایک اذیت میں مبتلا ہے قارئین دعا کریں کہ وہ جلد زندگی کی طرف لوٹ آئے میری طرف سے تمام رائٹرز اور جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میرا سوہنا رب اس جواب عرض کو تا قیامت شاد و آباد رکھے اور بھائی ریاض صاحب اللہ آپ کو بھی صحت تندرستی سے آپ تو اس نگری کے بادشاہ ہیں ہمارا جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین۔

محمد آصف علی دکھی شجاع آباد

سب سے پہلے پڑھنے اور لکھنے اور جواب عرض کی پوری ٹیم کو عقیدتوں بھرا اسلام قبول ہو سب کیسب رائٹر باکمال اور بہت اچھے ہیں اللہ تعالیٰ سب کو بہت ساری خوشیاں عطا فرمائے آمین۔ مارچ کا شمارہ لیا اور پھر چند ہی دنوں میں پورے کا پورے پڑھ لیا سب دوستوں کی کہانیاں بہت ہی زیادہ اچھی تھیں سب نے محنت کی ہوئی تھی میری طرف سے سب کو بہت بہت زیادہ مبارک قبول ہو اچھا لکھنے پر آئینہ روبرو میں سب کے خط اچھے تھے سب کی غزلیں بھی اچھی تھیں تو دوستو پورے رسالے کی کیا ہی بات ہے جب سے دوستوں سے رابطہ ہوا ہے میں بہت ہی خوش ہوں چلو ایک فانی دنیا میں میرا بھی کوئی دوست ہے جس میں اپنے دل کی بات کر لیتا ہوں ان دوستوں کے نام ہیں جناب ریاض احمد شاہد قبولہ شریف، منظور اکبر، ایم عمر آکاش، اللہ دتہ چوہان، جبرائیل آفریدی، حاجی انور لانگ، امجد وکی سکھیکی، سیف الرحمن زخمی، مدد حسین بلوچ، شہباز عباس، پرنس ملک علی رضا، پرنس مظفر شاہ، راشد لطیف، مجید احمد جائی محمد رمضان، دستگیر یار، ملک علی رضا، شوکت انجم سکھیکی، دوستو ان سب کو میرا عقیدتوں بھرا اسلام اور ڈھیروں دعائیں آخر میں تمام سٹاف کو بھی سلام۔

دکھی اظہر سیف سلطانی سکھیکی

پیارے بھائی ریاض احمد صاحب سلام خلوص، امید واثق ہے کہ آپ کا سارا اسٹاف بالکل بخیریت سے ہوگا اور جواب عرض کی دھی محفل سجائے بیٹھے ہوں گے بھائی جیسا کہ آپ جانتے ہیں جواب عرض سے میرا کافی پرانا رشتہ ہے میں نے اس میں بہت سی کہانیاں لکھیں اور آپ کا تعاون ہر وقت شامل حال رہا آپ نے میری بہت ہیلپ اور پھر پور حوصلہ افزائی کی جس کے لیے میں جناب کا انتہائی شکر گزار ہوں امید قوی ہے کہ آپ کا تعاون نیکسٹ ٹائم بھی ہمارے ساتھ رہے گا آپ کی دعاؤں کا محتاج۔

نثار احمد حسرت گجرات

اسلام علیکم، ریاض بھائی خدا آپ کو صحت و تندرستی دے آمین ہمیں خوشی ہے کہ آپ ہمارا خیال رکھتے ہیں ہر مرتبہ ہمیں بھی شامل کرتے جا رہے ہیں کوئی نہ کوئی چیز تو شائع ہو ہی رہی ہے نہ اس کے لیے ہم آپ کے بہت

Digest.pk

مشکور ہیں اور میری کچھ چیزیں آپ کے دفتر میں ہیں پلیز انہیں ڈھونڈ کر لگائیں آپ کی بہت مہربانی ہوگی بھائی میں بہت محنت سے لکھتی ہوں پلیز ریاض بھائی میری چیزیں لگا دیں مجھے بی بی چینی سے انتظار ہے کہانیاں تا مکمل پڑھی نہیں ویسے ویران زندگی آپی کشور کرن کی آخری حصہ بہت اچھا تھا میری طرف سے مبارک ہو اور تمام قارئین کو سلام۔

عابدہ رانی گوجرانوالہ

جواب عرض ہے ہی ایسا کہ اس کی کوئی مثال نہیں صفحہ صفحہ پڑھ کر دیکھ لیا پیار و محبت کی عکاسی نظر آتی ہے یوں اپنے پیارے مسکراہٹیں بکھیرتے ہوئے قارئین کی محفل میں حاضر ہیں زندگی کی اصلاح اور ایمان کی حرارت سے مزید اسلامی صفحہ پڑھ کے ایک طرح سے خود کو پر جوش پاتے ہیں اور پھر ہمارا استفادہ کرتے ہیں۔ آپی کشور کرن۔ اور راشد ترین، اور زاراذکیہ، کی ذاتی شاعری بہت اچھی لگی میں خود بھی شاعری کرتا ہوں اور شاعری کو پسند کرتا ہوں اور پیارے ریاض بھائی نئے شاعر کی بہت حوصلہ افزائی کرتے ہیں یہ انتہائی خوشی کی بات ہے اور اپنے ادبی ذوق کو سنوارنے کے لیے اچھے موقعے بھی ملتے ہیں، کہانیوں میں عاشق حسین کی ایک اور لو سٹوری سے شروع ہو کر ریاج حسین رگوں میں کانٹے پڑھتے ہوئے شازیہ جاوید کی کسک بھی پوری ہوگئی مگر رفعت محمود کی زندگی کی دھوپ چھاؤں نے اور مس افشاں کی دو بول محبت کے، زندگی کو پیار محبت میں پرو دیا اور پھر سمیرا ارمان کی یادوں کے برستے بادل نے تو یادوں میں لا کے چھوڑ دیا مگر اشفاق بٹ کا انتظار کرنا بھی بہت اچھا لگا ہے اسی انتظار میں منیر رضا نے کہہ دیا کہ لوگ چھوڑ دیتے ہیں زبردست مگر بھلا ہو ندیم عباس کا جنہوں نے پیار کی جیت کرادی سبھی رائٹرز نے بہت اچھا لکھا ہے کہیں یہ دل اداس ہو تو کہیں پہ خوشیوں کے آنسو چھلکتے ہیں زندگی تو یقیناً امتحان ہے اور جواب عرض کی بے مثال تحریریں پڑھ کر لوگوں کے حالات زندگی پڑھ کر اپنی زندگیوں کو سنوارنے اور زندگی کے نشیب و فراز کو سمجھنے کا بہترین موقع ملتا ہے سب قارئین کو دل کی گہرائیوں سے سلام۔

عبدالجبار رومی۔ انصاری لاہور

جواب عرض ایک اچھا رسالہ ہے اللہ اس کو چار چاند لگائے میرا یہ پہلا خط ہے امید ہے مجھے بھی شامل کریں گے مارچ کا جواب عرض مجھے بہت لیٹ ملا چلو کوئی گل نہیں مل تا گیا اس بار جواب عرض کا تمام ٹائٹل بہت اچھا تھا اور پھر اس میں تمام کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں مبارکباد آئیدہ بھی لکھتے رہنا راشد اور ریاض بھائی کی سٹوری نظر نہیں آ رہی۔ ایم یعقوب، ذوالفقار علی، آصف علی، رانا وسیم اکرم، مقصود احمد، اور میرا دوست راشد لطیف صبرے والا ان تمام دوستوں کو سلام جواب عرض کے تمام سٹاف کو میرا محبتوں بھرا سلام۔

محمد سلیم میو کوٹھہ کلاں والا

پورے سٹاف کو سلام عقیدت۔

اپریل کا جواب عرض پڑھ کر بہت خوش ہوا اپنی کوئی چیز نہ پا کر دل کو دکھ ہوا مگر کوئی بات نہیں اسلامی صفحے نے بہت مزہ دیا اور پھر ابھرتے ہوئے شاعروں میں آپی کشور کرن، عابدہ رانی، ثوبیہ حسین، مس فوزیہ کنول کی شاعری پسند آئی ماں سے پیار کا اظہار۔ مجھے شکوہ ہے زندگی کی ڈائری میرا بہترین دوست، گلدستہ مختصر اشتہارات، رشتے ناطے دکھ درد ہمارے، آئینہ روبرو، سب کال اچھے ہیں اور اگر کہانیوں کی بات کی جائے تو کہانیوں میں ویران زندگی آپی کشور کرن کی اور تیری یاد ساتھ ہے پیا مس فوزیہ کنول کیوہ شخص قیامت تھا محمد اشرف زخمی دل، وہ لڑکی کون تھی عابد شاہ، کیسا نصیب میرا رفعت محمود، تقدیر کی جیت خرم شہزاد مغل، جھلسی محبت ثمر

Digest.pk

احمد، تیرے انتظار میں عاصمہ انصاری، خود غرض محبت محمد یوس ناز، آخر کیوں بے وفا ماجدہ رشید، ہائے محبت ایم عاصم شاکر، ویران گلشن ایم جاوید نسیم چوہدری ممانو اجنبی ان سب کو اتنی اچھی کہانیاں لکھنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں آخر میں تمام رائٹرز کو سلام۔

محمد خادم خٹک ڈیرہ مراد جمالی

مارچ کا شمارہ ملا جیسے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی دن تین بجے مجھے رسالہ ملا اور رات بارہ بجے تک میں نے پورا کا پورا پڑھ لیا اور پھر سزا کیا ملی صبح کو سر درد تھا فجر کی نماز بھی نہ پڑھ سکی غزلیں بہت ہی زبردست ہوتی ہیں منیر رضا کی ساری کی ساری غزلیں اچھی تھیں اور کہانیاں سب کی بہت اچھی تھیں اللہ قالم سے لکھنے والے ہاتھ سلامت رکھے ایک شکائت ہے بھائی کہ ٹائٹل کوئی سادہ سا ہونا چاہئے کیوں کہ رسالہ جو دکھی ہے اس لیے ٹائٹل بھی سادہ ہی لگایا کریں صدا حسین صدا کو مبارک باد گفٹ ملنے کیا ور باقی بھی سب کو مبارک ہو دعا ہے جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین۔

عافیہ گوندل جہلم

جواب عرض مئی کا شمارہ ملا جو کہ میرے ہاتھوں میں ہے مزے کی بات یہ ہے کہ اس میں میرا خط تھا مگر میرا نام نامعلوم لکھا ہوا تھا یہاں تک میرا خیال ہے کہ وہ بھائی ندیم نے عباس میوانی نے نقل اٹھا کر سینڈ کر دیا ہوگا اور جو اصل تھا وہ غائب کر دیا ہوگا خیر کوئی بات نہیں مجھے تو معلوم ہے ناں میرا خط ہے کہانیوں کی طرف آتے ہیں میرا نصیب آپی کشور کرن کی۔ بھول سیدہ امامہ علی، انتقام، یونس ناز، بہت ہی پسند آئیں باقی اتنی جلدی تو نہیں پڑھ سکتے جو ہیں کو شمارہ ملا اور اٹھائیس کو پڑھ لیا باقی مصباح کریم میوانی صاحبہ جلدی جلدی ہے اپنا لیٹر لکھو ورنہ سیر ہو جائے گی ان کی غزلیں بھی بہت پسند آئیں جو کہ آپی نادیہ کے نام تھیں سب فرینڈز کو میری طرف سے سلام۔

فرخندہ جبیں بہاولپور

مئی کا جواب عرض چوبیس اپریل کو ملا سب سے پہلیا سلامی صفحہ پڑھا جو کہ کچھ تو میرا ہی تھا باقی بھی بہت پسند آیا میری چیزیں بھی شکر ہے شمارہ کا حصہ تو بنی ورنہ خط کے سوا کچھ شائع ہی نہیں ہوتا آپی کشور کرن کا ہمیں ویلکم کرنے کا بہت شکریہ بہت بہت شکریہ اور ان کی سٹوری میرا نصیب پر مبارکباد آپی جان ہم سے جواب عرض کے لیے کوئی سٹوری نہیں لکھی جاتی لیکن خوف ناک کے لیے ہم نے دو سٹوریاں بھیج رکھیں ہیں مگر امید ہے جلدی لگ جائیں گی خیر ہم بھی میوانی ضدی ہیں لکھتے ہی رہیں گے، پچھتاوا راشد لطیف۔ میرا حمد پگلی لڑکی، ایسی دولت کس کام کی اچھی کہانیاں تھیں ان کو ہماری طرف سے بہت بہت مبارک ہو ایگزام کے بعد کوئی اور سٹوری لکھیں گے اب تو ہمیں ہر طرف وہی نظر آتے ہیں غزلوں میں آپی کشور کرن، عابدہ رانی، مصباح کریم میوانی، اور خطوط کی طرف سے کیا ہی بات ہے مائی ڈیئر سسٹر فرخندہ جبیں کی ایک شمارے میں دو خط کمال ہے لیکھ مزا تب ہے کہ آپ خود لکھیں کسی سے لکھوانا الگ بات ہے تمام پتوکی والوں کو میری طرف سے سلام۔

محمد ندیم عباس میوانی۔ پتوکی

جون کا شمارہ مال پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ہر چیز اپنی مثال آپ ہے اسلامی صفحہ۔ ماں کی یاد میں۔ کہانیاں ابھرتے ہوئے شاعر، غزلیں نظمیں۔ شعروشاعری۔ گلدستہ۔ ڈائیریز مختصر، ملاقات، رشتے ناطے، دکھ درد ہمارے، سب ہی اپنی جگہ پر بہت خوب صورتی سے سجائے گئے ہیں اور بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ ایک نہیں دو دو کالم نئے لگے ہیں ایک میں نے جواب عرض کیوں پڑھنا شروع کیا اور اور دوسرا ماں کی یاد میں میں نے نجانے

Digest.pk

کب کا لکھ کر بھیجا ہوا تھا خدا کا شکر ہے میری دعا سنی گئی اور مجھے امید ہے کہ ایسا ہی ماں کی یاد میں ہر ماہ لگے گا ماں سے پیار کا اظہار بہت چھوٹا کالم ہے جس کو پڑھ کر صبر نہیں آتا ماں کے بارے میں ایسی تحریر ہو جو پڑھ کر آنکھیں خود بخود ہی چھلک پڑیں اور ہو سکتا ہے کسی نافرمان کو یہ صفحہ پڑھکر ماں کی فرمانبرداری کا احساس ہو جائے اور اس کی ماں اس پر اسی دنیا میں ہی خوش ہو جائے ادارہ والوں سے ریکویسٹ ہے کہ ماں کی یاد میں تفصیلی صفحہ چلتا رہنے دیں اور غم کے بعد خوشی ملتی ہے کالم اچھا کیا بند کر دیا اور کی جگہ میں نے جواب عرض کیوں پڑھنا شروع کیا بہت اچھا ہر کوئی اپنی رائے دے گا کہ اس کو جواب عرض سے کیسے پیار ہوا تھا اس کو کیا دکھ تھا ہر کسی کے دل کی بات جواب عرض کی زینت بنے گی تو بہنوں بھائیوں ان کالمز میں دل کھول کر حصہ لیں پیچھے مت رہ جانا دل کھول کر ماں سے پیار کا اظہار کریں اور اپنے دل کی باتیں اپنے ان دوستوں تک پہنچائیں جن کی وجہ سے آپ کے جواب عرض پڑھنا شروع کیا تھا تھینکیو سر اللہ آپ کو خوش رکھے ہماری تحریروں کو بہت عزت دی ہوئی ہے جواب عرض اب اللہ کے کرم سے بہت آگے جا رہا ہے اور دعا ہے ہم سب اس کی محفل کو یونہی ہنستے کھیلتے کہیں گاتے کہیں پڑھتے کہیں گلدستے کے لطائف سے قہقہے اور کہیں پیاری پیاری باتیں کہیں دکھی نگری اور کہیں ماں کی شان کہیں تو کہیں لیٹر کے ذریعے اپنے دوستوں کے پیغامات کتنی خوشی کی بات ہے اگر ہم سب یہ محفل اسی کی طرح سجائے رکھیں تو ہے کسی رسالے میں یہ بات جواب عرض تو لاجواب ہے باقی کہانیوں میں مجھے جو سب سے زیادہ پسند آئیں وہ عشق تیرے وچ جوگی ہو یا گڈ، اور دکھ سکھ اپنے، آدھی رات کی دستک، کیا کھویا کیا پایا، ویری گڈ یہ کہانیاں خاص الخاص تعریف کے قابل ہیں ان کو مبارکباد اسی طرح اس محفل کو چار چاند لگائے رکھنا اور جو میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں ان کا بہت بہت شکریہ انہیں بہن بھائیوں کی حوصلہ افزائی سے ہی تو رائٹر کا اندر کا انسان قلم کے ذریعے باہر آتا ہے خیر اللہ پاک سب کو مزید نکھار دے آمین اور سچ مانو اس بار جواب عرض نے بہت دل خوش کیا ہے اور ندا عباس کا شکریہ اس نے لفظوں میں میری تعریف کی میڈم آپ کی دعائیں ہیں اور خوشی ہوئی کہ آپ کو آپ کی انیس سال زندگی میں صرف اور صرف میری ہی ایک کہانی پسند آئی تھینکس۔ مطلب آئی ایم گڈ لک آپ کی نظر میں بہت خوشی ہوئی ویری ویری تھنکس اور مصباح کریم میواتی اور بھائی ندیم عباس آپ کو بھی شکریہ میری تحریروں کو پسند کرنے کا باقی سب کا بھی بہت شکریہ نام نہیں لکھ سکتی کیوں کہ ادارے والے نجانے اتنا لمبا خط دیکھ کر ردی کی نوکری کی بھوک پیاس نہ بجھا دیں ڈرلگ رہا ہے پلیز یہ خط شائع ضرور کرنا آئندہ اتنا بڑا نہیں لکھوں گی آخر میں سب کے لیے ڈھیروں دعائیں اور سلام جواب عرض کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں دن دگنی رات چوگنی ترقی کی منزل طے کرتا رہے (آمین)

کشور کرن چتوکی

قارئین جواب عرض کے نام۔

کچھ قارئین کرام اپنے خطوط میں لڑکیوں کے نام دوستی کا پیغام دینا شروع ہو گئے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ الٹ پٹانگ لکھ دیتے ہیں ہم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ ہم کبھی بھی کسی کی ذات پر کوئی بھی تنقیدی لیٹر نہیں لگائیں گے صرف اور صرف وہ لگاتے ہیں جو رسالے کے بارے میں ہوتا ہے اگر کچھ ایسی باتیں ہم شارٹ کر دیتے ہیں تو اپنے اور آپ کے فائدے کے لیے ایسا کرتے ہیں جس سے کوئی ایسا مسئلہ نہ بن جائے ادارہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے لیکن لوگ اپنی انا کو لے کر مت لکھیں تاکہ کسی کی ذات پر کوئی حرف نہ آئے کچھ لوگ میسجز کے ذریعے اپنا کام چلانے کی کوشش کرتے ہیں ایسا بھی نہیں ہو سکتا اتنا ٹائم ہمارے پاس نہیں ہوتا کہ ہم میسج نکال

Digest.pk

کرن میں مختصر اشتہارات جواب عرض کیلئے استعمال کریں

آپکے دیئے گئے ان اشتہارات کا مضمون بے حد مختصر، واضح اور خوشخط انداز میں ہونا چاہئے اگر اشتہار کمرشل ہے تو اس کی فیس ۸۰۰ روپے ارسال کریں۔ ورنہ اشتہار ضائع کر دیا جائے گا..... ایڈیٹر

.....

.....

.....

نام ..... مکمل پتہ .....

.....

کرن کالم ملاقات کیلئے

جواب عرض

یہ کوپن کرن کے کالم "ملاقات" کیلئے کاٹ کر ارسال کریں

اور اس میں اپنا تعارف لکھ دیجئے۔ کوپن کے ساتھ کسی قسم کی کوئی فیس یا ڈاک ٹکٹ ارسال نہ کریں، کوپن کے بغیر آپ کا تعارف شائع نہیں کیا جائے۔

نام ..... عمر .....

مشغلے .....

مکمل پتہ .....

.....

.....

اس کوپن کے ساتھ اپنی ایک عدد تصویر ارسال کریں، ہم شائع کریں گے۔ ایڈیٹر

Digest.pk

کر بیٹھے رہیں جو کچھ بھی بھیجنا ہے لکھ کر بھیجیں ہم آپ کی تحریروں کو ضرور شائع کریں گے ہمارے پاس جو تحریریں پڑی ہوتی ہیں وہ اپنی باری پر سب لگتی ہیں ہر چیز باری آنے پر شائع ہوگی۔ تمام جواب عرض کے قارئین بلکہ پورا سٹاف ادارہ کی نصیحت پر عمل کریں۔ شکریہ

ادارہ جواب عرض

اسلام علیکم۔

کچھ عرصہ غائب رہنے کے بعد پھر جواب عرض پڑھنے کا شوق ہوا کچھ مجبوریاں تھیں جو اپنے پسندیدہ رسالہ جواب عرض سے دور رہا اور اب موقع ملا تو سیدھا اخبار فروش کے پاس گیا اور اپنا جواب عرض لے لیا اب کچھ جواب عرض میں ہمارا بھی حصہ ڈال دیجئے گا کچھ شعر وغیرہ بھیج رہا ہوں ان کو اپنی نگرانی میں شائع کر دینا بہت شکریہ

ملک پرویز اختر

اسلام علیکم۔ ایڈیٹر صاحب امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے بہت دیر کے بعد لیٹر لکھ رہا ہوں پھر سے چند اشعار بھیج رہا ہوں برائے مہربانی ہمیشہ کی طرح شائع ضرور کرنا آپ کا مشکور رہوں گا میں جواب عرض بہت ہی شوق سے پڑھتا ہوں اس سے مجھے بہت ہی پیار ہے اس کے تمام سلسلے اور کہانیاں مجھے بہت ہی پسند ہیں امید ہے کہ یہ رسالہ اسی طرح ترقی کرتا رہے گا۔

چاند بھٹی ڈوگرانوالی۔ چونڈہ

محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔ اسلام وعلیکم۔ کافی عرصہ ہوگیا ہے کہ میں جواب عرض کی محفل سے دور رہا ہوں کیونکہ میری صحت بہت ہی خراب ہوگئی تھی اور اب بھی کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ سب قارئین سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ پاک مجھے صحت کاملہ عطا فرمائے۔ میری طرف سے ایس فرام جھنگ سٹی کو چاہتوں بھرا اسلام قبول ہو۔

حسن رضا۔ رکن سٹی

محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔ اسلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ جواب کا تازہ شمارہ پڑھا بہت ہی پسند آیا۔ میں اس میں آج پھر ایک کہانی بھیج رہی ہوں امید ہے کہ آپ اسے جلد کسی قریبی شمارے میں شامل کریں گے۔ میری دعائیں اس رسالے کے ساتھ ہیں امید کرتی ہوں کہ یہ رسالہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔ میری کہانیاں شائع کرنے کا بہت شکریہ۔

ثمینہ بٹ۔ لاہور

محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔ اسلام وعلیکم۔ جواب عرض کا میں دیوانہ ہوں لیکن کچھ ایسی مجبوریوں میں گرار رہا ہے کہ اس میں کچھ بھی نہ لکھ سکا پتہ نہیں میرے ساتھی مجھے بھول گئے ہیں یا پھر ابھی میرا نام ان کو یاد ہے۔ بہرحال میں جلد ہی اپنی نئی شاعری کے ساتھ حاضر ہوں گا۔ باقی جواب عرض میں وہ مزا ہے جو کسی اور رسالے میں نہیں ہے۔

غلام رسول پریمی۔ گجن سنگھ والا۔

Digest.pk

جواب عرض کوپن

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے پیغام ہے، اس کا نام و مقام

نام ..... شہر .....

پیغام (شعر کی شکل میں)

.....

.....

.....

.....

بھیجنے والے کا نام و مقام

نام .....

شہر .....

ماہنامہ جواب عرض لاہور

یہ کوپن کاٹ کر اس پر شعر لکھ کر ہمیں ارسال کر دیں

نام _____ شہر _____ فون نمبر _____

مدلل بہترین شعر

_____

_____

مکمل پتہ _____

_____

Digest.pk